رسائلِ پیر جی

مرتب

پیر جی سید مشتاق علی شاہ

ناشر

پیر جی کتب خانہ

محلہ گوبند گڑھ گلی نمبر 8 مکان نمبر C/36 کالج روڈ گوجرانوالہ

pasbanehaq

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL.... https://t.me/pasbanehaq1

غیر مقلدیت پر بہترین 10 رسائل کا مجموعہ

رسائل پیر جی

مرتب

پیر جی سید مشتاق علی شاہ

ناشر

پیر جی کتب خانہ ۸ گوبند گڑھ کالج روڈ گوجرانوالہ

فون: 0333-8182910

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

جملہ حقوق بحق مصنف وناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	رسائل پیر جی
مرتب	سید مشتاق علی
صفحات	432
تعداد	500
تاریخ طبع اوّل	نومبر 2012ء
قیمت	400

ملنے کے پتے:۔

۱) پیر جی کتب خانہ	۸ گوبند گڑھ گوجرانوالہ
۲) مکتبہ الفرقان	اردو بازار گوجرانوالہ
۳) مکتبہ قاسمیہ	اردو بازار لاہور
۴) کتب خانہ مجیدیہ	ملتان
۵) مکتبہ رشیدیہ	نزد مقدس مسجد اردو بازار کراچی
۶) کتب خانہ رشیدیہ	راجہ بازار راولپنڈی
۷) مکتبہ رشیدیہ	سرکی روڈ کوئٹہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	
	عرض مرتب	
۱	فتاوی عالمگیری پر اعتراضات کے جوابات	
۲	ہم اہل سنت والجماعت کیوں ہیں	
۳	دلائل احناف	
۴	بہشتی زیور پر اعتراضات کے جوابات	
۵	سرور العینین فی تکبیرات العیدین	
۶	ننگے سر نماز غیر مقلد علماء کی نظر میں	
۷	جرابوں پر مسح غیر مقلد علماء کی نظر میں	
۸	مسائل اربعہ غیر مقلد علماء کی نظر میں	
۹	بیس رکعات تراویح کا ثبوت	
۱۰	فرض نماز کے بعد دعا کا ثبوت	

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

عرض مرتب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں اس لانے والے اور اسلام کی نشرواشاعت کرنے والے مسلمانوں میں اکثریت ایسے لوگوں کی تھی جو اہل سنت والجماعت حنفی مسلک سے تعلق رکھتے تھے۔ سلاطین بھی اکثر وبیشتر حنفی ہی تھے۔ اسی لئے کئی صدیوں تک یہاں پر اسلامی قانون کی حیثیت سے سرکاری طور پر فقہ حنفی نافذ رہی، جس کی وجہ سے قاضی اور مفتی بھی حنفی علماء میں سے ہی ہوتے رہے۔ فقہ حنفی کے مطابق ہی تمام احکامات جاری ہوتے، فقہائے احناف کی تعلیمات کی روشنی میں قرآن وسنت پر عمل کرنے میں کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں تھا۔ فقہاء کے فتاوی کے کئی مجموعے شائع ہوئے اور سب سے بڑا اور مشہور مجموعہ فتاوی عالمگیری کے نام سے مرتب ہوا۔ ہماری اس بات کی تائید غیر مقلدین کے چودھویں صدی کے مجدد حضرت مولانا سید نواب صدیق حسن خان صاحب بھوپالی بھی فرماتے ہیں۔

نواب صاحب لکھتے ہیں:۔

"خلاصۂ حال ہندوستان کے مسلمانوں کا یہ ہے کہ جب سے یہاں اسلام آیا ہے چونکہ اکثر لوگ بادشاہوں کے طریقہ اور مذہب کو پسند کرتے ہیں اس وقت سے آج تک یہ لوگ حنفی مذہب پر قائم رہے اور ہیں اور اسی مذہب کے عالم اور فاضل، قاضی اور مفتی اور حاکم ہوتے رہے ہیں۔"

(ترجمان وہابیہ صفحہ 10 مطبع محمدی لاہور)

نواب صاحب کی یہ بات سو فیصد درست ہے جو شخص بھی برصغیر کی تاریخ کا مطالعہ کرے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

گا وہ اسی نتیجہ پر پہنچے گا۔

چنانچہ جب سے ہندوستان میں اسلام آیا اس وقت سے لے کر بارہویں صدی ہجری تک تقریباً سب لوگ ہی سنی حنفی عقیدہ اور نظریہ والے تھے۔ ان لوگوں نے قرآن وسنت کی اشاعت ہر موقعہ پر اور ہر طریقہ سے سرانجام دی۔ وعظ وتذکیر، درس وتدریس، تصنیف و تالیف، مدارس اسلامیہ کا قیام، خانقاہوں کا قیام، علماء نے اپنے شاگردوں کے ذریعہ اور صوفیاء نے اپنے خلفاء کے ذریعہ سے شہر شہر قریہ قریہ قرآن وسنت کا پیغام پورے ہندوستان میں پھیلایا اور اس کام کو سرانجام دینے میں بڑی سے بڑی قربانی سے بھی دریغ نہیں کیا۔ ہر شخص نے اپنے اپنے زمانہ میں قرآن وسنت کی خدمات انجام دیں۔ یہاں تک کہ دسویں اور گیارہویں صدی میں شیخ احمد سرہندی حضرت مجدد الف ثانی حنفی المتوفی ۱۰۳۴ھ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے خاندان نے دین اسلام کی سربلندی کے لئے بے پناہ خدمات سرانجام دیں۔

اسی طرح آپ کے معاصر شیخ عبدالحق محدث دہلوی حنفی المتوفی ۱۰۵۲ھ نے علم حدیث کی ترویج میں بہت حصہ لیا، یہ دونوں خاندان حنفی تھے۔ بارہویں صدی کی مشہور شخصیت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے چاروں بیٹے بھی سنی حنفی تھے۔ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے بعد آپ کے جانشین شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ہوئے اور شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین آپ کے نواسے اور شاگرد شاہ محمد اسحٰق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہوئے۔ شاہ محمد اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ بھی پکے سنی حنفی تھے۔ جیسا کہ ان کی کتابوں مائۃ مسائل اور مسائل اربعین سے ظاہر ہے۔

شاہ اسحٰق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں کچھ لوگ ہندوستان میں ایسے بھی پیدا ہو گئے تھے جو آئمہ اربعہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیقات سے آزاد ہو کر اپنی تحقیق پر عمل کرنے لگے اور منسوخ اور مطروق روایات جو محدثین اور فقہاء نے تحقیق کر کے کسی نہ کسی علت کی وجہ سے چھوڑی تھیں ان پر احناف کی ضد

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

میں عمل کرنا شروع کر دیا اور اس کا نام عمل بالحدیث رکھا اور آئمہ اربعہ اور ان کے مسلک و مذہب میں کیڑے نکالنے لگے۔ خاص کر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور فقہ حنفی کے خلاف سب سے زیادہ زہر اُگلنا شروع کیا اور ایسی کتابیں شائع کیں جن کو پڑھ کر لوگ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور فقہ حنفی سے نفرت کرنے لگیں۔ جب ایسی صورتحال سنی حنفی علماء کے سامنے آئی تو انہوں نے بھی تحریر کا انداز بدلہ اور وہ مسائل جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث کے خلاف ہیں ان مسائل کو احادیث مبارکہ سے ثابت کیا اور مستقل طور پر حدیث کی ایسی کتابیں اور شروحات شائع ہونے لگیں جن میں ایسے لوگوں کے شبہات کو سامنے رکھ کر ان کا رد بھی ساتھ ساتھ ہونے لگا اور ساتھ ساتھ اس نئے فرقہ سے لوگوں کو آگاہ کرنے کے لئے بھی علماء نے کوششیں کیں اور اس دور کے جید علماء سے فتوے حاصل کئے۔ جن میں سے کچھ کے نام یہ ہیں۔

(۱) خود شاہ محمد اسحٰق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان کے خلاف فتویٰ دیا جو فتوی علماء دہلی مع چھبیس (۲۶) مواہیر و بعض نشانی کے نام سے شائع ہوا۔

(۲) انتظام المساجد باخراج اہل الفتن والمفاسد

یہ فتویٰ لدھیانہ کے مشہور عالم دین اور مفتی محمد بن عبدالقادر لدھیانوی نے دیا تھا اور اسی خاندان نے سب سے پہلے مرزا غلام احمد قادیانی کی تکفیر کا فتویٰ بھی دیا تھا۔

(۳) فتویٰ جامع الشواہد فی اخراج الوہابین عن المساجد

یہ فتویٰ مولانا مفتی وصی احمد سورتی نے دیا تھا

اس کے علاوہ غیر مقلدین نے جن مسائل کے بارے میں بہت زیادہ شور کر رکھا تھا اور بار بار سوال جواب ہو رہے تھے ان کے متعلق ایک کتاب مولانا محمد وجیہ کلکتوی صدر مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ، استاذ محترم مولانا احمد علی سہارنپوری نے نظام الاسلام کے نام سے شائع کی۔ اس میں ایسے پچیس مسائل کو سوال جواب کی شکل میں پیش کیا۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

شاہ اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ کے بعد آپ کے شاگردوں اور دیگر علماء اہل سنت نے اس فرقہ کے شبہات کے جوابات دیئے۔ اس فرقہ کا سب سے بڑا مغالطہ یہ ہے کہ فقہ حنفی قرآن وحدیث کے خلاف ہے اور دوسرا مغالطہ یہ ہے کہ حنفی جس امام کی تقلید کرتے ہیں وہ آدمی ٹھیک نہیں ہے۔ جب آدمی ہی ٹھیک نہیں تو ایسے شخص کی تقلید کرنے کا کیا فائدہ، پھر تقلید کرنی بھی حرام ہے۔ ان تینوں باتوں کو ثابت کرنے کے لئے اس فرقہ نے کئی کتابیں شائع کیں۔

دوسری طرف علماء اہل سنت والجماعت نے فقہ حنفی کے مسائل کو مدلّل اور بحوالہ طور پر شائع کرنا شروع کیا اور پہلی طرزِ تحریر کو ترک کرتے گئے۔

مولانا احمد علی سہارنپوری حنفی نے بخاری شریف، ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف کے حواشی تحریر فرمائے۔ مولانا عبدالغنی مجددی حنفی نے سنن ابن ماجہ کا حاشیہ لکھا۔ مولانا شیخ محمد تھانوی نے سنن نسائی کا حاشیہ تحریر فرمایا۔ مولانا اشفاق الرحمٰن کاندھلوی نے سنن نسائی اور موطا امام مالک کے حواشی لکھے۔ علامہ عبدالحی لکھنوی نے موطا امام محمد کا حاشیہ لکھا، مولانا وصی احمد سورتی نے طحاوی شریف کا حاشیہ لکھا، مولانا فخرالحسن گنگوہی نے ابوداؤد شریف کا حاشیہ لکھا۔ ان حواشی کے علاوہ علماء احناف نے کتب احادیث کی بڑی بڑی شروحات بھی لکھیں، مولانا رشید احمد محدث گنگوہی نے بخاری کی شرح لامع الدراری ترمذی کی شرح الکوکب الدری، علامہ انور شاہ کشمیری کی فیض الباری شرح صحیح بخاری العرف الشذی شرح جامع ترمذی، مولانا صدیق صاحب کی انوار المحمود شرح ابوداؤد، مولانا خلیل احمد سہارنپوری کی بذل المجہود شرح ابوداؤد، مولانا محمد زکریا کاندھلوی کی اوجز المسالک شرح موطا امام مالک، مولانا محمد حسن سنبھلی کی مسند امام اعظم کی شرح، علامہ محمد یوسف بنوری کی معارف السنن شرح ترمذی، مولانا محمد یوسف کاندھلوی کی امانی الاحبار شرح معانی الاثار، مولانا محمد ادریس کاندھلوی کی التعلیق الصبیح شرح مشکوۃ المصابیح، مولانا اشفاق الرحمٰن

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کاندھلوی کی اطیب الشذی شرح ترمذی وغیرہ ایسی کتابیں ہیں جو پوری دنیا میں شہرت رکھتی ہیں اور خدمات حدیث مین ان کا بہت بڑا مقام ہے۔ عربی کے علاوہ اردو زبان میں بھی بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے۔

حدیث کی ان شروحات میں ثابت کیا گیا ہے کہ فقہ حنفی کا کوئی بھی مفتیٰ بہ مسئلہ ایسا نہیں ہے جو قرآن وحدیث کے خلاف ہو۔ دوسرا طریقہ علماء اہل سنت نے یہ اختیار کیا کہ مستقل ایسی احادیث کے مجموعہ بھی تیار کرنے چاہیں، جن کو علماء احناف نے بنیاد بنا کر کسی مسئلہ کا استنباط کیا ہو۔

اس موضوع پر بھی کئی کتابیں لکھی گئیں مثلاً

(۱) آثار السنن تالیف علامہ ظہیر احسن شوق نیموی

(۲) اعلاء السنن ۲۲ جلدیں علامہ ظفر احمد عثمانی

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف اس فرقہ کی طرف سے الجرح علی ابی حنیفہ لکھی گئی، اس کے علاوہ بھی اور بہت سی کتابیں ایسی موجود ہیں جن میں امام ابوحنیفہ کے خلاف غلط قسم کی باتیں اس فرقہ کے علماء نے لکھی ہیں۔

جب اس قسم کی کتابیں ہندوستان میں شائع ہوئی تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے دفاع میں علماء احناف نے بھی قلم اٹھایا اور امام صاحب کا احسن طریقہ سے دفاع کیا اور اس فرقہ کے شبہات کے جوابات دیئے۔

مولانا محمد احسن سنبھلی نے اجوبۃ اللطیفہ، مفتی مہدی حسن نے کشف الغمہ، مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ نے مقام ابی حنیفہ شائع فرمائیں۔ اسی طرح جب تقلید کو حرام اور مقلدین کو مشرک قرار دیا گیا تو علماء حق نے تقلید کے مسئلہ کو واضح کرنے کے لئے کتابیں شائع کیں اور تقلید جائز اور ناجائز حرام اور حلال کا فرق بتایا۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ان تین بنیادی مسائل کے علاوہ بھی بہت سے مسائل پر دونوں طرف سے کتابیں لکھی گئیں اور لکھی جارہی ہیں جن میں سے بعض کتابوں کے نام ہم اس مضمون کے آخر میں دے رہے ہیں، مگر برصغیر کی تاریخ کا مطالعہ رکھنے والے حضرات بخوبی جانتے ہیں کہ ہر مسئلہ میں پہل اس فرقہ کی طرف سے ہی ہوتی ہے، علماء اہل سنت دفاع کرتے ہیں۔

ہم نے بھی ایسے کئی مجموعہ مرتب کر کے شائع کئے ہیں جن میں علماء اہل سنت کے رسائل کو جمع کیا گیا ہے۔ مثلاً

(۱) امام ابوحنیفہ پر اعتراضات کے جوابات

اس میں چار رسالے جمع کئے گئے ہیں

(۲) فقہ حنفی پر اعتراضات کے جوابات

اس میں آٹھ رسالے جمع کئے گئے ہیں

(۳) رسائل پیر جی

اس مجموعہ میں احقر کے مختلف اوقات میں لکھے گئے دس رسائل جمع کئے گئے ہیں جو پہلی بار یکجا شائع ہو رہے ہیں، رسائل کی تفصیل کتاب کی پشت پر درج ہے۔

(۴) حقائق الفقہ بجواب حقیقت الفقہ

یہ کتاب بھی احقر نے علمائے اہل سنت کی مختلف کتابوں سے چُن چُن کر تیار کی ہے۔

(۵) آفتاب محمدی بجواب شمع محمدی

ہدایہ کے مسائل کو قرآن و حدیث کے خلاف ثابت کرنے کے لئے شمع محمدی لکھی گئی تھی۔ آفتاب محمدی اس کا جواب ہے اور شمع محمدی کے علاوہ اور بہت سی کتابیں جو اس موضوع پر لکھی گئی ہیں ان کا جواب بھی ساتھ ساتھ دیا گیا ہے۔ یہ کتاب بھی اکابر اہل سنت کی مختلف کتابوں سے استفادہ کر کے تیار کی ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ضروری اعلان

احقر کا ایمان عقیدہ اور نظریہ یہ ہے کہ قرآن وسنت کے خلاف کسی کی بات قابل قبول نہیں ہے، اگر بالفرض کسی شخص کی کتاب میں یا ہماری کسی کتاب میں کوئی بات بظاہر ایسی نظر آئے جو قرآن یا سنت کے خلاف ہو تو ہم اس سے بری ہیں کیوں کہ وہ ہمارے عقیدے اور نظریہ کے خلاف ہے، اگر کتابت وغیرہ کی غلطی یا ویسے کوئی غلط بات نظر آئے تو احقر کو اطلاع کریں، انشاء اللہ آئندہ ایڈیشن میں درست کردی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن وسنت کی صحیح طریقہ سے اتباع کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

سید مشتاق علی شاہ

---

(۱) مسئلہ تقلید پر کتب

(۱) فتوی شاہ اسحاق محدث دہلوی حنفی (نواسہ وجانشین شاہ عبد العزیز محدث دہلوی حنفی)۔
(۲) فتوی مولانا عبد الخالق دہلوی حنفی (استاذ وخسر میاں نذیر حسین محدث دہلوی غیر مقلد)۔
(۳) نظام الاسلام مولانا محمد وجیہ کلکتوی صدر مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ وخلیفہ سید احمد شہید

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بریلوی۔

(۴) تنبیہ الضالین وہدایت الصالحین مسئلہ تقلید کے اثبات پر علمائے ہند وحرمین شریفین کے فتووں کا مجموعہ مرتب۔ مولانا عنایت علی دہلوی۔

(۵) تنویر الحق۔ نواب قطب الدین محدث دہلوی۔

(۶) توفیر الحق۔ نواب قطب الدین محدث دہلوی۔

(۷) تحفۃ العرب والعجم۔ نواب قطب الدین محدث دہلوی۔

(۸) مدار الحق بجواب معیار الحق۔ مولانا محمد شاہ پنجابی۔

(۹) انتصار الحق فی اکسا واباطیل معیار الحق۔ مولانا ارشاد حسین محدث رامپوری۔

(۱۰) تنقید فی بیان التقلید۔ مولانا سدید الدین خان دہلوی بن مولانا رشید الدین خان دہلوی۔

(۱۱) سبیل الرشاد۔ مولانا رشید احمد محدث گنگوہی۔

(۱۲) ادلہ کاملہ شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی یہ رسالہ مولانا محمد حسین بٹالوی غیر مقلد کے دس سوالوں کے جوابات پر مشتمل ہے۔

(۱۳) ایضاح الادلہ شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی یہ مصباح الادلہ کا جواب ہے (مصباح الادلہ، ادلہ کاملہ کے جواب میں لکھی گئی تھی۔

(۱۴) اوشحۃ الجید فی اثبات التقلید۔ مولانا محمد ظہیر احسن شوق نیموی (صاحب آثار السنن)۔

(۱۵) فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین۔ مولانا منصور علی خان مراد آبادی (شاگرد مولانا محمد قاسم نانوتوی) (یہ ظفر المبین فی مغالطات المقلدین کا جواب ہے بہت ہی اچھی کتاب ہے میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی سے شائع ہوئی ہے)۔

(۱۶) نصر المقلدین۔ مولانا حافظ احمد علی بٹالوی یہ بھی ظفر المبین کا جواب ہے اس میں مسئلہ تقلید پر مفصل روشنی ڈالی گئی ہے تقلید کی تردید میں جو بات بھی صاحب ظفر المبین نے نقل کی ہے اس کو نقل کرکے اسکا مفصل جواب دیتے ہیں۔

(۱۷) الاقتصاد فی بحث التقلید والاجتہاد۔ حکیم الامت مجدد دین ملت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی۔

(۱۸) حفظ الرحمٰن لمذہب النعمان۔ مجاہد ملت حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی امام شاہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ولی اللہ محدث دہلوی اور شاہ اسماعیل شہید کی بعض عبارات کو غیر مقلدین قطع و برید کرکے ان سے ترک تقلید ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اس کتاب میں ایسی تمام عبارات کا حل پیش کیا گیا ہے یہ کتاب ۴۷ سال کے بعد ادارہ نشرو اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ نے شائع کی ہے مسئلہ تقلید کے علاوہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا' رفع یدین' قراۃ خلف الامام' آمین' نکاح بالمحارم میں حد یا تعزیر پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

(۱۹) تقلید شخصی۔ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب۔

(۲۰) تقلید ائمہ اور مقام ابو حنیفہ۔ مولانا محمد اسماعیل سنبھلی۔

(۲۱) الکلام المفید فی اثبات التقلید۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر۔

(۲۲) تقلید کی شرعی حیثیت۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی۔

(۲۳) تقلید ائمہ کا مسئلہ۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی۔

(۲۴) تحقیق مسئلہ تقلید۔ مناظر اسلام حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی۔

(۲۵) خیر التنقید فی سیر التقلید۔ مولانا خیر محمد جالندھری۔

(۲۶) اجتہاد اور تقلید۔ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب۔

(۲۷) السھم الحدید فی نحر العنید بجواب نتائج التقلید۔ مولانا سید امین الحق صاحب۔

(۲۸) الکلام الفرید فی التزام التقلید۔ مولانا اشرف علی تھانوی۔

(۲۹) تنقیح التنقید۔ مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوری۔

(۳۰) خیر البراہین فی رد غیر مقلدین۔ مولانا خیر محمد جالندھری۔

(۳۱) رسالہ تقلید و اجتہاد۔ مولانا محمد ادریس کاندھلوی۔

(۳۲) ترک تقلید کے بھیانک نتائج۔ مولانا بشیر احمد قادری۔

ان کے علاوہ مسئلہ تقلید پر اور بہت سی کتابیں موجود ہیں مسئلہ تقلید کو سمجھنے کے لیے ان سب میں ۲۱ اور ۲۲ نمبر کتاب بہت اچھی ہے۔

(۲) مسئلہ قراۃ خلف الامام پر کتب

(۱) تنقیح الکلام۔ مولانا محمد ہاشم سندھی۔

(۲) دلیل القوی علی ترک قراۃ المقتدی۔ مولانا احمد علی محدث سہارنپوری۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

(۳) ھدیۃ المعتدی فی قراۃ المقتدی ۔ مولانا رشید احمد محدث گنگوہی ۔

(۴) توثیق الکلام فی انصات خلف الامام ۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی ۔

(۵) الدلیل المحکم ۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی ۔

(۶) فصل الخطاب فی مسئلہ ام الکتاب ۔ علامہ سید محمد انور شاہ محدث کشمیری ۔

(۷) خاتمۃ الخطاب ۔ علامہ انور شاہ محدث کشمیری ۔

(۸) فاتحۃ الکلام ۔ علامہ ظفر احمد عثمانی ۔

(۹) الدلیل المبین علی ترک القراۃ للمقتدین ۔ مولانا احمد حسن فیض پوری ۔

(۱۰) الفرقان فی قراۃ ام القرآن ۔ مولانا محمد ناظر حسن نقشبندی میرٹھی ۔

(۱۱) اظہار الحق ۔ مولانا عبد العزیز سہالوی محدث گوجرانوالہ ۔

(۱۲) کیفیت مناظرہ تحریری ۔ مولانا عبد العزیز سہالوی محدث گوجرانوالہ ۔

(۱۳) احسن الکلام فی ترک قراۃ خلف الامام ۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر ۔

(۱۴) اطیب الکلام ۔ علامہ زاہد الراشدی ۔

(۱۵) خاتمۃ الکلام ۔ مولانا فقیر اللہ ماموں کانجن ۔

(۱۶) تدقیق الکلام ۔ حضرت مولانا عبد القدیر محدث کیمل پوری ۔

(۱۷) تحقیق مسئلہ قراۃ خلف الامام ۔ مولانا بشیر احمد قادری ۔

(۱۸) فاتحہ خلف الامام ۔ مولانا حبیب الرحمٰن کاندھلوی بن مولانا اشفاق الرحمٰن کاندھلوی ان کے پہلے نظریات صحیح تھے بعد میں منکر حدیث ہو گئے تھے ۔

(۱۹) تحقیق مسئلہ فاتحہ خلف الامام ۔ مولانا عبد الرشید کشمیری مدرس جامعہ مدنیہ لاہور ۔

(۲۰) قراۃ خلف الامام پر تحریری مناظرہ ۔ مولانا حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی ۔

(۳) مسئلہ رفع یدین پر کتب

(۱) کشف الرین عربی ۔ مولانا محمد ہاشم سندھی ۔ ترجمہ مولانا حافظ عزیز الرحمٰن ایم اے ایل ایل بی ۔

(۲) نیل الفرقدین عربی ۔ علامہ انور شاہ محدث کشمیری ۔

(۳) بسط الیدین عربی ۔ علامہ انور شاہ محدث کشمیری ۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

(۴) جلاء العینین اردو۔ مولانا ظہیر احسن شوق نیموی۔

(۵) ضیاء العینین اردو۔ مولانا ظہیر احسن شوق نیموی۔

(٦) رد الرد۔ مولانا ظہیر احسن شوق نیموی۔

(۷) نوار العینین اردو۔ مولانا اشفاق الرحمٰن کاندھلوی۔

(۸) ازالۃ الرین اردو۔ مولانا قاضی نور محمد قلعہ دیدار سنگھ۔

(۹) نور الصباح اردو۔ مولانا محمد حبیب اللہ ڈیروی۔

(۱۰) تحقیق مسئلہ رفع یدین۔ مناظر اسلام مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی۔

(۱۱) اسوہ سرور کونین فی ترک رفع یدین۔ مناظر اسلام مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی۔

(۱۲) غیر مقلدین اور مسئلہ رفع یدین۔ مناظر اسلام محمد امین صفدر اوکاڑوی۔

(۱۳) تحقیق حدیث فما زالت تلک صلوٰۃ لقی اللہ تعالیٰ۔ مناظر اسلام محمد امین صفدر اوکاڑوی

(۱۴) پیر بدیع الدین شاہ راشدی سے رفع یدین پر تحریری گفتگو۔ مناظر اسلام محمد امین صفدر اوکاڑوی۔

(۱۵) الرسائل فی تحقیق المسائل کا مختصر علمی جائزہ۔ مناظر اسلام محمد امین صفدر اوکاڑوی۔

(۱٦) مباحثہ رفع یدین۔ مناظر اسلام محمد امین صفدر اوکاڑوی۔

(۱۷) اصح القولین فی تحقیق رفع یدین۔ محمد اجمل خان۔

(۱۸) احادیث سید الکونین فی ترک رفع یدین۔ مولانا ابوطاہر غلام علی اعوان۔

(۱۹) سنت رسول الثقلین فی ترک رفع یدین۔ مولانا عبد الرشید کشمیری۔

(۲۰) مسئلہ رفع یدین پر انعام یافتہ تحریری مناظرہ۔ مولانا حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی۔

(۲۱) ترویح العینین فی مسئلہ رفع الیدین۔ مولانا محمد احسن محدث فیض پوری۔

(۴) مسئلہ تراویح پر کتب

(۱) مصابیح التراویح۔ حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی۔

(۲) الحق الصریح فی اثبات التراویح۔ حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی۔

(۳) الرای النجیح فی عدد رکعات تراویح۔ امام الربانی حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوہی۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

(۴) الحق الصریح فی اثبات التراویح ۔ امام الربانی حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوہی ۔
(۵) رکعات تراویح ۔ مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی ۔
(۶) رکعات تراویح جدید مذیل بردّ انوار المصابیح ۲ جلدیں ۔ مولانا عبد الباری قاسمی ۔
(۷) نتائج ترجمہ رسالہ تراویح ۔ مترجم مولانا محمد سرفراز خان صفدر ۔
(۸) تحقیق مسئلہ تراویح ۔ مولانا محمد امین صفدر ۔
(۹) بالتوضیح عن رکعات تراویح ۔ ابوالقاسم محمد رفیق دلاوری ۔
(۱۰) فتح الرحمٰن فی عدد قیام رمضان ۔ مولانا محمد حسین نیلوی ۔
(۱۱) ترویحات خمسہ ۔ مولانا میر محمد ربانی ۔
(۱۲) خیر البیان فی عدد قیام رمضان ۔ مولانا بشیر احمد ۔
(۱۳) خیر المصابیح فی عدد رکعات تراویح ۔ مولانا خیر محمد جالندھری ۔
(۱۴) تنبیہہ الحیران علی مغالطات صاحب البرہان ۔ مولانا نور احمد چشتی ۔
(۱۵) مسنون نماز تراویح ۔ مولانا امین صفدر ۔
(۱۶) القول الفصیح فی عدد رکعات تراویح ۔ مولانا قاضی شمس الدین ۔
(۱۷) القول الصحیح فی عدد رکعات تراویح ۔ مولانا قاضی شمس الدین ۔
(۱۸) بیس رکعات تراویح کا احادیث سے ثبوت ۔ پیرجی سید مشتاق علی شاہ ابدالی ۔
(۱۹) بیس تراویح ۔ مولانا حاجی محمد فیاض خان سواتی ۔

(۵) مسئلہ طلاق ثلاثہ پر کتب

(۱) عمدۃ الابحاث ۔ مولانا فقیر محمد جہلمی ۔
(۲) الاعلام المرفوعۃ فی حکم الطلقات المجموعۃ ۔ مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی ۔
(۳) ازھار المرفوعہ ۔ مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی ۔
(۴) عمدۃ الاثاث ۔ مولانا محمد سرفراز خان صفدر ۔
(۵) اکھٹی تین طلاق کا شرعی حکم ۔ مولانا محمد فقیر اللہ ماموں کانجن ۔
(۶) تین طلاق قرآن وسنت کی روشنی میں ۔ مفتی عبد الستار خیر المدارس ملتان ۔
(۷) تین طلاقوں کا ثبوت ۔ مولانا شہاب الدین ندوی ۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

٦) مسئلہ وضع الیدین تحت السرۃ

۱) الدرۃ الغرۃ فی وضع الیدین تحت السرہ۔ مولانا محمد ظہیر احسن شوق نیموی۔
(۲) نماز میں ہاتھ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا۔ مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی۔
(۳) نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا ثبوت۔ مولانا حاجی محمد فیاض خان سواتی۔

(۷) مسئلہ آمین

(۱) حبل المتین فی الاخفاء التامین۔ مولانا محمد ظہیر احسن شوق نیموی۔
(۲) بلاغ المبین فی الاخفاء التامین۔ مولانا محمد شاہ پنجابی۔
(۳) اظہار التحسین فی الخفاء التامین۔ مولانا حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی۔
(۴) تحقیق مسئلہ آمین۔ مولانا محمد امین صفدر۔
(۵) فوز المبین بالاخفاء بالتامین۔ مولانا محمد حسن فیض پوری۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

فتاویٰ عالمگیری

پر

اعتراضات کے جوابات

اس رسالہ میں مفتی محمد عبید اللہ خان عفیف صاحب غیر مقلد کے رسالہ ''فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر'' کا جواب دیا گیا ہے

مرتب

پیر جی سید مشتاق علی شاہ

پیر جی کتب خانہ
محلہ گوبند گڑھ گلی نمبر 8 مکان نمبر C/36 کالج روڈ گوجرانوالہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

جملہ حقوق بحق ناشر و مرتب محفوظ ہیں

نام کتاب ــــــــــــ فتاویٰ عالمگیری پر اعتراضات کے جوابات

مرتب ــــــــــــ سید مشتاق علی شاہ

کمپوزنگ وڈیزائننگ ــــــــــــ ایمان گرافکس 0300 5757044

صفحات ــــــــــــ 120

تعداد ــــــــــــ 500/-

تاریخ طبع اول ــــــــــــ اپریل 2011ء

ملنے کے پتے

(۱) .... پیر جی کتب خانہ، ۸ گوبند گڑھ گوجرانوالہ

(۲) .... مکتبہ الفرقان، اردو بازار گوجرانوالہ

(۳) والی کتاب گھر، اردو بازار گوجرانوالہ

(۴) مکتبہ قاسمیہ، اردو بازار لاہور

(۵) کتب خانہ مجیدیہ، ملتان

(۶) مکتبہ رشیدیہ، نزد مقدس مسجد اردو بازار کراچی

(۷) کتب خانہ رشیدیہ، راجہ بازار راولپنڈی

(۸) مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ کوئٹہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ
عرض مرتب	8
اعتراض نمبر۱	10
سر کے مسح کا انکار	10
اعتراض نمبر۲	13
کھجور کے شیرہ سے وضو جائز ہے	13
اعتراض نمبر۳	14
نشہ آور شراب کے ساتھ وضو جائز	14
اعتراض نمبر۴	15
جانور کے ساتھ بدفعلی کرنے سے جب تک انزال نہ ہو غسل نہیں	15
اعتراض نمبر۵	18
مردہ عورت کے ساتھ بدفعلی کرنے سے بھی بغیر انزال غسل نہیں	18
اعتراض نمبر۶	18
نابالغ لڑکی سے جماع کرنے سے بھی بغیر انزال غسل نہیں	18
اعتراض نمبر۷	20
عضو پر کپڑا لپیٹ کر دخول پر غسل نہیں	20
اعتراض نمبر۸	21
شبہ کی وجہ سے حد کا ساقط ہونا	21
اعتراض نمبر۹ تا ۳۲	23
دباغت دینے سے کھال پاک ہوجاتی ہے	23
اعتراض نمبر۳۳	32
ذبح کرنے سے بھی کھال پاک ہوجاتی ہے	32
اعتراض نمبر۳۴	35
کتا نجس عین نہیں	35
اعتراض نمبر۳۵	37
صاف چکنے پتھر پر تیمم جائز ہے	37
اعتراض نمبر۳۶	39
ایک مثقال نجاست کی چھوٹ	39
اعتراض نمبر۳۷	43
پلید انگلی چاٹنے سے پاک	43
اعتراض نمبر۳۸	43
پلید چھری چاٹنے سے پاک	43

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
اعتراض نمبر ۳۹	44	اعتراض نمبر ۴۷	50
پلید کپڑا چاٹنے سے پاک	44	اللہ اکبر کی جگہ اللہ اکبر کہنا	50
اعتراض نمبر ۴۰	45	اعتراض نمبر ۴۸	50
کتے کے بالوں کا ازار بند استعمال کریں	45	اللہ اکبر کی جگہ خدا بزرگ تر کہنا	50
اعتراض نمبر ۴۱	47	اعتراض نمبر ۴۹	50
تکبیر کہتے وقت اللہ اکبر کی جگہ کوئی اور لفظ استعمال کرنا جائز ہے	47	جب عربی میں کہہ سکتا ہو تو فارسی میں کہنی مکروہ ہے	50
اعتراض نمبر ۴۲	48	اعتراض نمبر ۵۰	51
اگر نماز کو سبحان اللہ سے شروع کیا تو صحیح ہے	48	فارسی زبان میں صرف تکبیر ہی نہیں بلکہ اور کچھ بھی	51
اعتراض نمبر ۴۳	48	اعتراض نمبر ۵۱	51
اللہ کے ناموں سے جو نام تعظیم کے واسطے ہیں ان سے نماز شروع کرنا جائز ہے	48	صرف فارسی ہی میں نہیں	51
اعتراض نمبر ۴۴	49	اعتراض نمبر ۵۲	54
الحمد للہ سے نماز شروع کرنا جائز ہے	49	عورت کی شرمگاہ دیکھنے سے نماز نہیں ٹوٹتی	54
اعتراض نمبر ۴۵	49	اعتراض نمبر ۵۳	55
اللہ اکبر کی جگہ اللہ اجل کہنا	49	فقہ حنفی میں امام کی شرائط	55
اعتراض نمبر ۴۶	49	اعتراض نمبر ۵۴	57
اللہ اکبر کی جگہ اللھم کہنا	49	وطی سے حرمت مصاہرہ ثابت نہیں ہوتی	57
		اعتراض نمبر ۵۵	57
		شراب مہر میں	57

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

عنوان	صفحہ
اعتراض نمبر ۵۶	**57**
خنزیر مہر میں	57
اعتراض نمبر ۵۷	**59**
زانی کے انکار سے دونوں پر حد واجب نہیں	59
اعتراض نمبر ۵۸	**60**
بے حسی کا شاہکار	60
اعتراض نمبر ۵۹	**61**
شہادت کے بعد اور اقرار کے بعد انکار پر حد کی چھوٹ	61
اعتراض نمبر ۶۰	**62**
پاگل جوان سے زنا کرنے والی کو حد کی چھوٹ	62
اعتراض نمبر ۶۱	**63**
بچے کے ساتھ زنا کرنے والی کو حد کی چھوٹ	63
اعتراض نمبر ۶۲	**64**
حد کی چھوٹ کی ایک معصوم صورت	64
اعتراض نمبر ۶۳	**71**
عورت کہتی ہے زنا کیا، مرد کہتا ہے نکاح کیا تو دونوں پر حد نہیں	71
اعتراض نمبر ۶۴	**72**
آزاد عورت سے زنا پر حد کی چھوٹ	72
اعتراض نمبر ۶۵	**73**
محرمات ابدیہ سے نکاح کے بعد حد کی چھوٹ	73
اعتراض نمبر ۶۶	**74**
شبہ در محل میں حد نہیں	74
اعتراض نمبر ۶۷	**75**
کرائے کی عورت سے زنا پر حد نہیں	75
اعتراض نمبر ۶۸	**76**
متعہ کی حرمت مشتبہ ہے	76
اعتراض نمبر ۶۹	**77**
زنا کی خرچی دینے سے حد کی چھوٹ	77
اعتراض نمبر ۷۰	**78**
دار الحرب میں زنا پر حد کی چھوٹ	78
اعتراض نمبر ۷۱	**78**
بچے سے زنا پر حد نہیں	78
اعتراض نمبر ۷۲	**78**
پاگل سے زنا پر حد نہیں	78

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

عنوان	صفحہ
اعتراض نمبر۷۳	79
بچی کے ساتھ منہ کالا کرنے پر حد کی چھوٹ	79
اعتراض نمبر۷۴	80
سوئے ہوئے مرد سے عورت زنا کرے تو حد کی چھوٹ	80
اعتراض نمبر۷۵	81
مردہ عورت سے زنا پر حد کی چھوٹ	81
اعتراض نمبر۷۶	81
عورت اور بچے سے غیر وضع فطری عمل	81
اعتراض نمبر۷۷	82
آزاد عورت کو خریدے پھر اس سے زنا کرے تو حد نہیں	82
اعتراض نمبر۷۸	83
چھینی ہوئی لونڈی سے زنا پر حد نہیں	83
اعتراض نمبر۷۹	84
مالک کہے میں نے لونڈی نہیں بیچی تب بھی حد نہیں	84
اعتراض نمبر۸۰	84
بادشاہ زنا کرلے تو اس پر حد نہیں	84
اعتراض نمبر۸۱	85
فقہ حنفی میں زنا کی چھوٹ	85
اعتراض نمبر۸۲	87
فقہ حنفی میں زنا کی حد معاف	87
اعتراض نمبر۸۳	87
عورت کی رضامندی سے زنا کی حد معاف	87
اعتراض نمبر۸۴	88
شراب کی بدبو چلی جانے سے حد کی چھوٹ	88
اعتراض نمبر۸۵	89
شرعی گواہی کے باوجود حد کی چھوٹ	89
اعتراض نمبر۸۶	90
شراب کا سرکہ بنانا جائز	90
اعتراض نمبر۸۷	92
شراب کھانے پر حد کی چھوٹ	92
اعتراض نمبر۸۸	92
شراب کے نو پیالوں پر حد نہیں	92
اعتراض نمبر۸۹	95
چوری کے اقرار سے منحرف کرنا مستحب ہے	95

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

عنوان	صفحہ
اعتراض نمبر ۹۰	**96**
حاکم منحرف ہونے کا مشورہ دے	96
اعتراض نمبر ۹۱	**97**
اقرار کے بعد بھاگ جائے تو تعاقب ختم	97
اعتراض نمبر ۹۲	**98**
دس درہم سے کم کی چوری پر ہاتھ کاٹنا	98
اعتراض نمبر ۹۳	**103**
جھوٹی گواہی پر قاضی کے فیصلہ کا حکم	103
اعتراض نمبر ۹۴	**104**
جھوٹی شہادت پر طلاق	104
اعتراض نمبر ۹۵	**106**
سور کے بال قابل استعمال ہیں	106
اعتراض نمبر ۹۶	**114**
خون کے ساتھ قرآن مجید لکھنا جائز ہے	114
اعتراض نمبر ۹۷	**117**
مردار کی کھال پر قرآن لکھنا جائز ہے	117
اعتراض نمبر ۹۸	**117**
مسلمان کو کافر کے قصاص میں قتل کرنا جائز نہیں	117
اعتراض نمبر ۹۹	**118**
عدالت سے بھاگنے والے چور پر حد نہیں	118
اعتراض نمبر ۱۰۰	**120**
پیشاب کے ساتھ بھی قرآن لکھنا جائز ہے	120

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

عرض مرتب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ۔ اَمَّا بَعْد
ناظرین کرام! غیر مقلدین کی طرف سے آئے دن امام ابوحنیفہ ﷫ اور فقہ حنفی کے خلاف کتابیں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ آج کل سارا زور علمائے دیوبند (جو کہ پکے اہل سنت وجماعت حنفی ہیں) کے خلاف لگ رہا ہے۔ اور علمائے دیوبند کی کھلے لفظوں تکفیر کی جارہی ہے۔ دیکھیے مولانا زبیر علی زئی مدظلہ اور پروفیسر سید طالب الرحمٰن شاہ صاحب مدظلہ کی کتابیں۔ پروفیسر صاحب نے تو ابھی حال ہی میں ایک نئی کتاب شائع کی ہے "کیا فقہ حنفی قرآن وحدیث کا نچوڑ ہے؟" ان کے علاوہ اور بہت سی کتابیں مارکیٹ میں دستیاب ہیں جو فقہ حنفی کے خلاف لکھی گئیں ہیں۔ فقہ حنفی کی بعض مشہور کتابوں مثلاً ہدایہ، درمختار، فتاویٰ عالمگیری کے خلاف تو مستقل رسالے شائع کیے ہیں۔ ہمارے علم کے مطابق صرف فتاویٰ عالمگیری کے خلاف مستقل لکھی جانے والی کتابیں یہ ہیں:

(۱) کیا فتاویٰ عالمگیری قابل عمل ضابطہ ہے

اس کے مرتب پروفیسر رفیع اللہ شہاب ہیں، اس کا جواب مولانا احسان الحق صاحب نے دیا ہے۔

(۲) فتاویٰ عالمگیر اور فتاویٰ حدیث

اس کے مرتب قاری سیف اللہ عادل، سابق خطیب جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ ہیں اور جمعیت رفقائے اہل حدیث پاکستان نے اسے شائع کیا تھا۔ اس کا جواب بھی مولانا احسان الحق صاحب فیصل آبادی نے ہی لکھا تھا۔

(۳) فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر

اس کے مصنف خواجہ محمد قاسم صاحب ہیں۔ اس کا کوئی جواب احقر کی نظر سے نہیں گزرا۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

(۴) فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر

اس کے مصنف غیر مقلدین کی جماعت کے مفتی اور چینیانوالی مسجد لاہور کے خطیب حضرت مولانا مفتی محمد عبید اللہ خان عفیف مدظلہ ہیں اور ناشر مکتبہ عزیزیہ جامع مسجد قدس رحمان گلی ۵ چوک دالگراں لاہور ہے۔ کتاب ۲۳×۳۶/۱۶ سائز کے ۱۰۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ ہمارے علم کے مطابق ہمارے جواب سے پہلے اس کا کوئی جواب شائع نہیں ہوا۔

مفتی صاحب کا یہ رسالہ ہمارے ایک دوست خالد صاحب نے لا کر دیا اور کہا کہ مجھے ایک غیر مقلد دوست نے پڑھنے کے لیے دیا ہے۔ آپ اسے پڑھیں اور پھر اس کا جواب لکھ دیں۔ احقر نے رسالہ کو پڑھا اور پڑھنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا کہ خواجہ محمد قاسم صاحب، قاری سیف اللہ صاحب اور رفیع اللہ شہاب ﷫ وغیرہ کے مسائل ملتے جلتے ہیں۔ مگر مفتی صاحب کی کتاب بڑی ہے اور مسائل بھی اس میں زیادہ ہیں۔ اور غیر مقلدین یہ بھی کہتے ہیں کہ اس کا آج تک کوئی جواب نہیں آیا۔ اس لیے احقر نے اس کے بعض مسائل کا جواب لکھ دیا ہے۔ جن مسائل کا ہم نے جواب دیا ہے وہ وہ مسائل ہیں جو اکثر غیر مقلدین کی دیگر کتابوں میں شائع ہوئے ہیں۔ ناظرین ان مسائل کا جواب پڑھ کر باقی مسائل کو ان پر قیاس بھی کرلیں۔ مفتی صاحب نے ظفر المبین اور خاص کر حقیقۃ الفقہ کو اپنا ماخذ بنایا ہے۔ تقابل کر کے دیکھ لیں۔

اگر رسالہ میں کوئی غلطی ہو تو ضرور آگاہ کریں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں صحیح کر دی جائے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب مسلمانوں کو قرآن وسنت کا عامل بنائے اور ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔ آمین

سید مشتاق علی

22-4-2011

بروز جمعۃ المبارک

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اعتراض نمبر ۱:

سر کے مسح کا انکار

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْآ اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ (المائدہ:۶)

''مسلمانوں جب نماز کو آمادہ ہو تو منہ اور ہاتھ کہنیوں تک اور پاؤں ٹخنوں تک دھولو اور سروں پر ہاتھ پھیر لیا کرو۔''

اور حدیث میں ہے:

عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ وَهُوَ جَدُّ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى أَتَسْتَطِيعُ أَنْ تُرِيَنِي كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ نَعَمْ فَدَعَا بِمَاءٍ فَأَفْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ فَغَسَلَ يَدَهُ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلٰثًا ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ الخ.

(صحيح بخاری، بَاب مَسْحِ الرَّأْسِ كُلِّهِ، ج۱ ص۳۱)

''ایک شخص نے عبداللہ بن زید سے پوچھا کیا تم مجھ کو بتلا سکتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ کیونکر وضو کیا کرتے تھے۔ عبداللہ نے کہا ہاں پھر انہوں نے پانی منگوایا پھر اپنے ہاتھ پر ڈالا اور دو بار دھویا پھر تین بار کلی کی اور ناک جھاڑی۔ پھر اپنا منہ تین بار دھویا پھر اپنے ہاتھوں کو دو دو بار دونوں کہنیوں تک دھویا پھر دونوں سے اپنے سر پر مسح کیا۔ مگر فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔

واذا غسل الراس مع الوجه اجزأه عن المسح

(ص۶ ج۱، مکتبہ ماجدیہ طوغی روڈ کوئٹہ)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

''اور اگر سر منہ کے ساتھ دھولیا تو مسح قائم مقام ہو جائے گا۔''

(فتاویٰ ہندیہ اردو ترجمہ فتاویٰ عالمگیریہ ص ۷، طبع شیخ الاسلام غلام علی اینڈ سنز، لاہور)

(فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص ۲۰۱)

جواب:

مفتی صاحب نے اپنے خیال میں فتاویٰ عالمگیری کے مسئلے کو قرآن اور حدیث کے خلاف ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہ اس طرح کہ قرآن اور حدیث میں سر پر مسح کرنے کا حکم الگ سے موجود ہے۔ جب کہ فتاویٰ عالمگیری میں سر کا الگ مسح کرنے کی بجائے منہ کے ساتھ ہی سر دھونے کا حکم ہے۔ مفتی صاحب یہ کہنا چاہتے ہیں کہ حنفیوں کے مذہب میں الگ سے سر کا مسح کرنے کا حکم موجود نہیں ہے۔

ناظرین کرام! مفتی صاحب نے یہاں پر عوام کو دھوکہ دیا ہے۔ ہم پہلے حنفی مسلک میں سر کے مسح کا حکم بیان کریں گے پھر عالمگیری کی عبارت کا صحیح مفہوم عرض کریں گے۔

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب حنفی رحمۃ اللہ علیہ سورۃ مائدہ کی اس آیت (جو مفتی صاحب نے تعارض ثابت کرنے کے لیے نقل کی ہے) کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

اے ایمان والو جب تم نماز کو اٹھنے لگو (یعنی نماز پڑھنے کا ارادہ کرو اور تم کو اس وقت وضو نہ ہو) تو (وضو کرلو یعنی) اپنے چہروں کو دھوؤ اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت (دھوؤ) اور اپنے سروں پر (بھیگا) ہاتھ پھیرو اور اپنے پیروں کو بھی ٹخنوں سمیت دھوؤ۔

(تفسیر معارف القرآن ج ۳ ص ۶۵، نماز مسنون ص ۷۲)

حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتی حنفی وضو کے فرائض کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وضو کے فرائض چار ہیں۔ تین اعضاء کا دھونا اور ایک عضو کا مسح کرنا۔ یعنی (۱) منہ کا دھونا (۲) دونوں ہاتھ بمع کہنیوں کے دھونے (۳) دونوں پاؤں بمع ٹخنوں کے دھونے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

(۴) سر کا مسح کرنا۔ (نماز مسنون کلاں ص ۷۱)

مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

سوال: وضو میں فرض کتنے ہیں؟

جواب: وضو میں چار فرض ہیں۔

① پیشانی کے بالوں سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان سے دوسرے کان تک منہ دھونا ② دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھونا ③ چوتھائی سر کا مسح کرنا ④ دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا۔ (تعلیم الاسلام حصہ دوم ص ۲۵ تاج کمپنی وضو کا بیان)

مفتی محمد عبید اللہ خان عفیف غیر مقلد نے جو حدیث تعارض ثابت کرنے کے لیے نقل کی ہے۔ اس پر احناف کا عمل ہے نہ کہ وہ احناف کے خلاف ہے۔ دیکھیے ہمارے حنفی عالم نے اس کو اپنی نماز کی کتاب (نماز مسنون کلاں ص ۸۰) پر نقل کیا ہے۔

حدیث نقل کرنے میں مفتی صاحب کی خیانت:

مفتی صاحب نے مسح رَاْسَهٗ بِيَدَيْهِ سے آگے کے الفاظ نقل نہیں کیے کیوں کہ وہ مفتی صاحب کے خلاف تھے اس میں گردن پر مسح کا ذکر تھا۔ وہ الفاظ یہ ہیں:

((فَاَقْبَلَ بِهِمَا وَاَدْبَرَ بَدَاَ بِمُقَدَّمِ رَاْسِهٖ حَتّٰى ذَهَبَ بِهِمَا اِلٰى قَفَاهُ الخ))

''سر کے اگلے حصہ سے مسح شروع کیا، پھر دونوں ہاتھ گدی تک لے جا کر وہیں واپس لائے جہاں سے مسح شروع کیا تھا۔''

ناظرین یہ فریق مخالف کے مفتیوں کا حال ہے جس مسئلہ کو حنفی فرض کہیں اور اپنی ہر نماز کی کتاب میں ذکر کریں۔ اس کو قرآن اور حدیث کے خلاف ثابت کرنے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت فرمائیں۔ اور فتاویٰ عالمگیری میں بھی سر کے مسح کو فرض کہا گیا ہے۔ فتاویٰ عالمگیری اردو جلد نمبر ۱ کتاب الطہارۃ باب اول وضو کے بیان میں ص ۲ میں پہلے وہی آیت سورہ مائدہ کی نقل کی ہے جو مفتی صاحب نے تعارض ثابت کرنے کے لیے نقل فرمائی ہے۔ پھر لکھا ہے وضو میں چار فرض ہیں۔ پھر ہر فرض کی

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

سرخی قائم کی ہے۔ پہلا فرض صفحہ ۲ پر، دوسری فرض کی سرخی ص ۳ پر، تیسرا فرض وضو کا صفحہ ۴ پر، چوتھا فرض وضو کا سر کا مسح کرنا ہے ص ۵، سطر ۲۵ پر نقل کیا ہے۔

عالمگیری کی یہ عبارت مفتی صاحب کو نظر نہ آئی۔ اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ سب کچھ جان بوجھ کر رہے ہیں اور لوگوں کو دھوکہ دے رہے ہیں۔

مفتی صاحب نے جو عبارت عالمگیری کی نقل کی ہے وہ بھی مکمل نقل نہیں کی۔ اس کے آگے لکھا ہے لیکن مکروہ ہے۔

فتاویٰ عالمگیری ص ۶ مطبوعہ حامد اینڈ کمپنی لاہور میں مکمل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

اور اگر سر کو منہ کے ساتھ دھولیا تو مسح کے قائم مقام ہو جائے گا لیکن مکروہ ہے جس بات کو خود حنفی مکروہ کہیں مفتی صاحب اس کو حنفیوں کا مذہب بتائیں کیسی غلط بات ہے۔

اعتراض نمبر۲:

کھجور کے شیرہ سے وضو جائز ہے؟

قرآن مجید میں ہے کہ اگر وضو کے لیے پانی نہ ملے تو تیمّم کر لینا چاہیے چنانچہ ارشاد ہے۔

﴿فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا۝﴾ (سورۃ النساء:۴۳)

"پھر تم کو پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمّم کر لیا کرو، منہ اور ہاتھوں کو مٹی مل لیا کرو۔ بے شک خدا بڑا معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔"

اور اسی طرح کسی صحیح حدیث میں بھی یہ کہیں نہیں آتا کہ پانی نہ ملنے پر نبیذ سے وضو کرنا جائز ہوتا ہے۔ تاہم مگر فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ نبیذ تمر سے وضو جائز ہے۔

اصل الفاظ ملاحظہ فرمائیے:

قال ابو حنیفة رحمه الله یتوضأ بنبیذ التمر و لا یتیمم

(فتاویٰ عالمگیری ص ۲۱ ج ۱)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا یہ قول ہے کہ نبیذ تمر یعنی اس پانی سے جس میں چھوہارے بھگوئے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

گئے ہوں وضو کرے اور اس کے ہوتے ہوئے تیمم نہ کرے۔ (فتاویٰ ہندیہ ج ۱ ص ۳۷)

(فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص ۲)

اعتراض نمبر ۳:

نشہ آور شراب کے ساتھ بھی وضو جائز ہے؟

نبیذ تمر گو خالص پانی نہ سہی تاہم ہے تو پاک مگر فتاویٰ عالمگیری میں شراب کے ساتھ بھی وضو جائز قرار دیا گیا ہے۔ حالانکہ اسی فتاویٰ عالمگیری ص ۴۱۰ ج ۵ میں شراب کو پیشاب اور خون کی طرح نجاست مغلظہ (سخت پلید) کہا ہے اصل الفاظ یہ ہیں

هي نجاسة غليظة كالبول والدم (ص ۴۱۰ ج ۵)

''شراب کو پیشاب کی طرح پلید کہنے کے باوجود یہاں یہ تلقین کی جارہی ہے کہ نشہ آور شراب کے ساتھ بھی وضو جائز ہے۔ اصل الفاظ یہ ہیں:

وان طبخ ادنٰى طبخة يجوز الوضوء به حلوا كان او مرًّا او مسكرًا وهو الاصح كذا في العيني. (ص ۲۲ ج ۱)

''(نبیذ) اگر تھوڑا سا پکایا جاوے تو اس سے وضو جائز ہے خواہ میٹھا ہو خواہ تلخ ہو، خواہ نشہ لانے والا ہو اور یہی اصح ہے یہ عینی میں ہے۔'' (فتاویٰ ہندیہ ص ۳۸)

گزارش: پیشاب سے وضو جائز تو کیا ہوگا اس کا تصور بھی عام مسلمان کے لیے تکلیف دہ ہے اور فتاویٰ عالمگیری شراب کو پیشاب کی طرح پلید بھی کہہ رہا ہے اور ساتھ ہی اس سے وضو بھی جائز قرار دے رہا ہے اس کھلے تضاد کا ہمارے کرم فرماؤں کے پاس اگر کوئی حل ہو تو ہم ایسے ہیچ میرز اور کم علموں کو ضرور مستفید فرمادیں۔

(فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص ۳)

جواب:

دونوں اعتراضوں کا اکٹھا جواب ملاحظہ فرمائیں۔

امام اعظم کی یہ روایت مفتی بہ نہیں خود فقہاء رحمہم اللہ نے تصریح کی ہے امام اعظم رحمہ اللہ کی

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

صحیح اور مفتیٰ بہ روایت یہ ہے کہ نہ اس کا پینا جائز ہے اور نہ ہی اس سے وضو درست ہے۔

خود صاحب ہدایہ نے ص ۳۰ میں اس کا ذکر کیا ہے فرماتے ہیں:

قال ابو یوسف تیمم ولا یتوضأ به وهو روایة عن ابی حنیفة. (ہدایہ)

''امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ نبیذ تمر سے وضو نہ کرے تیمم کرے اور یہ روایت ابو حنیفہ سے ہے۔''

بلکہ امام اعظم کا یہی آخری قول ہے۔

چنانچہ علامہ عینی شرح ہدایہ جلد اول ص ۲۸۶ میں فرماتے ہیں:

رویٰ عنه نوح ابن ابی مریم واسد بن عمر والحسن انه تیمم ولا یتوضأ به. قال قاضی خان وهو الصحیح وهو قوله الاخیر وقد رجع إلیه.

''نوح بن ابی مریم۔ اسد بن عمر اور حسن نے امام اعظم سے روایت کیا ہے کہ نبیذ تمر سے وضو نہ کرے، تیمم کرے، قاضی خان نے لکھا ہے کہ یہ صحیح ہے اور امام صاحب کا یہ آخری قول ہے۔ امام اعظم نے اس کی طرف رجوع فرمایا۔''

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ فتح الباری، پارہ اول ص ۱۷۶ میں لکھتے ہیں:

ذکر قاضی خان ان ابا حنیفة رجع إلی هذا القول

''قاضی خان نے ذکر کیا ہے کہ امام صاحب نے نبیذ تمر سے وضو نا جائز ہونے کی طرف رجوع کیا۔''

پس وہ مسئلہ جس سے امام صاحب نے رجوع فرمایا۔ فقہاء نے جس کو مفتی بہ قرار نہیں دیا اس کو ذکر کر کے احناف پر اعتراض کرنا محض عوام کالانعام کو مغالطہ میں ڈالنا ہے۔

اعتراض نمبر ۴، ۵، ۶:

غسل جنابت کی چھوٹ

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

جَلَسَ بَيْنَ شُعَبِهَا الْأَرْبَعِ ثُمَّ جَهَدَهَا فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ (بخاری ج۱ ص۴۳)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مرد عورت کے چاروں کونوں کے بیچ بیٹھے پھر اس پر زور لگائے تو غسل واجب ہو گیا۔''

اس صحیح حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم ہوا کہ جب آدمی عورت کے چاروں کونوں کے درمیان بیٹھ کر زور لگاتا ہے تو انزال ہو یا نہ ہو غسل بہرحال واجب ہو جاتا ہے۔ مگر فتاویٰ عالمگیری میں اس صحیح حدیث کے انکار میں یوں فتویٰ ہے:

والایلاج فی البھیمة والمیتة والصغیرة التی لا یجامع مثلھا لا یوجب الغسل بدون الانزال ھکذا فی المحیط. (ص۱۵ ج۱)

''اگر چوپائے جانور کے دخول (آلہ تناسل اس کی شرم گاہ میں داخل) کرے یا مردے کے یا ایسی چھوٹی لڑکی کے جس کے مثل کی لڑکیوں کے ساتھ مجامعت (جماع) نہیں کیا کرتے تو بغیر انزال کے غسل واجب نہیں ہوگا۔ یہ محیط میں لکھا ہے۔''

(فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص۵)

جواب:

اس عبارت میں تین مسائل ذکر ہوئے ہیں ہم یہاں پر تینوں کو الگ الگ کر کے بیان کرتے ہیں تاکہ عوام کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

اعتراض نمبر۴ کا جزء یہ ہے، جانور کے ساتھ بدفعلی کرنے سے جب تک انزال نہ ہو غسل لازم نہیں ہوگا۔

جواب، اعتراض نمبر۴:

مفتی صاحب نے جو حدیث نقل کی ہے اس میں تو ان تینوں مسائل کا ذکر تک نہیں۔ مفتی صاحب نے اس مسئلہ کو اگر کسی آیت یا حدیث کے خلاف سمجھا ہے تو وہ آیت یا حدیث لکھے۔ جس میں یہ صراحت ہو کہ جانور کے ساتھ بدفعلی کرنے سے بغیر انزال بھی غسل فرض

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ہوتا ہے۔ جب حضور ﷺ نے چوپایہ کے ساتھ شہوت رانی کرنے والے کو بلا انزال غسل کا حکم نہیں دیا تو فقہاء پر طنز کرنے سے شرم کرنا چاہیے۔ فقہاء نے کیا برا کہا؟ کہ بوجہ فقدانِ دلیل وجوبِ غسل کا حکم نہیں دیا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تو عورت کے ساتھ جماع کرنے والے پر بھی بلا انزال غسل لازم نہیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنی صحیح میں اندریں صورت غسل کو ''احوط'' فرمایا ہے تو وطی بہیمہ سے بلا انزال کس دلیل سے غسل لازم سمجھا جاتا ہے؟

مسلم شریف میں حدیث ہے رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ پانی، پانی سے ہے یعنی غسل منی کے نکلنے سے لازم ہوتا ہے۔ اس حدیث کو نسخ نہ کہا جائے کیوں کہ اس کے نسخ پر اجماع نہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس کو نسخ نہیں مانتے۔ اس حدیث کے ہوتے ہوئے غیر مقلدین کس منہ سے اس مسئلہ پر اعتراض کرتے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ انزال منی موجب غسل ہے جیسا کہ حدیث مسلم سے ظاہر ہے لیکن خروج منی کبھی تو حقیقتاً ہوتا ہے اور کبھی حکماً۔ حقیقتاً تو ظاہر ہے۔ حکماً اس وقت پایا جاتا ہے جب کہ سبب کامل ہو اور سبب کامل غیوث حشفہ ہے ایسے محل میں جو عادۃً مشتہی ہو جب کہ عروج بہائم ایسا نہیں۔ اس صورت میں سببیت ناقص ہوئی۔ خروجِ منی نہ حقیقتاً پایا گیا اور نہ حکماً۔ تو غسل لازم ہونے کی کوئی وجہ نہ ہوئی۔ کیوں کہ مرغوب بالطبع کے جماع سے یا انزال سے لذت کاملہ ہوتی ہے جب محل ہی مرغوب طبع نہ ہوا تو بدونِ انزال کمال لذت نہیں۔ اس لیے غسل بھی لازم نہیں۔

ناظرین انصاف کریں کہ جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ دنیا میں ایسے واقعات پیش آتے رہتے ہیں۔ حضرت فقہاء نے ان مسائل کو واضح کر دیا اگر کسی سے ایسا فعل صادر ہو تو غسل کا مسئلہ کیا ہوگا؟ چاہیے تو یہ تھا کہ ہم فقہاء کے شکر گزار ہوتے کہ انہوں نے متوقع حالات کو سمجھ کر مسائل واضح کر دیئے۔ ہم ان پر الٹا طعن کریں تو کیا یہ ناشکری نہیں؟

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ایک شبہ:

کوئی یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ فقہاء کے نزدیک چوپایہ سے بدفعلی کرنا جائز ہے اور اس کی کوئی سزا نہیں۔ معاذ اللہ۔ فقہاء رحمہم اللہ نے اس کی سزا کتاب الحدود میں بیان فرمائی ہے۔ وہاں پر ملاحظہ فرمائیں۔

جزء دوم، اعتراض ۵:

اسی طرح مردہ عورت کے ساتھ بدفعلی کرنے سے بھی بغیر انزال کے غسل لازم نہیں آتا ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص ۵)

جواب:

اس مسئلہ کے برخلاف اگر مفتی صاحب کے پاس کوئی آیت یا حدیث ہو تو پیش کریں۔

یہاں بھی خروج منی نہ حقیقتاً پایا گیا نہ حکماً کہ محل مشتہی نہیں۔ اس لیے بدون انزال غسل واجب نہیں۔

جزء سوم، اعتراض ۶:

اسی طرح نابالغ لڑکی سے جماع کرنے سے بھی بغیر انزال کے غسل لازم نہیں آتا۔ (فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص ۵)

جواب:

اسی عبارت کے آگے فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔ اور صحیح یہ ہے کہ جس لڑکی کے محل جماع میں دخول اس طرح ممکن ہو کہ اس کے اندر کا پردہ پھٹ کر دونوں راہیں ایک نہ ہو جاویں تو وہ مجامعت کے قابل ہے یہ سراج الوہاج میں لکھا ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری مترجم ج ۱ ص ۲۲، مطبوعہ حامد اینڈ کمپنی، لاہور)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

جب مجامعت کے قابل ہوگی تو غسل بھی واجب ہوگا۔ مفتی صاحب نے یہ آگے کی عبارت نقل نہیں کی جس سے مسئلہ کی وضاحت ہو رہی تھی۔

اس مسئلہ میں حضرات فقہاء رحمہم اللہ نے تصریح فرمائی ہے کہ صحیح یہ ہے کہ اگر ایلاج ممکن ہو تو غسل واجب ہے۔

چنانچہ شامی جلد اول ص ۱۲۲ میں علامہ شامی فرماتے ہیں:

والصحیح انه إذا امکن الایلاج فی محل الجماع من الصغیرة ولم یفضها فهی ممن تجامع فیجب الغسل.

بحر الرائق ج ۱ ص ۶۰ میں ہے:

وقد حکی عن السراج الوهاج خلافا لو وطی الصغیرة التی لا تشتهی فمنهم من قال یجب مطلقًا ومن عم من قال لا یجب مطلقًا والصحیح انه إذا امکن الایلاج فی محل الجماع من الصغیرة ولم یفضها فهی ممن تجامع فیجب الغسل.

مراقی الفلاح حاشیہ نور الایضاح میں ہے:

ویلزم بوطی صغیرة لا تشتهی ولم یفضها لانها صارت ممن تجامع فی الصحیح.

علامہ طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح ص ۵۷ میں لکھتے ہیں:

هذا وهو الصحیح

یعنی صغیرہ غیر مشتہاۃ کے ساتھ وطی کرنے سے جب کہ درمیان کا پردہ پھٹ کر دونوں راہیں ایک نہ ہوں اور محل جمع میں ایلاج ممکن ہو تو غسل واجب ہو جاتا ہے اور یہی صحیح ہے۔

ناظرین جس مسئلہ کو فقہا صحیح فرمائیں اس کا ذکر مفتی صاحب نے نہیں کیا، کیا یہ ہی انصاف ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اعتراض نمبر ۷:

عضو پر کپڑا لپیٹ کر دخول پر غسل نہیں

ولو لف علی ذکرہ خرقة واولج ولم ینزل وقال بعضهم لا یجب. (ص۱۵اج۱)

''اگر اپنے عضو پر کپڑا لپیٹ کر دخول کرے اور انزال نہ ہو تو......تو بعضوں نے کہا (ہے) کہ (غسل واجب) نہیں ہوگا۔''

عرض' کیا یہ فتویٰ حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث صحیح کے خلاف نہیں بینوا توجروا (فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص۶)

جواب:

مفتی صاحب نے فتاویٰ عالمگیری کی عبارت نقل کرنے میں بددیانتی کی ہے ہم پہلے پوری عبارت کا ترجمہ نقل کرتے ہیں پھر اصل مسئلہ کی وضاحت کریں گے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

''اگر اپنے عضو پر کپڑا لپیٹ کر دخول کرے اور انزال نہ ہو تو بعضوں نے کہا کہ غسل واجب ہوگا۔ اور بعضوں کا قول اور وہی اصح بھی ہے کہ اگر کپڑا ایسا پتلا ہو کہ فرج کی حرارت اور لذت محسوس ہو تو غسل واجب ہوگا۔ اور ایسا نہ ہو تو واجب نہ ہوگا۔ اور زیادہ احتیاط کا حکم یہی ہے کہ دونوں صورتوں میں غسل واجب ہوگا۔'' (فتاویٰ عالمگیری اردو ج۱ص۲۲)

ناظرین فتاویٰ عالمگیری میں تو یہ لکھا ہے کہ غسل واجب ہوگا۔ اور حنفیوں کا مذہب بھی یہی ہے۔

درمختار میں ہے: (اولج حشفة) او قدرها (ملفوفة بخرقة ان وجد لذة الجماع (وجب) الغسل (والا لا) علی الاصح والا حوط الوجوب.

(درمختار ص۱۱۱ج۱عربی)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

یعنی حشفہ اور اس کی مقدار کپڑا لپیٹ کر داخل کیا اگر جماع کی لذت پائی تو غسل فرض ہوگیا۔(کیوں کہ حدیث پاک میں ہے اذا التقی الختانان و غابت الحشفة وجب الغسل (رد المحتار)

یعنی جب دونوں ختنے کے مقام چھو جائیں اور حشفہ غائب ہو جائے تو غسل واجب ہو گیا۔اس صورت میں حشفہ بھی غائب ہوگیا اور لذت کے احساس کی وجہ سے شرم گاہیں بھی چھو گئیں تو غسل فرض ہوگیا)

اور اگر حشفہ تو غائب ہو مگر کپڑے کی موٹائی کی وجہ سے لذت محسوس نہ ہوئی تو شرم گاہوں کا مس نہ پایا گیا، اس لیے کہ حدیث کی دونوں شرطوں میں سے ایک شرط نہ پائی جانے سے علی الاصح یعنی صحیح مذہب پر غسل واجب نہیں ہونا چاہیے مگر احتیاط اسی میں ہے کہ ایک شرط کی وجہ سے واجب ہی کہا جائے پس غسل واجب ہوگا۔

فقہ حنفی کا صحیح مسئلہ یہ ہوا کہ ایسی حالت میں غسل واجب ہوگا۔

غیر مقلدین کا مذہب:

علامہ وحید الزماں تحریر فرماتے ہیں:

ولو لف الحشفة بخرقة ثم اولجها فان وجد لذة الجماع اغتسل والا لا. (نزل الابرار ص۲۴ ج۱)

"اگر حشفہ پر کپڑا لپیٹا پھر داخل کیا اگر جماع کی لذت پائی تو غسل کرے ورنہ نہیں۔"

اعتراض نمبر ۸:

شبہ کی وجہ سے حد کا ساقط ہونا

قال محمد رحمه الله تعالىٰ في الاصل اربعة شهدوا على رجل بالزنا فشهدا اثنان انه استكرهها وشهدا اثنان انها طاوعته قال ابو حنيفة رحمه الله

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

تعالٰی ادرأ عهنم الحدود جميعًا يعني الرجل والمرأة والشهود

(ص۱۵۳ ج۲)

''اگر دو شاہد کسی ملزم کے بارے میں یہ شہادت دیں کہ اس نے فلاں عورت پر مجرمانہ حملہ کیا مگر دوسرے یہ کہیں کہ اس نے اس جرم کا ارتکاب عورت کی رضا مرضی سے کیا ہے تو کسی پر حد کی سزا جاری نہ ہوگی۔'' (فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص ۶۶ مسئلہ نمبر ۱۶۵)

جواب:

مفتی صاحب نے عبارت کا ترجمہ درست نہیں کیا۔ سید امیر علی غیر مقلد نے جو فتاویٰ عالمگیری کا ترجمہ کیا ہے اس میں اس عبارت کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''چار مردوں نے ایک شخص پر زنا کی گواہی دی جن میں سے دو گواہوں نے کہا کہ اس مرد نے اس عورت کو باکراہ مجبور کر کے زنا کیا ہے اور دوسرے دو گواہوں نے کہا کہ اس عورت نے خود اس کو مطاوعت کی ہے تو امام ابوحنیفہ نے فرمایا کہ حد ان سب سے دور کر دی جائے گی۔ یعنی مرد و عورت و گواہوں سب سے رفع کی جائے گی۔'' (ج ۳ ص ۳۴۴)

قارئین اس ترجمہ میں اور مفتی صاحب کے ترجمہ میں کتنا فرق ہے۔

مفتی صاحب نے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ عورت کی رضامندی کی صورت میں اگر زنا واقع ہو تو فتاویٰ عالمگیری کے مطابق حد زنا کی سزا قائم نہیں ہو سکتی۔ حالانکہ یہ مطلب غلط ہے اور یہ تاثر گمراہ کن ہے۔ بلکہ صحیح مطلب عبارت مذکورہ کا یہ ہے کہ چونکہ ثبوت زنا کے لیے چار عادل گواہوں کا ہونا ضروری ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۱۴۳)

اس جگہ سب گواہ عادل نہیں ہیں۔ ان میں سے دو یقیناً جھوٹے ہیں۔ کیوں کہ اگر عورت رضامند نہ تھی اور مرد نے اس پر زبردستی کی تو رضامندی و مطاوعت کے گواہ جھوٹے ہیں اور اگر رضامند تھی تو اکراہ و زبردستی کے گواہ جھوٹے ہیں۔ جب اس کیس میں چار عادل گواہ پیش نہیں کیے گئے تو زنا ثابت نہ ہوا۔ لہٰذا حد زنا کسی پر قائم نہیں کی جا سکتی۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اعتراض نمبر ۹_۳۲:

دباغت دینے سے کھال پاک ہو جاتی ہے

کل اھاب دبغ دباغة...... حکمية بالترتيب والتمشميس والالقاء فی الريح فقد طهر وجازت الصلوٰة فيه والوضوء منه الا جلد الآدمی والخنزير هٰكذا فی الزاهدی. (ص۲۵ج۱)

''جس چمڑے کی حکمی دباغت کی جائے یعنی مٹی لگا کر یا دھوپ میں سوکھا کر یا ہوا میں ڈال کر تو پاک ہو جاوے تو اس پر نماز اور وضو اس کے ڈول سے جائز ہوگا مگر آدمی اور سور کے چمڑے کا یہ حکم نہیں یہ زاہدی میں لکھا ہے۔''

اس عبارت سے درج ذیل مسائل نکلتے ہیں۔

۲۰۔ مثلاً کتے کی کھال رنگنے کی بجائے مٹی میں رگیدنے سے پاک ہو جاتی ہے اس پر نماز پڑھنی جائز ہے اور اس کے لوٹے میں وضو کرنا بھی جائز ہے۔

۲۱۔ مٹی میں رگیدنے کے بجائے اگر دھوپ میں خشک کر لی جائے تو بھی پاک ہو جاتی ہے اور اس کے لوٹے اور مصلے بنانا جائز ہو جاتے ہیں۔

۲۲۔ مٹی میں رگیدنے اور دھوپ میں خشک کرنے کے بجائے صرف ہوا میں خشک کر لی جائے تو بھی پاک ہو جاتی ہے اور لوٹے اور مصلے بھی بنائے جاسکتے ہیں۔

۲۳۔ اس طرح اگر ریچھ کی کھال مٹی میں رگید لی جائے تو پاک ہو جاتی ہے اس کا لوٹا اور مصلے بنانا بھی جائز ہے۔

۲۴۔ اگر مٹی میں رگیدنے کے بجائے دھوپ میں خشک کر لی جائے تو بھی پاک ہو جاتی ہے تو بھی پاک قرار پاتی ہے بلکہ اس کھال کے لوٹے مصلے بنانا بھی جائز ہے۔

۲۶۔ بھیڑیے کی کھال بھی مٹی میں رگیدنے سے نہ صرف پاک ہو جاتی ہے بلکہ اس سے لوٹے مصلے بھی بنانے جائز ہو جاتے ہیں۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

۲۷۔ رگیدنے کی جگہ اگر دھوپ میں خشک کر لی جائے تو بھی پاک ہو جاتی ہے۔

۲۸۔ رگیدنے اور دھوپ میں سوکھانے کے بجائے اگر صرف ہوا میں خشک کر لی جائے تو بھی پاک ہو جاتی ہے۔ لوٹے مصلے بنانا بھی جائز ہے۔

۲۹۔ چیتے کی کھال کو بھی اگر مٹی میں رگید لیا جائے تو پاک ہو جاتی ہے اور لوٹوں اور مصلوں کے قابل ہو جاتی ہے۔

۳۰۔ اور رگیدنے کے علاوہ دھوپ میں خشک کر لینے سے بھی پاک ہو جاتی ہے۔

۳۱۔ اور اسی طرح رگیدنے اور دھوپ میں خشک کرنے کے بجائے ہوا میں بھی خشک کر کے پاک کی جا سکتی ہے۔ لوٹے مصلے کے قابل!!

۳۲۔ شیر کی کھال بھی مٹی میں رگیدنے سے پاک ہو جاتی ہے اور منقش دھاری دار پکے رنگوں والے لوٹے اور مصلے بھی بنانے جائز ہیں۔

۳۳۔ شیر کی کھال دھوپ میں خشک کرنے سے پاک ہو جاتی ہے۔

۳۴۔ اسی طرح صرف ہوا میں خشک کرنے سے پاک ہو جاتی ہے۔

۳۵۔ اسی طرح لومڑ کی کھال بھی مٹی میں لتھیڑنے سے پاک ہو جاتی ہے اور لوٹے مصلے کے قابل قرار پاتی ہے۔

۳۶۔ اسی طرح دھوپ میں سوکھانے سے بھی پاک ہو جاتی ہے۔

۳۷۔ اسی طرح ہوا میں خشک کرنے سے بھی پاک ہو جاتی ہے۔

۳۸۔ اسی طرح بندر کی کھال بھی مٹی میں رگید لینے سے نہ صرف پاک ہو جاتی ہے بلکہ جائے نماز اور وضو کے برتن بنانے بھی اس کھال سے جائز ہو جاتے ہیں۔

۳۹۔ اسی طرح دھوپ میں خشک کر لینے سے بھی پاک قرار پاتی ہے۔

۴۰۔ بندر کی کھال ہوا میں خشک کر لینے سے بھی پاک ہو جاتی ہے۔

۴۱۔ اسی طرح بلی کی کھال بھی مٹی میں رگیدنے سے پاک ہو جاتی ہے۔

۴۲۔ اسی طرح دھوپ میں خشک کرنے سے بھی پاک ہو جائے گی۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

۲۴۔ اسی طرح ہوا میں خشک کرنے سے بھی پاک ہو جائے گی۔ اور اس سے مصلے اور لوٹے بنانے جائز ٹھہریں گے اور اسی طرح گیدڑ کی کھال بھی تینوں طریقوں سے پاک ہو جاتی ہے۔

نتیجہ:

جب کتے اور دوسرے حرام جانوروں کی کھالیں تینوں طریقوں سے پاک ہو جاتی ہیں اور نماز اور وضو کے لیے ان کھالوں کا استعمال جائز ہے تو لامحالہ ان کی خرید و فروخت بھی جائز ہوتی ہے۔ لہٰذا نتیجہ بالکل صاف ہے کہ اس فتاویٰ کو بطور اسلامی قانون کے پاکستان میں نافذ کرنے سے اسلامی معاشرہ کی تشکیل ہو یا نہ ہو اور اسلامی نظام کے مطلوبہ ثمرات حاصل ہوں یا نہ ہوں ہماری بلا سے تاہم معاشی مسائل بہت حد تک بڑی خوش اسلوبی سے بہر حال حل ہو جائیں گے۔ (فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص ۹ تا ۱۱)

جواب:

ان ۲۴ اعتراضوں کا اکٹھا جواب ملاحظہ فرمائیں:

امام مسلم نے مسلم شریف (کتاب الحیض) میں ایک باب قائم کیا ہے۔

((بَابُ طَهَارَةِ جُلُوْدِ الْمَيْتَةِ بِالدِّبَاغِ))

"باب مردہ جانور کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے۔"

اس باب میں امام مسلم نے آٹھ احادیث نقل کی ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ دباغت سے کھال پاک ہو جاتی ہے۔

حدیث نمبر ا:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی کو کسی نے ایک بکری صدقہ میں دی وہ مرگئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پڑا ہوا دیکھا تو فرمایا تم نے اس کی کھال کیوں نہ لی دباغت کر کے کام میں لاتے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ وہ مردار تھی۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

آپ ﷺ نے فرمایا مردار کا کھانا حرام ہے۔

حدیث نمبر ۲:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے ان سے بیان کیا رسول اللہ ﷺ کی ایک بی بی رضی اللہ عنہا کے گھر میں ایک جانور پالا تھا وہ مر گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کی کھال کیوں نہ لی اس کو کام میں لاتے۔

حدیث نمبر ۳:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے۔ جب کھال پر دباغت ہو گئی تو وہ پاک ہے۔

حدیث نمبر ۴:

ابوالخیر سے روایت ہے میں نے ابن وعلہ کو ایک پوستین (چمڑے کی قمیص یا کوٹ) پہنے دیکھا میں نے اس کو چھوا۔ انہوں نے کہا کیوں چھوتے ہو (کیا اس کو نجس جانتے ہو؟) میں نے عبداللہ سے کہا کہ ہم مغرب کے ملک میں رہتے ہیں وہاں بربر کے کافر اور آتش پرست بہت ہیں وہ بکری لاتے ہیں ذبح کر کے ہم تو ان کا ذبح کیا ہوا جانور نہیں کھاتے اور مشکیں لاتے ہیں اُن میں چربی ڈال کر۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اس کو پوچھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا دباغت سے پاک ہو جاتی ہے (یعنی چمڑے پر جب دباغت ہو گئی تو وہ پاک ہے اگرچہ کافر نے دباغت کی ہو)۔

حدیث نمبر ۵

ابن وعلہ سبئی سے روایت ہے میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا ہم مغرب کے ملک میں رہتے ہیں۔ وہاں مجوسی (آتش پرست) مشکیں لے کر آتے ہیں پانی کی ان میں چربی پڑی ہوتی ہے تو انہوں نے کہا کھا پی لو۔ میں نے کہا کیا تم اپنی رائے سے کہتے ہو؟ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے کہ دباغت سے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کھال پاک ہو جاتی ہے۔

ناظرین ہم نے صرف مسلم شریف ہی کی پانچ روایات نقل کی ہیں۔اس مسئلہ پر بے شمار احادیث کتب احادیث میں موجود ہیں۔جن سے ثابت ہوتا ہے کہ دباغت سے کھال پاک ہو جاتی ہے۔

حدیث نمبر ۶:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردار کا صرف گوشت (کھانا) حرام فرمایا ہے اور باقی کھال اور بال اور اون ان (کے استعمال) کا کچھ حرج نہیں ہے۔(دارقطنی باب الدباغ)

حدیث نمبر ۷:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو مولیٰ (غلام آزاد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کہیں سفر کا ارادہ فرماتے تو گھر کے سب آدمیوں میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے آپ کی آخری بات چیت ہوتی اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے تشریف لاتے تو (سب سے) پہلے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنگ سے واپس تشریف لائے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے دروازہ پر پردہ یا ٹاٹ لٹکایا تھا اور حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما دونوں کو چاندی کے دو کنگن پہنائے تھے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تشریف لا کر دیکھا تو گھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ آئے (یعنی جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی) تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے گمان کیا کہ آپ کو گھر میں تشریف لانے سے ان چیزوں نے روکا، دریافت کیا تو یہی معلوم ہوا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دروازہ سے پردہ نکالا پھر دونوں صاحبزادوں سے اس زیور کو بھی اتار لیا اور کاٹ کر ان کے سامنے ڈال دیا۔دونوں کے دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس روتے ہوئے چلے گئے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے وہ کٹے ہوئے ٹکڑے لے کر فرمایا اے ثوبان یہ جا کر فلاں گھر والوں کو دے آؤ کوئی تھے مدینے میں پھر فرمایا یہ لوگ میرے اہل

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بیت ہیں (یعنی فاطمہ اور حسن و حسین رضی اللہ عنہم) میں برا جانتا ہوں کہ یہ اپنے مزے دنیا ہی میں لوٹ لیں، اے ثوبان فاطمہ کے لیے ایک ہار پٹھوں کا خرید لے اور دو کنگن ہاتھی دانت کے۔(ابو داؤد، باب فی الانتفاع بالعاج، کتاب الترجل)

علامہ وحید الزمان غیر مقلد اس کے فائدہ میں لکھتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہاتھی دانت پاک ہے اور اس کا استعمال درست ہے۔ بخاری میں ہے کہ علمائے سلف اس سے کنگھی کرتے تھے اور اس میں تیل رکھتے تھے۔

(ابوداؤد مترجم جلد سوم ص ۲۹۸ مطبوعہ اسلامی اکادمی اردو بازار لاہور)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مردار کی ہڈی پاک ہے۔

حدیث نمبر ۸:

سیدہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہماری ایک بکری مر گئی۔ تو ہم نے اس کی کھال کو رنگا پھر ہم اس میں ہمیشہ نبیذ بناتے۔ حتی کہ وہ پرانی ہو گئی۔

(نسائی باب جلود المیتة)

حدیث نمبر ۹:

سلمہ بن محبق سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک میں ایک عورت سے پانی منگوایا۔ اس عورت نے عرض کیا کہ میرے پاس پانی تو مردہ جانور کی مشک میں بھرا ہوا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کیا تو نے اس کی دباغت کی تھی؟ اس عورت نے عرض کیا ہاں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو یہ دباغت سے پاک ہو گئی۔(نسائی باب جلود المیتة)

یہ نو احادیث ہم نے نقل کی ہیں جن میں واضح طور پر یہ حکم موجود ہے کہ ہر قسم کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے۔

ایک مسئلہ کی وضاحت:

اب مسئلہ یہ رہ جاتا ہے کہ دباغت کس کس چیز کے ساتھ دی جا سکتی ہے اور اس کا

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

طریقہ کیا ہے۔

اس کا عام فہم اور آسان جواب یہ ہے کہ جس چیز سے بھی دباغت حاصل ہو جائے اس سے دباغت دینا درست ہے اور جس طرح آسانی ہو وہ طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔اصل چیز دباغت دینا ہے۔

احادیث میں بعض اشیاء کا ذکر بھی ملتا ہے۔جیسا کہ امام نسائی نے ایک باب باندھا ہے (مَا يُدْبَغُ بِهِ جُلُوْدُ الْمَيْتَةِ) مردار کی کھال کو کس چیز سے پاک کیا جائے۔پھر حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی حدیث نقل کی ہے۔

حدیث نمبر۱۰:

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قریش کے بعض لوگ نکلے اور وہ ایک بکری کو گدھے کی طرح گھسیٹ رہے تھے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم اس کی کھال اتار لیتے تو اچھا ہوتا۔انہوں نے عرض کیا یہ مردار ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے پانی اور قرظ پاک وصاف کر دیتا ہے۔

نوٹ: قرظ ایک گھاس یا چھال ہے جس سے چمڑا کو دباغت دیتے ہیں۔

(نسائی باب ما يدبغ به جلود الميتة)

حدیث نمبر۱۱:

امام بخاری نقل کرتے ہیں:

وَقَالَ حَمَّادُ لَا بَأْسَ بِرِيْشِ الْمَيْتَةِ

اور حماد نے کہا مردار پرندے کے پر میں کوئی حرج نہیں۔

(بخاری، باب ما يقع من النجاسات في السمن والماء، كتاب الوضوء الطهارة)

حدیث نمبر۱۲:

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

جائے گا اور مردار کے پر سے کوئی حرج نہیں۔ (مصنف عبدالرزاق ص ۲۰۶)

حدیث نمبر ۱۳:

امام بخاری نقل کرتے ہیں:

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِيْ عِظَامِ الْمَوْتٰى نَحْوَ الْفِيْلِ وَغَيْرِهٖ اَدْرَكْتُ نَاسًا مِنْ سَلَفِ الْعُلَمَاءِ يَمْتَشِطُوْنَ بِهَا وَيَدَّهِنُوْنَ فِيْهَا لَا يَرَوْنَ بِهٖ بَأْسًا

اور زہری نے مردار مثلاً ہاتھی وغیرہ کی ہڈیوں کے متعلق کہا میں نے متقدمین علماء کو پایا وہ اس سے کنگھی کرتے تھے اور اس میں تیل رکھتے تھے اور اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔ (بخاری، كتاب الوضوء الطهارة، باب ما يقع من النجاسات)

حدیث نمبر ۱۴:

امام بخاری نقل کرتے ہیں:

وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ وَاِبْرَاهِيْمُ وَلَا بَأْسَ بِتِجَارَةِ الْعَاجِ

اور ابن سیرین اور ابراہیم نے کہا: ہاتھی کے دانت کی تجارت میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (بخاری، باب ما يقع من النجاسات، مصنف عبدالرزاق ص ۲۱۱)

حدیث نمبر ۱۵:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکیزہ سے وضو کرنے کا ارادہ فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ یہ مردار جانور کا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو دباغت دینے سے اس کی گندگی، نجاست اور پلیدی دور ہو جاتی ہے۔

(صحيح ابن خزيمة ج ۱ ص ۶۰ رقم ۱۱۴، باب الرخصة في الوضوء من الماء يكون في جلود الميتة اذا دبغت. والمستدرك على الصحيحين ج ۱ ص ۲۶۵ حدیث نمبر ۵۷۴۔ والسنن الكبرىٰ للبيهقي ج ۱/ ۱۷، حدیث نمبر ۱۵ وجلد نمبر ۱ ص ۱۱۰، حدیث نمبر ۵۳۴۔ ومسند احمد ج ۱ ص ۲۳۷ حدیث نمبر ۲۱۱۷)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

تعجب ہے مفتی صاحب کو یہ خیال نہیں آیا کہ میں یہ اعتراض عالمگیری پر کر رہا ہوں یا رسول کریم ﷺ پر۔ فتاویٰ عالمگیری نے وہی کہا ہے جو حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے پھر اگر یہ گندا مسئلہ ہے تو شرم کرو کہ اس کی نوبت کہاں تک پہنچی ہے؟

تمہارا مولوی وحید الزماں بڑا پکا غیر مقلد، تقلید کو برا کہنے والا، صحاحِ ستہ کا ترجمہ کرنے، قرآن مجید کی تفسیر لکھنے والا اور فقہ محمدی لکھنے والا، کتے، درندے، بھیڑیئے تو ایک طرف خنزیر کے چمڑے کو بھی دباغت سے پاک لکھتا ہے۔

فقہاء رحمہم اللہ نے تو خنزیر کو مستثنیٰ کیا ہے مگر یہ حضرت تو اس کو بھی مستثنیٰ نہیں کرتے۔ چنانچہ نزل الابرار کے ص ۲۹ ج اول میں لکھتے ہیں:

ایما اهاب دبغ فقد طهر ومثله المثانة والكرش واستثنى بعض اصحابنا جلد الخنزير والادمي الصحيح عدم الاستثناء.

کہ جس چمڑے کو دباغت دی جائے پاک ہو جاتا ہے مثانہ اور اوجری میں بھی اسی طرح ہے۔ ہمارے بعض اصحاب نے خنزیر اور آدمی کو مستثنیٰ کیا ہے۔ حالانکہ صحیح یہ ہے کہ یہ بھی مستثنیٰ نہیں۔

جب آپ کے بڑے یہی مسئلہ لکھتے ہیں تو آپ حنفیہ کو کیوں آنکھیں دکھاتے ہیں۔ پہلے اپنے گھر کی خبر لیجیے۔ اپنے وحید الزمان پر اعتراض کیجیے۔ آپ یہی کہیں گے کہ ہم وحید الزمان کے مقلد نہیں۔

میں کہتا ہوں کہ تم ان کے فتاویٰ پر بلا دلیل عمل کرتے ہو یا نہیں؟ اگر کہو کہ نہیں تو بالکل غلط ہے۔ مولانا ثناء اللہ ایڈیٹر اہل حدیث کے کئی ایسے فتاویٰ ہیں جن پر انہوں نے کوئی دلیل نہیں لکھی مگر پوچھنے والوں نے ان کو مان لیا۔

کیا مولوی وحید الزمان، نواب صدیق حسن وغیرہ غلطی نہیں کر سکتے؟ تو کیا وجہ ہے کہ ان مسائل پر تو بلا تحقیق عمل کیا جائے اور ائمہ احناف کے مسائل پر تنقید ہی تنقید روا رکھی جائے۔ اس سے یہ ظاہر ہے کہ آپ لوگ برائے نام غیر مقلد ہیں۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اعتراض نمبر ۳۳:

ذبح سے پاک ہونا

وما طهر جلدهٔ بالدباغ طهر جلدهٔ بالزكاة وكذالك جميع اجزائه تطهر بالزكاة الا الدم وهو الصحيح من المذاهب كذا فی المحيط

(ص۴۳ج۱)

"اور جس (جانور) کا چمڑا دباغت سے پاک ہو جاتا ہے اس کا چمڑا ذبح سے بھی پاک ہو جاتا ہے اور اسی طرح خون کے سوا تمام اجزا پاک ہو جاتے ہیں۔"

وضاحت:

یعنی کتا پکڑا اسے ذبح کیا بس اس کے خون کے سوا کھال سمیت اس کے تمام اجزا پاک ہو جاتے ہیں۔ (فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص ۱۱-۱۲)

جواب:

شریعت نے پاک ہونے کے لیے دو قاعدے بیان کیے ہیں ایک چمڑے کو دباغت کیا جائے تو پاک ہو جاتا ہے چنانچہ اوس کی بحث گزر چکی دوسرا قاعدہ پاک ہونے کے واسطے ذبح کرنا ہے۔ اگر بکری، اونٹ، گائے، بیل بھیڑ، دنبہ، ہرن وغیرہ کو شریعت کے قاعدہ کے مطابق ذبح کیا جائے تو پاک بھی ہو جاتا ہے اور حلال بھی ہوتا ہے۔ اس کے پاک ہونے کی وجہ یہی ہے کہ جو رطوبت نجسہ اور دم مسفوح (بہنے والا خون) ناپاک ہے، ذبح کرنے سے نکل جاتا ہے جو قرآن و احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ **الا ما ذکیتم** تمہارے لیے وہ جانور حلال و پاک ہیں جن کو تم شرعی قاعدے سے ذبح کرو۔

چونکہ جانور دو قسم کے ہیں ایک حلال، دوسرے حرام۔ اسی طرح ایک حلت ہے اور ایک طہارت اور ایک حرمت اور ایک نجاست۔ اگر کسی حلال جانور کو شریعت کے قاعدے سے ذبح نہ کیا جائے تو وہ حرام اور ناپاک ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی حرام جانور کو کسی

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

شرعی طریق سے ذبح کیا جائے تو گو اس میں حلت نہیں ہوتی مگر دوسرا وصف جو پاکی ہے، رطوبت نجسہ کے دور ہونے کی وجہ سے ثابت ہو جاتی ہے اس بنا پر جن جانوروں کا گوشت کھایا نہیں جاتا اون کے چمڑے ذبح کرنے سے پاک ہو جاتے ہیں اور ان پر نماز پڑھ سکتے ہیں۔ کیوں کہ ذبح کرنا اس کو میتہ کرنا نہیں ہے تا کہ اس پر نجس ہونے کا حکم لگایا جائے۔

آنحضرت ﷺ نے مردار کے چمڑے کو دباغت دینے کے بعد پاک فرمایا ہے اور اس کے واسطے طہارت کا حکم دیا ہے۔

حدیث:

عن عائشة عن النبی صلی الله علیه و سلم قال طهور کل أدیم دباغه إسناد حسن کلهم ثقات (دار قطنی ص ۱۸ ج ۱)

حدیث:

عن عائشة عن النبی صلی الله علیه و سلم قال ذکاة المیتة دباغها
(دار قطنی ص ۱۷ ج ۱)

حدیث:

وقال دباغها ذکاة له. (دار قطنی ص ۱۷ ج ۱)

حدیث:

الا دبغتموه فانه ذکاة له. (دار قطنی ص ۱۷ ج ۱)

آنحضرت ﷺ نے ان روایات میں دباغت اور زکوٰۃ کو جس کو ذبح بھی کہتے ہیں اور طہارت بھی ایک فرمایا ہوا ہے جو فائدہ ذبح کرنے سے حاصل ہوتا ہے وہی دباغت سے حاصل ہوتا ہے۔

جس طرح دباغت کے ذریعہ سے اجزاء نجس اور رطوبات زائل ہو جاتے ہیں، اسی طرح ذبح کرنے سے نجس اجزاء زائل ہو جاتے ہیں۔ پس ایسے ذبیحہ کی طہارت میں جو نجس

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

العین نہ ہو بنا بر روایات مذکورہ کے کوئی شک نہیں کیوں کہ دونوں دباغت اور ذبح جب ازالہ رطوبات نجسہ میں شریک ہیں تو طہارت میں بھی شریک ہوں گے تفریق بغیر دلیل تحکم پر مبنی ہے۔

غیر مقلدین سے سوال:

جن جانوروں کا گوشت نہیں کھایا جاتا ہے اگر اون کو بسم اللہ کہہ کر شرعی طریق سے کوئی ذبح کردے تو مفتی صاحب فرمایئے کہ وہ ناپاک رہیں گے یا پاک ہو جائیں گے۔ اگر صورت اول ہے تو اس کے لیے کوئی صریح صحیح حدیث پیش کریں کہ وہ ناپاک ہی رہتے ہیں۔ اگر پاک ہو جاتے ہیں تو آپ اپنے مذہب کے صحیح ہونے کے واسطے حدیث صحیح پیش کریں اور پھر وہی ہماری دلیل ہوگی اور آپ کا شور وغل مچانا بے کار ہوگا۔ لیکن اس کا خیال رہے کہ عام لوگوں کو دھوکہ میں نہ ڈالیے گا کہ یہ لوگ پاک کہتے ہیں تو حلال بھی ہونا چاہیے۔ حلال ہونا اور چیز ہے اور پاک ہونا اور شے ہے۔ دونوں میں فرق ہے ایک چیز شرع سے پاک ہے لیکن حلال نہیں ہوتی۔

پھر حنفیہ مطلقاً ذبح کو طہارت نہیں کہتے بلکہ اس کے لیے صحیح قول کی بنا پر ذبح شرعی کی شرط لگائی ہوئی ہے کہ ذبح کرنے والا مسلمان یا اہل کتاب ہو بسم اللہ کہہ کر ذبح کرلے جو محل ذبح ہے اسی پر فعل ذبح واقع ہو اگر ان میں سے ایک امر بھی مفقود ہوگا تو طہارت کا حکم نہیں دیا جائے گا۔

اسی طرح محققین حنفیہ نے تصریح کی ہے اس ذبح سے فقط چمڑا اس کا پاک ہوتا ہے باقی اور اجزا جن میں حیات حلول کیے ہے پاک نہیں ہوتے لیکن اول راجح ہے ساتھ ہی ساتھ اس کی بھی تصریح ہے کہ جو جانور نجس العین ہیں وہ ذبح سے پاک نہیں ہوتے اسی طرح یہ بھی مصرح ہے کہ جن کا چمڑا دباغت کو قبول نہیں کرتا وہ بھی ذبح کرنے سے پاک نہیں ہوتے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

البحث عما لا یوجد فیه نص علی قسمین احدهما ان یبحث عن دخوله فی دلالة النص علی اختلاف وجوها فهٰذا مطلوب لا مکروه بل ربما کان فرضا علی من تعین علیه من المجتهدین.

(نیل الاوطار ص ۳۲۴ ج ۸)

اعتراض نمبر ۳۴:

کتا نجس عین نہیں

والصحیح ان الکلب لیس بنجس العین فلا یفسد لمآء ما لم یدخل فاهٗ هٰکذا فی التبیین. (ص ۱۹)

اور صحیح یہ ہے کہ کتا نجس العین نہیں جب تک اس کا منہ (پانی میں) داخل نہ ہوا ہو پانی نجس نہیں ہوتا یہ تبیین میں لکھا ہے۔ (ص ۲۴ ج ۱)

(فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص ۱۳)

جواب:

کتے کے نجس العین ہونے پر کوئی دلیل نہیں اگر ہے تو پیش کرو زمانہ نبوی میں کتے برابر مسجد نبوی میں آتے جاتے رہتے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ تو کبھی کتوں کو مسجد سے روکا، اور نہ ان کی آمدورفت کی جگہ کبھی دھلوائی اور صاف کرائی۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

کانت الکلاب تقبل وتدبر فی المسجد فی زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولم یرشون شیئا من ذلك.

تنبیہ:

کتے کے نجس العین نہ ہونے کا یہ مطلب ہے کہ زندہ کتا نجس نہیں ہے اور اس کی کھال

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

دباغت سے پاک ہوسکتی ہے۔ دیکھو شامی ج ۱ ص ۱۴۶، ہاں اس کا گوشت، خون، لعاب ناپاک ہیں۔ (شامی ص ۱۴۵ ج ۱)

مندرجہ بالا عبارت سے یہ کب ثابت ہوتا ہے کہ کتا نجس نہیں، معترض اتنا بے خبر ہے کہ نجس اور نجس العین میں فرق نہیں جانتا، بعض فقہاء ﷭ نے کتے کو نجس العین بھی لکھا ہے اور نجس العین نہ ہونے کی بھی روایت ہے۔ کتا نجس العین نہ سہی، نجس تو ہے۔ اس کا گوشت اور خون بالاتفاق پلید ہے۔

لو ہم تمہارے پیشواؤں سے دکھا دیتے ہیں کہ وہ کتا کو پلید ہی نہیں سمجھتے۔ علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں:

دم السمك طاهر و كذا الكلب وريقه عند المحققين من اصحابنا

(نزل الابرار ج ۱ ص ۳۰)

"ہمارے محققین کے نزدیک مچھلی کا خون پاک ہے۔ اسی طرح کتا اور اس کا لعاب (بھی پاک ہے)۔

امام بخاری بھی ان محققین میں ہیں جو کتے کو پاک سمجھتے ہیں۔

عرف الجادی کے ص ۱۰ میں تصریح ہے کہ کتے کے ناپاک ہونے میں کوئی دلیل نہیں، نواب صدیق حسن بھی بدور الاہلہ میں کتے کو پاک لکھتا ہے۔ تو یہ مسئلہ بھی غیر مقلدین کے اپنے ہی گھر سے نکل آیا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری جلد اول ص ۱۳۸ میں مالکیہ کا مذہب نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں

لكون الكلب طاهر عندهم

"کہ کتا مالکیہ کے نزدیک پاک ہے۔"

امام شعرانی میزان الکبریٰ میں لکھتے ہیں:

ومن ذالك قول الامام الشافعي واحمد وابي حنيفة بنجاسة الكلب

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

مع قول الامام مالك بطهارته

"دوسرا قول وہ ہے جس کے امام شافعی اور امام احمد اور امام ابوحنیفہ رحمہم اللہ قائل ہیں اور وہ یہ ہے کہ کتا نجس ہے اور امام مالک رحمہ اللہ کا قول اس کے پاک ہونے کا مخالف ہے۔"

حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری جلد ۱ ص ۱۴۰ میں نقل کرتے ہیں:

و انما نساق المصنف هذا الحديث هنا ليستدل به مذهبه في طهارة سؤر الكلب

"یعنی امام بخاری اس حدیث کو اس لیے لائے ہیں تا کہ کتے کے جوٹھے کے پاک ہونے پر اپنے مذہب کے لیے استدلال کریں۔"

کہیے جناب امام مالک اور امام بخاری کے متعلق کیا خیال ہے اور اپنے وحید الزمان اور نواب صدیق حسن خان اور نواب نور الحسن خان کے بارے میں کیا رائے ہے؟ لیکن افسوس کہ آپ کو تو صرف اور صرف امام اعظم سے ہی بغض و عناد ہے۔

اعتراض نمبر ۳۵:

صاف چکنے پتھر پر تیمم جائز ہے اگر یہ دھلا ہوا بھی ہو

وبالحجر عليه غبارا ولم يكن بان كان مغسولا او املس مدقوقًا او غير مدقوق كذا في قاضي خان. (ص ۲۷ ج ۱)

"اور پتھر پر تیمم جائز ہے خواہ اس پر غبار ہو یا نہ ہو مثلاً دھلا ہوا ہو یا چکنا ہو خواہ پسا ہوا ہو یا بے پسا ہو۔ (فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص ۱۵)

جواب:

کیا تمہارے پاس کوئی حدیث ہے جس میں یہ حکم ہو کہ ان اشیاء پر تیمم درست نہیں۔ اگر ہے تو بیان کرو ورنہ اپنا اعتراض واپس لو۔

سنیے! ہدایہ شریف میں اس کی دلیل موجود ہے۔ یعنی

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ان الصعید اسم لوجه الارض

''صعید مٹی ہی کو نہیں کہتے بلکہ صعید روئے زمین کا نام ہے۔

علامہ عینی شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں۔

لان الصعید لیس التراب انما هو وجه الارض ترابا کان او صخرا لاتراب علیه او غیره

''کیوں کہ صعید مٹی نہیں بلکہ روئے زمین ہے، مٹی ہو یا پتھر جس پر مٹی نہ ہو یا اس کا غیر ہو۔

اور حدیث بخاری و مسلم میں آیا ہے، رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

جُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا

''کہ میرے لیے جنس زمین کو مسجد اور طہور بنایا گیا۔''

ایک حدیث میں آیا ہے ''التراب طهور المسلم''

علامہ عینی شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں:

هذا الذی ذکره فی الحقیقة استدلال لابی حنیفة و محمد علی جواز التیمم بجمیع اجزاء الارض لان اللام فیها للجنس فلا یخرج شیء منها وکان الارض کلها جعلت مسجدا وما جعل مسجدا هو الذی جعل طهورا (عینی ج ا ص ۳۱۱)

''درحقیقت اس میں ابوحنیفہ و محمد کی دلیل ہے کہ زمین کے جمیع اجزاء کے ساتھ تیمم جائز ہے۔ کیوں کہ اس میں ''لام'' جنس کے لیے ہے تو کوئی چیز اس لیے خارج نہ ہوگی اور سب زمین مسجد بنائی گئی ہے تو جو مسجد بنائی گئی وہی پاک کرنے والی بنائی گئی۔''

تو اس سے تیمم بھی درست ہوا۔ کیوں کہ ریت، چونہ، پتھر اور گچ یہ سب چیزیں مسجد ہیں اور ان پر نماز جائز ہے جن پر نماز پڑھنا جائز ہوا، ان پر تیمم کرنا بھی جائز ہے۔

نواب حسن صدیق بھوپالی روضۃ الندیہ کے ص ۳۹ میں لکھتے ہیں:

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

قال فی القاموس والصعید التراب او وجه الارض انتهی والثانی هو الظاهر من لفظ الصعید لانه ما صعد ای علا وارتفع علی وجه الارض وهذه الصفة لا تختص بالتراب ویوید ذالك حدیث جعلت لی الارض مسجدا وطهورا

''قاموس میں ہے کہ صعید تراب ہے یا روئے زمین، اور دوسرا معنی لفظ صعید سے ظاہر ہے۔ صعید وہ ہے جو بلند ہوا اور زمین کے اوپر ہو۔ اور یہ صفت یعنی روئے زمین پر ہونا۔ مٹی کے ساتھ مختص نہیں (کہ تیمم اسی کے ساتھ مختص ہو) اور حدیث جعلت لی الارض مسجدا و طهورا بھی اس کی تائید کرتی ہے۔''

عرف الجادی میں ہے:

تخصیص صعید بتراب ممنوع است

صعید کی تخصیص مٹی سے کرنا صحیح نہیں

معلوم ہوا کہ قرآن حکیم نے تیمم کے لیے صعیدا طیبا فرمایا ہے۔ صعید روئے زمین کو کہتے ہیں اور روئے زمین میں ہر جگہ مٹی نہیں ہوتی۔ ریگستان میں ریت ہے، پتھریلی زمین میں پتھر ہے۔ لہٰذا ہر وہ چیز جو جنس زمین سے ہوگی اس پر تیمم جائز ہے۔

اس مسئلہ کو جس کا ماخذ قرآن وسنت ہے، خلاف عقل ونقل قرار دینا فرقہ غیر مقلدین کا خاصہ ہے۔

اعتراض نمبر ۳۶:

ایک مثقال نجاست مغلظہ کی چھوٹ

وهی نوعان الاول المغلظة وعفی منه قدر الدرهم والصحیح ان یعتبر بالوزن فی النجاسة المتجسدة وهو ان یکون وزنه قدر الدرهم الکبیر المثقال. (ص۴۵ ج۱)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

''نجس چیزیں دو قسم ہیں اول مغلظ وہ بقدر درہم کے عفو (معاف) ہے اور درہم کے اعتبار میں روایتیں مختلف ہیں صحیح یہ ہے کہ اگر جسم دار نجاست ہو تو وزن کا اعتبار کریں اور وہ یہ ہے کہ وزن اس کا درہم کبیر کے برابر ہو جو ایک مثقال ہوتا ہے۔ اور مثقال بیس قیراط ہوتا ہے۔'' (ص ۸۳ ج ۱)

(فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص ۱۵)

جواب:

بے شک فقہاء نے ایسا لکھا ہے لیکن یہ معافی بہ نسبت صحت نماز ہے نہ بہ نسبت گناہ کے۔ یعنی اس کا یہ مطلب نہیں کہ ایسا کرنے والے کو گناہ بھی نہیں۔ خود فقہاء نے تصریح فرمائی ہے کہ ایسا کرنا مکروہ تحریمہ ہے۔

در مختار میں ہے۔

عفا الشارع عن قدر درهم وان كره تحريما فيجب غسله (درمختار)

شارع نے قدر درہم معاف کیا ہے اگرچہ مکروہ تحریمہ ہے پس اس کا دھونا واجب ہے۔

معلوم ہوا کہ جس کپڑے کو بقدر درہم نجاست لگی ہوگی۔ اس میں نماز پڑھنا ہمارے نزدیک مکروہ تحریمہ ہے۔ اس کا دھونا واجب اور نماز کا اعادہ واجب ہے۔

كما قال الشيخ عبدالحئ لكهنوى فى عمدة الرعاية (ص ۱۵۰ ج ۱)

اشار الى ان العفو عنه بالنسبة الى صحة الصلوة به فلا ينافى الاثم.

''کہ یہ معافی بہ نسبت صحت نماز ہے نہ یہ کہ اس کو گناہ نہیں۔''

اور یہ اجازت بھی اس صورت میں ہے کہ دھونے کے لیے پانی یا دوسرا پاک کپڑا نہ ملے۔ اگر پانی میسر ہے اور وقت کی گنجائش بھی ہے تو اسے دھو لینا چاہیے۔

چنانچہ فتاویٰ غیاثیہ ص ۱۳ میں ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

دخل في الصلوة فرى في ثوبه نجاسة اقل من قدر الدرهم وكان في الوقت سعة فالافضل ان يقطع او يغسل الثوب ويستقبلها في جماعة اخرى وان فاتتة هذه ليكون مؤريا فرضه على الجواز بيقين فان كان علمًا للماء او لم يكن في الوقت سعة اولا برجو جماعة اخرى مضى عليها وهو الصحيح.

''یعنی نماز شروع کی تو دیکھا کہ کپڑے میں قدر درہم سے کم نجاست ہے اور وقت میں فراخی ہے تو افضل یہ ہے کہ نماز قطع کرے کپڑا دھو ڈالے اور دوسری جماعت میں نئے سرے سے شروع کرے اگرچہ یہ جماعت اس کی فوت بھی کیوں نہ ہو جائے۔ تاکہ اس کے فرض یقینا ادا ہو جائیں اور اگر پانی نہیں یا وقت میں وسعت نہیں یا دوسری جماعت ملنے کی امید نہیں تو اسی کے ساتھ نماز پڑھ لے۔

امام طحطاوی فرماتے ہیں:

المراد عفا عن الفساد به والا فكراهة التحريم باقية اجماعا ان بلغت الدرهم وتنزيها ان لم تبلغ. (طحطاوی علی مراقی الفلاح ص۹۰)

''یعنی عفو سے مراد ہے کہ نماز فاسد نہیں ورنہ کراہت تحریمی اجماعاً باقی رہتی ہے اگر درہم کو نجاست پہنچے اگر درہم سے کم ہو تو کراہت تنزیہی رہتی ہے۔''

معلوم ہوا کہ اگر بقدر درہم نجاست کے ساتھ نماز پڑھے گا تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔ جس کا اعادہ واجب اور کپڑے کا دھونا واجب ہے۔

پس دیانت کا تقاضا تو یہ تھا کہ معترض ان تمام باتوں کو بھی لکھتا پھر اعتراض کرتا تاکہ ناظرین کو اصل مذہب کا پتہ لگ جاتا۔ مگر یہاں تو عوام کو صرف مغالطہ میں ڈال کر مذہب حنفی سے بیگانہ کرنا مقصود تھا۔ دیانت سے کیا کام؟ جب اصل مسئلہ معلوم کر چکے تو اس معافی کا ماخذ بھی معلوم کر لینا چاہیے۔ یہ معافی فقہاء نے استنجاء بالاحجار سے اخذ کی ہے کیوں کہ ظاہر ہے پتھر ڈھیلے مزیل نجاست نہیں ہیں بلکہ مخفف اور منشف ہیں تو موضوع غائط کا نجس

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ہونا شریعت نے نماز کے لیے معاف کیا ہے اور وہ قدر درہم ہوتا ہے۔ اس لیے فقہاء نے نماز کے لیے بقدر درہم معاف لکھا ہے۔

امام نووی شرح صحیح مسلم میں حدیث اذا استیقظ احدکم من منامه کے بعض فوائد میں سے لکھتے ہیں:

منها ان موضع الاستنجاء لا يطهر بالاحجار بل يبقى نجسا معفوا عنه في حق الصلوٰة. (نووی ص ۱۳۶)

''یعنی بعض فوائد میں سے یہ ہے کہ استنجاء کی جگہ پتھروں سے پاک نہیں ہوتی بلکہ نجس رہتی ہے جو نماز کے حق میں معاف ہے۔''

اسی طرح حافظ ابن حجر فتح الباری پارہ نمبرا میں لکھتے ہیں ہدایہ شریف میں ہے:

قدرناه بقدر الدرهم اخذا عن موضع الاستنجاء (ص ۵۸)

''کہ وہ قلیل نجاست جو کہ عفو ہے ہم نے اس کا اندازہ بقدر درہم رکھا اور اس کا ماخذ استنجاء کی جگہ (کا معاف ہونا ہے)''

علامہ شامی فرماتے ہیں:

قال في شرح المنية ان القليل عفوًا جماعًا اذا الاستنجاء بالحجر كاف بالاجماع وهو لا يستامل النجاسة والتقدير بالدرهم مروى عن عمر و علي وابن مسعود وهو مما لا يعرف بالرائے فيحمل على السماع اھ وفي الحلية القدير بالدرهم وقع على سبيل الكناية عن موضع خروج الحدث من الدبر كما افاده ابراهيم النخعي بقوله انهم استكرهوا ذكر المقاعد في مجالسهم فكنوا عنه بالدرهم ويعضده ما ذكره المشائخ عن عمر انه سئل عن القليل من النجاسة في الثوب فقال اذ كان مثل ظفرى هذا يمنع جواز الصلوٰة قالوا وظفره كان قريبا من كفنا اھ. (شامی ص ۲۳۱ ج ۱)

''شرح منیۃ میں کہا ہے کہ نجاست قلیل اجماعاً معاف ہے کیوں کہ پتھروں سے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

استنجاء کرنا بالاجماع کافی ہے اور وہ نجاست کو بالکل ختم نہیں کرتا۔ اور درہم کا اندازہ حضرت عمر و علی و ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے مروی ہے چونکہ اس میں رائے کا دخل نہیں اس لیے سماع پر محمول ہوگا۔ اور حلیۃ میں ہے کہ درہم کا اندازہ بطور کنایہ ہے دبر سے جیسے کہ ابراہیم نخعی فرماتے ہیں کہ لوگوں نے اپنے مجالس میں مقاعد کا ذکر برا سمجھا تو کنایۃ درہم سے تعبیر کیا۔ اور اسی کی تائید کرتا ہے جو مشائخ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عمر سے جب قلیل نجاست کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا جب میرے ناخن کے مثل ہو تو نماز کے جواز کو منع نہیں کرتا۔ کہتے ہیں کہ آپ کا ناخن ہماری ہتھیلی (کے مقر) کے برابر تھا۔

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ قدر درہم بھی صحابہ سے مروی ہے۔ وللہ الحمد

اعتراض نمبر ۳۷:

پلید انگلی چاٹنے سے پاک

اذا اصابت النجاسة بعض اعضائه ولحسها بلسانه حتی ذهب اثرها یطهر. (ص ۴۵ ج ۱)

"اگر کسی عضو پر نجاست لگ جاوے اور اس کو زبان سے چاٹ لے یہاں تک کہ اس نجاست کا اثر جاتا رہے تو پاک ہو جاوے گا۔" (ص ۸۳ ج ۱)

سبحان اللہ غذا کی غذا، لذت کی لذت، پاکی کی پاکی، مزا مفت، مفت را چہ باید گفت۔ (فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص ۱۶)

اعتراض نمبر ۳۸:

پلید چھری چاٹنے سے پاک

وکذا السکین اذا تنجس فلحسه بلسانه او مسحه بریقه هکذا فی فتاوی قاضی خان. (ص ۴۵ ج ۱)

"اور اسی طرح اگر چھری نجس ہو جاوے اور اس کو زبان سے چاٹ لے یا اپنا تھوک

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

لگا کر اس کو پونچھ لے تو پاک ہو جاوے گی۔" (ص ۸۳ ج ۱)

سبحان اللہ، ناشتے کا ناشتہ اور چھری بھی پاک اور مزا مفت۔

(فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص ۱۶)

اعتراض نمبر ۳۹:

پلید کپڑا چاٹنے سے پاک

ولو لحس الثوب بلسانہ حتی ذهب الاثر فقد طهر. (ص ۴۵ ج ۱)

"اگر کپڑے کو زبان سے چاٹے، یہاں تک کہ نجاست کا اثر جاتا رہے تو پاک ہو جاوے گا۔" (ص ۸۳ ج ۱)

(فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص ۱۶)

جواب:

ان تینوں اعتراضوں کا اکٹھا جواب ملاحظہ فرمائیں۔

غیر مقلدین نے اپنی ناقص الفہمی کی بنا پر فتاویٰ عالمگیری کی عالمی حیثیت نہیں سمجھی یہ فتاویٰ بفضلہ تعالیٰ عالمی فتاویٰ ہے۔ اس میں وہ تمام مسائل حل کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو عالم اسلام میں عموماً یا خصوصاً پیش آتے رہتے ہیں یا آ سکتے ہیں تاکہ مملکت اسلامیہ کے قاضی صاحبان ان سے استفادہ کر کے ان سے نادر سے نادر واقعات و مقدمات کا حل دریافت کر سکیں۔ دنیائے عالم میں جہاں عاقل بالغ آباد ہیں وہاں پاگل اور بچے بھی رہتے ہیں۔ ان کی وجہ سے بھی کئی مسئلے جنم لیتے رہتے ہیں۔ مندرجہ بالا مسئلہ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے ہاتھ کی کسی انگلی پر اگر پیشاب یا شراب یا خون لگ جائے تو انگلی لو اس نجاست سے صاف کرنے کے لیے پانی ہی استعمال کیا جاتا ہے مگر بچوں اور پاگلوں سے یہ امید نہیں رکھی جا سکتی کہ وہ اس نجاست کو پانی سے ہی صاف کریں گے بلکہ یہاں ممکن ہے کہ بجائے انگلی دھونے کے اسے چاٹ لیں۔ (العیاذ باللہ) اور چاٹنے کے بعد وہی انگلی کسی شخص کے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

پانی میں ڈبو دیں اور وہ شخص اسلامی عدالت میں اس نوعیت کا مقدمہ دائر کر دے کہ میں پچاس روپے کا پانی خرید کر مٹکے میں ڈالا تھا فلاں پاگل نے نجاست سے لبریز انگلی کو پہلے اچھی طرح چاٹا پھر اپنی انگلی میرے پانی میں ڈبو دی جس سے پانی پلید اور بیکار ہو گیا۔ لہٰذا مجھے پاگل کے مال سے پانی کی قیمت دلائی جائے تو جس قاضی نے فتاویٰ عالمگیری کا مندرجہ بالا مسئلہ پڑھا ہوگا وہ یہ کہہ کر مقدمہ خارج کر دے گا کہ جب مدعی خود تسلیم کرتا ہے کہ پاگل نے پہلے انگلی سے نجاست کو چاٹ کر زائل کر دیا تھا پھر پانی میں ڈبو دیا تھا تو پاگل کی انگلی کے سبب پانی پلید نہ ہوا کیونکہ جب انگلی پر سے نجاست زائل کر دی گئی تو نہ انگلی پلید رہی نہ پانی پلید ہوا۔ فتاویٰ عالمگیری کی عبارت کا یہ مطلب نہیں کہ معاذ اللہ نجاست کو چاٹنا جائز ہے۔ یا یہ کہ فقہ حنفی میں انگلی پاک کرنے کا یہی طریقہ ہے یہ نجس فہمی صرف مخالفین کی دماغی نجاست کا نتیجہ ہے بلکہ فتاویٰ عالمگیری میں تو یہاں تک نفاست پسندی فرمائی گئی ہے کہ جو حلال جانور نجاست کھاتا ہو اسے نہ کھائیں بلکہ کئی دن تک باندھ رکھیں کہ نجاست نہ کھانے پائے پھر جب اس کا گوشت نجاست کے اثر سے پاک ہو جائے تو ذبح کر کے کھائیں اونٹ چالیس دن تک باندھا جائے گا۔ گائے بیس دن تک، مرغی تین دن تک اور چڑیا ایک دن تک۔ (فتاویٰ عالمگیری ج۵ ص۲۹۸)

اعتراض نمبر ۴۰:

کتے کے بالوں کا ازار بند استعمال کریں

اذا جعلت التكة من شعر الكلب لا بأس به

اگر کتے کے بالوں سے ازار بند بنا دیں تو مضائقہ نہیں۔ (ص ۴۸ ج ۱)

وضاحت:

یعنی ریشم اور سلک نہ سہی تو کتے کے بال ہی سہی شاید نرم ہوتے ہوں گے؟ ملیں گے بھی مفت۔ (فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص ۱۷)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

جواب۔

مفتی صاحب کو اپنے گھر کی خبر نہیں۔نواب نورالحسن کی عرف الجادی کے ایک مسئلہ سے تو یہاں تک ثابت ہوتا ہے کہ سور کے بالوں سے ازار بند بنانا جائز ہے اور تکیہ بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ جب دباغت سے کھال پاک ہوگئی تو بال بھی تو کھال کے ساتھ ہی ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ مفتی صاحب کتے کے بالوں کو ناپاک یا حرام ثابت کرنے کی کوئی دلیل بیان کریں۔ جب حدیث میں آتا ہے ((اَیُّمَا اِهَابٌ دُبِغَ فَقَدْ طَهُرَ))

ترمذی ابواب اللباس اور مسلم باب طهارة جلود الميتة بالدباغ میں ہے((اِذَا دُبِغَ الْاِهَابُ فَقَدْ طَهُرَ))

اور مسلم ہی میں ہے فَقَالَ، هَلَّا اَخَذْتُمْ اِهَابَهَا فَدَبَغْتُمُوْهُ

اور بخاری کتاب الزکاة باب الصدقة علی موالی میں ہے۔

قَالُوْا اِنَّهَا مَيْتَةٌ قَالَ اِنَّمَا حَرُمَ اَكْلُهَا

ان تمام روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ دباغت سے چمڑا پاک ہو جاتا ہے اور بال چمڑے کے ساتھ ہی ہوتے ہیں کیوں کہ اہاب الجمعہ بالوں کے چمڑے کا نام ہے۔ جب وہ پاک ہو گیا تو بال بھی پاک ہو گئے ورنہ حضور علیہ السلام تصریح فرمادیتے کہ بال کاٹ لو پھر کھال سے نفع اٹھاؤ۔ یا یہ فرماتے کہ چمڑا تو پاک ہو جاتا ہے لیکن بال پاک نہیں ہوتے۔

جوہر النقی جلد اص ۱۲ میں ہے

فهو اسم للجلد بشعره فدل على طهارة شعره ايضا لو لا ذالك لقال احلقوا شعره ثم انتفعوا به

(اہاب) نام ہے کھال مع بال کا پس یہ بالوں کے پاک ہونے کی بھی دلیل ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو حضور علیہ السلام فرما دیتے کہ بال اتار کر (کھال سے) نفع حاصل کرو۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اعتراض نمبر ۴۱:

تکبیر کہتے وقت اللہ اکبر کی جگہ کوئی اور لفظ استعمال کرنا

مسئلہ: رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تکبیر تحریمہ یعنی اللہ اکبر کے ساتھ ہی اپنی نمازوں کا آغاز کیا کرتے تھے اور اس مسئلہ میں قولی اور فعلی دونوں قسم کی احادیث صحیحہ مرفوعہ متصلہ بیش از بیش مروی ہیں۔ چند یہ ہیں۔

۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث ہے (انما جعل الامام لیؤتم به فاذا کبر فکبروا الخ) (صحیح بخاری ص۱۰۱ ج۱)

”کہ امام اس لیے بنایا گیا ہے تاکہ تم اس کی اقتدا کرو پس جب وہ تکبیر یعنی اللہ اکبر کہے تو تم بھی اللہ اکبر کہو۔“

۲۔ رفاع بن رافع سے مرفوع حدیث ہے: (فقال النبی صلی اللہ علیه وسلم لا تتم صلوٰۃ لاحد من الناس حتی یتوضأ فیضع الوضوء یعنی مواضعه ثم یکبر ویحمد اللہ عز وجل.) (ابوداؤد مع عون المعبود ص۳۲۰ ج۱)

”پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی کی اس وقت تک نماز پوری ادا نہیں ہوتی جب تک وہ اچھی طرح وضو کر کے اللہ اکبر کے ساتھ اپنی نماز شروع نہ کرے اور بعد از اں اللہ عز وجل کی حمد نہ کرے اور طبرانی کے الفاظ ہیں ثم یقول اللہ اکبر

(فتح الباری ص۲۱۷ ج۲)

۳۔ ابوحمید سے روایت ہے: (کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اذا قام الی الصلوٰۃ اعتدل قائما ورفع یدیه ثم قال اللہ اکبر اخرجه ابن ماجة وصححه ابن خزیمة وابن حبان فتح الباری) (فتح الباری ص۲۱۷ ج۲)

۴۔ وروی البزار باسناد صحیح علی شرط مسلم عن علی ان النبی صلی اللہ علیه وسلم کان اذا قام الی الصلوٰۃ قال اللہ اکبر ولا حمد

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

والنسائی من طریق واسع بن حبان انه سأل ابن عمر عن صلوۃ رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال الله اکبر کلما وضع ورفع.

(فتح الباری، باب ایجا التکبیر، ص۲۱۷ج۲)

ان تمام احادیث صحیحہ قولیہ اور فعلیہ کا حاصل مطلب یہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ ہمیشہ اللہ اکبر ہی کے لیے ساتھ نماز کا آغاز فرمایا کرتے تھے۔ اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اللہ اکبر ہی کے ساتھ اپنی نماز شروع کیا کرتے تھے اور کسی صحابی سے یہ ثابت نہیں کہ اس نے کبھی سبحان اللہ یا لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ اپنی کسی نماز کی ابتدا کی ہو۔ مگر فتاویٰ عالمگیری ان حدیثوں کو نہیں مانتا۔

اعتراض نمبر ۴۲:

اللہ اکبر کی جگہ سبحان اللہ کہنا

لو شرع بالتسبیح او بالتهلیل صح. (ص۶۸ج۱)

"اگر نماز کو سبحان اللہ یا لا الٰہ الا اللہ سے شروع کیا تو صحیح ہے۔" (ص۱۲۴ج۱)

(فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص۲۱)

نوٹ: اس عبارت کے آگے لکھا ہے۔ لیکن اولیٰ یہ ہے کہ تکبیر سے شروع کرے یہ تبیین میں لکھا ہے نماز بغیر تکبیر کے شروع کرنے میں مشائخ کا اختلاف ہے بعضوں نے کہا ہے کہ مکروہ ہے اور یہی اصح ہے۔ یہ ذخیرہ اور محیط اور ظہیریہ میں لکھا ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری اردو ج ۱ ص ۱۰۶)

اعتراض نمبر ۴۳:

اللہ اکبر کی جگہ اللہ کے ناموں سے کوئی نام لینا

ثم الاصل عند ابی حنیفة رحمه الله ان ما تجرد للتعظیم من اسماء الله تعالٰی جاز الافتتاح به نحو الله الـٰـه وسبحان الله ولا اله الا الله کذا فی

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

التبیین. (ص ٦٨ ج ١)

"امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اصل یہ ہے کہ اللہ کے ناموں میں سے جو نام صرف تعظیم کے واسطے ہیں ان سے نماز شروع کرنا جائز ہے جیسے اللہ الٰہ اور سبحان اللہ اور لا الٰہ الا اللہ" (فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص ٢١)

اعتراض نمبر ۴۴:

اللہ اکبر کی جگہ الحمد للہ

وکذا الحمد للہ ولا الٰہ غیرہ وتبارک اللہ. (ص ٦٨ ج ١)

"اور اسی طرح الحمد للہ اور لا الٰہ غیرہ اور تبارک اللہ کا حکم یہ محیط میں لکھا ہے۔"

(ص ١٢۴ ج ١)

(فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص ٢١)

اعتراض نمبر ۴۵:

اللہ اکبر کی جگہ اللہ اجل

وکذا اذا قال اللہ اجل او اعظم او الرحمٰن اکبر اجزأ عندھما.

(ص ٦٨ ج ١)

"اسی طرح اگر (تکبیر اللہ اکبر کی جگہ) اللہ اجل یا اللہ اعظم یا الرحمٰن اکبر کہا تو امام محمد اور ابو یوسف کے نزدیک جائز ہے۔" (ص ١٢۴ ج ١)

(فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص ٢١)

اعتراض نمبر ۴٦:

اللہ اکبر کی جگہ اللّٰھم

ولو قال اللّٰھم یصیر شارعًا عند الفقھاء. (ص ٦٨ ج ١)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اور اگر اللّٰھم کہا تو فقہاء (حنیفہ) کے نزدیک نماز شروع ہو جاوے گی (ص۱۲۴ ج۱)
(فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص۲۲)

اعتراض نمبر ۴۷:

اللہ اکبر کی جگہ اللہ اگبر

ولو قال الله اكبر بالكاف الفارسية يصير شارعًا كذا في المحيط.
(ص۶۸ ج۱)

"اور اگر اللہ اگبر کاف فارسی (گ) سے کہا تو نماز شروع ہو جاوے گی۔"
(فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص۲۲)

اعتراض نمبر ۴۸:

اللہ اکبر کی جگہ خدا بزرگ تر

لو كبر بالفارسية جاز هكذا في المتون كان يحسن العربية او لا.
(ص۶۹ ج۱)

"اگر فارسی میں تکبیر (خدا بزرگ تر) کہی تو نماز جائز ہو جاوے گی خواہ عربی میں کہہ سکتا ہو یا نہ کہہ سکتا ہو۔" (ص۱۲۶ ج۱)

(فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص۲۲)

اعتراض نمبر ۴۹:

جب عربی میں کہہ سکتا ہو تو فارسی میں کہنی مکروہ ہے

وإذا كان يحسنها يكره هكذا في المتون. (ص۶۹ ج۱)
اور جب عربی میں اچھی طرح کہہ سکتا ہو تو فارسی میں تکبیر کہنی مکروہ ہے۔
کھلا تضاد: اوپر کے فتویٰ میں حنفی متون کا حوالہ ہے مگر عربی میں تکبیر کہہ سکتا ہو تو پھر بھی

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

فارسی میں تکبیر کہنی جائز ہے اور اس فتویٰ میں حنفی متون کے حوالہ سے کہا کہ اگر عربی میں تکبیر کہہ سکتا ہے تو پھر اس کو فارسی میں تکبیر کہنی مکروہ ہے۔ آخر یہ کھلا تضاد کیوں۔

(فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص ۲۲)

اعتراض نمبر ۵۰:

فارسی زبان میں صرف تکبیر ہی نہیں بلکہ اور کچھ بھی

وعلى هذا الخلاف جميع اذكار الصلٰوة من التشهد والقنوت والدعاء وتسبيحات الركوع والسجود. (ص۶۹ ج۱)

"اور نماز کے سارے ذکروں میں جیسے تشہد اور قنوت اور دعا اور رکوع اور سجود کی تسبیح میں خلاف جاری ہے۔" (ص۱۲۶ ج۱)

(فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص۲۲، ۲۳)

اعتراض نمبر ۵۱:

صرف فارسی ہی میں نہیں

وكذا كل ما ليس بعربية كالتركية والزنجية والحبشية والنطبية هكذا في فتاویٰ قاضي خان. (ص۶۹ ج۱)

"اور جو حکم فارسی کا ہے وہی ان سب زبانوں کا ہے جو عربی نہیں جیسے ترکی اور زنجی اور حبشی اور نبطی" (ص۱۲۶ ج۱)

نتیجہ:

ظاہر ہے کہ انگریزی، فرنچ، چینی، لاطینی، اردو، پنجابی، سرائیکی، بلوچی، سندھی، ہندی، پشتو، بلتی اور دوسری علاقائی زبانیں بھی اس فتویٰ کی وسعتوں میں ہیں۔ لہٰذا ان زبانوں میں بھی تکبیر تحریمہ اور اذکار لامحالہ جائز ہیں لہٰذا عربی زبان کا مصرف پھر ختم ہی رہا ناں۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

عرض:

جناب سلمان رضی اللہ عنہ کی زبان فارسی، جناب بلال رضی اللہ عنہ کی زبان حبشی اور جناب صہیب رضی اللہ عنہ کی زبان رومن تھی۔ کیا کوئی مثال ایسی موجود ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صحابہ کرام کو ان کی علاقائی اور مادری زبانوں میں تکبیر تحریمہ اور دیگر اذکار نماز کی اجازت دی ہو۔ ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔ (فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص ۲۲،۲۳)

جواب:

ان دس اعتراضوں کا اکٹھا جواب ملاحظہ فرمائیں۔

افسوس کہ معترض کو تعصب نے اندھا کر دیا کہ اس کو ہدایہ شریف میں یہ عبارت نظر نہ آئی۔

یروی رجوعه فی اصل المسئلة الی قولهما وعلیه الاعتماد.

(ہدایہ ص ۸۶ ج ۱)

"امام اعظم کا اس مسئلہ میں صاحبین کے قول کی جانب رجوع مروی ہے اور اسی پر اعتماد (فتویٰ) ہے۔"

درمختار میں اسی پر فتویٰ لکھا ہوا ہے اور توضیح تلویح ص ۹۷ میں بھی موجود ہے۔

پس جس مسئلہ میں امام صاحب کا رجوع ثابت ہے اور فقہاء نے تصریح بھی کی اور فقہاء کا اس پر فتویٰ بھی نہ ہو اس کو ذکر کر کے طعن کرنا، تعصب نہیں تو اور کیا ہے؟ جب صاحب ہدایہ نے اور دیگر فقہاء علیہم الرحمۃ نے تصریح فرما دی کہ قرآن کے معنی ہی نماز میں پڑھنے سے نماز جائز نہیں۔ امام صاحب نے اپنے پہلے قول جواز سے رجوع فرمالیا ہے۔ تو اب قول مرجوع عنہ کو پیش کر کے طعن کرنا کوئی اچھی بات نہیں۔

اہل سنت والجماعت حنفی مسلک کی آج تک جتنی بھی کتابیں نماز کے مسائل پر لکھی گئی ہیں ان سب میں لکھا ہے کہ نماز کا آغاز تکبیر تحریمہ اللہ اکبر سے کرے۔ چند حوالے ملاحظہ فرمائیں۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

(۱) مفتی کفایت اللہ حنفی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

نماز کی نیت کر کے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاؤ اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھوں کو ناف کے نیچے باندھ لو۔ (تعلیم الاسلام حصہ اول ص ۲۶، ۲۷ تاج کمپنی)

(۲) حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

مسئلہ نمبر ا: نماز کی نیت کر کے اللہ اکبر کہے۔

(بہشتی زیور حصہ دوم فرض نماز پڑھنے کے طریقہ کا بیان ص ۱۱۶)

(۳) مولانا فیض احمد صاحب حنفی نے "نماز مدلل" ص ۶۸ پر نماز کا طریقہ کا عنوان قائم کر کے وہی حدیث ابو حمید والی جو مفتی صاحب نے اپنے رسالہ کے ص ۲۰ نمبر ۳ پر تعارض ثابت کرنے کے لیے نقل کی ہے، نقل فرمائی ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمارا اس حدیث پر عمل ہے اور مفتی صاحب دھوکہ دے رہے ہیں۔

(۴) مولانا مفتی جمیل احمد نذیری حنفی انڈیا "رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ نماز" ص ۹۰ پر لکھتے ہیں:

تکبیر تحریمہ کا مطلب ہے اللہ اکبر کہہ کر نیت باندھنا

(۵) الشیخ محمد الیاس فیصل مدینہ منورہ "نماز پیمبر صلی اللہ علیہ وسلم" کے ص ۱۰۰، ۱۰۱ پر لکھتے ہیں:

انگوٹھے کانوں کی لو کے بالمقابل ہوں، اس وقت اللہ اکبر کہہ کر دونوں ہاتھ ناف کے نیچے باندھ لو۔

(۶) مفتی محمد ارشاد صاحب القاسمی "سنت کے مطابق نماز پڑھیے" کے ص ۱۹ پر لکھتے ہیں:

فائدہ: خواہ کوئی بھی نماز ہو شروع کرنے کے لیے تکبیر تحریمہ اللہ اکبر کہنا شرط اور فرض ہے۔ علامہ حلبی نے شرح منیہ میں اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ (السعایہ ص ۱۰۶)

(۷) مولانا ارشاد احمد فاروقی کراچی "احکام و آداب طہارت وضو اور نماز" کے ص ۸۸ پر لکھتے ہیں:

(۲۱) اللہ اکبر کہنا واجب ہے اور اللہ اکبر کے علاوہ سے افتتاح کرنا مکروہ ہے۔ یہ اصح

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ہے۔(شامی ص ۴۸۰ ج ا۔ ہندیہ ص ٦٨ ج ا۔ بحر ص ٣٠٦ ج ا)

(٨) مولانا حکیم محمود احمد ظفر سیالکوٹی ''الکتاب المقبول فی صلاۃ الرسول ﷺ'' کے ص ۲۴۵ میں لکھتے ہیں:

تکبیر تحریمہ کا مطلب ہے ''اللہ اکبر'' کہہ کر نیت باندھنا۔ قرآن حکیم میں ہے وربك فكبر اور اپنے رب کی بڑائی بیان کر (مدثر:٣)

(٩) مولانا ابوضیاء عبداللہ ہزاروی کراچی ''صفة صلاة النبی ﷺ'' کے ص ١٢٦ پر لکھتے ہیں:

یعنی اللہ اکبر کہہ کر نمازی نماز میں داخل ہو جاتا ہے اور آخر میں السلام علیکم کہہ کر نماز سے نکل کیا جاتا ہے۔

(١٠) علامہ ظہیر احسن شوق نیموی حنفی ''آثار السنن، باب افتتاح الصلاة بالتكبير'' میں حضرت ابی حمید الساعدی رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کرتے ہیں۔ حضرت ابوحمید الساعدی رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو قبلہ کی طرف منہ کرتے، ہاتھوں کو اٹھاتے اور فرماتے اللہ اکبر۔ یہ روایت ابن ماجہ باب افتتاح الصلوٰۃ میں موجود ہے۔

اور مفتی صاحب نے اس کو تعارض ثابت کرنے کے لیے فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر کے ص ٢٠، ٢١ پر ہمارے خلاف نقل کیا ہے۔ (سبحان اللہ)

ناظرین ہم نے صرف دس حنفی علماء کے حوالے نقل کیے ہیں۔ ان کے علاوہ اور بہت سے حوالے ہم پیش کر سکتے ہیں۔ مفتی صاحب کو یہ حوالے نظر نہ آئے۔ حنفیوں کا جو مذہب ہے وہ حنفیوں نے اپنی اردو کتابوں میں بھی عوام کے لیے نقل کیا ہوا ہے۔ (اللہ ہم سب کو ہدایت دے)

اعتراض نمبر ۵۲:

عورت کی شرمگاہ دیکھنے سے نماز نہیں ٹوٹتی

ولو نظر الى فرج المطلقة طلاقا رجعيا عن شهوة فيصير مراجعًا لا

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

تفسد صلواته فی روایة هو المختار کذا فی الخلاصة. (ص۴۰۱ج۱)

''جس عورت کو طلاق رجعی دے چکا ہے اگر نماز کے اندر شہوت سے اس کی فرج کو دیکھا تو طلاق سے رجعت ہو جاوے گی اور ایک روایت کے بموجب اس کی نماز فاسد نہ ہو گی یہی مختار ہے۔'' (فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص ۲۶)

جواب:

یہ مسئلہ **کتاب الطلاق** سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ عبارات بالذات بالاصالت رجعت کے ثبوت کے لیے تحریر کی گئی ہے جس کا مفاد یہ ہے کہ کسی شخص نے اپنی بیوی کو طلاق رجعی دی تو عدت میں اگر اس شخص کی نظر نماز کی حالت میں شہوت سے عورت کی شرمگاہ پر پڑ گئی تب بھی رجوع ثابت ہو جائے گا مگر نماز فاسد نہ ہوگی کیوں کہ فقط نظر تو کسی چیز پر بھی پڑ سکتی ہے۔ اس میں نمازی کا کیا قصور ہے؟ نمازی کے سامنے سے انسان، حیوان، مرد، عورت، چھوٹا، بڑا، عریاں، غیر عریاں سب ہی گزر سکتے ہیں۔ یہ یاد رہے کہ فقہ حنفی یہ نہیں کہتی کہ نمازی جان بوجھ کر ایسا کرے۔ بلکہ اگر ایسا ہو گیا تو رجوع ثابت ہو جائے گا۔

نوٹ: غیر مقلدین اس عبارت کے خلاف نہ تو کوئی قرآن کی آیت پیش کر سکتے ہیں اور نہ حدیث۔

اعتراض نمبر ۵۳:

فقہ حنفی میں امام کی شرائط

چونکہ حنفی امام جی کی بات چل نکلی ہے۔ اس لیے اب لگے ہاتھوں حنفی بھائی اپنے پیش امام میں مطلوبہ شرائط بھی ملاحظہ فرمالیں۔ تاکہ ان کی نمازیں ضائع نہ ہوں۔ **ثم الاحسن زوجة ثم الاکثر مالا ثم الاکثر جاها ثم الانظف ثوبا ثم الاکبر رأسا والاصغر عضوا.** (رد المحتار مطلب فی تکرار الجماعة ج ۱ ص ۵۵۸)

یعنی امام خوبصورت بیوی والا، صاحب مال، صاحب مرتبہ، خوش لباس، بڑے سر والا

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اور چھوٹے آلہ تناسل والا ہونا چاہیے۔

میرے حنفی بزرگو! موخرالذکر وصف یعنی ہونے والے امام کا آلہ تناسل چھوٹا ہو اس کا پتہ کیسے چلے گا؟ بیوی کا وضاحتی بیان قبول کرو گے یا ڈاکٹری رپورٹ پر اعتماد کرو گے آج کل تو رشوت ستانی نے آپ کی مشکلات میں مزید اضافہ کر دیا ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص ۲۷، ۲۸)

جواب:

میں کہتا ہوں کہ اس عبارت میں حسنِ سیرت مراد ہے یعنی جس کی عورت بری نہ ہو نیک ہو۔ اس کے اوصاف اچھے ہوں۔ کیوں کہ بری بیوی سے مرد کو نفرت ہوتی ہے اور نیک سے محبت۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے:

اجعلوا ائمتکم خیارکم فانھم وفدکم فیما بینکم وبین ربکم.

"اپنے امام برگزیدہ بنایا کرو کیوں کہ وہ تمہارے اور تمہارے رب کے درمیان ایلچی ہیں۔" (سنن الکبریٰ ج ۳ ص ۹۰۔ کنز العمال اردو جلد ۷ ص ۲۷۹)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے:

خیارکم خیارکم لنسائھم (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۲۷۹)

"تم میں سے برگزیدہ وہ ہیں جو اپنی عورتوں کے ساتھ اچھے ہیں۔"

اور ایک روایت میں ہے: "**خیرکم خیرکم لأھلہ**" (طبرانی)

"تم میں سے اچھا وہ ہے جو اپنی بیوی سے اچھا ہو۔"

ظاہر ہے کہ جس شخص کی بیوی نیک سیرت ہوگی اس کا مرد بھی اس کے ساتھ اچھا ہوگا الا ماشاء اللہ۔ اور جو اپنی بیوی سے اچھا سلوک کرتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے برگزیدہ فرمایا ہے اور برگزیدہ کو امام بنانے کا حکم فرمایا تو معلوم ہوا کہ نیک اور خوش خصال بیوی کا شوہر امامت میں اولیت کا حق رکھتا ہے۔ دیکھیے مسئلہ تو بالکل صاف ہے۔ رہی یہ بات کہ کس شخص کی عورت اور اوصاف حمیدہ رکھتی ہے۔ اس میں یہ ضروری نہیں کہ دریافت کرتے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

پھریں۔ یہ امر تو ہمسایہ اہل محلہ اور عام لوگوں کو معلوم ہوتا ہے کذا فی الشامی

اعتراض نمبر ۵۴:

وطی سے حرمت مصاہرہ ثابت نہیں ہوتی

ولو وطیھا فافضاھا لا تحرم علیه امھا لعدم تیقن کونه فی الفرج کذا فی البحر الرائق. (ص۲۷۴ ج۱)

"اگر کسی عورت سے وطی کی اور یہ صورت ہوئی کہ اس عورت کا پیشاب کا مقام اور پاخانہ کا مقام پھاڑ کر ایک کر دیا تو اس عورت کی ماں اس مرد پر حرام نہ ہوگی کیوں کہ اس امر کا یقین نہیں ہے کہ یہ وطی فرج میں واقع ہوئی۔" (ص۱۴۹، ۱۵۰ ج۲)
(فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص۳۴)

جواب:

ہدایہ شریف میں اس مسئلہ کو مدلل بیان کیا گیا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ واطی اور موطوہ کے درمیان وطی سبب جزئیہ ہے یعنی وہ دونوں مثل ایک شخص کے ہو جاتے ہیں۔ عورت کے والدین اور اولاد اس مرد کے والدین اور اولاد کی طرح ہو جاتے ہیں اور مرد کے والدین اور اولاد اس عورت کے والدین اور اولاد کی طرح ہو جاتے ہیں۔ چاہے وطی حلال ہو یا حرام۔ پس جس طرح حلال وطی سے عورت کی ماں بیٹی حرام ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح جس عورت کے ساتھ زنا کرے اس کی ماں بیٹی بھی اس پر حرام ہو جاتی ہیں۔ جب یہاں پر یہ یقین ہی نہیں کہ وطی کہاں پر ہوئی ہے تو حرمت کا حکم سے کیسے لگ سکتا ہے۔ معترض کے پاس اگر کوئی حرمت ثابت کرنے کی ایسے مسئلہ میں قرآن وحدیث کی دلیل ہو تو بیان کرے۔

اعتراض نمبر ۵۵، ۵۶:

شراب اور خنزیر مہر میں

شراب اور خنزیر بنص قطعی حرام ہیں۔ اس مسئلہ کو یاد رکھ کر فتاویٰ عالمگیریہ پڑھیے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

فان تزوج ذمی علی خمرٍ او خنزیر ثم اسلما او اسلم احدھما فان کان الخمر او الخنزیر بعینہ ولم تقبض فلیس لھا الا المعین.

(ص ۲۲۷ ج ا فصل ۱۵)

اگر ذمی مرد نے کسی ذمیہ عورت سے شراب یا سور پر نکاح کیا پھر دونوں مسلمان ہو گئے یا ایک مسلمان ہو گیا پس اگر شراب یا سور معین ہو اور ہنوز اس پر قبضہ نہیں ہوا تو عورت کو سوائے اس معین کے کچھ نہ ملے گا۔ (ص ۲۵۹ ج ۲)

وضاحت:

اب تک سور کو نجس العین سنتے چلے آ رہے تھے آج وہ بھی مال قرار پایا۔

(فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص ۳۷، ۳۸)

جواب:

دونوں اعتراضوں کا اکٹھا جواب ملاحظہ فرمائیں۔ ہدایہ سے ان مسائل کی وضاحت کی جاتی ہے۔

ہدایہ میں یہ مسئلہ شراب اور سور معین کے بارے میں لکھا ہے اور شراب یا سور غیر معین کے بارے میں خمر میں قیمت اور سور مہر مثل ہے۔ چنانچہ فرمایا

ان کانا بغیر اعیانھما فلما فی الخمر القیمة وفی الخنزیر مھر المثل

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل جو ہدایہ میں ہے وہ یہ ہے کہ شراب یا سور معین کو اشارہ کر کے ذمی ذمیہ نے اپنا مہر مقرر کیا تو عقد کرتے ہی وہ عورت اس شراب یا سور معین کی مالک ہو گئی۔ وہ اس کو فروخت یا ہبہ وغیرہ تصرف کر سکتی ہے۔ رہا یہ کہ ابھی عورت نے وہ شراب یا سور قبض نہیں کیا تو دونوں یا ان میں سے ایک مسلمان ہو گیا۔ اب وہ عورت اسلام کی حالت میں بھی قبض کر سکتی کیوں کہ قبض میں زوج کی ضمانت سے عورت کی ضمان میں انتقال ہے اور یہ اسلام کے ساتھ منع نہیں۔ چنانچہ فرمایا:

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

لابی حنیفة ان الملك فی الصداق المعین یتم بنفس العقد ولهذا تملك التصرف فیه وبالقبض ینتقل من ضمان الزوج الی ضمانها وذالك لایمتنع بالاسلام کاسترداد الخمر المغضوب.

رہی یہ بات کہ وہ عورت اس سور یا شراب کو کیا کرے؟

درمختار میں ہے:

فتخلل الخمر و تسیب الخنزیر.

"شراب کو سرکہ بنائے اور خنزیر کو چھوڑ دے۔"

اور حاشیہ مدنی میں لکھا ہے:

بہتر یہ ہے کہ سور کو قتل کر دے۔

بتاؤ! یہ مسئلہ کس آیت یا حدیث کے خلاف ہے؟

اعتراض نمبر ۵۷:

زانی کے انکار سے دونوں پر حد واجب نہیں

اوهی فکذبها فلا حد علیهما عند الامام کذا فی النهر الفائق.

(ص ۱۴۳ ج ۲ آخری سطور)

یعنی اگر مرد نے زنا کا اقرار کیا اور عورت نے جس کے ساتھ اس فعل کا اقرار کرتا ہے۔ انکار کیا یا عورت نے اقرار کیا اور مرد نے انکار کیا تو امام رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دونوں (عاشقوں) میں سے کسی پر حد واجب نہ ہوگی۔ یہ نہر الفائق میں ہے۔ (ص ۳۲۲ ج ۳)

عرض: تو بتائیے ایسی صورت حال سے کون ناجائز فائدہ نہ اٹھائے گا؟

نیز کیا حضرت عویمر عجلانی اور حضرت ماعز اسلمی رضی اللہ عنہما حد کھانے کے لیے اپنے زنا کے ثبوت میں اپنی اپنی مزنیہ کو بھی ساتھ لائے تھے کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں پر زنا کی حد نافذ کرنے سے پہلے ان دونوں عورتوں سے اقرار زنا کروالیا تھا۔ اگر کوئی سند ہو تو ہمیں بھی آگاہ فرمادیں۔ (فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص ۵۰)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

جواب:

اس کی وجہ یہ ہے کہ جو ساتھی ارتکابِ زنا سے انکار کرتا ہے اس کا مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ ہم دونوں نے جو جرم کیا ہے وہ اتنا سنگین نہیں کہ اس کے لیے ''زنا'' کا لفظ استعمال کیا جائے اور بصورت عدم احصان سو سو کوڑے کھائے جائیں بلکہ وہ جرم چھوٹا (تقبیل غمزہ لمس وغیرہ) ہے۔ اس کی سزا سو کوڑے مقرر نہیں۔ میرا ساتھی بنا بر جہالت زنا اور غیر زنا میں فرق نہیں کر سکا۔ اس شبہ کی بنا پر ''فتاویٰ عالمگیری'' نے دونوں کو حدِ زنا کی سزا سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ کیوں کہ رسول اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ **ادرؤا الحدود بالشبهات.** شبہ پڑنے پر حد ختم کردو۔ (الجامع الصغیر ص ۱۴)

اعتراض نمبر ۵۸:

بے حسی کا شاہکار

وکذا اذا وطی الا بن جارية ابيه علٰى انها تحل له لشبهه الاشتباه هٰكذا فی النهاية. (ص ۱۴۳ ج ۲)

اسی طرح اگر بیٹے نے اپنے باپ کی باندی سے اس شبہ پر وطی کی کہ میرے واسطے حلال ہے تو زنا نہیں ہے کیوں کہ یہ شبہ اشتباہ ہے۔ (ص ۳۲۰ ج ۳)

بلا حول ولا قوة الا بالله العلی العظيم ونعوذ بالله من وسواس الشيطٰن الرجيم. (فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص ۵۱)

جواب:

یہ مثال شبہ محل کی ہے۔ شبہ محل سے بھی حدود ساقط ہو جاتی ہیں شبہ محل وہ ہے جس میں محل کی حلت کا شبہ بحکم شرع ثابت ہو، شبہ محل میں اسقاطِ حد کا مدار دلیل شرعی پر ہے نہ کہ زانی کے اعتقاد پر اس لیے کہ دلیل کے ثابت کے سبب نفس الامر میں شبہ قائم ہے۔ زانی اس کو جانے یا نہ جانے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ابن ماجہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ایک مرد نے کہا یا رسول اللہ! میرا مال ہے اور میرا بیٹا ہے۔ میرا باپ مال مانگتا ہے حالانکہ وہ میرے مال کا محتاج نہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **انت ومالك لابيك** ”تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔“

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیٹے کا مال، والد کا ہے۔ لہٰذا بیٹے کی لونڈی سے وطی پر حلت کا شبہ ثابت ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حد ساقط ہوگی۔

ہدایہ شریف میں ہے:

لان الشبهة حكمية لانها نشأت عن دليل وهو قوله عليه السلام انت ومالك لابيك.

”یہ شبہ حکمیہ ہے اس لیے کہ دلیل سے پیدا ہوا ہے۔ وہ دلیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔“

اس حدیث کو طبرانی اور بیہقی نے بھی روایت کیا۔ مفتی صاحب سے گزارش ہے کہ اگر ایسی صورت میں زنا کی حد سو کوڑے یا رجم کرنا قرآن وحدیث سے ثابت ہے تو دلیل پیش کریں۔

اعتراض نمبر ۵۹:

شہادت اور اقرار کے بعد انکار پر حد کی چھوٹ

اربعة شهدوا على رجل بالزنا فاقر الرجل بعد شهادتهم ثم انكر ولم يقر اربع مرات لا حد عليه كذا في فتاوىٰ قاضي خان. (ص۱۴۴ ج۲)

چار گواہوں نے ایک شخص پر زنا کی گواہی دی۔ پھر اس شخص نے بعد ان کی گواہی کے اقرار کیا پھر انکار کر گیا اور چار مرتبہ اس نے اقرار نہیں کیا ہے تو اس پر حد واجب نہ ہو گی۔ (ص۳۲۳ ج۳)

(فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص ۵۲)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

جواب:

پہلے جو چار گواہوں نے گواہی دی اس پر ابھی قاضی نے فیصلہ نہیں سنایا تھا اور نہ ہی وہ گواہی ابھی مکمل ہوئی نہ گواہوں کی شہادت کی پڑتال ہوئی۔ اس سے پہلے ہی اس نے خود اقرار کرلیا۔ اس کے اقرار کر لینے سے پہلی بات گواہوں والی ختم ہوگئی۔ اب اس کے خود اقرار کرنے والی بات کو ہی اصل سمجھا جائے گا۔ پھر اس مجرم نے خود ہی انکار کر دیا۔ جب انکار کر دیا تو حد کیسے واجب ہوگی۔ اس کی نظیر فتح القدیر شرح ہدایہ جلد۴/۱۲۴ اور الاقناع جلد۴ ص۲۵۶ طبع مصر میں ملاحظہ فرمائیں۔

اس مسئلہ کی دلیل حضور ﷺ کا (حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کے بارے میں جب کہ وہ رجم کے دوران بھاگ کھڑے ہوئے تھے اور حضرت عبداللہ بن انیس نے اونٹ کی ایک ہڈی سے ایسا مارا کہ وہ ہلاک ہوگئے) یہ فرمان ہے:

((ھلا ترکتموہ لعلہ ان یتوب فیتوب اللہ علیہ))

"تم لوگوں نے (جب کہ وہ بھاگ رہا تھا) اسے چھوڑ کیوں نہ دیا ہوسکتا تھا کہ وہ توبہ کر لیتا اور اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرمالیتا۔ (ابوداؤد، کتاب الحدود)

اگر مفتی صاحب کے پاس بالکل ایسی صورت میں کوئی دلیل قرآن و حدیث میں موجود ہو تو ہمیں بتائیں ہم صریح مان لیں گے۔ فتاویٰ کی بات کو غلط کہہ دیں گے۔

اعتراض نمبر۶۰:

پاگل جوان سے زنا کرنے والی کو حد کی چھوٹ

ولو اقرت انھا زنت بمجنون. (ص۱۴۴ ج۲)

(فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص۵۳)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اعتراض نمبر ۶۱:

بچے کے ساتھ زنا کرنے والی کو چھوٹ

او صبی فلا حد علیها. (ص۱۴۴ ج۲)

ان دونوں عبارتوں کا ترجمہ یہ ہے ''اگر عورت نے اقرار کیا کہ میں نے پاگل سے طفل سے زنا کیا ہے تو اس پر حد واجب نہ ہوگی۔'' (ص۲۲۴ ج۳)

(فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص۵۳)

جواب:

نابالغ اور دیوانے پر تو سقوط حد ظاہر ہے کہ دونوں مکلف نہیں۔ رہی بات عورت کی تو اس پر حد اس لیے نہ ہوگی کہ زنا فعل مرد کا ہے۔ عورت فعل کا محل ہے۔ اسی لیے مرد کو واطی زنی کہتے ہیں۔ اور عورت کو موطوہ مزنیہ، البتہ مجازاً عورت کو بھی زانیہ کہہ لیتے ہیں۔ زنا اس شخص کے فعل کو کہتے ہیں جو فعل سے بچنے کا مخاطب ہو اور کرنے سے عاصی۔ اور وہ عاقل بالغ ہوگا نہ کہ دیوانہ اور نابالغ۔ کیوں کہ یہ دونوں احکام شرعیہ کے مکلّف نہیں۔ عورت اگرچہ فعل زنا کا محل ہے لیکن اس کو حد اس وقت ہوگی جب وہ زنا کرنے پر ایسے مرد کو موقعہ دے جو اس سے بچنے کا مخاطب ہو اور کرنے پر آثم۔ صورتِ مذکورہ میں عورت نے جس لڑکے یا دیوانہ کو زنا کا موقعہ دیا ہے وہ نہ عاقل ہے نہ بالغ۔ اس لیے عورت پر بھی حد نہیں۔

صاحب ہدایہ فرماتے ہیں:

ولنا ان فعل الزنا يتحقق منه وانما هي محل الفعل ولهذا يسمٰى هو واطأ وزانيا مجانا والمرأة موطوة ومزنيا بها الا انها سميت زانية مجازًا تسمية المفعول باسم الفاعل كالراضية فى معنى المرضية او لكونها مسببة بالتمكين فيتعلق الحد فى حقها بالتمكين من قبيح الزنا وهو فعل من هو مخاطب بالكف عنه و موثم على مباشرته وفعل الصبى ليس بهٰذه

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

الصفة فلا يناط به الحد. انتهٰی

اعتراض نمبر ۶۲:

حد کی چھوٹ کی ایک معصوم صورت

قال محمد رحمه الله تعالٰی فی الجامع الصغیر رجل اقرار اربع مراتٍ انه زنا بفلانةٍ وفلانة تقول تزوجنی. (ص۱۴۵ ج۲)

"امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے جامع صغیر میں فرمایا ہے کہ ایک مرد نے چار مرتبہ اقرار کیا کہ میں نے فلاں عورت سے زنا کیا اور فلانہ کہتی ہے کہ اس نے مجھ سے نکاح کیا ہے (تو دونوں پر حد واجب نہ ہوگی)" (ص ۳۲۴ ج ۳)

(فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص ۵۴)

جواب:

مفتی صاحب اس عبارت سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ فقہ حنفی میں زنا کی سزا ہی نہیں اور اپنے اس رسالہ میں کئی جگہ یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے۔ ہم پہلے یہ غلط فہمی دور کرنا چاہتے ہیں کہ فقہ حنفی میں زنا کی سزا ہے یا نہیں۔

فقہ حنفی میں زنا کی سزا موجود ہے:

(۱) فقہ حنفی کی مشہور کتاب قدوری میں ہے:

جب وہ ان سب باتوں کو بیان کر دے گا تو اس پر حد واجب ہو جائے گی۔ پس اگر زانی محصن ہے تو اسے سنگسار کیا جائے یہاں تک کہ وہ مر جائے۔

(اشراق نوری ترجمہ اردو قدوری کتاب الحدود ص ۲۹۸ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

صاحب قدوری آگے لکھتے ہیں:

اور اگر محصن نہیں ہے اور آزاد ہے تو اس کی حد سو کوڑے ہیں۔

(اشراق نوری ترجمہ اردو قدوری کتاب الحدود ص ۲۹۹ مطبوعہ رحمانیہ لاہور)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

(۲) کنزالدقائق میں ہے:

پس اگر زانی محصن ہے (یعنی اپنی نکاحتہ سے صحبت کر چکا ہے) تو اسے کھلے میدان میں سنگسار کرے یہاں تک کہ وہ مر جائے۔

(احسن المسائل اردو ترجمہ کنزالدقائق کتاب الحدود ص ۱۷۸ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

صاحب کنز آگے لکھتے ہیں:

اور اگر زانی محصن نہیں ہے تو اس کے سو کوڑے لگائے (یعنی اس کی حد سو کوڑے ہیں)۔

(۳) شرح وقایہ میں ہے:

ورنہ حد لگایا جاوے پھر اگر وہ زانی محصن ہو یعنی آزاد مکلف مسلمان اور وطی کر چکا ہو نکاح صحیح سے اور مرد و عورت دونوں صفتِ احصان پر ہوں وقت وطی کے تو اس کو ایک میدان میں سنگسار کرے یہاں تک کہ مر جاوے......................

اور اگر زانی محصن نہ ہو تو اس کی حد یہ ہے کہ آزاد ہو تو سو کوڑے اور مملوک ہو تو پچاس۔ (نور الہدایہ ترجمہ اردو شرح وقایہ جلد ثانی کتاب الحدود در مطبع مجیدی کانپور)

(۴) ہدایہ میں ہے:

اور جب حد واجب ہوگئی اور زانی محصن (شادی شدہ) ہے تو حاکم (یا قاضی) اسے پتھروں سے رجم (سنگسار) کرے حتی کہ موت واقع ہو جائے۔

(ہدایہ کتاب الحدود، فصل فی کیفیۃ الحد واقامتہ)

صاحب ہدایہ مزید آگے لکھتے ہیں:

اور اگر وہ (زانی) محصن نہ ہو اور آزاد ہو تو اس کی حد سو/۱۰۰ کوڑے ہے۔

(ہدایہ کتاب الحدود، فصل فی کیفیۃ الحد واقامتہ)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

(۵) درمختار میں ہے:

اور زانی محصن کو پتھر مارے جائیں میدان میں یہاں تک کہ وہ مر جائے۔

(درمختار مترجم جلد دوم ص ۴۶۳ مطبوعہ ایچ ایم سعید کراچی)

درمختار میں اس سے کچھ آگے لکھا ہے:

اور زانی غیر محصن کو سو کوڑے مارے جائیں اگر وہ آزاد ہو۔

(درمختار مترجم جلد دوم کتاب الحدود ص ۴۶۵)

(۶) الفقه الحنفي و ادلته اردو میں ہے:

زانی اگر محصن ہو تو اس کی سزا یہ ہے کہ اسے پتھروں سے رجم کیا جائے حتی کہ وہ مر جائے۔ اس کی دلیل حدیث ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ ہے۔

(جلد دوم ص ۲۹۰، ۲۹۱ ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور)

آگے مزید لکھا ہے:

اگر زانی غیر محصن ہو تو اس کی سزا سو کوڑے ہیں۔ (جلد دوم ص ۲۹۴)

(۷) فتاویٰ عالمگیری اردو جلد سوم ص ۲۵۸ کتاب الحدود فصل حدود ان کی اقامت کی کیفیت کے بیان میں ہے۔

جب حد واجب ہو گئی اور مرد زانی محصن ہے تو اس کو پتھروں سے رجم کیا جاوے یہاں تک کہ وہ مر جاوے۔

اور غیر محصن کے متعلق لکھا ہے:

اور اگر غیر محصن ہو تو اس کی حد سو کوڑے ہیں۔

(فتاویٰ ہندیہ ترجمہ فتاویٰ عالمگیریہ جلد سوم کتاب الحدود باب دوم باب زنا ص ۲۶۰ مطبوعہ حامد اینڈ کمپنی لاہور)

(۸) ہمارے حنفی علماء نے تو مستقل حدود پر اور تعزیر پر خاص کر حد رجم کے متعلق کئی کتابیں لکھی ہیں۔ اور فقہ حنفی کی تقریباً سب ہی وہ کتابیں اور فتاویٰ جات جو تمام احکام پر

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

حاوی ہیں ان میں کتاب الحدود موجود ہے۔ مفتی صاحب صرف مولانا محمد متین ہاشمی کی اسلامی حدود، اسلامی حدود اور ان کا فلسفہ، اسلام کا قانون شہادت جلد اول حصہ فوجداری وغیرہ دیکھ لیں۔ خوب تسلی ہو جائے گی۔

ہم نے صرف یہاں پر سات کتابوں کے حوالہ جات نقل کر دیئے ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ فقہ حنفی میں زنا کی سزا موجود ہے اور وہی سزا ہے جو قرآن وسنت سے ثابت ہے۔ رہا فتاویٰ عالمگیری کا یہ مسئلہ جو مفتی صاحب نے بطور اعتراض نقل کیا ہے۔ اس میں حد اس لیے واجب نہیں کہ اس میں شبہ ہے اور شبہات سے حد ساقط ہو جاتی ہے جیسا کہ حدیث میں موجود ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

شبہات سے حد کا ساقط ہونا

حدیث نمبر ۱:

روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ کہا انہوں نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دفع کرو اور ٹالو حدودوں کو مسلمانوں سے جہاں تک کہ تم سے ہو سکے پھر اگر ہو سکے مجرم کی کوئی شکل رہائی کی تو چھوڑ دو اس کو، اس لیے امام خطا کار کو اگر بخش دے تو یہ بہتر ہے اس سے کہ خطا کار کو عذاب کرے۔ (ترمذی، ابواب الحدود، باب ما جاء فی درء الحدود رقم ۱۴۲۴)

امام ترمذی نے یہ حدیث نقل کرنے کے بعد یہ بات بھی ذکر کی ہے اور مروی ہے اسی کی مانند کئی صحابیوں رضی اللہ عنہم سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ انہوں نے بھی اسی کی مانند کہا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اور اس باب میں ابو ہریرہ اور عبداللہ بن عمرو (بن العاص) رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

(ترمذی مترجم جلد اول ص ۵۳۵ ترجمہ علامہ بدیع الزمان غیر مقلد)

حدیث نمبر ۲:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک تمہیں ہٹانے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کی کوئی صورت ملتی ہے حدود کو ہٹاؤ۔

(ابن ماجه ابواب الحدود باب الستر على المؤمن ودفع الحدود بالشبهات)

حدیث نمبر۳:

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا جہاں تک ہو سکے حدود کو مسلمانوں سے دور کیا کرو اس لیے کہ امام کا معاف کرنے میں غلطی کرنا یہ اس سے بہتر ہے کہ سزا دینے میں غلطی کرے اور تم جب مسلمانوں کے لیے کوئی راستہ اور خلاصی کی سبیل پاؤ تو اس سے حد کو دور کر دیا کرو۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ ہمارا اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

(کتاب الآثار امام محمد مترجم باب درء الحدود رقم ۶۲۱ ص ۴۶۱)

حدیث نمبر۴:

حضرت حرقوص سے مروی ہے کہ ایک عورت حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور عرض کیا میرے شوہر نے میری باندی سے وطی کی ہے اس شوہر نے عرض کیا اس نے بالکل سچ کہا ہے یہ اور اس کا مال میرے لیے ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جاؤ آئندہ ایسا نہ کرنا۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس سے حد دور کر دی جائے گی اس لیے کہ یہ شبہ ہے۔

(کتاب الآثار امام محمد باب من أتى فرجا بشبهة)

حدیث نمبر۵:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شبہات کی بنا پر حدود کو دفع کرو اور جہاں تک تم سے ہو سکے مسلمانوں سے قتل کو دفع کرو۔ (سنن الکبریٰ بیہقی)

یہ روایت مصنف عبدالرزاق میں اس طرح مروی ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جہاں تک تم سے ہو سکے حدود کو دور کرو۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نیل الاوطار میں نقل فرمایا ہے۔

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے نیل الاوطار میں باب قائم کیا ہے۔

کسی کے تہمت لگانے سے شرعی حد واجب نہیں ہوتی اور شک وشبہ کی وجہ سے حد کا نفاذ ساقط ہو جاتا ہے۔

آگے لکھتے ہیں:

اس حدیث (یعنی حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ) کے الفاظ یہ ہیں کہ جہاں تک ممکن ہو شبہات کی بنا پر شرعی حدود کے نفاذ کو دور کرو۔ اور جہاں تک ہو سکے مسلمانوں کو قتل سے بچاؤ۔

(نیل الاوطار اردو جلد نمبر۴ ص۱۹۱ مطبوعہ دوست ایسوسی ایٹس اردو بازار لاہور)

حدیث نمبر ۶:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شبہات (پڑ جانے) پر حدود کو ٹال دو۔

(مسند امام اعظم مترجم باب درء الحدود ص۲۸۲ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی)

حدیث نمبر ۷:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اِدْرَأُو الْحُدُوْدَ وَلَا يَنْبَغِيْ لِلْاِمَامِ تَعْطِيْلُ الْحُدُوْدِ)) "حدود کو جہاں تک ممکن ہو سکے دور کرو اور امام کے لیے یہ جائز نہیں کہ حدود کو بالکل معطل کر دے۔"

(سنن دار قطنی، سنن الکبریٰ بیہقی، جامع صغیر سیوطی، بحوالہ اعلاء السنن مترجم ج۳ ص۵۲۰)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اس روایت کو حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی نے بلوغ المرام کتاب الحدود میں ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے۔

ورواه البيهقي عن علي رضي الله تعالى عنه من قوله بلفظ اِدْرَءُ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

الْحُدُوْدَ بِالشُّبُهَاتِ

''اور بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ان لفظوں سے روایت کیا ہے کہ اگر تھوڑا سا بھی شبہ ہو جائے تو حد نہ لگایا کرو۔''

حدیث نمبر ۸:

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ((ادرأ الحدود بالشبهة)) شبہات کی وجہ سے حدود ساقط کر دو۔

(کنز العمال حصہ پنجم کتاب الحدود)

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی اس مرسل روایت کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ آپ نے اپنے دور حکومت میں یہ ہی حکم اپنے عمال وقضاۃ کو لکھا تھا۔

آپ کے سوانح نگار عبدالعزیز سید الاہل، خلیفۃ الزاہد حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے صفحہ ۱۸۰ پر لکھتے ہیں:

جہاں تک ہو سکے حدوں کو شبہات سے ہٹا دو ہر شبہ میں یہی کیا کرو کیوں کہ حاکم کا معافی میں خطا کرنا سزا میں خطا کرنے سے بہتر ہے۔ آپ نے اس مسئلے میں اپنے نانا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا طریقہ اختیار کیا تھا۔

(خلیفۃ الزاہد ترجمہ مولانا راغب رحمانی غیر مقلد مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی)

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ:

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

زنا کی سزا شبہات پیدا ہونے یا افراد سے رجوع کر لینے اور عورت اور مرد کے جماع کے قابل نہ ہونے کی بنا پر ساقط ہو جائے گی۔

(اردو ترجمہ الدرر البہیہ ص ۱۴۱ اسلامک پبلیشنگ ہاؤس لاہور)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

نواب صدیق حسن خان صاحب غیر مقلد کا حوالہ:

نواب صدیق حسن صاحب پہلے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کرتے ہیں پھر فرماتے ہیں:

وروی نحوہ عن عمر و ابن مسعود باسناد صحیح کہ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے صحیح سند سے ثابت ہے اور اس باب کی احادیث ایک دوسرے کو قوت دیتی ہیں اور خود بخاری و مسلم کی حدیث ((لو کنت راجمًا احدًا بغیر بینة لرجمتها)) بھی اسی مسئلہ کی مؤید ہے۔

(الروضۃ الندیہ ج ۲ ص ۲۷۰ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی)

امام عبدالوہاب شعرانی المتوفی ۹۷۳ھ لکھتے ہیں:

پہلے قول کی وجہ اس حدیث پر عمل کرنا ہے کہ ادرؤ الحدود بالشبہات "شبہات کی وجہ سے حدود کو ساقط کردو"

(مواہب رحمانی ترجمہ میزان شعرانی جلد دوم ص ۱۹۲۰ ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور)

ناظرین ہم نے کئی احادیث سے ثابت کیا ہے کہ شبہات سے حد ساقط ہو جاتی ہے۔

اعتراض نمبر ۶۳:

عورت کہتی ہے زنا کیا، مرد کہتا ہے نکاح کیا تو دونوں پر حد نہیں:

او اقرت المرأة بالزنا بفلانٍ اربع مراتٍ وفلانٌ یقول تزوجتها فلا حد علی واحد منهما وعلیه المهر کذا فی المحیط. (ص ۱۴۴ ج ۲)

"یا عورت نے چار مرتبہ اقرار کیا کہ میں نے فلاں مرد سے زنا کیا ہے اور فلاں کہتا ہے کہ میں نے اس سے نکاح کیا تو دونوں میں سے کسی پر حد واجب نہ ہوگی اور مرد پر اس کا مہر لازم آوے گا۔ یہ محیط میں ہے۔" (ص ۳۲۴ ج ۳)

(فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص ۵۴)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

جواب:

دو گواہوں کی موجودگی میں باہمی ''ایجاب وقبول'' کا نام نکاح ہے تو اگر (مثلاً) عورت ومرد نے اپنے باپوں یا بالغ بیٹوں کی موجودگی میں باہم ایجاب وقبول کرلیا تو شرعاً نکاح منعقد ہوگیا۔لیکن یہ مسئلہ ایک کو معلوم ہے دوسرے کو نہیں پھر دونوں ہم بستر ہوئے تو جسے علم نہیں اس نے اس ہم بستری کو ''زنا'' کہا اور دوسرے نے نکاح۔ جب یہ کیس قاضی الاسلام کے سامنے پیش ہوگا کہ دونوں میں سے ایک زنا کا اعتراف کرتا ہے اور دوسرا نکاح کا مدعی ہے تو قاضی اسلام پر لازم ہوگا کہ وہ اس صورت ممکنہ کی بنا پر کسی پر حد زنا قائم نہ کرے دونوں کو معاف کردے۔ کیوں کہ حدیث شریف میں ہے (فَاِنَّ الْاِمَامَ اَنْ یُخْطِیَٔ فِی الْعَفْوِ خَیْرٌ مِنْ اَنْ یُخْطِیَٔ فِی الْعُقُوْبَةِ) ''یعنی معافی دینے میں خطا کرنا بہتر ہے اس سے کہ سزا دینے میں خطا کی جائے'' (مشکوٰۃ ص ۳۱۱)

اعتراض نمبر ۶۴:

آزاد عورت سے زنا پر حد کی چھوٹ

واذا عتق امتہ وھو یطؤھا ثم نزع وعاد فی ذالك المجلس لا یحد كذا فی خزانة المفتین۔ (ص ۱۴۸ ج ۲)

''اگر اپنی باندی کو جس سے وطی کر رہا تھا اسی حالت میں آزاد کردیا پھر اس سے جدا ہوگیا پھر اسی مجلس میں اس سے وطی کرلی تو اس کو حد نہ ماری جائے گی۔'' (ص ۳۳۲ ج ۳)

(فتاوی عالمگیری پر ایک نظر ۵۴)

جواب:

چوں کہ اب وہ عورت آزاد ہے اس لیے ملک ثابت نہ ہوئی اور وطی حرام ہوئی مگر اس پر یہ عمل مشتبہ رہا۔

علامہ شامی فرماتے ہیں: **اشتبہ علیہ الأمر بظنہ الحل**

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

''اس کے حلال ظن کرنے سے اس پر یہ امر مشتبہ ہوا۔''

یہ شبہ فعل ہے اور شبہات کے وقت حدود ساقط ہوجاتی ہے۔

اعتراض نمبر ۶۵:

محرمات ابدیہ سے نکاح کے بعد حد کی چھوٹ

فان العقد اذا وجد حلالا کان او حرامًا متفقًا علٰی تحریمه او مختلفا فیه علم الواطی انه محرم اولم یعلم لایحد عند ابی حنیفة رحمه الله تعالٰی

(ص ۱۴۷ ج ۲)

''کہ جب عقد پایا گیا خواہ حلال ہو یا حرام ہو خواہ ایسا حرام کہ اس کی تحریم پر اتفاق ہے یا اس میں اختلاف ہے خواہ وطی کنندہ حرام ہونے کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو بہر حال امام اعظم کے نزدیک اس کو حد نہ ماری جائے گی۔'' (ص ۳۳۲ ج ۳)

(فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص ۵۵)

جواب:

زانی کے لیے جو شرعاً حد مقرر ہے وہ رجم یا جلد ہے۔ کسی حدیث میں یہ نہیں آیا کہ جو شخص محرمات ابدیہ سے نکاح کر کے وطی کرے اس کو رجم کیا جائے یا کوڑے مارے جائیں اسی لیے امام اعظم نے ایسے شخص کے لیے یہ حد (رجم یا جلد) نہیں فرمائی۔

امام اعظم کے اس مسئلہ کو معترض اگر حدیث کے خلاف سمجھتا ہے تو وہ حدیث نقل کرے جس میں صراحت کے ساتھ ایسے شخص کے لیے حد آئی ہو۔ البتہ قتل کا حکم آیا ہے جس سے امام اعظم کا ہی مذہب ثابت ہوتا ہے۔ کیوں کہ قتل کرنا یا مال ضبط کرنا حد زنا نہیں ہے۔ امام اعظم ہی فرماتے ہیں ایسے شخص کو جو بھی سزا دی جائے کم ہے لہٰذا حاکم اس کو سخت سے سخت سزا دے۔

فتح القدیر میں ہے:

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

الا تری ان اباحنیفة الزم عقوبة باشد ما یکون وانما لم یثبت عقوبه هی الحد فعرف انه زنا محض عنده الا ان فیه شبهة

''کیا آپ نہیں دیکھتے کہ امام ابوحنیفہ اس کے لیے سخت سے سخت سزا تجویز کرتے ہیں (البتہ نکاح کے سبب) حد ثابت نہیں۔ پس وہ اس کو زنا ہی سمجھتے ہیں مگر نکاح کے سبب اس میں شبہ پیدا ہو گیا۔''

اس لیے حد مقرر رجم یا جلد اس سے ساقط ہو گئی۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس پر کوئی سزا ہی نہیں جیسے عوام کو مغالطہ میں ڈالا جاتا ہے۔ فقہ حنفی میں ایسا کرنے والے پر سزا ضروری ہے۔ قاضی ایسے مجرم کو سخت سے سخت سزا دے یہاں تک کہ اس کو قتل بھی کروا سکتا ہے۔ اور بعض حنفی فقہاء نے اس کی سزا قتل ہی تجویز کی ہے۔

اعتراض نمبر ۶۶:

شبہ در محل میں حد نہیں

والشبهة فی المحل فی وطئ امة ولده وولد ولده کذا فی الکافی سواء کان ولده حیا او میتا هکذا فی العتابیة. (ص۱۴۸ ج۲)

''شبہ در محل کی یہ صورتیں ہیں کہ اپنے بیٹے کی باندی یا پوتے کی باندی سے وطی کی خواہ اس کا بیٹا زندہ ہو یا مر گیا ہو۔'' (ص۳۳۳ ج۳)

(تھوڑی سی ترمیم کے ساتھ) یعنی ان صورتوں میں حد نہیں۔

(فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص ۵۷)

جواب:

ہدایہ شریف میں اس کی وجہ لکھی ہے کہ یہ شبہ اشتباہ ہے اس لیے کہ بیٹا ماں باپ کے مال سے نفع اٹھا سکتا ہے اسی طرح خاوند اپنی بیوی کے مال سے فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔ اس کا ماں باپ یا بیوی کی لونڈی کو حلال ظن کر لینا محتمل ہے جب اس نے حلت کا ظن کیا تو

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

یہ شبہ اشتباہ ہے اور شبہات کے سبب حدود کا ٹال دینا احادیث میں آیا ہے۔ چنانچہ ادرؤا الحدود ما استطعتم جو کہ ابو یعلیٰ کی مسند میں مرفوعاً مروی ہے۔

مسند امام اعظم میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

(ادرؤا الحدود بالشبہات) ''کہ شبہات کی بنا پر سزاؤں کو ٹالو''

ابن ابی شیبہ نے ابراہیم نخعی سے روایت کیا کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں حدود کو شبہات کے سبب معطل رکھوں تو میرے نزدیک اس سے محبوب تر ہے کہ شبہات پر اقامت حد کروں۔

معاذ، عبداللہ بن مسعود اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہم سے ابن ابی شیبہ نے روایت کیا کہ یہ حضرات فرماتے ہیں کہ جب تمہیں حد میں شبہ پڑ جائے تو حد کو ٹال دو۔

(غایۃ الاوطار ج ۲ ص ۴۱۰)

القسال املاك بين الفروع والاصول سے یہ گمان ہوتا ہے کہ بیٹے کو ماں باپ کی لونڈی سے جماع میں ولایت ہے اسی طرح زوجہ کی لونڈی میں۔

کیا یہ اشتباہ نہیں؟ اور کیا شبہات سے سزا کا ٹال دینا احادیث میں نہیں؟ اگر ہے تو فقہ حنفیہ پر اعتراض کیوں؟

اعتراض نمبر ۶۷:

کرائے کی عورت سے زنا پر حد نہیں

استاجر امرأةً ليزني بها او ليطأبها او قال خذي هذه الدراهم الاطاك او قال مكينني بكذا ففعلت لم يحد. (ص ۱۴۹ ج ۲)

''اگر ایک عورت کو اجارہ (کرایہ) پر لیا تا کہ اس سے زنا کرے یا یہ کہا کہ تو یہ دراہم لے تا کہ میں تجھ سے وطی کروں یا کہا کہ مجھے اپنے اوپر اس قدر درہموں کے عوض قابو دے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

پس عورت نے منظور کیا اور ایسا واقعہ ہوا تو اس کو حد نہ ماری جائے گی۔'' (ص ۳۳۵ ج ۳)

(فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص ۵۷)

جواب:

میں کہتا ہوں کہ تعصب ایسی بری بلا ہے جو اچھے خاصے آدمی کو اندھا کر دیتا ہے۔

درمختار میں لکھا ہے:

والحق وجوب الحد ''حق یہ ہے کہ حد واجب ہے۔''

افسوس کہ معترض کو فقہ حنفی کی حق بات نظر نہ آئی۔

اعتراض نمبر ۶۸:

متعہ کی حرمت مشتبہ ہے

بخلاف ما إذا قال خذی هٰذه الدراهم لاتمتع بك لان المتعة كانت سبب الاباحة في الابتداء فبقيت الشبهة كذا في التمرتاشي. (ص ۱۴۹ ج ۱)

''بخلاف اس کے اگر یوں کہا کہ تو یہ دراہم لے تاکہ میں تجھ سے تمتع حاصل کروں تو حکم (یعنی حد) نہیں اس واسطے کہ متعہ ابتدائے اسلام میں سبب اباحت تھا پس شبہ باقی رہا۔ یہ تمرتاشی میں ہے۔'' (ص ۳۳۵ ج ۳)

(فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص ۶۰ مسئلہ نمبر ۱۳۲)

جواب:

فقہ حنفی میں نکاح متعہ حرام ہے اس کے مرتکبین کی بابت ''فتاویٰ عالمگیری'' میں لکھا ہے کہ يُوْجَعَانِ عُقُوْبَةً وَيُحْبَسَانِ حَتّٰى يَتُوْبَا دونوں کو سخت سزا دی جائے گی اور جب تک سچی توبہ نہیں کرتے جیل میں قید کیے جائیں گے۔ (ج ۲ ص ۱۴۹)

لیکن اس کی حرمت زنا کی طرح ہمیشہ سے نہیں۔ پہلے مباح تھا خیبر کے دن حرام قرار

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

دیا گیا۔(بخاری ج ۲ص ۶۰۳)

پھر فتح مکہ کے دن مباح فرمایا گیا۔(مسلم ج اص ۴۵۱)

پھر قیامت تک کے لیے حرام فرمادیا گیا۔بنا بریں بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ابتداءً اس کی اباحت کے قائل تھے۔انہیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سمجھایا تو انہوں نے اس کی اباحت سے رجوع فرمالیا اور قیامت تک کی حرمت کے قائل ہو گئے۔(بخاری ج ۲ص ۱۰۲۹)

معلوم ہوا کہ متعہ کی حرمت ابدی ہونے کے باوجود ازلی نہیں اور قطعی ہونے کے باوجود زنا کی طرح شدید نہیں۔لہٰذا جو سزا قرآن وحدیث نے زنا کی بیان فرمائی ہے وہ متعہ کے مرتکبین پر نافذ نہیں کی جاسکتی۔کیوں کہ حد کا معاملہ بڑا نازک ہوتا ہے۔اللہ کے مسلمان بندوں پر اللہ سے اجازت لیے بغیر حد نافذ نہیں کی جاسکتی۔حدیث شریف میں ہے ادرؤا الحدود عن المسلمین ما استطعتم ''مسلمانوں سے حتی الوسع حدیں گراؤ۔''
(مشکوٰۃ ص ۳۱۱)

اعتراض نمبر ۶۹:

زنا کی خرچی دینے سے حد کی چھوٹ

لو قال امھرتك كذا لازنی بك لم یجب الحد. كذا فی الكافی.
(ص ۱۴۹ ج ۲)

''اگر کہا کہ میں نے تجھے اس قدر مہر دیا تا کہ تجھ سے زنا کروں تو حد واجب نہ ہو گی۔''(ص ۳۳۵ ج ۳)

(فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص ۶۰)

جواب:

فقہ حنفی میں حد موجود ہے۔

درمختار میں لکھا ہے: والحق وجوب الحد ''حق یہ ہے کہ حد واجب ہے۔''

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اعتراض نمبر ۷۰:

دارالحرب میں زنا پر حد کی چھوٹ

من زنٰی فی دار الحرب او فی دار البغٰی ثم خرم الینا لا یقام علیه الحد. کذا فی الھدایة (ص۱۴۹ ج۲)

"جس نے دارالحرب میں یا دار البغٰی میں زنا کیا پھر وہ ہمارے یہاں آ گیا تو اس پر حد جاری نہ ہوگی۔ یہ ہدایہ میں ہے۔(ص۳۳۶ ج۳)

جواب:

معترض اگر فتح القدیر شرح ہدایہ کا یہ مقام دیکھتا تو اسے حدیث مل جاتی اور شاید وہ اعتراض نہ کرتا وہ حدیث یہ ہے:

روی محمد فی السیر الکبیر عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال من زنٰی او سرق فی دار الحرب واصاب بها حدا ثم هرب فخرج الینا فانه لا یقام علیه الحد.

"السیر الکبیر میں امام محمد نے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص دارالحرب میں زنا یا چوری کرے اور حد کو پہنچ جائے۔ پھر وہاں سے بھاگ کر اسلامی حکومت میں پہنچ جائے تو اس پر حد نہیں لگائی جائے گی۔

معترض چونکہ اعتراض کر چکا ہے۔ اس لیے امید نہیں کہ وہ اپنے قول کے خلاف حضور کے اس ارشاد کو دیکھ کر مان جائے۔ بلکہ اس پر کوئی نہ کوئی اعتراض ہی کرے گا۔

اعتراض نمبر ۷۱، ۷۲:

بچے اور پاگل کی وجہ سے حد نہیں

اذ زنٰی صبی او مجنون بامرأة عاقلةٍ وهی مطاوعة فلا حد علی الصبی والمجنون بلا خلافٍ وهل تحد المرأة فعلٰی قول علمائنا رحمهم الله

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

تعالیٰ لا تحد. (ص۱۴۹،۱۵۰ج۲)

"اگر نابالغ یا مجنون نے عورت بالغہ عاقلہ سے زنا کیا اور عورت مذکورہ نے بخوشی قابو دیا تو بلاخلاف طفل و مجنون پر حد واجب نہ ہوگی اور رہی عورت سو ہمارے علماء کے قول پر اس کو حد کی سزا نہ دی جائے گی۔" (ص۳۳۷ج۳)

(فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص۶۰،۶۱)

جواب:

غیر مکلّف بالاتفاق مرفوع القلم ہے اس پر حد کیوں کر جاری ہو عرف الجاوی کے صفحہ۸۳ میں آپ کے مجتہد العصر نواب صدیق حسن کے خلف الرشید نواب نورالحسن لکھتے ہیں۔

وزوال عقل رافع قلم تکلیف است جب عاقل کی عقل زائل ہونے نے قلم تکلیف کو اٹھادیا تو جس کو اب تک عقل آئی ہی نہیں تو وہ کیونکر قلم تکلیف کے نیچے آ کر حد مارا جاوے اور عورت اس لیے حد سے محفوظ ہے کہ زنا نام مرد کی وطی کا ہے غیر ملک میں۔ اور نابالغ مرد نہیں کہ اس کا زنا متصور ہو۔ پس عورت سے بھی وہ زنا نہیں ہوا جسے وہ حد ماری جاتی جب اصل پر حد نہ ہوئی تو تابع پر کیونکر ہو **کذا فی رد المحتار والنھر وغیرھما۔**

اور شبہوں سے حد کا دفع کرنا عمل بالحدیث ہے۔ اگر ہماری بات کا اعتبار نہیں تو دیکھو تمہارے مجتہد العصر کے فرزند نہج مقبول کے صفحہ۸۴ میں لکھتے ہیں:

و ساقط میشود حد بشبهات محتمله اور عرف الجادی کے صفحہ۲۱۵ میں بھی اس امر کو کئی حدیثوں سے ثابت کیا ہے۔ اور یہ دونوں کتابیں آپ کی ہیں۔

اعتراض نمبر۳۷:

بچی کے ساتھ منہ کالا کرنے پر حد کی چھوٹ

واذ زنیٰ بصبیة فلا حد علیهما وعلیه المهر. (ص۱۵۰ج۲)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

''اور اگر صغیرہ نابالغہ سے زنا کیا تو دونوں پر حد نہ ہوگی اور زانی پر اس کا مہر واجب ہو گا۔'' (فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص ۶۱)

جواب:

اس عبارت سے پہلے فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

ان زنیٰ صحیح بمجنونة او صغیرة یجامع مثلها حد الرجل خاصةً

''اگر کسی شخص نے مجنون عورت سے یا ایسی نابالغ لڑکی سے زنا کیا جس سے مجامعت ہو سکتی ہے تو مرد کو حد کی سزا دی جائے گی۔'' (ج ۲ ص ۱۴۹)

ہاں اگر کسی بدکار نے ایسی نوعمر لڑکی سے زنا کرنے کی کوشش کی جس سے مجامعت نہیں ہو سکتی تو چونکہ اس نے حقیقتاً زنا نہیں کیا لہٰذا اسے زنا کی سزا نہ دی جائے گی۔ بلکہ اگر لڑکی اس کے فعل بد سے مرگئی تو قتل کی سزا کا مستوجب ہوگا۔ ورنہ دوسری سزاؤں کا۔ جب صغرسنی کی وجہ سے زنا ہو ہی نہیں سکتا تو زنا کی سزا کیسی؟ اس عبارت واذ زنیٰ بصبیة فلا حد علیهما کا یہی مطلب ہے جو عرض کیا گیا۔

اعتراض نمبر ۴۷:

سوئے ہوئے مرد سے عورت زنا کرے تو حد کی چھوٹ

لو مکنت نفسها من النائم لایجب علیهما الحد. (ص ۱۵۰ ج ۲)

''اگر سوئے ہوئے مرد سے عورت نے خود وطی کی اور اپنے نفس پر قابو دے دیا تو دونوں پر حد واجب نہ ہوگی۔ یہ محیط میں ہے۔'' (ص ۳۳۷ ج ۳)

(فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص ۶۱)

جواب:

اس عبارت کا مطلب صرف اتنا ہے کہ مرد سویا ہوا ہے عورت نے اپنے آپ کو اس کے قابو میں دے دیا ہے کہ وہ جو چاہے اس سے کر لے۔ عبارت میں مرد کے جاگنے کا ذکر

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

نہیں شہوت میں آنے کا ذکر نہیں دخول کرنے کا ذکر نہیں اور ان سب چیزوں کے پائے جانے کے بغیر زنا متحقق نہیں ہوسکتا۔ کیوں کہ زنا مرد کا فعل ہے عورت کا نہیں۔ عورت فاعل نہیں ہوا کرتی مفعول بہا ہوا کرتی ہے۔ جب فاعل سویا ہوا ہے اور فعل ثابت ہی نہیں تو حد زنا کا مستوجب کون ہوگا؟ ہاں وہ عورت اپنی اس ناپاک حرکت اور غلیظ جسارت کی بنا پر ''حد زنا'' کے علاوہ تعزیر کی ضرور مستحق ہوگی۔

اعتراض نمبر ۷۵

مردہ عورت سے زنا پر حد کی چھوٹ

رجل زنا بامرأة میتة اختلفوا فیه قال اهل المدینة یحد وقال اهل البصرة یعزر ولا یحد وقال الفقیه ابو اللیث رحمه الله وبه ناخذ. (ص ۱۵۰ ج ۲)

''ایک مرد نے مردہ عورت سے زنا کیا تو اس میں اختلاف ہے۔ اہل مدینہ نے فرمایا کہ اس پر حد جاری کی جائے گی اور اہل بصرہ نے فرمایا کہ حد نہ ہوگی بلکہ تعزیر دی جائے گی اور فقیہ ابولیث نے فرمایا کہ ہم اسی (حد نہ ہونے) کو لیتے ہیں۔'' (ص ۳۲۰ ج ۳)

(فتاوی عالمگیری پر ایک نظر ص ۶۱)

جواب:

فرمایئے یہ مسئلہ کس آیت یا حدیث کے خلاف ہے۔ اگر کسی حدیث میں مردہ عورت سے صحبت کرنے پر حد زنا، رجم یا سو کوڑے آتے ہیں تو بیان کریں۔ ورنہ تعزیر کی سزا تو خود اس عبارت میں موجود ہے۔

اعتراض نمبر ۷۶ (الف):

عورت اور بچے سے غیر وضع فطری فعل

لو وطئ امرأةً فی دبرها او لاط بغلام لم یحد عند ابی حنیفة رحمه الله ویعزر. (ص ۱۵۰ ج ۲)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

''اگر کسی عورت سے اس کے دبر میں وطی کی یا طفل سے لواطت کی تو امام اعظم کے نزدیک حد نہ ہوگی مگر اس کو تعزیر دی جائے گی۔'' (ص ۳۳۹ ج ۳)

اعتراض نمبر ۷۶ (ب):

لو فعل هٰذا بعبده او امته ابو بزوجته بنكاح صحيح او فاسد لا يحد اجماعًا. (ص ۱۵۰ ج ۲)

''اگر ایسا امر (لواطت) اپنے غلام یا باندی یا جورو کے ساتھ کیا خواہ جورو سے نکاح صحیح ہو یا فاسد ہو تو بالاجماع (اجماع حنفیہ) اس پر حد واجب نہ ہوگی یہ کافی میں ہے۔''
(فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص ۶۲)

جواب:

''زنا کے لیے ایلاج فی القبل ضروری ہے ایلاج فی الدبر کا نام زنا نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا وہ مجرم جس نے زنا نہیں کیا اس پر حد زنا کی سزا کس طرح نافذ ہو سکتی ہے۔ غیر فطری حملہ کرنے والے کی جو سزا قرآن و حدیث نے مقرر نہیں فرمائی وہ سزا فتاویٰ عالمگیری مقرر نہیں کر سکتا۔ ہاں اس گھناؤنے جرم کی سزا کے متعلق فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے: لو اعتاد اللواطة قتله الامام ''اگر کوئی شخص غیر فطری حملہ کرنے کا عادی ہو تو اس کو امام قتل کر دے۔'' (ج ۲ ص ۱۵۰)

اعتراض نمبر ۷۷:

آزاد عورت کو خریدے تو؟

اذا زنٰى بامرأة ثم قال اشتريتها لا حد عليه سواء كان حرة او امة.

''اگر ایک عورت سے زنا کیا پھر کہا کہ میں اس کو خرید کر چکا تھا تو اس پر حد واجب نہ ہوگی خواہ یہ عورت آزاد ہو یا باندی ہو'' (ص ۳۴۰ ج ۳)

(فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص ۶۲)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

جواب:

میں کہتا ہوں جب اس نے کہا کہ میں نے اسے خریدا ہے تو اس کے حلال ظن کرنے سے اشتباہ ہو گیا۔ کیوں کہ وہ ملک کا مدعی ہوا۔ اگر ملک ثابت ہو جاتی تو وطی حرام نہ ہوئی۔ چوں کہ وہ عورت آزاد ہے اس لیے ملک ثابت نہ ہوئی اور وطی حرام ہوئی مگر اس پر یہ عمل مشتبہ رہا۔

علامہ شامی فرماتے ہیں:

اشتبه عليه الأمر بظنه الحل

"اس کے حلال ظن کرنے سے اس پر یہ امر مشتبہ ہوا۔"

یہ شبہ فعل ہے اور شبہات کے وقت حدود ساقط ہو جاتی ہے۔

اعتراض نمبر ۷۸:

چھینی ہوئی لونڈی سے زنا پر حد نہیں

قال محمد فی الاصل اذا غصب جاریۃً و زنٰی بھا ثم ضمن قیمتھا فلاحد علیه عندھم جمیعًا. (ص۱۵۱ج۴)

"امام محمد نے اصل میں فرمایا کہ اگر کسی نے باندی غصب کر کے اس سے زنا کیا پھر اس کی قیمت تاوان دے دی تو بالاتفاق اس پر حد نہ ہوگی۔" (ص۳۴۰ج۳)

(فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص ۶۳)

جواب:

میں کہتا ہوں قیمت کا ضامن ہونا اس لونڈی کی ملک کا سبب ہے جب وہ قیمت کا ضامن ہو گیا تو لونڈی اس کی ملک ہو گئی۔ اقامت حد سے پہلے لونڈی کا مالک ہو جانا ملک منافع میں شبہ پیدا کرتا ہے۔ شبہ سے چونکہ حدود ساقط ہو جاتی ہے اس لیے اس پر حد ساقط ہو گئی۔ **من ادعٰی خلاف ذالك فعلیه البیان**

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اعتراض نمبر ۷۹:

مالک کہے میں نے لونڈی نہیں بیچی تب بھی حد نہیں

واذا زنیٰ بامة ثم قال اشتریتها وصاحبها فیها بالخیار وقال مولاها کذب لم ابعها قال لا حد علیه. (ص۱۵۱ ج۲)

"اگر باندی سے زنا کیا پھر دعویٰ کیا کہ میں نے اس کو خریدا بدیں شرط کہ اس کے مولیٰ کو خیار حاصل ہے اور اس کے مولیٰ نے کہا یہ جھوٹا ہے میں نے اس باندی کو فروخت نہیں کیا تو فرمایا کہ واطی پر حد واجب نہ ہوگی۔" (ص۳۴۰ ج۳)

(فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص۶۳)

جواب:

اس اعتراض کا وہی جواب ہے جو اعتراض نمبر ۷۷ کے تحت گزرا ہے۔

اعتراض نمبر ۸۰:

بادشاہ زنا کرلے تو اس پر حد نہیں

کل شیء صنعه الامام لیس فوقه امام مما یجب به الحد کالزنا والسرقة والشراب والقذف لا یواخذ به الا القصاص والمال کذا فی الکافی. (ص۱۵۱ ج۲)

"ایسے امام المسلمین نے جس کے اوپر امام نہیں (یعنی خلیفہ، بادشاہ، وزیراعظم، صدر، ڈکٹیٹر) ہے اگر ایسی بات کی جس سے حد واجب ہوتی ہے جیسے زنا، سرقہ (چوری) شراب خوری وقذف (بے گناہ پر زنا کا الزام) تو اس سے مواخذہ نہیں کیا جائے گا سوائے قصاص وجرم مال کے یہ کافی میں ہے۔" (ص۳۴۱، ۳۴۲ ج۳)

(فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص۶۵)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

جواب:

چونکہ قصاص حقوق العباد میں سے ہے اور اس کا مدعی صاحب حق ہے۔ اس لیے صاحب حق کے طلب کرنے پر قصاص لیا جائے گا۔ لیکن حدود حقوق اللہ میں سے ہے اور حدود کا اجراء و اقامت بادشاہ سے متعلق ہے۔ جب بادشاہ ایسا ہو کہ اس کے اوپر کوئی بادشاہ نہ ہو تو وہ اپنے آپ پر اقامت حدود نہیں کرسکتا۔ ہاں اگر اس پر بھی بادشاہ ہو تو وہ اپنے ماتحت بادشاہ پر حدود قائم کرسکتا ہے۔ اور یہ دلیل صاحب ہدایہ نے لکھی ہے۔

حنفی فقہائے کرام ایسے بدکردار بادشاہ کو اولاً تو سربراہ مملکت بننے نہیں دیتے۔ اگر بدقسمتی سے سربراہ مملکت بن ہی جائے تو اس کے معزول کرنے کے مناسب اقدامات فرماتے ہیں۔ کیوں کہ جب تک وہ ریاست کا سربراہ اعلیٰ ہے تب تک اس کے اوپر قوت نافذہ قائم نہیں ہوسکتی اور حدود خداوندی کا نفاذ قوۃ نافذہ کے بغیر ممکن نہیں پہلے ایسا طریقہ اختیار کیا جائے کہ فتنہ نہ پھیلے۔ فتنہ کے بغیر اس بدکردار سربراہ کو معزول کیا جائے گا پھر اس پر مقدمہ چلایا جائے گا پھر حدود نافذ کی جائیں گی۔

(ملاحظہ فرمائیں فقہ حنفی کی مشہور کتاب تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق ص ۱۸۷ ج ۳)

اعتراض نمبر ۸۱:

فقہ حنفی میں زنا کی چھوٹ

ولو شهد ثلاثة منهم على الزنا والرابع قال رأيتهما في لحاف واحدٍ فانه لايحد المشهود عليه ويحد الشهود الثلاثة حد القذف والشاهد الرابع لاحد عليه. (ص ۱۵۲ ج ۳)

”پھر اگر زنا کے کیس میں تین گواہ یہ شہادت دیں کہ انہوں نے اپنی آنکھوں سے مجرم کو جرم کرتے دیکھا اور چوتھا یہ گواہی دے کہ اس نے ملزمین کو بستر میں ملفوف دیکھا ہے تو حد کی سزا نافذ نہ ہوگی بلکہ اس کی بجائے پہلے تین گواہوں پر قذف کی سزا جو اسی کوڑے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ہے جاری کی جائے گی۔" گویا الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔

(فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص ۶۵، ۶۶)

جواب:

اگر ملزم اعتراف نہ کرے تو ثبوت زنا کے لیے چار گواہوں کی شرط اللہ تعالیٰ نے سورۃ نور آیت نمبر ۱۳ میں صراحۃً ذکر فرمائی ہے۔ اور کسی پر زنا کی تہمت لگائی جائے اور چار گواہ نہ پیش کیے جائیں تو اسی آیت میں تہمت لگانے والے کو عند اللہ کاذب کہا گیا ہے۔ پھر اس سورت کی آیت نمبر ۴ میں ان تہمت لگانے والوں کو اسی (۸۰) کوڑوں کی سزا کا مستوجب قرار دیا گیا ہے۔ فتاویٰ عالمگیری کا مسئلہ مذکورہ ان دو آیتوں کی روشنی میں مرتب فرمایا گیا ہے۔ کیوں کہ اس صورت میں گواہ صرف تین ہیں، چوتھا ملفوف ہونے کا گواہ ہے، زنا کا گواہ نہیں اور ملفوف ہونا دخول کو مستلزم نہیں اور دخول کے بغیر زنا نہیں ہوسکتا۔ کیوں کہ ممکن ہے عورت رتقاء ہو ممکن ہے مرد مجبوب ہو ممکن ہے دونوں پر یا کسی ایک پر یکدم خوف خدا طاری ہو گیا اور وہ سنگین جرم کے ارتکاب سے بچ گئے ہوں جیسا کہ حدیث شریف میں ایک واقعہ مذکور ہے کہ عین برہنگی و تنہائی کی حالت میں عورت نے مرد کو "اتق اللہ" کہہ کر فعل بد سے بچا لیا۔ (مشکوٰۃ ص ۴۲۱)

جب ملفوف ہونے کا گواہ زنا کا گواہ نہیں تو حد زنا کس طرح لگائی جا سکتی ہے۔ مفتی صاحب کا اس مسئلہ پر اعتراض کرنا جو قرآن مجید سے صراحۃً ثابت ہو رہا ہے یقیناً علامات قیامت سے ہے۔

مفتی صاحب بیچارے علم حدیث میں کافی کمزور ہیں ورنہ انہیں معلوم ہوتا کہ یہ کیس تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ عدالت میں پیش ہونے والے کیس کے بالکل موافق ہے اور آپ نے وہی فیصلہ فرمایا تھا جو فتاویٰ عالمگیری میں مذکور ہے۔

(سنن بیہقی ج ۸ ص ۲۳۴۔ البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۵۷)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اعتراض نمبر۸۲:

فقہ حنفی میں زنا کی حد معاف

وان شهد وانه زنى بامرأة لا يعرفونها لم يحد كذا فى الهداية

(ص۱۵۲ج۲)

"اگر شاہد اس عورت کو نہیں پہچانتے جس کے ساتھ جرم کا ارتکاب کیا گیا ہے تو کسی پر حد کی سزا جاری نہ ہوگی۔" (فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص ٦٦)

جواب:

ہدایہ میں اس کی نہایت معقول وجہ لکھی ہے۔ لکھا ہے:

لاحتمال انها امرأته أو أمته بل هو الظاهر

ممکن ہے کہ وہ عورت اس کی بیوی یا لونڈی ہو۔ بلکہ ظاہر یہی ہے۔ کیوں کہ مسلمان کا ظاہر حال یہی ہے کہ وہ زنا کار نہیں۔ گواہوں کے لیے لازم تھا کہ وہ عورت کی پہچان رکھتے بعد میں گواہی دیتے۔ جب وہ عورت کو پہچانتے ہی نہیں تو ان کی گواہی غیر معتبر اور مجہول قرار دی جائے گی۔

اعتراض نمبر۸۳:

عورت کی رضامندی سے زنا کی حد معاف

قال محمد رحمه الله تعالىٰ فى الاصل اربعة شهدوا على رجل بالزنا فشهدا اثنان انه استكرهها وشهدا اثنان انها طاوعته قال ابو حنيفة رحمه الله تعالىٰ ادرا عنهم الحدود جميعًا يعنى الرجل والمرأة والشهود.

(ص۱۵۳ج۲)

"اگر دو شاہد کسی ملزم کے بارے میں یہ شہادت دیں کہ اس نے فلاں عورت پر

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

مجرمانہ حملہ کیا مگر دوسرے یہ کہیں کہ اس نے اس جرم کا ارتکاب عورت کی رضامرضی سے کیا ہے تو کسی پر حد کی سزا جاری نہ ہوگی۔'' (فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص ٦٦)

جواب:

مفتی صاحب نے عبارت کا ترجمہ درست نہیں کیا۔ سید امیر علی غیر مقلد نے جو فتاویٰ عالمگیری کا ترجمہ کیا ہے اس میں وہ اس عبارت کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''چار مردوں نے ایک شخص پر زنا کی گواہی دی جن میں سے دو گواہوں نے کہا کہ اس مرد نے اس عورت کو باکراہ مجبور کر کے زنا کیا ہے اور دوسرے دو گواہوں نے کہا کہ اس عورت نے خود اس کی مطاوعت کی ہے تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حد ان سب سے دور کر دی جائے گی یعنی مرد و عورت و گواہوں سب سے رفع کی جائے گی۔'' (ج ۳ ص ۳۴۴)

ناظرین اس ترجمہ میں اور مفتی صاحب کے ترجمہ میں کتنا فرق ہے؟

مفتی صاحب نے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ عورت کی رضامندی کی صورت میں اگر زنا واقع ہو تو فتاویٰ عالمگیری کے مطابق حد زنا کی سزا قائم نہیں ہو سکتی۔ حالانکہ یہ مطلب غلط ہے اور تاثر گمراہ کن ہے۔ بلکہ صحیح مطلب عبارت مذکور کا یہ ہے کہ چونکہ ثبوت زنا کے لیے چار عادل گواہوں کا ہونا ضروری ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۱۴۳)

اس جگہ سب گواہ عادل نہیں ہیں ان میں سے دو یقیناً جھوٹے ہیں کیوں کہ اگر عورت رضامند نہ تھی اور مرد نے اس پر زبردستی کی تو رضامندی و مطاوعت کے گواہ جھوٹے ہیں اور اگر رضامندی تھی تو اکراہ و زبردستی کے گواہ جھوٹے ہیں۔ جب اس کیس میں چار عادل گواہ پیش نہیں کیے گئے تو زنا ثابت نہ ہوا۔ لہٰذا حد زنا کسی پر قائم نہیں کی جا سکتی۔

اعتراض نمبر ۸۴:

شراب کی بدبو چلی جانے سے حد کی چھوٹ

ان اقر بعد ذهاب ريحها لم يحد عند ابى حنيفة وابى يوسف

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

رحمهما الله. (ص۱۵۹ ج۲)

''اگر اس نے بدبو جاتی رہنے کے بعد اقرار کیا تو امام اعظم اور امام ابو یوسف کے نزدیک اس کو حد نہ ماری جائے گی۔'' (ص۳۶۰ ج۳)

(فتاوی عالمگیری پر ایک نظر ص۶۷)

جواب:

ہدایہ میں امام محمد کا قول لکھا ہے وقال محمد یحد. شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر میں اس کو صحیح لکھا ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں فقول محمد لمحو الصحیح ج۲ ص۶۱۸ اور غایۃ البیان میں بھی امام محمد کے قول کو ہی ترجیح دی گئی ہے۔ بحر الرائق میں بھی امام محمد کے قول کو ارجح من جہت المعنی کہا گیا ہے۔ جب فقہائے احناف نے امام محمد کے قول کو ہی صحیح فرمایا ہے تو پھر فقہ حنفی پر اعتراض کیسا؟

اعتراض نمبر ۸۵:

شرعی گواہی کے باوجود حد کی چھوٹ

وكذا اذا شهدوا عليه بعد ما ذهب ريحها والسكر لم يحد عندهما ايضًا. (ص۱۵۹)

''اور اسی طرح بدبو جاتی جاتی رہنے کے بعد اور نشہ زائل ہونے کے بعد اس پر گواہوں نے گواہی دی تو بھی شیخین (امام اعظم اور امام ابو یوسف) کے نزدیک اس کو حد نہ ماری جائے گی۔'' (ص۳۶۰ ج۳)

(فتاوی عالمگیری پر ایک نظر ص۶۷)

جواب:

اس مسئلہ میں بھی امام محمد کا قول ہدایہ میں مرقوم ہے کہ حد لگائی جائے گی۔ حاصل یہ ہے کہ تصادم قبول شہادت کا مانع ہے۔ یعنی گواہوں کا پہلے خاموش رہنا پھر دیر کے بعد

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

شہادت دینا اثبات کی تہمت پیدا کردیتا ہے کہ شاید ان کو کسی عداوت نے ادائے شہادت پر اکسایا ہے۔ اور متہم کی شہادت معتبر نہیں اور اس دیر کی حد امام محمد کے نزدیک ایک مہینہ ہے۔ امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک بو کے زائل ہونے تک ہے یعنی بو کے زائل ہونے تک بلا عذر گواہوں کا ادائے شہادت سے خاموش رہنا تہمت پیدا کردیتا ہے۔ اس لیے ان کی گواہی قبول نہ ہوگی۔ نہ حد لگے گی۔ ہدایہ میں اس مسئلہ کی دلیل میں قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ نقل کیا گیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

وجدتم رائحة الخمر فاجلدوه

''اگر تم شراب کی بو پاؤ تو حد لگاؤ۔''

ہم نے فقہ حنفی کے دونوں قول واضح کردیے دونوں صحیح ہیں مگر فتویٰ امام محمد کے قول پر ہے۔

اعتراض نمبر ۸۶:

شراب کا سرکہ بنانا جائز ہے

ویباح تخلیها کذا فی محیط السرخسی. (ص ۴۱۰ ج ۵)

''اور شراب (حرام) کو سرکہ کو ڈالنا مباح ہے۔'' (ص ۲۰۰ ج ۹)

یعنی بالاتفاق حلال ہو جائے گی۔ (فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص ۷۰)

جواب:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح مسلم کی حدیث میں سرکہ کی تعریف آئی ہے کہ **نعم الادام الخل** رواہ مسلم۔ یعنی سرکہ عمدہ سالن ہے۔ اور یہ حنفیہ کا ہی مذہب نہیں ہے بلکہ امام اوزاعی اور لیث کا بھی یہی مذہب ہے۔ پس شراب بھی جب سرکہ بن جاوے یا بنائی جاوے تو اس کے استعمال میں کون سی قباحت ہے۔ بلکہ وہ سرکہ بھی عمدہ سالن ہے اور نیز یوں بھی حدیث

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

میں وارد ہے کہ شراب کا سرکہ اچھا ہوتا ہے۔ کہ خیر خلکم خل خمر کم
(سنن الکبریٰ بیہقی)

شرح مشکوٰۃ جلد ثالث صفحہ ۵۷ امطبوعہ مصطفائی دہلی اور بھی آیا ہے کہ مردار کی کھال کو دباغت پاک کر دیتی ہے۔ جس طرح شراب کا سرکہ حلال ہو جاتا ہے۔ کذا فی العینی۔ (دار قطنی ج ۴ ص ۲۶۶)

پس جو شخص ان حدیثوں کے مضمون کو برا سمجھتا ہے وہ اپنا نامہ اعمال سیاہ کرتا ہے اور حدیث کا منکر ہے اور یہ نہیں سوچتا کہ خود غیر مقلدین کی فقہ الحدیث مقبولہ اور معمولہ کتاب کے رو سے شراب تو پاک اور طیبات سے ہے پھر وہ کیوں حنفیوں پر اعتراض کرتے ہیں اور ان کے مجتہد العصر نواب سید محمد صدیق حسن خاں صاحب روضۃ الندیہ کے صفحہ ۱۱، ۱۲ میں شراب کی پاکی کو بڑے مبالغے سے ثابت کر چکے ہیں اور ان کے امام الحدیث شیخ الاسلام سید نذیر حسین صاحب کے شاگرد مولوی عبد الغفور محمدی استفتاء میں سور کی چربی اور منی کے پاک ہونے سے کھانے اور چاٹنے کی اجازت دے رہے ہیں۔ بحکم آیت کلوا من الطیبات پس ان کے نزدیک تو خود شراب ماکولات اور مشروبات سے ہوگئی۔ پس ان کی فقہ الحدیث میں جو لکھا ہے اور حرام ہے سرکہ بنانا شراب کا سراسر خلاف ان کے اصول کے ہے کیوں کہ روضۃ الندیہ میں جواز و عدم جواز دونوں پر حدیثیں نقل کی ہیں۔ اور ان کے نزدیک اختلاف سے اصلی حکم میں کچھ خلل نہیں پڑتا ہے جیسا کہ روضۃ الندیہ کے صفحہ ۱۰ میں ثابت ہے۔ اور اصل میں ہر شے حلال ہے جب تک اس کی اتفاقی حرمت قرآن اور حدیث سے ثابت نہ ہو۔ چنانچہ روضۃ الندیہ کے صفحہ ۲۰۹ میں لکھا ہے۔ پس جب بعض اصحاب اور اہل بیت اطہار سے شراب کے سرکہ بنانے کا جواز ثابت ہوا جیسا کہ صفحہ ۲۲۲ میں ہے۔ تو ثابت ہوا کہ عدم جواز اس کا ابتدا اور اسلام میں تھا۔ چنانچہ ابتدا میں استعمال ظروف شراب سے ممانعت تھی۔ پھر جب مسلمان شراب سے بکلی ممتنع ہوگئے تو ممانعت رفع ہوگئی۔ پس شراب کو سرکہ بنانے اور کھانے کو حرام کہنا حلال کو حرام کہنا ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اعتراض نمبر ۸۷:

شراب کھانے پر حد کی چھوٹ

اذا عجن الدقیق بالخمر وخبزہ لا یوکل ولو اکل لایحد (ص۴۱۱ ج۵)

''اگر شراب سے آٹا گوندھا اور اس کی روٹی پکائی تو وہ نہ کھائی جائے گی اور اگر کسی نے کھائی تو اس کو حد نہ ماری جائے گی۔'' (ص۲۰۱ ج۹)

(فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص۷۰)

جواب:

اگر ایسی روٹی کھانے پر شراب کی حد قرآن وحدیث میں موجود ہے تو مفتی صاحب بتائیں ورنہ فقہاء پر اعتراض نہ کریں۔ ہمارے علامہ عبدالحیٔ لکھنوی نے ہدایہ کے حاشیہ میں لکھا ہے:

فھذا الخبز نجس کما لو عین بالبول

یہ روٹی ناپاک ہے جیسا کہ پیشاب ناپاک ہے

اعتراض نمبر ۸۸:

شراب کے نو پیالوں پر حد نہیں

اذا شرب تسعة اقداح من نبیذ التمر فاوجر العاشر فسکر لم یحد لان السکر یضاف الی ما ھو اقرب الیه کذا فی السراجیه ص۴۱۲ ج۵ الباب الثانی.

''اگر ایک شخص نے نو پیالے نبیذ تمر کے پیے پھر دسواں پیالہ اس کے منہ میں ڈالا گیا پس نشہ ہو گیا تو اس کو حد نہ ماری جائے گی اس واسطے کہ سکر اس کے اقرب کی طرف مضاف

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ہوتا ہے یہ سراجیہ میں ہے۔ (ص۲۰۴ ج۹)

(فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص۷۲)

جواب:

وجہ اس کی یہ ہے کہ نبیذ تمر شراب بمعنی خمر کا نام نہیں بلکہ اس پانی کا نام ہے جس میں چند کھجوریں ڈال دی جائیں تاکہ پانی میٹھا ہو جائے جس طرح آج کل شکر ڈال کر پانی میٹھا کیا جاتا ہے۔ اسی طرح زمانہ رسالت مآب ﷺ میں کھجوریں ڈال کر پانی میٹھا کیا جاتا تھا۔ شرعاً اس مشروب کا پینا بلا کراہت درست ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے اسے بارہا نوش فرمایا۔ چند حدیثیں ملاحظہ ہوں۔

حدیث نمبر ۱:

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے اپنے اس پیالے میں رسول اکرم سید عالم ﷺ کو درج ذیل مشروبات پلانے کی سعادت حاصل کی (العسل والنبیذ والماء واللبن) شہد، نبیذ، پانی اور دودھ۔

حدیث نمبر ۲:

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ کنا نبیذ الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سقاء ہم رسول اللہ کے لیے مشک میں نبیذ تیار کیا کرتی تھیں۔

حدیث نمبر ۳:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے لیے شروع رات پانی میں کھجوریں ڈال دی جاتیں پھر آپ ﷺ اس نبیذ تمر کو صبح سے لے کر تیسرے دن کی عصر تک جب چاہتے نوش فرماتے۔ فان بقی شیء سقاہ الخادم او امر بہ فصب پھر اگر کچھ بچ رہتا تو خادم کو پلا دیتے یا حکم فرماتے تو گرا دیا جاتا۔ (مشکوٰۃ ص۳۷۲)

تیسری حدیث کی تشریح میں محدثین کرام نے فرمایا کہ اگر بوجہ گرمی وغیرہ کے نبیذ میں

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

نشہ پیدا ہو جاتا (جس کی پہچان رنگ بدلنے جھاگ پیدا ہونے وغیرہ سے ہو جاتی ہے) تو حضور اقدس ﷺ اس کے گرانے کا حکم دے دیتے اور اگر نشہ پیدا نہ ہوتا تو خادم کو پلا دیتے۔(مرقاۃ جدید ص ۲۲۷ ج ۸)

ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ نبیذ تمر عمدہ و پسندیدہ مشروب ہے۔ البتہ اسے اگر زیادہ دیر تک رکھا جائے تو اس میں کبھی نشہ پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ مشروب نشہ آور ہونے سے پہلے بلا کراہت حلال ہے اور نشہ آور ہونے کے بعد بلا شبہ حرام ہے۔

فتاویٰ عالمگیری کی مندرجہ عبارت ان احادیث کی روشنی میں مرتب فرمائی گئی ہے۔ یعنی اگر کسی شخص نے نبیذ تمر کے ایسے نو پیالے پیے جن میں نشہ نہ تھا اور دسواں پیالہ جس میں نشہ تھا اس نے خود نہ پیا بلکہ کسی نے اس کے منہ میں زبردستی ڈال دیا جس سے وہ نشہ میں ہو گیا تو اس کو حد نہ ماری جائے گی کیوں کہ جس نبیذ کو اس نے خود پیا اس میں نشہ نہ تھا اور جس میں نشہ تھا اسے اس نے خود نہ پیا جب نشہ آور چیز بغیر اکراہ کے خود نہ پی جائے تو حد نہیں لگائی جا سکتی۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ﴾ یعنی جو شخص حرام چیز کے کھانے یا پینے پر مجبور ہوا تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ (البقرہ: ۱۷۳)

غیر مقلدین کا مذہب، پہلا مسئلہ:

اگر کتا کنویں میں گر پڑے اور پانی کا رنگ یا مزہ یا بو تبدیل نہ ہو تو وہ پاک ہے۔

(فتاویٰ نذیریہ ج ۱ ص ۳۳۸)

دوسرا مسئلہ:

زیادہ ترصحیح قول یہ ہے کہ کتے اور خنزیر کے سوا سب جانوروں کی منی پاک ہے۔

(فقہ محمدیہ کلاں ج ۱ ص ۴۱)

تیسرا مسئلہ:

''جب تک پانی کا کوئی وصف نہ بدلے قلیل ہو یا کثیر نجاست گرنے سے وہ نجس نہیں

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ہوتا۔" اہل حدیث نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ (لغات الحدیث ج ٦ ص ٣٢٠)

چوتھا مسئلہ:

"خون کی نجاست پر کوئی قوی دلیل نہیں ہے۔ خصوصاً حلال جانور کے خون کی نجاست پر البتہ حیض کا خون نجس ہے اور اصل اشیاء طہارت ہے۔"

(لغات الحدیث ج ٢ ص ٦٨)

پانچواں مسئلہ:

جو روٹی شراب ملا کر پکائی جائے اس کا کھانا درست ہوگا، جن ادویہ میں شراب کی روح یعنی الکحل شریک ہوتی ہے اس کا بھی استعمال درست ہوگا ہمارے علماء اہل حدیث میں سے مفتی مصر نے ایسا ہی فتویٰ دیا ہے۔ (لغات الحدیث ج ا ص ٦٠)

چھٹا مسئلہ:

"کپڑے یا جسم میں شراب لگ جائے تو دھونے کی ضرورت نہیں کیوں کہ شراب نجس نہیں ہے۔" (لغات الحدیث ج ٦ ص ٨)

اعتراض نمبر ٨٩:

چوری کے اقرار سے منحرف کرنا مستحب ہے

ویستحب للامام ان یلقن حتی لا یقر بالسرقد کذا فی الظھیرۃ.

(ص ١٧١ ج ٢)

"اگر کوئی چور مجرم ہونے کا اقرار کرے تو مسلمان حاکم کے لیے مستحب ہے کہ وہ اسے ایسی ترغیب دے کہ وہ چوری کا اعتراف ہی نہ کرے۔

(فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص ٤٧ مسئلہ نمبر ١٩٣)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اعتراض نمبر ۹۰:

حاکم منحرف ہونے کا مشورہ دے

وینبغی ان یلقن لمقرّ الرجوع احتیالا للدرء

(فتاویٰ عالمگیری ص ۱۷۱ ج ۲)

''اگر کوئی چور چوری کا اقرار کرے تو مسلمان حاکم کا فرض ہوگا کہ وہ اسے اپنے اعتراف سے منحرف ہو جانے کی ترغیب دے تاکہ وہ حد کی سزا سے بچ جائے۔''

(فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص ۴۷ مسئلہ نمبر ۱۹۴)

جواب:

دونوں اعتراض کا اکٹھا جواب ملاحظہ فرمائیں۔

مفتی صاحب نے ''فرض ہوگا'' کے الفاظ اپنی طرف سے کہے ہیں۔ کتاب میں ان کا ذکر نہیں۔ فتاویٰ عالمگیری کی مکمل عبارت مع ترجمہ ملاحظہ ہو **ینبغی ان یلقن لمقرّ الرجوع احتیالا للدرء واذا رجع عن الاقرار صح فی القطع ولا یصح فی المال** یعنی اگر کوئی شخص اقرار کرے کہ میں نے فلاں شخص کی چوری کی ہے تو مناسب ہوگا کہ مقر کو اقرار سے رجوع کرنے کی تلقین کی جائے تاکہ وہ رجوع کے سبب حد سرقہ سے بچ جائے۔ لیکن رجوع سے صرف اتنا فائدہ ہوگا کہ اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے گا۔ باقی رہا مال وہ ضروری طور پر حسب اعتراف اس سے برآمد کیا جائے گا۔ (ج ۲ ص ۱۷۱)

حدیث شریف:

یہ مسئلہ دل سے نہیں بنایا گیا بلکہ درج ذیل حدیث سے مستنبط ہے۔ ایک دفعہ ایک شخص نے بارگاہِ اقدس سید عالم ﷺ میں حاضر ہو کر اعترافِ جرم کیا تو آپ نے اسے تلقین فرمائی کہ **ارجع فاستغفر الله وتب الیه** ''رجوع کر۔ اللہ سے معافی مانگ اور توبہ کر۔'' (مشکوٰۃ ص ۳۱۰)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

مگر اس نے اعترافِ جرم سے رجوع نہ کیا تو آپ ﷺ نے سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ جب اس پر سنگساری شروع کی گئی تو وہ بھاگ پڑا۔ سنگسار کنندگان میں سے بعض نے تعاقب کر کے اس کا کام تمام کر دیا۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پھر یہ واقعہ سید عالم ﷺ کے حضور عرض کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: هلّا تركتموه لعلّهٔ ان يتوب فيتوب الله عليه.

"تم نے اسے (چھوڑ دینا تھا) چھوڑا کیوں نہیں۔ (بھاگنے کے بعد کیوں قتل کیا) شاید کہ وہ اعترافِ جرم سے رجوع کر لیتا تو اللہ تعالیٰ اس کا رجوع قبول فرما لیتا۔"

(مشکوٰۃ ص ۳۱۱، ۳۱۲)

اعتراض نمبر ۹۱:

اقرار کے بعد بھاگ جائے تعاقب ختم

واذا اقرّ بالسرقة ثم هرب لايتبع (ص ۱۷۳ ج ۲)

"اگر چور اعترافِ جرم کے بعد عدالت یا حد کی جگہ سے بھاگ جائے تو اس کا پیچھا نہیں کیا جائے گا۔" (فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص ۴۷ مسئلہ نمبر ۱۹۵)

جواب:

پچھلے اعتراض کے جواب میں غور کرنے سے اس اعتراض کا جواب بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ جو جرم شہادت کے بغیر محض اعترافِ جرم کی بنیاد پر ثابت ہو اس سے اگر مجرم رجوع کر لے تو حد ساقط ہو جاتی ہے۔ پھر چونکہ حدیثِ مذکور سے پتہ چلتا ہے کہ فرار بھی رجوع کی دلیل بن سکتا ہے لہٰذا جو شخص سزا کی جگہ سے فرار ہو جائے گا۔ اس کا تعاقب حد قائم کرنے کے لیے ہرگز نہیں کیا جائے گا۔ جس رقم کا اس نے اعتراف کیا ہے وہ ضرور وصول کی جائے گی۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اعتراض نمبر ۹۲:

دس درہم سے کم کی چوری پر ہاتھ کاٹنا

عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قال قطع النبی صلی اللہ علیہ وسلم ید السارق فی مجنۃ ثمنۃ ثلاثۃ دراھم

(صحیح بخاری ص۱۰۰۴ ج۲)

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک چور کا ہاتھ تین درہم کی ڈھال میں کاٹا تھا۔ مگر فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔

اقل النصاب فی السرقۃ عشرۃ دراھم. ص۱۷۰ ج۲

سرقہ (چوری) کا کم سے کم نصاب دس درہم ہے۔ (ص ۳۸۷ ج ۳)

(فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص ۴۷ مسئلہ نمبر ۴۷)

جواب:

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے موقف کی دلیل یہ ہے کہ نصاب سرقہ کے باب میں اصل کی حیثیت آنحضرت ﷺ کے اس فرمان کو حاصل ہے کہ چوری کرنے والے کا ہاتھ ایک ڈھال کی قیمت سے کم مال میں نہ کاٹا جائے۔ (نسائی ج ۲ ص ۲۲۳)

اور اس اصولی حکم پر ہی آنحضرت ﷺ کی زندگی میں عمل ہوا۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں کسی چور کا ہاتھ ایک لاٹھی یا ڈھال کی قیمت سے کم میں نہیں کاٹا گیا۔

(صحیح بخاری کتاب الحدود پارہ ۲۷)

ان دو احادیث سے معلوم ہوا کہ ڈھال کی قیمت پر ہاتھ کاٹا جائے گا۔

اب یہ معلوم کرنا ہے کہ ڈھال کی قیمت کیا ہے۔

حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں ڈھال کی قیمت کے متعلق روایات مختلف آئی ہیں۔ وہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ہم یہاں درج کرتے ہیں:

(۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت جس میں ربع دینار (یعنی تین درہم) کا ذکر آیا ہے۔

(۲) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کاٹا ایک ڈھال کے چرانے میں جس کی قیمت پانچ درہم تھی۔ (نسائی ج ۲ ص ۲۵۷)

(۳) حضرت قتادہ سے روایت ہے میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے تھے ایک شخص نے ڈھال چرائی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے۔ اس کی قیمت لگائی گئی پانچ درہم پھر اس کا ہاتھ کاٹا گیا۔ (نسائی ج ۲ ص ۲۵۷)

(۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا بہت عرصہ نہیں گزرا میں بھول گئی چوتھائی دینار میں ہاتھ کاٹا جاوے گا یا زیادہ میں۔ (نسائی ج ۲ ص ۲۵۷)

(۵) حضرت سلیمان بن یسار نے کہا نہ کاٹا جائے ہاتھ کا پنجہ مگر پنجے میں (یعنی پانچ درہم کی مالیت میں) (نسائی مترجم ج ۳ ص ۳۵۳ فرید بک سٹال لاہور)

(۶) حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے نہ کاٹا جاوے ہاتھ مگر ڈھال کی چوری میں اس کی قیمت کے برابر دوسری چیز میں۔ عروہ رضی اللہ عنہ نے کہا ڈھال چار درہم کی ہوتی ہے۔

(نسائی مترجم ج ۳ ص ۳۵۳)

(۷) حضرت ایمن سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ نہیں کٹوایا چور کا مگر ڈھال کی قیمت میں اور ڈھال کی قیمت ان دنوں ایک دینار تھی۔

(نسائی ج ۲ ص ۲۲۵)

(۸) حضرت ایمن سے روایت ہے چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا ڈھال کی قیمت میں اور ڈھال کی قیمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک دینار تھی او عشرۃ دراھم (یا دس درہم) (نسائی ج ۲ ص ۲۲۵)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

(۹) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے ڈھال کی قیمت ان دنوں دس درہم تھی۔

(سنن النسائی ج ۲ ص ۲۵۹)

(۱۰) حضرت عطاء نے کہا کم سے کم جس میں ہاتھ کاٹا جائے ڈھال کی قیمت ہے اور وہ ان دنوں میں دس درہم تھی۔

(نسائی مترجم ج ۳ ص ۳۵۴۔ مصنف ابن ابی شیبہ ج ۹ ص ۴۷۴۔ مصنف عبد الرزاق ج ۱۰ ص ۲۳۳)

ان متعارض روایات میں تطبیق دینا ضروری ہے چنانچہ علمائے احناف نے ان میں یوں تطبیق دی ہے کہ ڈھال کی قیمت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مختلف اوقات میں بدلتی رہی ہے۔ ابتدا میں ڈھال کی قیمت ربع دینار (تین درہم) تھی اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زمانے میں حکم دیا کہ ربع دینار کی چوری میں چور کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔ پھر ڈھال کی قیمت بڑھ کر پانچ درہم ہوگئی۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی دوسری روایت میں اسی کا ذکر ہے۔ پھر اس کے بعد ڈھال کی قیمت اور بڑھ کر دس درہم ہوگئی ابن عباس اور ایمن رضی اللہ عنہم کی روایات میں اسی زمانے کا ذکر ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے مثال کے طور پر پہلے اونٹوں کے سستا ہونے کی وجہ سے دیت چار سو درہم تھی بعد میں اونٹوں کے مہنگا ہو جانے کی وجہ سے یہ آٹھ سو درہم ہوگئی۔

(سنن ابی داؤد ج ۱ ص ۲۷۹)

چونکہ سب سے آخر میں ڈھال کی قیمت دس درہم ہوگئی تھی۔ اس لیے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ یہ ہے کہ دس درہم سے کم مال میں چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جا سکتا۔ اس فتوے کے حق میں مزید روایات حسب ذیل ہیں۔

(۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے آپ فرماتے تھے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ڈھال کی قیمت دس درہم تھی۔ (نسائی مترجم ج ۳ ص ۳۵۴)

(۲) عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ڈھال کی قیمت دس درہم تھی۔ (نسائی)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

(۳) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا چور کا ہاتھ دس درہم سے کم میں نہیں کاٹا جائے گا۔ (کتاب الآثار امام محمد ص ۱۰۹)

(۴) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ چور کا ہاتھ ڈھال سے کم قیمت کی چیز میں نہ کاٹا جائے۔ اور ڈھال کی قیمت دس درہم ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۹ ص ۴۷۴)

(۵) حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہا کرتے تھے کہ ڈھال کی قیمت دس درہم ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۹ ص ۴۷۴۔ مصنف عبدالرزاق ج ۱۰ ص ۲۳۳)

(۶) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہاتھ نہ کاٹا جائے گا سوائے ایک دینار کے یا دس درہم کے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۹ ص ۴۷۴۔ مصنف عبدالرزاق ج ۱۰ ص ۲۳۳)

(۷) حضرت ابو جعفر سے روایت ہے کہ ڈھال کی قیمت ایک دینار ہے۔ جس میں ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۹ ص ۴۷۴)

(۸) حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ ہاتھ نہیں کاٹا جاتا مگر ڈھال (کی قیمت) میں راوی نے کہا کہ میں نے ابراہیم سے کہا کہ اس کی کیا قیمت ہے (ابراہیم نے) کہا کہ ایک دینار۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۹ ص ۴۷۵۔ مصنف عبدالرزاق ج ۱۰ ص ۲۳۴)

(۹) عمرو بن شعیب سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں سعید بن مسیب کے پاس گیا اور میں نے ان سے کہا کہ آپ کے ساتھی عروہ بن زبیر، محمد بن مسلم زہری اور ابن یسار کہتے ہیں کہ ڈھال کی قیمت پانچ درہم ہے؟ (میرے اس سوال کے جواب میں سعید بن المسیب نے) کہا کہ رہی یہ بات (ڈھال کی قیمت والی) تو اس بارے میں سنت نبوی چلی آ رہی ہے کہ ڈھال کی قیمت دس درہم ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۹ ص ۴۷۶)

(۱۰) قاسم بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ ایک آدمی کو جس نے کپڑا چرایا تھا۔ حضرت عمر

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا تو انہوں نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کپڑے کی قیمت دس درہم سے کم ہے۔ چنانچہ تحقیق کی گئی تو اس کپڑے کی قیمت آٹھ درہم نکلی۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا ہاتھ نہیں کاٹا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۹ ص ۴۷۴۔ مصنف عبدالرزاق ج ۱۰ ص ۲۳۳)

(۱۱) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دس درہم سے کم میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ (نصب الرایہ ۳۳۲)

(۱۲) حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا (عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دس درہم سے کم میں ہاتھ نہیں کاٹا جاسکتا۔ (نصب الرایہ)

(۱۳) عن ابن المسیب قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا سرق السارق ما یبلغ ثمن المجن قطعت یدہ وکان ثمن المجن عشرۃ دراھم.

(مصنف عبدالرزاق ج ۱۰ ص ۲۳۳)

ابن المسیب کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب چور کوئی ایسی چیز چوری کرے جس کی قیمت ڈھال کی قیمت تک پہنچتی ہو تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے اور ڈھال کی قیمت دس درہم تھی۔

(۱۴) عن علی قال لا یقطع فی اقل من دینار او عشرۃ دراھم.

(مصنف عبدالرزاق ج ۱۰ ص ۲۳۳)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دینار یا دس درہم سے کم مال کی چوری پر ہاتھ نہ کاٹا جائے۔

(۱۵) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ دس درہم سے کم میں ہاتھ نہ کاٹا جائے۔

(۱۶) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کہ چور کا ہاتھ دس درہم سے کم مال میں نہ کاٹا جائے۔

ناظرین فتاویٰ عالمگیری کا مسئلہ حدیث کے مطابق ہے یا مخالف فیصلہ آپ خود کریں۔

اعتراض نمبر۹۳:

جھوٹی گواہی پر قاضی کے فیصلہ کا حکم

جھوٹی گواہی پر قاضی کا فیصلہ باطن میں نافذ نہیں ہوتا چنانچہ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ہے۔

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ وَاِنَّکُمْ تَخْتَصِمُوْنَ اِلَیَّ وَلَعَلَّ بَعْضَکُمْ اَنْ یَکُوْنَ اَلْحَنَ بِحُجَّتِهٖ مِنْ بَعْضٍ فَاَقْضِیَ لَهٗ عَلٰی نَحْوِ مَا اَسْمَعُ فَمَنْ قَضَیْتُ لَهٗ بِشَیْءٍ مِنْ حَقِّ اَخِیْهِ فَلَا یَأْخُذْهُ فَاِنَّمَا اَقْطَعُ لَهٗ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ (مشکوٰۃ ص ۳۲۷)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک میں ایک انسان ہوں اور تم جب اپنے جھگڑے میرے پاس لاتے ہو تو یہ ممکن ہے کہ تم میں سے کوئی دوسرے کی بہ نسبت دلیل و حجت پیش کرنے میں چرب لسان ہو اور اس میں اس کی بات سن کر اس کے حق میں فیصلہ کر دوں یعنی دوسرے بھائی کے حق میں سے اس کے لیے کچھ دینے کا فیصلہ کر دوں تو وہ اپنے بھائی کے اس حق کو ہرگز قبول نہ کرے کیوں کہ میں ایسی صورت میں دراصل اس کے لیے دوزخ کا ایک ٹکڑا دے رہا ہوتا ہوں۔ مگر بقول فتاویٰ عالمگیری۔

قاضی کا فیصلہ باطن میں نافذ ہے:

رجل ادعی علی امراۃ نکاحا وھی تجھد واقام علیھا شاھدی زور وقضی القاضی بالنکاح بینھما حل للرجل وطؤھا وحل للمراۃ التمکین منه عند ابی حنیفة وابی یوسف الاول. (ص ۳۵۰، ۳۵۱ ج ۳ باب ۱۷)

''ایک شخص نے ایک عورت پر نکاح کا دعویٰ کیا اور عورت انکار کرتی ہے اور اس شخص

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

نے دو جھوٹے گواہ پیش کیے اور قاضی (جج) نے فیصلہ کر دیا تو امام اعظم اور امام ابو یوسف کے پہلے قول کے موافق اس مرد کو اس (عورت) کے ساتھ وطی کرنا حلال اور عورت کو جائز ہے کہ اس کو اپنے اوپر قابو دے دے۔" (ص ۱۶۸ ج ۵)

(فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص ۸۰، ۸۱)

اعتراض نمبر ۹۴:

جھوٹی شہادت پر طلاق

امرأة ادعت علٰی زوجها انه طلقها واقامت علٰی ذالك شهود زور وقضی القاضی بالفرقة بينهما وتزوجت بزوج اٰخر بعد انقضاء والعدة فعلی قول ابی حنيفة رحمه الله تعالٰی وقول ابی يوسف الاول لا يحل للزوج الاول وطؤها ظاهرا وباطنا ويحل للزوج الثانی وطؤها ظاهرا و باطنا علم بحقيقة الحال ان الزوج الاول لم يطلقها بان كان الزوج الثانی احد الشاهدين اولم يعلم بحقيقة الحال بان كان الزوج الثانی اجنبيا.

(ص ۳۲۱ ج ۳)

"ایک عورت نے اپنے شوہر پر تین طلاق کا دعویٰ کیا اور اس پر جھوٹے گواہ قائم کیے اور قاضی نے دونوں میں جدائی کا حکم دے دیا۔ پھر عدت گزارنے کے بعد اس عورت نے دوسرے شخص سے نکاح کیا تو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور پہلے قول امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے موافق پہلے شوہر کو اس کے ساتھ وطی کرنا۔ ظاہراً و باطناً حلال نہیں اور دوسرے شوہر کو ظاہر باطن اس سے وطی کرنا حلال ہے خواہ اس کو یہ حال معلوم ہو کہ پہلے شوہر نے اس کو طلاق نہیں دی مثلاً دوسرا شوہر ان دونوں گواہوں میں سے ایک گواہ ہو یا اس کو یہ بات نہ معلوم ہو۔ مثلاً یہ شوہر دوسرا اجنبی محض ہو۔" (ص ۱۶۸ ج ۵)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

جواب:

دونوں اعتراضوں کا اکٹھا جواب ملاحظہ فرمائیں۔

ان مسائل کا تعلق قاضی کی قضا کے ظاہراً اور باطناً نافذ ہونے کے ساتھ ہے امام اعظم کے نزدیک قاضی کی قضا ظاہر و باطن میں نافذ ہو جاتی ہے۔ عورت نے عدالت میں دعویٰ کیا کہ فلاں شخص نے مجھے تین طلاقیں دی ہیں اور اس پر گواہ بھی پیش کر دیئے۔ اسی طرح کسی مرد نے دعویٰ کیا اور گواہ گزار دیئے۔ قاضی نے مطابق حکم شرعی شہادت لے کر نکاح کا فیصلہ کر دیا تو یہ فیصلہ جس طرح ظاہر میں نافذ ہو جاتا ہے اسی طرح باطن میں نافذ ہو جائے گا۔ یہی فیصلہ اس کا نکاح ہے قاضی جو کہ ولی ہے۔ موجود ہے، اور گواہ بھی موجود ہے۔ قاضی کا فیصلہ مرد و عورت دونوں نے منظور کیا۔ ان کا یہ منظور کرنا ایجاب و قبول ہے۔ اس لیے نکاح ہو جائے گا۔ اگر یہ فیصلہ باطن میں نافذ نہ ہو تو بجائے اس کے قضاء قطع منازعہ کے لیے ہوتی ہے۔ منازعة کی تمہید کے لیے ہو جائے گی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی یہی فیصلہ فرمایا تھا جیسا کہ امام محمد نے مبسوط میں لکھا ہے۔ تو عورت بولی کہ آپ میرا نکاح تو کر دیں آپ (حضرت علی) نے فرمایا کہ میرے نکاح کرنے کی کچھ حاجت نہیں۔ دو گواہوں نے تیرا نکاح کر دیا ہے۔

پھر یہ مسئلہ (قاضی کی قضا ظاہراً و باطناً والا) کسی حدیث صحیح کے خلاف نہیں۔ اگر معترض اس مسئلہ کو کسی حدیث صحیح کے مخالف سمجھتا ہے تو وہ صریح حدیث مع وجہ مخالفت و طریق استدلال لکھے۔

حدیث لعل بعضکم ان یکون الحن بحجة اس مسئلہ کے مخالف نہیں ہے۔ دیکھو لعان میں قاضی کی تفریق ظاہر باطن جاری ہو جاتی ہے حالانکہ ان دونوں میں سے ایک ضرور جھوٹا ہوا ہے۔

اسی طرح معترض کے نزدیک بھی مفقود کی عورت پر چار برس کے بعد قاضی تفریق کر

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

سکتا ہے پس کیا یہ تفریق باطن میں نہیں ہوتی؟ کیا وہ عورت اللہ کے نزدیک مطلقہ نہیں ہو جاتی؟ اگر ہو جاتی ہے تو ثابت ہوا کہ قاضی کی قضاء باطن میں بھی نافذ ہو جاتی ہے۔

علامہ عینی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری کے ص ۱۷۲ میں لکھتے ہیں:

وأبو حنيفة إمام مجتهد أدرك صحابة ومن التابعين خلقا كثيرا وقد تكلم في هذه المسألة بأصل وهو أن القضاء لقطع المنازعة بين الزوجين من كل وجه فلو لم ينفذ القضاء بشهادة الزور باطنا كان تمهيدا للمنازعة بينهما وقد عهدنا بنفوذ مثل ذلك في الشرع ألا ترى أن التفريق باللعان ينفذ باطنا وأحدهما كاذب بيقين

تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں۔ ادلہ کاملہ، ایضاء الادلہ، تالیفات حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن محدث دیوبند۔

اعتراض نمبر ۹۵:

سور کے بال قابل استعمال ہیں

وقال أبو حنيفة رحمه الله تعالى ولا ينتفع من الخنزير بجلده ولا غيره الا الشعر للاساكفة...... وقول ابى حنيفة اظهر كذا في المحيط.

(ص ۳۵۴ ج ۵)

''اور امام ابوحنیفہ نے فرمایا کہ سور کی کھال وغیرہ کسی چیز سے انتفاع نہیں جائز ہے۔ لیکن سور کے بالوں سے موزہ دوز (موچی) کو انتفاع لینا جائز ہے۔'' (ص ۹۰ ج ۹)

(فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص ۸۵)

جواب:

مفتی صاحب آپ کے مولانا محمد یوسف جے پوری صاحب نے ''حقیقت الفقہ'' مسئلہ نمبر ۲۶۴ میں درمختار ج ۱ ص ۱۰۲ کے حوالہ سے احناف کا مسلک تحریر کیا ہے کہ سور کی

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کھال کے سوا ہر جانور کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے۔

جب فقہ حنفی کا یہ مسئلہ درمختار میں لکھا تھا تو پھر اعتراض کیوں کیا۔صرف عوام کو مغالطے میں ڈالنا ہے اور کچھ نہیں۔ جب سور کی کھال دباغت سے پاک نہیں ہوتی تو بال کیسے پاک ہو گئے۔کھال کے ساتھ ہی بال ہوتے ہیں۔

غیر مقلدین کے نزدیک سور کے گوشت کے علاوہ کوئی اور چیز ناپاک ہی نہیں ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

امام شوکانی اوران کے معتقد نواب صدیق حسن خاں غیر مقلد کے نزدیک بجز گوشت سور کے اور کوئی چیز اس کی ناپاک ہی نہیں۔شوکانی نے نجاستوں میں صرف گوشت سور کو شمار کیا ہے چنانچہ دربہیہ میں فرماتے ہیں ولحم الخنزیر اورخنزیر کا گوشت۔

نواب صاحب اس کی شرح میں فرماتے ہیں:الدلیل علٰی نجاسة ما قدمنا قریبا من الایة الکریمة (الروضۃ الندیہ ص۱۲مطبوعہ قدیمی ص۱۸)

"کہ سور کے گوشت کے ناپاک ہونے کی دلیل ہم قریب ہی بیان کر چکے ہیں جو آیت شریفہ ہے۔"

اس سے قبل پانچویں سطر میں آیت کے مضمون کو بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

والظاھر رجوعه الی الاقرب وھو لحم الخنزیر لافراد الضمیر ولھٰذا جزمنا ھٰھنا بنجاسة لحم الخنزیر. (الروضۃ الندیہ ص۱۲ قدیمی ص۱۸)

"کہ چونکہ ضمیر مفرد ہے اس بنا پر ظاہر یہی ہے کہ اقرب کی طرف راجع ہے جو لحم خنزیر ہے اسی لیے ہم اس جگہ پر سور کے گوشت کے نجس وناپاک ہونے کے قائل ہوئے باقی اور کوئی چیز اس کی ناپاک نہیں۔"

نواب نورالحسن خاں غیر مقلد لکھتے ہیں:

پس دعوائے نجس عین بودن سگ وخنزیر بردپلید بودن خمرو دم مسفوح وحیوان مردار ناتمام است آرے اکل لحم ا۔نہا وآشامیدن خمر حرام است ونیست ملازمت میاں حرمت و

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

نجاست آرے ہر نجس حرام است نہ ہر حرام نجس۔ (عرف الجادی ص ۱۰)

نواب صاحب فرماتے ہیں:

"پس کتے اور سور کے اور شراب وخون مسفوح کے اور مرے ہوئے جانور کے ناپاک ونجس عین ہونے کا دعویٰ کرنا صحیح نہیں ہے۔ ہاں ان دونوں کا گوشت کھانا اور شراب پینا بے شک حرام ہے۔ لیکن حرمت وناپاکی میں لزوم نہیں۔ جو چیز ناپاک ہے وہ حرام ضرور ہے مگر ہر ایک حرام چیز ناپاک نہیں ہوتی۔

یہ قول تو با آواز دہل کہہ رہا ہے کہ سور کا کوئی جز بھی ناپاک نہیں حتیٰ کہ اس کا گوشت بھی ناپاک نہیں صرف حرام ہے اور حرام اور نجس میں زمین آسمان کا فرق ہے۔"

مفتی صاحب کو خاص طور پر اس کی طرف توجہ کرنی چاہیے کہ ان کے اہل حدیث بھائی خنزیر و کتے دونوں کو ناپاک نہیں کہتے۔

نواب صدیق حسن خاں غیر مقلد فرماتے ہیں:

ہمچنیں استدلال بر نجاست خنزیر بلفظ رجس کما ینبغی نیست چه مراد بر جس چنانکه گذشت حرام است نه نجس دور دو آیت در تحریم اکل ست نه در نجاست و میان تحریم و نجاست تلازم نیست بسیار است که یک شیء حرام و طاہر می بود چنانکه در حرمت علیکم امہاتکم و نحو ان بوده است وہمین است حال استدلال بغسل آنیه اہل کتاب که دوران خوك پرند که آن بنا پر تحریم اکل و شرب است نه بنا بر نجاست و این حکم دیگر است مقصود شارع نیست۔

(بدور الاہلہ ص ۱۶)

"اسی طرح لفظ رجس سے سور کے ناپاک ہونے پر استدلال کرنا صحیح نہیں کیوں کہ رجس سے مراد حرام ہے نہ ناپاک چنانچہ ماسبق میں گزر چکا ہے اور آیت کھانے کے حرام

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ہونے میں نازل ہوئی ہے ناپاک ہونے کے بارے میں نہیں۔ اور تحریم ونجاست میں لزوم نہیں ہے بسا اوقات ایک شے حرام کے ساتھ ساتھ پاک بھی ہوتی ہے چنانچہ آیت حرمت علیکم امہاتکم وغیرہ میں ہے۔ اور یہی حال اس حدیث سے استدلال کا ہے۔ جس میں آنحضرت نے اہل کتاب کے برتنوں کے دھونے کا حکم دیا ہے جن میں وہ سور پکایا کرتے تھے کہ وہ حکم اس کی نجاست کی بنا پر نہ تھا کیوں کہ یہ حکم دوسرا ہے جو شارع علیہ السلام کا مقصود نہیں بلکہ وہ حکم اکل وشرب کی تحریم کی بنا پر تھا۔"

نواب صاحب کا ایک اور حوالہ:

اس کے بعد ایک جملہ اور بھی نواب صاحب نے تحریر فرمایا ہے اسے بھی نقل کیے دیتا ہوں۔

واگر تنزلا بتقدیر احتمال دویم محتمل از برائے احتجاج در محل نزاع منتہض نباشد (بدور الاہلہ ص ۱۶)۔

"اور اگر احتمال کے طریق پر چلیں (کہ ممکن ہے نجاست کی وجہ سے دھونے کا حکم فرمایا ہو) تو جو دلیل محتمل ہو محل نزاع میں وہ قابل استدلال نہیں ہے۔"

ناظرین ان عبارتوں کو دیکھ کر کیا کوئی عاقل انکار کرسکتا ہے کہ نواب صاحب وغیرہ سور کی طہارت کے قائل نہیں ہیں؟

اسی طرح نواب صاحب نے دلیل الطالب فی ارجح المطالب کے صفحہ ۴۰۴ میں بیان کیا ہے۔

علامہ وحید الزماں صاحب غیر مقلد فرماتے ہیں:

کہ سور تو سور اس کا لعاب بھی پاک ہے اگر کسی برتن میں سور یا کتے نے منہ ڈال دیا تو وہ ناپاک نہیں ہوتا۔

والحق عدم النجاسة والامر بالغسل تعبدی او لما فيه من السمية

(ہدیۃ المہدی ص ۴۷)

نجس نہ ہونا ہی حق ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک:

اسی پر بس نہیں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی کے قائل ہیں۔ علامہ وحید الزماں فرماتے ہیں:

واختاره البخاري وغيره من اصحابنا. (ہدیۃ المہدی ص ۳۷)

اب فرمایئے کہ فتاویٰ عالمگیری پر کیوں اعتراض ہے۔ آپ کے اہل حدیث کے یہاں تو سور اپنے تمام اجزا کے ساتھ پاک ہے سوائے گوشت کے۔

فقہ حنفی کا مفتیٰ بہ قول کہ سور نجس عین ہے:

اب وہ عبارتیں ملاحظہ فرمالیں جو آپ کو یہ بتلائیں گی کہ حنفیوں کے مذہب میں سور بجمیع اجزاۂ نجس و ناپاک ہے تاکہ کسی طرح کا وہم باقی نہ رہے۔

ثم قال الكرخي الا جلد الانسان والخنزير جواب ظاهر قول اصحابنا (الى مانقلته اولا) والصحيح ان جلد الخنزير لا يطهر بالدباغ لان نجاسة ليست لما فيه من الدم والرطوبة بل هو نجس العين فكان وجود الدباغ في حقه والعدم بمنزلة واحدة وقيل ان جلده لايحتمل الدباغ لان له جلودا مترادفة بعضها فوق بعض لما للآدمي. (بدائع الصنائع ص۸۶ ج۱)

"ہمارے تینوں اماموں کا ظاہر قول یہی ہے کہ سور نجس العین ہے دباغت دینے سے اس کا چمڑا پاک نہیں ہوتا کیوں کہ اس کی ناپاکی اس وجہ سے نہیں ہے کہ اس میں خون اور رطوبات پائے جاتے ہیں بلکہ وہ تو سر سے لے کر پیر تک ناپاک ہی ناپاک ہے پس دباغت کا وجود عدم دونوں یکساں ہیں لہٰذا دباغت سے کچھ فائدہ نہیں اور وہ پاک نہیں ہوسکتا۔ بلکہ بعض نے اس کی علت یہ بھی بیان کر دی کہ اس کے چمڑے میں تہ بر تہ ہونے کی وجہ سے دباغت اپنا اثر ہی نہیں کرتی۔ غرض کوئی بھی صورت ہو سور پاک نہیں ہوسکتا۔ اس سے قبل صاحب بدائع فرماتے ہیں:

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ومنها الدباغ للجلود النجسة فالدباغ تطهير للجلود كلها الا جلد الانسان والخنزير كذا اذكر الكرخي. (ص۸۵)

''کہ دباغت تمام چمڑوں کو پاک کر دیتی ہے لیکن انسان اور سور کے چمڑے کو نہیں کرتی چنانچہ امام کرخی نے ذکر کیا ہے۔

امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف اور امام محمد کے مذہب سے کرخی طحاوی وغیرہ زیادہ واقف ہوتے ہیں۔ اور ہمیشہ مذہب ہی کو نقل کرتے ہیں۔

صاحب درمختار لکھتے ہیں:

خلا جلد خنزير فلا يطهر (درمختار)

علامہ شامی لکھتے ہیں:

اى لانه نجس العين بمعنى ان ذاته بجميع اجزائه نجسة حيا و ميتا فليست نجاسة لما فيه من الدم كنجاسة غيره من الحيوانات فلذا لم يقبل التطهير في ظاهر الرواية عن اصحابنا. (رد المحتار ج۱ص۱۴۳)

''سور کا چمڑا پاک نہیں ہوتا کیوں کہ وہ نجس العین ہے یعنی اس کی ذات زندگی و موت کی حالت میں اپنی تمام اجزا کے اعتبار سے ناپاک ہے اس کی ناپاکی دوسرے جانوروں کی طرح خون کی وجہ سے نہیں ہے اسی بنا پر ہمارے ائمہ کے ظاہر مذہب میں وہ پاکی کو قبول نہیں کرتا۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

واما الخنزير فجميع اجزائه نجسة كذا في الاختيار شرح المختار.

(فتاویٰ عالمگیری ص۲۵ ج۱)

''خنزیر کے تمام اجزاء ناپاک ہیں چنانچہ اختیار میں مصرح ہے۔''

كل اهاب دبغ فقد طهر الا جلد الآدمي والخنزير كذا في الزاهدي.

(عالمگیری ص۲۵ ج۱)

''تمام چمڑے دباغت سے پاک ہو جاتے ہیں مگر انسان اور خنزیر کا چمڑا پاک نہیں

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ہوتا۔ چنانچہ زاہدی میں تصریح ہے۔''

فتاویٰ قاضی خاں میں ہے:

وشعر الخنزیر اذا وقع فی الماء یفسده لانه نجس العین

(فتاویٰ قاضی خان ج۱ص۱۰)

''سور چونکہ نجس العین ہے اس لیے اس کے بال اگر پانی میں گر پڑیں تو پانی ناپاک ہوجاتا ہے۔''

ہدایہ میں ہے:

وکل اھاب دبغ فقد طھر وجازت الصلوٰۃ فیه والوضوء منه الا جلد الخنزیر لآدمی بخلاف الخنزیر لانه نجس العین اذا لھاء فی قوله تعالیٰ فانه رجس منصرف الیه لقربه. (ہدایہ)

کفایہ شرح ہدایہ میں ہے:

قلنا جلد الخنزیر لایندبغ فلا یطھر لان شعره غلیظ ینبت من لحمه ولانه نجس العین کالخمر. (کفایہ ج۱ص۸۱)

عنایہ شرح ہدایہ میں ہے:

بخلاف جلد الخنزیر فانه لایطھر بالدباغ النجاسة عینه.

(عنایہ ج۱ص۸۲)

کنزالدقائق میں ہے:

الا جلد الخنزیر والادمی. (کنز)

شرح کنز میں ہے:

لنجاسة عینه. (بحرالرائق ج۱ص۱۰۰)

مفتی صاحب ان عبارتوں کو ملاحظہ فرمائیں۔ کنزالدقائق، بحرالرائق، بدائع، ہدایہ، عنایہ، کفایہ، قاضی خاں، عالمگیری، درمختار، ردالمحتار، شامی۔ دس کتابوں سے میں نے اقوال

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

نقل کیے ہیں سب کے سب اس پر متفق ہیں کہ حنفیوں کا مذہب ہے کہ خنزیر نجس العین ہے اس کے تمام اجزا ناپاک ہیں اس کا چمڑا دباغت سے پاک نہیں ہوتا۔ یہی مذہب امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف، امام محمد کا ہے۔ روایات فقیہہ اور بھی نقل کر سکتا ہوں۔ لیکن حق کی اتباع کے واسطے یہ کافی ہے۔

ایک بات اور سن لیجیے کہ گو حدیث تمام جلود کو شامل ہے جس میں جلد خنزیر بھی آ جاتی ہے لیکن حنفیوں نے خنزیر کے چمڑے کو اس سے علیحدہ کیا ہوا ہے وجہ یہ ہے کہ قرآن شریف کی آیت کے معارض ہے او لحم الخنزیر فانہ رجس کہ خنزیر کا گوشت بھی حرام ہے۔ کیوں کہ خنزیر ناپاک ہے۔ ظاہرا ضمیر اقرب کی طرف راجع ہے اور ضمیر کے قریب تر خنزیر ہے خنزیر کے اعتبار سے لحم بعید ہے اور اس کو نواب صدیق حسن خاں غیر مقلد بھی تسلیم کر رہے ہیں کہ ضمیر اقرب کی طرف راجع ہے مگر انہوں نے لحم کو اقرب قرار دیا ہے اور ہم خنزیر کو اقرب قرار دیتے ہیں جس پر مشاہدہ شاہد ہے اور ظاہری بصارت گواہ ہے اور مضاف الیہ کی طرف ضمیر کا رجوع بغیر انکار شائع ہے کلام عرب بلکہ قرآن وحدیث میں اس کے نظائر موجود ہیں گو مضاف کی طرف بھی ضمیر راجع ہوتی ہے لیکن موضع احتیاط میں طریق احتیاط کو اختیار کیا جاتا ہے۔ اور وہ اسی صورت میں ہے جو حنفیوں نے اختیار کی ہوئی ہے بس حدیث مذکور چونکہ قرآن شریف کی آیت کے خنزیر کے بارے میں معارض ہے اور قرآن شریف کی آیت قطعی اور حدیث مذکور خبر واحد ظنی ہے۔ لہٰذا جلد خنزیر میں قرآن کی آیت کو مقدم رکھا جائے گا۔ اور خنزیر کے علاوہ حدیث دوسرے جلود پر محمول ہو گی۔ اس طرح قرآن وحدیث دونوں پر عمل ہو جائے گا اور آپ کے یہاں تو قرآن وحدیث دونوں کو چھوڑ دیا گیا۔ خنزیر بھی طاہر اور اس کے تمام اجزا طاہر اور لعاب بھی پاک ہے چنانچہ عبارتیں نقل کر چکا ہوں لہٰذا سچ سچ فرمایئے کہ قرآن وحدیث پر کون عامل ہے اس کو تحقیق کہتے ہیں اور اس کا نام اجتہاد صحیح ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ایک اور انداز سے:

ناظرین! صاحب درمختار بیان کرتے ہیں فلاں فلاں جانور سے شکار کرنا جائز ہے جس کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ جانور نجس العین نہ ہو اگر نجس العین ہو گا تو اس سے شکار جائز نہیں۔

فرماتے ہیں:

فلا یجوز بخنزیر لنجاسة عینه (درمختار کتاب الصید)

''لہٰذا خنزیر سے شکار کرانا جائز نہیں کیوں کہ وہ نجس العین ہے۔''

اعتراض نمبر ۹۶:

خون کے ساتھ قرآن مجید لکھنا جائز ہے

والذی رعف فلا یرقا دمه فاراد ان یکتب بدمه علی جبهته شیئًا من القرآن قال ابو بکر الاسکاف یجوز. (ص۳۵۶ ج۵)

اور جس شخص کی نکسیر پھوٹی اور اس کا خون بند نہیں ہوتا پس چاہا کہ اس کے خون سے اس کی پیشانی پر کوئی آیت قرآنی لکھے تو شیخ ابوبکر اسکاف نے فرمایا کہ جائز ہے۔

(ص۹۹ ج۹)

(فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص ۸۷، ۸۸)

جواب:

فقہ حنفی کی مشہور کتاب شامی میں تداوی بالحرام (یعنی حرام کے ساتھ علاج) کا عنوان ہے۔ اس عنوان کو ذہن میں رکھیں اور اس عنوان کے تحت اس مسئلہ کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ مسئلہ دراصل یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ایسے مرض میں مبتلا ہو جائے کہ جس کا علاج بالحلال (حلال اشیاء کے ساتھ علاج) ممکن نہیں اور سوائے علاج بالحرام کے کوئی چارہ نہیں تو اب کیا کیا جائے ایسے مریض کو مرنے اور ہلاک ہونے دیا جائے یا اس کی جان بچانے کے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

لیے علاج بالحرام کا طریقہ اختیار کیا جائے۔ اصل صورت مسئلہ کی یہ ہے جو اوپر بیان ہوئی اس میں بھی ہمارے فقہاء کرام نے اختلاف کیا ہے اور بالخصوص سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے علاج بالحرام کو جائز نہیں کہا کیوں کہ حرام میں شفا نہیں اور یہاں تک کہہ دیا کہ اگر موت واقع ہونے اور جان جانے کا خطرہ بھی ہو تب بھی حرام سے علاج کی اجازت نہ دی جائے گی جیسا کہ شامی میں امام حادی قدسی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے:

حتی یخشی علیه الموت وقد علم الله لو کتب فاتحة الکتاب او الاخلاص بذالك الدم علی جبهة ینقطع فلا یرخص فیه

اگر نکسیر والے کو موت کا خطرہ بھی ہو اور اسے کسی ذریعہ سے اس بات کا یقین بھی ہو کہ اگر نکسیر کے خون سے اس کی پیشانی پر سورۃ فاتحہ یا اخلاص لکھی جائے تو نکسیر ختم ہو جائے گی اور جان بچ جائے گی پھر بھی خون کے ساتھ لکھنے کی اجازت نہیں۔

مفتی صاحب شامی کی یہ عبارت پڑھیں تاکہ آپ کے علم میں بھی اضافہ ہو جائے۔ مگر بعض فقہاء کرام نے علاج بالحرام کو حالت اضطراری میں کسی ماہر ڈاکٹر یا حاذق حکیم جو دیندار بھی ہو اور مستند بھی' کے تجویز کرنے کے بعد جائز کہا کیوں کہ حالت اضطراری و مجبوری میں حرام کی حرمت فی الوقت ساقط ہو جاتی ہے جیسا کہ خود قرآن مجید اس پر شاہد ہے ﴿فَمَنِ اضْطُرَّ﴾ ''مگر جو شخص مجبور ہو گیا''

(سورہ بقرہ پارہ ۲ آیت نمبر ۱۷۳، سورہ انعام پارہ ۸ آیت نمبر ۱۴۵)

کے الفاظ شاہد و عادل ہیں صورت مذکورہ میں اضطرار اس حد تک ہے کہ جان جانے اور ہلاک ہونے کا خطرہ ہے مگر اس کے باوجود ہمارے فقہاء کرام سوچ بچار کے ساتھ قدم رکھتے ہیں۔ مگر فقہ حنفی کا عمل امام حادی قدسی والا ہے۔

غیر مقلدین حضرات کے نزدیک بھی یہ بات مسلم ہے کہ حالت اضطرار میں علاج بالحرام جائز ہے۔ جیسا کہ نزل الابرار من فقہ نبی المختار ص ۳۰۱ میں علامہ وحید الزمان غیر مقلد لکھتے ہیں کہ **اذا استعمل برائ الطبیب الحاذق** ''جب کسی ماہر حکیم کی رائے سے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

استعمال کی جائے''

اور اسی کتاب کے ص ۳۱ پر ہے وقیل یرخص اذا علم فیہ الشفاء ولم یوجد دواء افر حلال یوثر اثرہ کما رخص الخمر العطشان واکل المیتۃ للمضطر

''اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اجازت ہے اس بات کی کہ (علاج بالحرام) جائز ہے۔ جب کہ کوئی دوسری دوا حلال موثر نہ پائی ہے۔ جیسا کہ بوقت ضرورت پیاسے کے لیے شراب اور بھوکے کے لیے مردار جائز ہے۔''

امام شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں: واختلف اھل العلم فی التداوی بالشی النجس فابھاح کثیر منھم التداوی بہ (المسوی ص ۴۱۱)

''نجس چیز کے ساتھ دوا کرنے میں اہل علم کا اختلاف ہے بہت سے لوگوں نے اس (نجس) کے ساتھ علاج کو مباح قرار دیا ہے۔

غیر مقلدین کے نزدیک اونٹ کا پیشاب پینا جائز ہے:

مولانا ثناء اللہ امرتسری کے فتاویٰ سے ہم سوال و جواب نقل کرتے ہیں۔

سوال: اونٹ کا پیشاب پینا مریض کے لیے حدیث میں ہے۔ مگر بڑی مکروہ چیز ہے کیسے جائز ہوا؟ ہندو لوگ عورت کو نفاس کی حالت میں گائے کا پیشاب پلاتے ہیں کیا باعث اعتراض ہے۔ (مسائل مذکور)

جواب: حدیث میں بطور دوائی استعمال کرنا جائز آیا ہے۔ جس کو نفرت ہو نہ پئے لیکن حلت کا اعتقاد رکھے ایسا ہی گائے بکری کے بول کے متعلق بھی آیا ہے۔

لا بأس ببول ما یؤکل لحمہ (ایضًا)

(فتاویٰ ثنائیہ جلد دوم ص ۶۷ باب ہفتم مسائل متفرقہ مطبوعہ مکتبہ اصحاب الحدیث مچھلی منڈی لاہور)

فقہ حنفی کا مذہب منع ہے لہٰذا ابو بکر سکاف کا یہ قول قابل عمل نہیں ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اعتراض نمبر ۹۷:

مردار کی کھال پر قرآن لکھنا جائز ہے

وکذا لو کتب علی جلد میتة اذا کان فیه شفاء کذا فی خزانة المفتین. (ص۳۵٦ ج۵)

''اسی طرح اگر مردار کی کھال پر لکھے تو بھی یہی (جواز کا) حکم دیا ہے بشرطیکہ اس مین شفا ہو۔ (ص۹۹ ج۹)

(فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص ۸۸)

جواب:

حنفی کیا سارے اہل سنت کے نزدیک قرآن مجید کا اس قدر ادب ہے کہ اس کو بے وضو ہاتھ میں لینا درست نہیں ہے کذا فی عامة الکتب۔

باقی رہا چمڑا مردار کا سو بحکم حدیث شریف اذا دبغ الاہاب فقد طہر یعنی چمڑا دباغت سے پاک ہو جاتا ہے۔ پس پاک چیزوں پر قرآن شریف لکھنے کی کیا قباحت ہے۔ البتہ ان کی فقہ الحدیث کے رو سے چمڑا کیا مردار کا گوشت اور گوہ موت بھی پاک ہے۔ روضة الندیہ کے صفحہ ۸، ۹، ۱۰ کو دیکھیے۔

اعتراض نمبر ۹۸:

مسلمان کو کافر کے قصاص میں قتل کرنا جائز نہیں

مسئلہ: مسلمان کو کافر کے قصاص میں قتل کرنا جائز نہیں۔ جیسا کہ حضرت علی سے مروی ہے:

الا یقتل مسلم بکافر صحیح بخاری باب لا یقتل المسلم بالکافر.

(ص۱۰۲۱ ج۲)

مگر فتاویٰ میں ہے: یقتل المسلم بالذمی. (ص۳ ج٦)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ذمی کے قصاص میں مسلمان قتل کیا جائے گا۔(ص ۳۴۳ ج ۹)

(فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص ۸۸)

جواب:

حدیث نمبر ا:

ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مسلمان کو ایک ذمی کے بدلے میں قتل کیا اور کہا جو شخص اپنا ذمہ پورا کرے میں اس کا (بدلہ لینے کا) زیادہ حق دار ہوں۔

(سنن الکبریٰ بیہقی ج ۸ ص ۳۰)

حدیث نمبر ۲:

عبدالرحمٰن بن بیلمانی سے روایت ہے کہ مسلمانوں کے ایک آدمی نے اہل کتاب کے ایک آدمی کو قتل کیا۔ مقدمہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا جو آدمی اپنا ذمہ پورا کرے۔ اس کا (بدلہ لینے کا) زیادہ حق رکھتا ہوں پھر آپ ﷺ نے اس کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ (سنن الکبریٰ بیہقی ج ۸ ص ۳۰)

ان دونوں احادیث سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تائید ہوتی ہے کہ اگر کسی مسلمان نے کسی ذمی کافر کو قتل کیا تو اس کے بدلے میں مسلمان قتل کیا جائے گا جو روایت مفتی صاحب نے نقل کی ہے۔ اس سے کافر حربی مراد ہے، ذمی نہیں۔

اعتراض نمبر ۹۹:

عدالت سے بھاگنے والے چور پر حد نہیں

اذا اقر بالسرقة ثم هرب لايتبع. (ص ۱۷۳ ج ۲)

اگر چور اعترافِ جرم کے بعد عدالت یا سزا کی جگہ سے فرار ہو جائے تو اس کا تعاقب نہیں کیا جائے گا۔ (فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص ۹۷،۴۷)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

جواب:

جو جرم شہادت کے بغیر محض اعتراف جرم کی بنیاد پر ثابت ہو اس سے اگر مجرم رجوع کر لے تو حد ساقط ہو جاتی ہے۔ پھر چونکہ حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ فرار بھی رجوع کی دلیل بن سکتا ہے لہٰذا جو شخص سزا کی جگہ سے فرار ہو جائے گا۔ اس کا تعاقب حد قائم کرنے کے لیے ہرگز نہیں کیا جائے گا۔ جس رقم کا اس نے اعتراف کیا ہے وہ ضرور وصول کی جائے گی۔

حدیث:

نعیم بن ہزال سے روایت ہے کہ ماعز بن مالک یتیم تھے۔ میرے باپ کی گود میں انہوں نے محلے کی ایک لڑکی سے زنا کیا تو میرے باپ نے ان سے کہا تم رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ اور ان سے بیان کرو جو تم نے کیا ہے۔ شاید آپ ﷺ تمہارے واسطے استغفار کریں اس سے ان کی یہ غرض تھی کہ کوئی صورت ان کے واسطے نکلے تو ماعز رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے زنا کیا ہے، آپ مجھ پر اللہ کی کتاب کا حکم قائم فرمایئے تو آپ ﷺ نے اس کی طرف سے اپنا منہ پھیر لیا تو اس نے پھر دوبارہ عرض کیا یا رسول اللہ میں نے زنا کیا ہے، آپ مجھ پر اللہ کی کتاب کا حکم فرمایئے۔ یہاں تک کہ اس طرح پر اس نے آپ ﷺ سے چار مرتبہ عرض کیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا تو چار مرتبہ کہہ چکا کہ میں نے زنا کیا ہے۔ اب یہ کہہ کس کے ساتھ زنا کیا ہے؟ ماعز نے کہا فلاں عورت سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو اس کے سویا تھا؟ ماعز نے کہا ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو اس سے چمٹا تھا؟ ماعز نے کہا ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو نے اس سے جماع کیا تھا؟ ماعز نے کہا ہاں۔ جب آپ ﷺ نے حکم کیا اس کے سنگسار کرنے کا تو لوگ ان کو حرہ میں لے گئے (حرہ ایک زمین ہے کالے پتھروں کی مدینے کے قریب) جب ان کو پتھر مارنے لگے تو وہ پتھروں کی اذیت سے گھبرائے اور دوڑ کر بھاگے۔ عبداللہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بن انیس نے ان کو پایا ان کے ساتھی تھک گئے تھے تو اونٹ کا کھر نکال کر مارا ان کو (یعنی ماعز کو) پھر مار ڈالا ان کو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آن کر یہ قصہ بیان کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ((هَلَّا تَرَكْتُمُوْهُ لَعَلَّهُ اَنْ يَّتُوْبَ الله عَلَيْهِ)) ''تم لوگوں نے (جب کہ وہ بھاگ رہا تھا) اسے چھوڑ کیوں نہ دیا ہو سکتا تھا کہ وہ توبہ کر لیتا، اور اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لیتا۔''

(ابوداؤد، کتاب الحدود، باب فی الرجم)

اعتراض نمبر ۱۰۰:

پیشاب کے ساتھ بھی قرآن لکھنا جائز ہے

وبالبول ایضًا ان العلم فیه شفاء لاباس به (شامی ص ۱۴۷ ج ۱)

مصری طبع باب فی التداوی بالمحرم اور فتاویٰ قاضی خاں ص ۴۰۴ ج ۳ حاشیہ عالمگیری اور تیسری سطر۔ (فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر ص ۸۸)

جواب:

اس کا جواب اعتراض نمبر ۹۶ میں گزر چکا ہے، وہاں پر ملاحظہ فرمائیں اور تفصیل فقہ حنفی پر اعتراضات کے جوابات میں دیکھیں۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

تاریخ غیر مقلدیت

ناشر

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

مولانا عبدالحق بنارسی

بانی فرقہ غیر مقلّدین

مولانا عبدالحق بنارسی فرقۂ غیر مقلدین کے بانی مبانی ہیں۔ بنارس اور اس کے مضافات میں ترکِ تقلید کا شیوع آپ ہی کی بدولت ہوا۔ آپ کے والد کا اسم گرامی مولانا فضل اللہ عثمانی تھا۔ یہ دراصل ہندوستان کے صوبہ یوپی کے ایک قصبے نیوتن کے باشندے تھے جو ضلع انّاؤ میں واقع ہے۔ وہاں کی سکونت ترک کرکے بنارس میں اقامت گزیں ہوگئے تھے۔ مولانا عبدالحق کی ولادت ۱۲۰۶ھ کو نیوتن میں ہوئی۔ اپنے والد گرامی اور چند دیگر علمائ سے بعض درسی کتابیں پڑھیں۔ بعد ازاں عازمِ دہلی ہوئے، وہاں حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ، حضرت مولانا شاہ اسمٰعیل شہید اور مولانا عبدالحیؒ بڑھانوی سے حدیث وفقہ اور دیگر علوم کی تکمیل کی۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد حج کے لیے مکّہ مکرّمہ کا قصد کیا اور وہاں کے علماء سے بعض فقہی مسائل میں مباحثوں اور مناظروں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ مولانا تقلید کا انکار کرتے تھے اور مکہ مکرمہ کے لوگ کسی نہ کسی امام کی تقلید کرتے تھے اور دیگر متعدد مسائل میں ان سے مختلف رائے رکھتے تھے اس اختلاف نے زیادہ شدّت اختیار کرلی تو وہاں کی حکومت نے انھیں گرفتار کرکے جیل میں بند کردیا۔ پھر کچھ مدّت کے بعد رہا ہوئے تو واپس ہندوستان آگئے۔ دوسری مرتبہ سیّد احمد شہیدؒ اور مولانا شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کے قافلے کے ساتھ حج بیت اللہ کا شرف حاصل کیا۔ یہ قافلہ سات سو تریپن (۷۵۳) افراد پر مشتمل تھا جس میں بہت سے علماء و زعما شامل تھے بعض خواتین بھی اس قافلے میں شریک تھیں۔ یہ قافلہ ۲۸ شعبان ۱۲۳۷ھ مئی ۱۸۲۲ء کو مکّہ معظمہ میں داخل ہوا۔ مولانا عبدالحق بنارسی حج کے بعد جب مدینہ منورہ پہنچے تو اپنی عادت کے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

مطابق فقہی نوعیت کے بعض مختلف فیہ مسائل میں وہاں کے علماء سے بحثیں شروع ہوگئیں۔ اس زمانے میں مدینہ منورہ میں شیخ محمد سعید اسلمی مدراسی فروکش تھے۔ یہ مولانا کے ہم وطن تھے انھوں نے وہاں کے قاضی سے ان کی شکایت کی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مولانا ممدوح مدینہ منورہ سے نکلے اور ایک مقام "جریدہ" جا پہنچے۔ وہاں سے ایک قافلے کے ساتھ "جدّہ" گئے اور جدّہ سے یمن کا عزم کیا۔ وہاں قاضی محمد بن علی شوکانی[1] سے ملاقات کی اور ان سے سند و اجازت حاصل کی۔ قاضی شوکانی کے علاوہ سبل السّلام شرح بلوغ المرام کے مصنّف کے پوتے شیخ عبداللہ یمانی غیر مقلد نے بھی اپنے حلقۂ درس میں بیٹھنے کی اجازت دی۔ شیخ عبداللہ یمانی سے صحیح بخاری قرآن مجید کی تفسیر جامع البیان اور بعض دیگر اہم کتابوں کے تبرّکاً و تیمناً کچھ حصّے پڑھے اور سند عطا ہوئی۔ یہ ۱۲۳۸ھ کا واقعہ ہے بعد ازاں مخا آئے اور پھر ہندوستان پہنچے۔ (فقہائے پاک و ہند تیرھویں صدی ہجری جلد دوم خلاصہ ص ۵۹ تا ۶۲ مؤلفہ اسحٰق بھٹی غیر مقلد)

عقائد و نظریات

اسحٰق بھٹی صاحب غیر مقلد مولانا عبدالحق کے نظریات کے بارے میں لکھتے ہیں:

مولانا عبدالحق عثمانی بنارسی مسائل فقہ میں درجۂ اجتہاد پر فائز تھے۔ وہ کسی خاص امام کے مقلد نہ تھے بلکہ نصوص کتاب و سُنّت پر عامل تھے ان کے دَور میں برّصغیر کے علماء و عوام زیادہ تر تقلید کے حامی تھے اور مولانا ممدوح کا نقطۂ نظر متعدد مسائل میں ان سے مختلف تھا۔ اسی لیے اجتہاد و تقلید کے موضوع پر علمائے احناف اور انکے درمیان مباحثوں کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ اس ضمن میں انھوں نے کچھ کتابیں بھی تصنیف کیں جن میں "الدر الفرید فی المنع عن التقلید" زیادہ مشہور ہے۔ بنارس میں ان کا اپنا حلقۂ درس بھی قائم تھا۔ (فقہائے پاک و ہند تیرھویں صدی ہجری ص ۶۲ ج ۱)

---

[1] قاضی شوکانی زیدی شیعہ تھے اور ان کے عقائد و نظریات کا اثر مولانا عبدالحق پر ہوا۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

۲۔ میاں نذیر حسین دہلوی کے استاد اور خسر مولانا عبدالخالق دہلوی صاحب فرماتے ہیں:

سو بانی مبانی اس طریقہ نو احداث (غیر مقلدیت) کا عبدالحق ہے جو چند روز سے بنارس میں رہتا ہے اور حضرت امیر المومنین (سید احمد شہیدؒ) نے ایسے حرکات ناشائستہ کے باعث اپنی جماعت سے اس کو نکال دیا اور علماء حرمین شریفین نے اس کے قتل کا فتویٰ لکھا مگر کسی طرح بھاگ کر وہاں سے بچ نکلا پھر اس کے شاگرد خاص اور پیرو با اخلاص دوسرے شہروں میں مثل عظیم آباد کلکتہ وغیرہ کے کچھ حاکم شرع اور علماء صاحب ورع کا کچھ خوف (کیا) تو یہاں اپنے تئیں خلیفہ امیر المومنین کے[1] مشہور (ہو) کر لوگوں کو اپنے عقائد سے بتدریج مطلع کیا اور جاہلوں کو گمراہ بنایا جب یہ معاملہ علماء دین اور حضرت کے سچے خلیفوں پر ظاہر ہوا اور اسکے سبب سے بڑا فتنہ و فساد مسلمانوں میں پڑ گیا۔ یہاں تک کہ باپ بیٹے کا اور بھائی بھائی کا اور خاوند جورو (بیوی) اور نوکر آقا کا مخالف بنا اور آپس میں ان کے ایسی پھوٹ ہوئی کہ وہ کام[1] جو دین کا سب پر مقدم تھا اس میں بھی خلل آگیا۔ لوگ متفرق ہوئے اور ایک ایک کا مخالف بن گیا۔ (تنبیہ الضالین[2] برحاشیہ نظام الاسلام ص۲)

۳۔ قاری عبدالرحمٰنؒ پانی پتی مرحوم شاگرد حضرت شاہ اسحٰق محدث دہلویؒ لکھتے ہیں:

مولوی عبدالحق صاحب بنارسی نے ہزارہا آدمی کو عمل بالحدیث کے پردہ میں قید مذہب سے نکالا اور مولوی صاحب نے ہمارے سامنے کہا کہ عائشہؓ حضرت علیؓ سے لڑ کر مرتد ہوئی اگر بے توبہ مری تو کافر مری۔ (والعیاذ باللہ) اور صحابہؓ کو پانچ پانچ حدیثیں یاد تھیں ہم کو سب کی سب حدیثیں یاد ہیں صحابہؓ سے ہمارا علم بڑا ہے صحابہؓ کو علم کم تھا۔ بعد تھوڑے عرصہ کے مولوی عبدالحق صاحب مولوی گلشن علی صاحب کے پاس جو دیوان راجہ بنارس کے شیعہ مذہب تھے گئے اور یہ کہا کہ میں شیعہ ہوں اب ظاہر شیعہ ہوتا ہوں اور میں نے عمل بالحدیث کے پردہ میں وہ کام کیا کہ عبداللہ بن سبا سے نہ بنا تھا۔ ہزارہا اہل سنت کو قید مذہب سے نکال دیا۔ اب ان کا شیعہ ہونا بہت آسان ہے۔ چنانچہ

---

[1] یعنی سید احمد شہیدؒ کا مشن [2] یہ اصل میں مختلف فتووں کے مجموعہ کا نام ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

مولوی گلشن علی صاحب نے تیس روپے ماہواری انکی نوکری کروادی۔ (کشف الحجاب[1] ص۲۱)

۴۔ نواب قطب الدین خاں محدث دہلوی صاحب مظاہر حق شرح مشکوٰۃ شاگرد شاہ اسحٰق محدث دہلویؒ لکھتے ہیں:

عرصہ تخمیناً چالیس بیالیس برس کا گزرا کہ بعد تشریف لے جانے حضرت سید احمد صاحبؒ و مولانا محمد اسمٰعیل صاحبؒ و مولانا عبد الحیؒ صاحب کی طرف پنجاب کے بعضے مفسدین مزاجوں کے خیال میں کچھ انکار تقلید ائمہ دین متین علیہم الرحمۃ کا آیا تھا اور تخم عناد کا فقہاء و فقہ کی طرف سے خصوصاً جناب امام صاحبؒ کی طرف سے ان کے دل میں جما تھا منجملہ ان کے عبد الحق بنارسی نے مدعی خلافت حضرت سید احمدؒ کے بن کر اور اس پردہ میں داد خوب لامذہبی کی دے کر بہت سے مسلمانوں کو بہکایا اور فساد نو احداث مذہب کا پھیلایا تھا۔ سو اس عرصہ میں پورب کے دیندار لوگوں اور مریدان خاص اور خلفاء حضرت سید احمدؒ نے فتویٰ حرمین شریفین سے طلب کیے۔ چنانچہ چاروں وہاں کے مفتیوں نے اور تمام وہاں کے دیگر علماء نے مثل شیخ محمد عابد سندھی مصنف طوالع الانوار حاشیہ درمختار وغیرہ نے بالاتفاق لکھ دیا کہ ایسے لوگ گمراہ اور گمراہ کرنے والے ہیں۔ (دیکھئے تنبیہ الضالین۔) اور اس فتویٰ پر مواہیر اپنی ثبت فرمائی بعد اس کے اس فتویٰ پر تمام علماء و مدرسین کلکتہ وغیرہ نے خصوصاً خلفاء حضرت سید احمد صاحبؒ نے اپنی مہریں ثبت کیں اور ایسے لوگوں کی گمراہی پر اتفاق ہوا۔

(تحفۃ العرب والعجم ص۲-۳ مطبع حسنی دہلی)

---

[1] کشف الحجاب انشاء اللہ جلد طبع ہو رہی ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

غیر مقلدین کے چند مسائل

بہترین عورت کون سی ہے؟

خَیْرُ النِّسَآءِ الْحَارِقَۃُ ۔ بہتر عورت وہ ہے جس کی فرج (یعنی پیشاب کی جگہ) تنگ ہو یا جو پُرشہوت ہو۔ شہوت کی وجہ سے اپنے دانت پیس رہی ہو۔

(لغات الحدیث جلد ۱ صـ۵۷ کتاب "ح")

شادی کے لیے کیسی عورت ہونی چاہیئے؟

عَلَیْکُمْ مِنَ النِّسَآءِ بِالْحَارِقَۃِ ۔ تم ایسی عورت کرو جس کی فرج (یعنی پیشاب کی جگہ) تنگ ہو یا جو شہوت کے غلبہ سے دانت کو دانت پر رگڑ رہی ہو۔ (لغات الحدیث جلد ۱ کتاب ح صـ۵۷)

مسجد میں تھوکنا اور جوتوں سمیت نماز پڑھنا

فتنی نے کہا: اپنے پاؤں کے تلے تھوک یعنی جب مسجد میں نماز نہ پڑھتا ہو، اگر مسجد میں نماز پڑھ رہا ہو اور تھوک کا غلبہ ہو تو کپڑے میں تھوک لے۔ میں (یعنی وحید الزمان مؤلف لغات الحدیث) کہتا ہوں اس تخصیص پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ (یعنی نماز کی حالت میں بھی پاؤں کے نیچے تھوک سکتا ہے۔ کپڑے والی بات جو فتنی نے نقل کی ہے وہ غلط ہے) اور مسجد کی زمین اگر کچّی ہو یا کنکریاں بچھی ہوئی ہوں تو پاؤں کے تلے تھوک لینا اور مٹی پر رگڑ دینا یا کنکریوں میں دبا دینا وہاں بھی ہو سکتا ہے خصوصاً جب جوتوں سمیت نماز پڑھ رہا ہو جیسے سُنّت ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

(لغات الحدیث کتاب ب جلد ۱ ص ۵۷، ۵۸)

تبصرہ غیر مقلدین کو اس سنّت پر بھی عمل کرنا چاہیئے۔ اور سب کو جوتوں سمیت نماز پڑھنی چاہیئے۔ "ہے ہمت عمل کی"

شراب (خمر) پاک ہے یعنی شراب (خمر) فی ذاتہ کوئی ناپاک گندی غلیظ چیز نہیں ہے۔ وہ تو انگور یا کھجور یا دوسرے پاکیزہ میووں اور اناجوں وغیرہ کا شیرہ یا عرق ہوتا ہے۔

(لغات الحدیث جلد ۱ کتاب ام)

جو آٹا شراب کے ساتھ گوندھا جائے اسکی روٹی کھانا جائز ہے جو روٹی شراب ملا کر پکائی جائے اس کا کھانا درست ہوگا۔

(لغات الحدیث جلد ۱ کتاب ام)

سؤر کے بال پاک ہیں اہلِ حدیث کا راجح مذہب یہ ہے کہ ہر ایک چمڑا دباغت سے پاک ہو جائے گا اور سؤر کا چمڑا علیحدہ نہیں ہو سکتا۔ لیکن سؤر کے بال پاک ہیں۔

(لغات الحدیث جلد ۱ کتاب ا ہ ص ۸۹)

ناپاک کپڑوں سے نماز خون نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ نہ وہ نجاست جو نمازی کے بدن یا کپڑے پر نماز شروع کرنے کے بعد آن پڑے کچھ ضرر کرتی ہے۔

(لغات الحدیث جلد ۱ کتاب ت و ث ص ۱۲)

کتّا پاک ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں کتے آتے جاتے رہتے۔ (دروازہ نہ تھا) پھر صحابہؓ پانی نہیں چھڑکتے تھے۔ (بلکہ یونہی اس زمین پر نماز پڑھتے تھے۔ ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ وہ کتے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

مسجد میں پیشاب بھی کر دیتے تھے۔ اس حدیث سے یہ اخذ ہوا کہ زمین خشک ہو کر پاک ہو جاتی ہے۔ بعضوں نے اس حدیث سے کتے کی طہارت پر دلیل لی ہے محققین اہلِ حدیث کا یہی قول ہے۔ (لغات الحدیث جلد ۲، کتاب ر صفحہ ۹)

حضرت معاویہؓ کی توہین

(حضرت علیؓ نے کہا) میرے بعد تم پر ایک ایسا شخص حاکم ہوگا جس کا پیٹ کشادہ ہے۔ (بڑا کھاؤ، مراد معاویہؓ ہیں)

(لغات الحدیث جلد ۲، کتاب د صفحہ ۱۶)

حضرت معاویہؓ و عمروؓ بن عاص کی توہین

مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ معاویہؓ اور عمروؓ بن عاص دونوں باغی اور سرکش اور شریر تھے۔ (لغات الحدیث ج ۲ کتاب ر صفحہ ۳۶)

گائے، بھینس، بکری، اونٹ، ہرن وغیرہ جانوروں کا گوہ اور پیشاب پاک ہے

جہاں بکریوں کا گوہ، موت چڑھا ہو (یعنی زمین پر اس کا گلادہ چڑھ گیا ہو جیسے ان کے رہنے کی جگہ میں ہوتا ہے) وہاں نماز پڑھنے میں کوئی قباحت نہیں۔ (کیونکہ حلال جانوروں کا گوہ موت پاک ہے)۔ (لغات الحدیث ج ۲ کتاب د صفحہ ۶)

حیض کے خون کے علاوہ سب خون پاک ہیں

میں کہتا ہوں کہ خون کی نجاست پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ خصوصاً حلال جانور کے خون کی نجاست پر البتہ حیض کا خون نجس ہے اور اصل اشیاء میں طہارت ہے۔ جیسے ہم نے ہدایۃ المہدی میں بیان کیا ہے۔

(لغات الحدیث جلد ۲ کتاب د صفحہ ۶۸)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ہم

اہل سنت والجماعت

کیوں ہیں؟

سید مشتاق علی

پیر جی کتب خانہ ۸ گوبند گڑھ گوجرانوالہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

جملہ حقوق بحق ناشر و مرتب محفوظ ہیں

نام کتاب ———— ہم اہل سنت کیوں ہیں؟

مرتب ———— سید مشتاق علی شاہ

کمپوزنگ وڈیزائننگ ———— ایمان گرافکس 0300 5757044

صفحات ———— 80

تعداد ———— 500/-

تاریخ طبع اول ———— اگست 2011ء

ملنے کے پتے

① ———— پیر جی کتب خانہ، ۸ گوبند گڑھ گوجرانوالہ

② ———— مکتبہ الفرقان، اردو بازار گوجرانوالہ

③ ———— والی کتاب گھر، اردو بازار گوجرانوالہ

④ ———— مکتبہ قاسمیہ، اردو بازار لاہور

⑤ ———— کتب خانہ مجیدیہ، ملتان

⑥ مکتبہ رشیدیہ، نزد مقدس مسجد اردو بازار کراچی

⑦ کتب خانہ رشیدیہ، راجہ بازار راولپنڈی

⑧ مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ کوئٹہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ
عرض مرتب	7
تہتر فرقوں والی حدیث اور اس کی تشریح	8
تہتر فرقوں کی تقسیم	9
شیخ عبدالقادر جیلانی کا حوالہ	9
شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا حوالہ	9
سید محمد آفندی کا حوالہ	10
ما انا علیہ و اصحابی سے مراد	11
امام غزالی کا حوالہ	11
ملا علی قاری کا حوالہ	11
ملا علی قاری کا دوسرا حوالہ	12
امام ابن تیمیہ کا حوالہ	12
مجربات غزالی کا حوالہ	13
اہل سنت والجماعت کا لغوی و اصطلاحی معنی	14
غیاث اللغات کا حوالہ	14
منتہی الارب کا حوالہ	14
المنجد کا حوالہ	14
قاموس المحیط کا حوالہ	14
بیان اللسان کا حوالہ	14
القاموس الجدید کا حوالہ	14
فیروز اللغات کا حوالہ	14
شیخ عبدالقادر جیلانی کا حوالہ	14
امام راغب اصفہانی کا حوالہ	15
لسان العرب کا حوالہ	15
ملا علی قاری کا حوالہ	15
لفظ سنت قرآن میں	16
پہلی آیت	16
دوسری آیت	16
تیسری آیت	17

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

عنوان	صفحہ
چوتھی آیت	17
پانچویں آیت	17
چھٹی آیت	17
ساتویں آیت	18
آٹھویں آیت	18
نویں آیت	18
دسویں آیت	18
لفظ سنت احادیث میں	19
پہلی حدیث	19
دوسری حدیث	19
تیسری حدیث	19
چوتھی حدیث	19
سنت کی اتباع کا حکم قرآن میں	21
پہلی آیت	21
دوسری آیت	21
تیسری آیت	21
چوتھی آیت	21
پانچویں آیت	21
جماعت کا ذکر احادیث میں	22
پہلی حدیث	22
دوسری حدیث	23
تیسری حدیث	23
چوتھی حدیث	23
پانچویں حدیث	24
ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی	25
پہلی حدیث	25
دوسری حدیث	26
تیسری حدیث	26
چوتھی حدیث	28
سوادِ اعظم کی پیروی کا حکم	35
پہلی حدیث	35
دوسری حدیث	35
سوادِ اعظم سے مراد	36
شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا حوالہ	36
امام عبدالوہاب شعرانی کا حوالہ	36
شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا حوالہ	36
ملا علی قاری کا حوالہ	37

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

عنوان	صفحہ
جو جماعت حق پر قائم رہے گی اس کا نام الجماعۃ بھی ہے	37
قرآن میں اہل سنت کا ذکر	37
تفسیر مظہری کا حوالہ	38
تفسیر در منثور کا حوالہ	38
معارف القرآن کا حوالہ	39
ابن کثیر کا حوالہ	39
مظہری کا حوالہ	39
احادیث میں اہل سنت کا ذکر	39
پہلی حدیث	39
دوسری حدیث	40
تیسری حدیث	40
چوتھی حدیث	41
پانچویں حدیث	42
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل سنت	42
حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور اہل سنت	42
حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اہل سنت	43
سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور اہل سنت	44

عنوان	صفحہ
تابعین و تبع تابعین، ائمہ کرام، مفسرین، محدثین، مؤرخین اور دیگر علمائے امت کے اہل سنت والجماعت کے متعلق اقوال	44
امام غزالی کا حوالہ	44
امام عبدالوہاب شعرانی کا حوالہ	45
حضرت علی ہجویری کا حوالہ	45
امام جلال الدین سیوطی کا حوالہ	46
علامہ ابن سیرین کا حوالہ	46
امام سفیان ثوری کا حوالہ	46
شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا حوالہ	47
مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کے مکتوبات کی روشنی میں اہل سنت کا مقام	49
مولانا رشید احمد گنگوہی کا حوالہ	55
مولانا سرفراز خان صفدر کی تحقیق	56
اہل سنت والجماعت کے مسالک چار ہیں	60
شاہ ولی اللہ کا حوالہ	60

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

عنوان	صفحہ
قاضی ثناء اللہ پانی پتی کا حوالہ	62
شاہ عبدالعزیز کا حوالہ	64
علامہ عبدالحئی لکھنوی کا حوالہ	65
علامہ عبدالحئی لکھنوی کا دوسرا حوالہ	66
علامہ عبدالحئی لکھنوی کا تیسرا حوالہ	66
ایک شبہ اور اس کا ازالہ	66
اہل حدیث کا صحیح مفہوم	67
علامہ عبداللہ بن حسین خاطر کا حوالہ	67
علامہ عراقی کا حوالہ	67
مولانا ابراہیم سیالکوٹی کا حوالہ	68
لقط الدرر کا حوالہ	68
دکتور محمد عجاج الخطیب کا حوالہ	68
علامہ مناوی کا حوالہ	69
علامہ عراقی کا حوالہ	69
امام ابن تیمیہ کا حوالہ	69
حافظ محمد بن ابراہیم الوزیر کا حوالہ	70
تذکرۃ الحفاظ کا حوالہ	71
تانیب الخطیب کا حوالہ	71
الانتقاء کا حوالہ	71
الملل والنحل کا حوالہ	71
جواہر المضیہ کا حوالہ	72
البدایہ والنہایہ کا حوالہ	72
الانصاف کا حوالہ	73
فتح الباری کا حوالہ	73
ابجد العلوم کا حوالہ	73
تذکرۃ الحفاظ کا حوالہ	73
فیض الباری کا حوالہ	74
لسان المیزان کا حوالہ	74
ترمذی کا حوالہ	75
ترمذی کا دوسرا حوالہ	75
تمت بالخیر	

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض مرتب

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد!

قارئین! ایک دفعہ ہمارے بہت ہی قریبی دوست اور مہربان کا فون آیا اور سوال کیا کہ اہل سنت والجماعت کا مطلب کیا ہے، قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کی تھوڑی سی وضاحت فرمائیں۔

ہم نے اپنی معلومات کے مطابق ان کو مختصر سا جواب دے دیا۔ پھر انہوں نے فرمایا کہ اس موضوع پر کوئی کتاب ہو تو اس کا نام بتا دیں؟ اس کے جواب میں احقر نے عرض کیا کہ میرے علم کے مطابق ہمارے حلقہ میں اردو زبان میں ایسی کوئی کتاب نہیں جو عوام کے لیے مفید ہو۔

میرا یہ جواب سن کر بہت حیران ہوئے، کہنے لگے کہ آپ نے جو وضاحت فرمائی ہے پھر اسی کو شائع فرما دیں۔ اس موضوع پر کتاب کی بہت ضرورت ہے۔ کیوں کہ میرے بہت سے عزیز غیر مقلد ہیں وہ مجھ سے اس قسم کے سوالات کرتے رہتے ہیں۔ ان کی توجہ کرانے سے احقر کا ذہن بھی اس طرف متوجہ ہوا کہ ضرورت تو واقعی ہے پھر ان کی طرف سے برابر اسرار بڑھتا رہا کہ کام کہاں تک پہنچا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل وکرم سے آج ہم اپنی اس کاوش کو آپ کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔

سید مشتاق علی

3 جون 2011ء

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

فرقہ ناجیہ

حدیث نمبر ا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَإِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ تَفَرَّقَتْ عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً قَالُوا مَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي.

(مشکوٰۃ شریف، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ ص۳۰۔ والترمذی ج۲ ص۸۹، ابوداؤد ج۲ ص۲۷۵، ابن ماجہ ۲۹۶، کتاب الاعتصام للشاطبی ص۱۶۳ ج۲، طبرانی ص۲۵۶ ج۱، المقاصد الحسنہ ص۱۵۸، مستدرک للحاکم ص۴۳۰ ج۴، دارمی ج۲ ص۱۵۸)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بنی اسرائیل بہتر (۷۲) فرقوں میں تقسیم ہو گئے تھے۔ میری امت تہتر (۷۳) فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ اور ان میں سے بہتر (۷۲) فرقے دوزخی ہوں گے، صرف ایک فرقہ جنتی ہوگا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! جنتی فرقہ کون سا ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جو میرے اور میرے صحابہ کے طریقہ پر ہوگا۔

اب اس حدیث شریف کی شرح بزرگانِ دین اور محدثین رحمہم اللہ سے ملاحظہ فرمائیں۔ شارحین نے اپنے اپنے فہم سے اور اپنی اپنی معلومات کے مطابق تہتر (۷۳) فرقوں کی تحقیق کی ہے۔ اس وجہ سے آپس میں بعض جگہ اختلاف بھی ہے مگر اس پر سب کا اتفاق ہے کہ ناجی فرقہ ایک ہی ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

تہتر فرقوں کی تقسیم:

ا......شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان تہتر فرقوں کی تقسیم اس طور پر فرمائی ہے۔
اصل میں یہ تہتر گروہ دس گروہ ہیں۔

ا۔ اہل سنت ۲۔ خارجی ۳۔ شیعہ ۴۔ معتزلہ ۵۔ مرجیہ ۶۔ مشبہ
۷۔ جہمیہ ۸۔ ضراریہ ۹۔ نجاریہ ۱۰۔ کلابیہ

پس اہل سنت ایک ہی گروہ ہے اور پندرہ فرقے خارجیوں کے ہیں اور چھ فرقے معتزلہ کے ہیں اور بارہ فرقہ مرجیہ کے ہیں اور بتیس گروہ اہل شیعہ کے ہیں۔ جہمیہ، نجاریہ، ضراریہ، کلابیہ ہر ایک ان میں ایک ایک گروہ ہے اور تین گروہ اہم مشبہ کے ہیں۔ پس یہ سب مل کر تہتر فرقے ہوئے جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی خبر دی ہے اور ان سب میں سے صرف ایک گروہ ہی ہے وَاَمَّا الْفِرْقَةُ النَّاجِيَةُ فَهِيَ اَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ جو نجات پانے والا ہے وہ فرقہ اہل سنت والجماعت ہے۔

(غنیۃ الطالبین ص ۱۶۴، مطبوعہ رحمانیہ لاہور)

۲......شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تہتر فرقوں کی تقسیم اس طرح کرتے ہیں۔

معتزلہ، شیعہ، خوارج، مرجیہ، نجاریہ، جبریہ، مشبہ اور ناجیہ۔

بعد ازاں معتزلہ رابیست فرقہ ساختند وشیعہ رابیست دو و خوارج بیست و مرجئیہ را پنج ونجاریہ راسہ وجبریہ و مشبہ را تفریق نکردہ وفرقہ ناجیہ اہل سنت وجماعت اند و مجموع ہفتا دوسہ فرقہ شد

”اس کے بعد معتزلہ سے بیس فرقے اور شیعہ سے بائیس خوارج سے بیس۔ مرجیہ سے پانچ، نجاریہ سے تین، جبریہ اور مشبہ سے کوئی فرقہ نہیں اور ناجی (نجات پانے والا) فرقہ اہل سنت وجماعت ہے۔

(اشعة اللمعات فارسی ج اص ۱۴۰ اسطر ۱۶ تا ۱۸، مطبوعہ نولکشور)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

۳......سید محمد ابوالہدی آفندی صیاوی حسنی خالدی رحمۃ اللہ علیہ تقسیم اس طور پر فرماتے ہیں:

اَلْاِفْتِرَاقُ الْمَذْکُوْرُ فِی الْحَدِیْثِ الشَّرِیْفِ الَّذِیْ ذَکَرْنَاہُ یَنْحَصِرُ فِیْ اَرْبَعِ طَوَائِفَ الْقَدْرِیَّۃِ وَھُمْ افْتَرَقُوْا عَلٰی ثَمَانِیْ اَیْضًا فِی اعْتِزَالِھِمْ ثَمَانِیَ عَشَرَۃَ فِرْقَۃً وَّالرَّافِضَۃِ وَھُمْ اَیْضًا افْتَرَقُوْا فِیْ تَشَیُّعِھِمْ عَلٰی ثَمَانِیَ عَشَرَۃَ فِرْقَۃً وَالْخَوَارِجِ وَھُمْ کَذَالِکَ افْتَرَقُوْا عَلٰی ثَمَانِیَ عَشَرَۃَ فِرْقَۃً وَّالثَّالِثَۃَ وَالسَّبْعُوْنَ الْفِرْقَۃُ النَّاجِیَۃُ وَھُمْ اَھْلُ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ وَالْمَوْقُوْفُ عَلَی الْفِرْقَۃِ الْمُثْلٰی وَالْمَرْتَبَۃِ الْوُسْطٰی مِنْ دُوْنِ اَفْرَاطٍ وَّلَا تَفْرِیْطٍ فَاَعْمَالُھُمْ وَاَقْوَالُھُمْ الْمِیْزَانُ الْاَعْتِدَالُ فَھُمُ الْعُقَلَاءُ النُّجَبَاءُ الْاَتْقِیَاءُ الْاَصْفِیَاءُ وَتَصْلَحُ شُئُوْنُ الْاُمَّۃِ یَحْسِنُ بِھِمْ حَالُھَا فِیْ اَمْرِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا فَمِنْ وَّفَقَہُ اللّٰہُ وَاتَّبَعَ سَبِیْلَھُمْ وَکَانَ مِنْھُمْ فَقَلْ فَازَ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ۔

حدیث شریف میں فرقوں کے متعلق جو ذکر ہوا ہے۔ وہ چار گروہوں پر منحصر ہے۔ ا۔قدریہ ان کے بھی اٹھارہ فرقے ہیں۔ ۲۔معتزلہ کے بھی اٹھارہ فرقے ہو گئے۔ ۳۔رافضی ان میں بھی شیعہ مذہب میں اٹھارہ فرقے بن گئے۔ ۴۔خارجی یہ بھی انہیں کی طرح اٹھارہ فرقوں میں منقسم ہو گئے۔ (یہ کل ۷۲ ہو گئے)

تہتر واں فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت ہے جو افضل طریقہ پر قائم ہیں۔ اور افراط و تفریط کو چھوڑ کر درمیانہ مرتبہ پر ٹھہرے ہوئے ہیں۔ پس وہ عقلاء نجباء۔ اتقیاء اور اصفیاء حضرات ہیں۔ جن کے دم قدم سے کلمہ (دین وملت) کی جمعیت حالات قوم وامت کی صلاحیت ہوتی ہے۔ ان لوگوں کی طفیل قوم کا حال امور دین و دنیا کے لحاظ سے درست ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس کو توفیق دی اور ان کے نقشِ قدم پر چل پڑا اور ان میں سے ہو گیا۔ بے شک فضل و کرم اللہ تعالیٰ کے دستِ قدرت میں ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

جس پر چاہتا ہے فرماتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔

(الحقیقۃ الباھرہ فی اسرار الشریعۃ الطاھرہ ص ۲۷)

یہاں تک تو تہتر (۷۳) فرقوں کی تقسیم کی بحث تھی۔ اب حدیث میں ناجی فرقہ کی جو نشانی بتائی گئی ہے اس پر بحث کی جاتی ہے۔

ما اَنَا عَلَیْهِ وَاَصْحَابِیْ سے مراد:

(۱)......اس کی وضاحت حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اس طرح فرماتے ہیں:

اَلْفِرْقَةُ النَّاجِيَةُ هُمُ الصَّحَابَةُ فَاَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا قَالَ النَّاجِیُّ مِنْهَا وَاحِدَةٌ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ وَمَنْ هُمْ قَالَ اَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ فَقِيْلَ وَمَا اَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ قَالَ مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِیْ.

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا فرقہ ناجی ہے۔ اس لیے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرقہ ناجیہ کے متعلق ارشاد فرمایا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ وہ کون سا فرقہ ہے۔ تو سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔ اہل سنت و جماعت ہے۔ تو صحابہ کرام کی جماعت نے عرض کیا کہ اہل سنت و جماعت کون ہیں۔ تو ارشاد فرمایا جس طریقہ پر میں اور میرے صحابہ کرام ہیں۔

(احیاء العلوم ج ۳ ص ۱۶۱ مطبوعہ نولکشور۔ الملل والنحل للشہرستانی ج ۱ ص ۱۳ مطبوعہ مصر۔ تنبیہ الغافلین للسمر قندی، مطبوعہ مصر)

(۲)......حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

(النَّاجِيَةُ مِنْهَا) اَیْ مِنْ تِلْكَ الْفِرَقِ (وَاحِدَةٌ) اَیْ فِرْقَةٌ وَّاحِدَةٌ كَمَا فِیْ نُسْخَةٍ صَحِيْحَةٍ وَهُمُ الَّذِیْ قَالَ فِيْهِمُ النَّبِیُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُمُ الَّذِیْ عَلٰى مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِیْ وَهُمْ اَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ مِنَ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اَلْفُقَهَاءِ كَالْاَئِمَةِ الْاَرْبَعَةِ وَالْمُحَدِّثِیْنَ وَالْمُتَکَلِّمِیْنَ مِنَ الْاَشَاعِرَةِ وَالْمَا تُرِیْدِیَّةِ لِخُلُوِّ مَذَاھِبِھِمْ مِنَ الْبِدْعَةِ

جس پر نبی کریم علیہ السلام اور ان کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں وہی صرف ایک فرقہ ناجی ہے۔اور وہ فرقہ اہل سنت و جماعت ہی ہے اور اس فرقہ میں فقہاء کرام جیسے ائمہ اربعہ (امام اعظم ابو حنیفہ، امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل) محدثین کرام اور متکلمین اشاعرہ اور ماتریدیہ سے ہیں۔ان کے مذاہب بدعت سے خالی ہیں۔

(شرح شفا شریف ج ۱ ص ۹ ۷ ۶ مطبوعہ مصر)

(۳)......ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

فَلَا شَكَّ وَلَا رَیْبَ اَنَّھُمْ ھُمْ اَھْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ

پس اہل سنت و جماعت کے ناجی فرقہ ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں۔

(مرقات شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص ۲۰۴)

(۴)......ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ ملاحظہ فرمائیں، لکھتے ہیں:

کہ یہ (ایک ناجی) فرقہ اہل سنت و جماعت کا ہے۔جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ کون سا فرقہ ہے۔تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ھُمْ مَنْ کَانَ عَلٰی مِثْلِ مَا اَنَا عَلَیْهِ الْیَوْمَ وَاَصْحَابِیْ

یعنی وہ لوگ جس راہ پر ہیں۔اور میرے صحابہ چل رہے ہیں۔اسی راہ کو اختیار کریں گے۔اس سے معلوم ہوا کہ اہل سنت و جماعت ہی ایسی جماعت ہے جو کہ خالص اسلام پر کاربند ہیں۔جس میں کسی قسم کا غبار اور ملاوٹ نہیں۔انہیں لوگوں میں سے صدیق شہید اور صالحین ہیں اور انہی میں سے ہدایت کے بڑے بڑے اسلام، روشن ستارے اور بڑے فضائل والے لوگ ہیں۔

انہی میں سے ابدال اور ائمہ دین پیدا ہوئے جنہوں نے لوگوں کو ہدایت دی۔اور خود بھی وہ حق پر چلتے رہے۔اور یہی طائفہ منصورہ ہے۔یعنی جس کی اللہ تعالیٰ ہمیشہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

مدد کرے گا جن کے متعلق آنحضور ﷺ نے فرمایا:

لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي عَلَى الْحَقِّ مَنْصُوْرَةٌ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ وَلَا مَنْ خَذَلَهُمْ حَتَّى تَقُوْمَ السَّاعَةُ

یعنی میری امت میں سے ہمیشہ ایک جماعت حق پر جمی رہے گی۔ اور اللہ تعالیٰ کی مدد اس کے شامل حال ہو گی ان کی مخالفت کرنے والا ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ اور نہ ہی اسے چھوڑ دینے والا اسے کوئی نقصان پہنچا سکے گا۔ قیامت تک وہ اسی حالت پر قائم رہیں گے۔ (العقیدۃ الواسطیہ آخری صفحہ)

(۵)......۷۳ فرقوں میں ناجی اہل سنت ہیں:

امام غزالی کی کتاب ''مجربات غزالی'' میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''سَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَّسَبْعِيْنَ فِرْقَةً كُلُّهَا هَالِكَةٌ وَّاحِدَةٌ مِّنْهَا نَاجِيَةٌ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَنِ الْفِرْقَةُ النَّاجِيَةُ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ قِيْلَ وَمَا أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي''

میری امت تہتر گروہوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ جن میں ایک گروہ ناجی ہے اور باقی سب ہلاک ہو جائیں گے۔ حضور ﷺ سے پوچھا گیا کہ ناجی فرقہ کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ناجی اہل سنت والجماعت والا گروہ ہے۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ سنت اور جماعت والا گروہ کیا ہے؟ ارشاد فرمایا کہ وہ میرے اور میرے صحابہ کرام کے راستہ پر چلنے والا ہے۔

ان حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ نجات پانے والا فرقہ اہل سنت و جماعت ہے۔ اب ہم اہل سنت و جماعت کی کچھ تشریح کرتے ہیں۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اہل سنت والجماعت کا لغوی واصطلاحی معنی:

اہل سنت و جماعت دو لفظ ہیں: ① سنت، ② جماعت۔ ہم پہلے سنت کی وضاحت کرتے ہیں بعد میں جماعت کی کریں گے۔ ان شاء اللہ

لفظ سنت لغت میں:

سنت عربی زبان کا لفظ ہے۔ جس کے کئی معنی ہیں، مثلاً

غیاث اللغات میں ہے: سنت، راہ، روش، عادت۔

منتہی الارب میں ہے: سنت صورت، پیشانی، خوئے، طبیعت و روش۔

المنجد میں ہے: سنت، سیرت، طبیعت، شریعت۔

قاموس میں ہے: سنت، سیرت، صورت، طبیعت اور طریقہ۔

بیان اللسان میں ہے: سنت، عادت، طبیعت، روش، طریقہ، چہرہ، صورت، پیشانی۔

القاموس الجدید میں ہے: سنت، طریقہ، خاص ضابطہ۔

فیروز اللغات میں ہے: سنت، (فقہ اسلام) وہ طریقہ جس پر رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم و خلفاء رضی اللہ عنہم نے عمل کیا ہو۔ راہ، روش، دستور، عادت سنت نبوی رسول اللہ ﷺ کا طریقہ۔

فیروز اللغات میں ہے: سنن، سنت کی جمع ہے۔ طریقے، وہ کام جو رسول اللہ ﷺ نے کیے "سنی" مسلمانوں کا وہ فرقہ جو خلفائے راشدین کو برحق مانتا ہے۔ اہل سنت والجماعت، سنت رسول اللہ ﷺ پر چلنے والا گروہ۔ لفظ سنت میں لغۃ عموم ہے، نبوی طریقہ کو بھی سنت کہا جاتا ہے اور دوسرے طریقوں کو بھی لیکن شریعت مطہرہ میں سنت خاص نبوی طریقہ کو کہا جاتا ہے، خواہ قولاً فعلاً عملاً ہو۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے سنت کی تعریف:

شیخ عبدالقادر جیلانی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مایہ ناز کتاب "الغنیہ" میں ارشاد فرماتے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ہیں: "فَالسُّنَّةُ مَا سَنَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ" پس سنت رسول اللہ ﷺ کے طریقہ کو کہتے ہیں۔

امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ سے سنت کی تعریف:

امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "وَالسُّنَّةُ النَّبِيِّ طَرِيْقَةُ الَّتِيْ يَتَحَرَّاهَا" سنت نبوی ﷺ سے مراد وہ طریقہ ہے جو آپ ﷺ نے قصد وارادہ سے کیا۔ (مفردات القرآن راغب)

لسان العرب سے سنت کی تعریف:

جب لفظ سنت بولا جاتا ہے تو ذہن میں پہلے ہی سے طریقہ نبوی ﷺ مراد ہوتا ہے۔ لسان العرب کی عبارت پیش کرتا ہوں کہ سنت کے اندر اصل کیا ہے؟

"وَالْاَصْلُ فِيْهِ الطَّرِيْقَةُ وَ السِّيْرَةُ وَاِذْ اُطْلِقَتْ فِي الشَّرْعِ فَاِنَّمَا يُرَادُبِهَا مَا اَمَرَبِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَهٰى عَنْهُ وَنَدُبَ اِلَيْهِ قَوْلاً فِعْلاً بِمَا لَمْ يَنْطِقْ بِهِ الْكِتَابُ الْعَزِيْزُ"

سنت میں اصل طریقہ اور عادت ہے، شریعت میں اس کا اطلاق اس چیز پر ہوتا ہے جس کا آپ ﷺ نے حکم دیا ہو یا اس سے روکا ہو۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ سے سنت کی تعریف:

علامہ ملا علی القاری حنفی محدث رحمۃ اللہ علیہ مرقات شرح مشکوۃ میں رقم طراز ہیں:

"وَالْمُرَادُ بِالسُّنَّةِ هُنَا اَقْوَالُهُ، اَفْعَالُهُ وَاَحْوَالُهُ الْمُعْتَبَرُ عَنْهَا بِالشَّرِيْعَةِ وَالطَّرِيْقَةِ وَالْحَقِيْقَةِ"

یہاں سنت سے مراد آپ ﷺ کے ارشادات اور افعال ہیں جن سے شریعت، طریقت اور حقیقت کی تعبیر کی گئی ہے۔

ان حوالہ جات سے واضح ہوا کہ "اہل سنت والجماعت" طائفہ انسانی میں ایک

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اسلامی گروہ کا نام ہے جو پیارے نبی ﷺ کے پیارے اقوال، پیارے ارشادات، پیارے اعمال اور پیارے طریقوں کی پاسداری اور پاسبانی کا فریضہ سرانجام دے رہا ہے۔ ان کی بتائی ہوئی راہ پر چل رہا ہے، ان کی بتائی ہوئی منزل کا متلاشی ہے اور اس جماعت حقہ کی راہ پر چلتا ہے، جس کو جیتے جی دنیا میں جنت کا مژدہ جانفزا سنایا گیا، اہل سنت کا معنی ہی یہ ہے کہ نبی ﷺ کے طریقہ حسنہ کی اتباع کرنے والے لوگ۔

لفظ ''سنت'' قرآن میں

یہ لفظ قرآن وسنت میں بکثرت استعمال ہوا ہے۔

پہلی آیت:

ارشاد ربانی ہے:

''مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهُ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلُ وَكَانَ أَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُورًا۝'' (پ:۲۲، الاحزاب:۳۸، ع:۵)

''نبی پر (کسی ایسے کام) میں کوئی حرج نہیں ہے جو اللہ نے اس کے لیے فرض کر دیا ہو۔ یہی اللہ کی سنت ہے ان (انبیاء کے معاملہ) میں جو پہلے گزر چکے ہیں اور اللہ کا حکم ایک قطعی طے شدہ فیصلہ ہوتا ہے۔''

دوسری آیت:

دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

''فَلَمْ يَكُ يَنفَعُهُمْ إِيمَانُهُمْ لَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ فِي عِبَادِهِ'' (المومن:۸۵، پ:۲۴، ع:۹)

''(مگر) ان کا ایمان ان کو فائدہ نہیں دے سکتا تھا جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا تھا یہ اللہ کا طریقہ ہے جو اس کے بندوں میں پہلے گزر چکا ہے۔''

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

تیسری آیت:

ایک مقام پر ارشاد فرمایا ہے:

"سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا○"

(الفتح:۲۳،پ:۲۶،ع:۳)

"یہ اللہ کی سنت ہے جو پہلے گزر چکی ہے اور تم اللہ کی سنت میں کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے"

چوتھی آیت:

سورۃ النساء میں ارشاد ہے:

"یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُبَیِّنَ لَكُمْ وَیَهْدِیَكُمْ سُنَنَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَیَتُوْبَ عَلَیْكُمْ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ" (النساء:۲۶،پ:۵،ع:۵)

"اللہ چاہتا ہے کہ تمہارے لیے ان طریقوں کو بیان کرے اور ان کی ہدایت بخشے جو تم سے پہلے لوگوں کے تھے اور تم پر مہربانی کرے اور علم و دانا ہے۔"

پانچویں آیت:

سورۃ احزاب میں ہے:

"سُنَّةَ اللّٰهِ فِی الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا○"

(الاحزاب:۶۲،پ:۲۲،ع۸)

"یہ اللہ کی سنت ہے ان لوگوں کے بارے میں پہلے ہو گزرے ہیں اور تم اللہ کی سنت میں کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے۔"

چھٹی آیت:

سورۃ الحجر میں ارشاد باری ہے:

"وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِیْنَ○" (الحجر:۱۳،پ:۱۴،ع۱)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

"پہلے لوگوں کا یہی طریقہ گزر چکا ہے۔"

سا تویں آیت:

سورۃ انفال میں:

"وَاِنْ یَّعُوْدُوْا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِیْنَ○" (الانفال:۳۸،پ:۹،ع:۵)

"اور اگر یہ دوبارہ (یہی کچھ) کریں گے تو پہلے لوگوں (کے ساتھ جو ہماری) سنت گزر چکی ہے (وہ سب کو معلوم ہے)۔"

آٹھویں آیت:

سورۃ کہف میں ارشاد باری ہے:

"اِلَّا اَنْ تَاْتِیَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِیْنَ اَوْ یَاْتِیَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا○"

(الکہف:۵۵،پ:۱۵)

"مگر اس بات نے کہ ان پر لوگوں کی سنت (نافذ) ہو جائے یا ان پر بالکل سامنے سے عذاب آ جائے۔"

نویں آیت:

سورۃ آل عمران میں ہے:

"قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِیْنَ○" (آل عمران:۱۳۷،پ:۴،ع:۱۴)

"تم سے پہلے کئی مثالیں گزر چکی ہیں زمین میں چلو پھرو اور دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا۔"

دسویں آیت:

ارشاد ہے:

"فَهَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِیْنَ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا وَلَنْ تَجِدَ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا" (فاطر:۴۳،پ:۲۲،ع:۵)
"تو کیا یہ لوگ پہلی قوموں کے طریقے کا ہی انتظار کر رہے ہیں؟ تو تم اللہ کے طریقے میں کوئی تبدیلی نہیں پاؤ گے اور تم اللہ کے طریقہ میں ہرگز تغیر نہ پاؤ گے۔"

لفظ سنت احادیث میں

پہلی حدیث:

اہل سنت والجماعت کی سچائی اور صداقت اس سے بھی واضح ہوتی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا اِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ رَسُوْلِهٖ" (موطا)

تم میں دو چیزیں چھوڑے جارہا ہوں جب تک ان کو پکڑے رکھو گے گمراہ نہ ہو گے، ایک اللہ کی کتاب ہے، دوسری اس کے رسول ﷺ کی سنت ہے۔

دوسری حدیث:

"عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِىْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِىْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِيْدٍ" (مشکوٰۃ)

جو شخص میری امت کے فساد کے وقت میری سنت کو تھامے رکھے گا، اس کو ایک سو شہید کا ثواب ملے گا۔

تیسری حدیث:

"مَنْ اَحَبَّ سُنَّتِىْ فَقَدْ اَحَبَّنِىْ وَمَنْ اَحَبَّنِىْ كَانَ مَعِىَ فِى الْجَنَّةِ" (مشکوٰۃ)

جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی، جس نے مجھ سے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

چوتھی حدیث:

"مَنْ يَّعِيْشْ مِنْكُمْ بَعْدِيْ فَسَيَرٰى اِخْتِلَافًا كَثِيْرًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ وَعَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ" (مشکوٰۃ)

جو شخص تم میں سے میرے بعد زندہ رہے گا، وہ بہت سارے اختلاف دیکھے گا پس تم پر (اس وقت) میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت لازم ہے، اس کو مضبوطی کے ساتھ تھامے رکھو۔

ان احادیث مبارکہ سے بھی رسول اکرم ﷺ کے طریقہ کی اتباع کرنے کا حکم ملتا ہے۔اب ہم خوش قسمت، خوش بخت وخوش نصیب ہیں جو صحیح معنوں میں سنت کی تعمیل اور حکم رسول ﷺ کی بجا آوری کرتے ہیں۔

قرآن وسنت کے واضح وصریح نصوص سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی کہ رسول اکرم ﷺ کی سنت مسلمانوں کے لیے شرعی حجت ہے اور سنت قرآن کریم کی عملی تصویر ہے، محبت الٰہی وقرب خداوندی کا موجب اور باعث ہے، دنیا وعقبیٰ کی کامرانی، کامیابی فوز وفلاح کی علامت ہے اور یہی وہ "سنت" ہے جس کا بار بار ذکر قرآن وسنت میں ہمیں ملتا ہے، اسی لیے بعد کے مسلمانوں نے اپنا امتیازی نام حق وباطل کے درمیان فرق کرنے کے لیے اہل سنت وجماعت رکھا، اسی نام وعنوان سے مسلمانوں نے چودہ سو سال تک دین کی خدمت کی اور کر رہے ہیں، توحید وسنت کے دیپ جلائے اور قلوب واذہان کو منور کیا، کفر وضلالت کی تاریکیوں میں شمع حق فروزاں کی اور اس نام سے عالم تاریک میں سحر پیدا کی اور یہی نام چودہ سو سال سے چمک، دمک رہا ہے اور تا صبح قیامت چمکے گا اور دوسروں کو چمکائے گا۔

ایک جم غفیر، ایک لشکر عظیم عقلاء کی جماعت اولوالالباب کا طائفہ، مفسرین کا طبقہ،

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

محدثین کا گروہ، اہل اللہ کی جماعت، اولیاء اللہ یہ سارے اسی مذہب کے پیروکار، تابعدار، جاں نثار اور اسی مذہب کے شیدائی، فدائی اور علم بردار تھے۔

سنت کی اتباع کرنے کا حکم قرآن میں

پہلی آیت:

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں رسول اکرم ﷺ کی اتباع کا حکم فرمایا:

"وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا"

رسول اکرم ﷺ تمہیں جو کچھ دیں اسے لے لو اور جس چیز سے تمہیں روکیں اس سے رک جاؤ۔

دوسری آیت:

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ"

تحقیق تمہارے لیے رسول اکرم ﷺ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔

تیسری آیت:

"قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ"

فرما دیجیے! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری تابع داری کرو۔

چوتھی آیت:

"مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ"

جس نے رسول اللہ کی اطاعت کی گویا اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

پانچویں آیت:

"يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ"

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اے اہل ایمان اللہ، رسول اللہ اور اولی الامر کی اطاعت کرو۔

ان آیات قرآنیہ میں ارشاد ہوا کہ رسول اللہ ﷺ جو چیز دیں اسے لے لو اور جس سے روکیں اس سے رک جاؤ، تمہارے لیے نبی اکرم ﷺ کی زندگی بہترین اسوہ ہے۔ انسان اللہ کی محبت چاہتا ہے تو رسول اکرم ﷺ کی اتباع کرے۔

ان تمام آیات کا بغور مطالعہ کریں تو اندازہ ہو جائے گا کہ قرآن پاک میں بار بار کس ذات عالی مرتبت کی اتباع کا حکم دیا جا رہا ہے؟ محسوس ہو گا کہ وہ رسول اکرم ﷺ کی ذات ستودہ صفات ہے، اہل سنت والجماعت حضور ﷺ اور آپ ﷺ کی جماعت مقدسہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پیروی کرنے والے گروہ کا نام ہے۔

والجماعت کا مطلب

جماعت کا ذکر احادیث میں

پہلی حدیث:

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَجْمَعُ أُمَّتِي أَوْ قَالَ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ عَلٰى ضَلَالَةٍ وَيَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَذَّ شَذَّ فِي النَّارِ۔

(رواہ الترمذی، مشکوٰۃ شریف باب الاعتصام) مترجم ج ۱ ص ۵۸ حدیث: ۱۶۳)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ میری امت کو یا (بجائے میری امت کے) یہ فرمایا کہ امت محمد ﷺ کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا اور اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہے اور جو شخص جماعت سے الگ ہے وہ دوزخ میں ڈالا جائے گا۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

دوسری حدیث:

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ خَرَجَ مِنَ الطَّاعَةِ وَفَارَقَ الْجَمَاعَةَ فَمَاتَ مَاتَ مِیتَةً جَاهِلِیَّةً

(رواہ مسلم، مشکوۃ کتاب الامارۃ والقضاء) مترجم ج ۲ ص ۱۸۵ حدیث: ۳۴۹۹)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص فرمان برداری سے نکل گیا اور جماعت کو چھوڑ دیا پھر مر گیا تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔

تیسری حدیث:

وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُولُ مَنْ أَتَاکُمْ وَ أَمْرُکُمْ جَمِیعٌ عَلَی رَجُلٍ وَاحِدٍ یُرِیدُ أَنْ یَشُقَّ عَصَاکُمْ أَوْ یُفَرِّقَ جَمَاعَتَکُمْ فَاقْتُلُوهُ.

(رواہ مسلم، مشکوۃ، کتاب الامارۃ والقضاء مترجم ج ۲ ص ۱۸۷ حدیث نمبر: ۳۵۰۷)

اور انہی (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا وہ کہتے تھے کہ جو شخص ہمارے پاس اس حالت میں آئے کہ تمہارا معاملہ ایک آدمی پر مجتمع ہو اور وہ یہ چاہے کہ تمہاری لاٹھی کو پھاڑ ڈالے یا تمہاری جماعت میں جدائی ڈالے تو اس کو قتل کر دو۔

چوتھی حدیث:

عَنِ الْحَارِثِ الْأَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ آمُرُکُمْ بِخَمْسٍ بِالْجَمَاعَةِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَالْهِجْرَةِ وَالْجِهَادِ فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ وَإِنَّهُ مَنْ خَرَجَ مِنَ الْجَمَاعَةِ قِیدَ شِبْرٍ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْإِسْلَامِ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

مِنْ عُنُقِهٖ اِلَّا اَنْ یُّرَاجِعَ

(رواہ احمد والترمذی، مشکوٰۃ، کتاب الامارۃ والقضاء) مترجم ج ۲ ص ۱۹۰

حدیث: ۳۵۲۳)

حضرت حارث اشعری سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تم کو پانچ چیزوں کا حکم دیتا ہوں۔ جماعت کو لازم پکڑو۔ سن لینے کو، فرماں برداری کو، ہجرت کو اور اللہ کے راستے میں جہاد کو اور جو شخص جماعت سے بالشت برابر بھی نکلا تو بے شک اس نے اسلام کا پٹہ اپنی گردن سے اتار دیا مگر یہ کہ وہ لوٹ آئے۔

پانچویں حدیث:

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ لَا یُغِلُّ عَلَیْھِنَّ قَلْبُ مُسْلِمٍ اِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلّٰہِ وَالنَّصِیْحَۃُ لِلْمُسْلِمِیْنَ وَلُزُوْمُ جَمَاعَتِھِمْ فَاِنَّہٗ دَعْوَتَھُمْ تُحِیْطُ مِنْ وَرَائِھِمْ۔

(رواہ الشافعی) مشکوٰۃ باب کتاب العلم۔ مترجم ج ۱ ص ۶۹ حدیث نمبر: ۲۱۴)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ راوی ہیں سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ...... تین چیزیں ایسی ہیں جن میں مسلمان کا دل خیانت نہیں کرتا ایک تو عمل خاص طور پر خدا کے لیے کرنا دوسرے مسلمانوں کے ساتھ بھلائی کرنا اور تیسرے مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑنا اس لیے کہ جماعت کی دعا ان کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔

یہاں تک ہم نے مختصر طور پر اہل سنت والجماعت کی تشریح کر دی ہے آگے ہم یہ ثابت کریں گے کہ جو جماعت ہمیشہ یعنی نبی کریم ﷺ کے زمانہ سے لے کر قیامت تک حق پر قائم رہے گی۔ اس کی کیا نشانیاں ہیں کیوں کہ وہ ہی جماعت (اہل سنت والجماعت) ہوگی۔ اور نجات پانے والا فرقہ بھی وہ ہی ہوگا۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

چند حوالے ملاحظہ فرمائیں:

• ایک جماعت (یا گروہ) ہمیشہ حق پر قائم رہے گا

یعنی طائفہ منصورہ:

طائفہ منصورہ کی فضیلت اور منقبت جن احادیث وروایات سے ثابت ہے اگر ان کو صحاح ستہ وغیرہ کتب احادیث سے انتخاب کر کے ان کی پوری تخریج وتشریح کی جائے تو اس پر خاصا دفتر تیار کیا جا سکتا ہے مگر ہم مزید تفصیل میں پڑنے کی بجائے نہایت اختصار کے ساتھ عرض کرتے ہیں۔

پہلی حدیث:

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ عَلَى الْحَقِّ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللّٰهِ

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا۔ جو شخص ان کو رسوا کرنا چاہے گا وہ ان کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا وہ اسی حال پر رہیں گے حتی کہ قیامت آ جائے گی۔

(مسلم، کتاب الامارۃ، باب قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تزال طائفة من امتي ظاهرين على الحق لا يضرهم من خالفهم، ج۲ص۱۴۳، ۱۴۴، بخاری ج۱ص۱۶، دارمی ج۱ص۷۳)

اس حدیث میں جو جماعت حق پر قائم رہے گی اس کی صرف ایک نشانی بتائی گئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ ایک جماعت یا گروہ یا فرقہ ہر زمانہ میں رہے گا قیامت تک۔ لوگ اس کی مخالفت کریں گے اسے ہر طرح کا نقصان پہنچانے کی کوشش کریں گے مگر وہ کسی دور میں بھی ختم نہیں ہوگی۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

دوسری حدیث:

وَعَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِي أُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِأَمْرِ اللهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللهِ وَهُمْ عَلَى ذٰلِكَ

(متفق علیہ، مشکوٰۃ، باب ثواب ہذہ الامۃ، مترجم ج ۳، ص ۲۹۲ حدیث: ۶۰۲۲)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت میں ایک گروہ ہمیشہ ایسا رہے گا جو اللہ کے حکم پر قائم ہوگا اس گروہ کو نہ تو وہ شخص نقصان پہنچا سکے گا جو ان کو رسوا کرنا چاہے گا اور نہ ہی وہ شخص جو ان کی مخالفت کرے گا۔ یہاں تک کہ اللہ کا حکم آجائے گا اور وہ اپنے اسی راستے پر قائم ہوں گے۔

اس حدیث کا مفہوم بھی تقریباً پہلی حدیث والا ہی ہے۔

تیسری حدیث:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ (المتوفی ۶۰ ھ) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین وانما انا قاسم واللہ یعطی ولن تزال ھذہ الامۃ قائمۃ علیٰ امر اللہ لا یضرھم من خالفھم حتی یأتی امر اللہ“ (بخاری ج ۱ ص ۱۶۱۔ دارمی ج ۱ ص ۳۷ طبع دمشق)

جس شخص کے متعلق اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کو دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور میں بانٹتا ہوں اور یہ امت ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے دین پر قائم رہے گی اور اس کو کوئی مخالف ضرر نہ پہنچا سکے گا تاوقتیکہ اللہ تعالیٰ کا حکم (یعنی قیامت) نہ آجائے۔

اس حدیث میں حق پر قائم رہنے والی جماعت کی ایک نشانی تفقہ الدین بتائی گئی

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ہے۔اس حدیث کی تشریح میں مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

اس صحیح اور صریح حدیث سے معلوم اور آشکارا ہوا کہ جو گروہ اور طائفہ تا قیامت حق پر قائم اور دائم رہے گا وہ فقاہت فی الدین کی دولت عظیمہ اور رضائے الٰہی کی نعمت جسیمہ سے وافر حصہ رکھتا ہوگا اور اس طائفہ منصورہ کو مٹانے اور بدنام کرنے اور لوگوں کی نگاہوں میں حقیر و ذلیل کرنے کے جتنے بھی قولی و فعلی فرسودہ ہتھیار و اوزار استعمال کیے جائیں گے وہ بے کار و رائیگاں ہوں گے اور قیامت تک اس جماعت حقہ کو کسی کا کوئی اختلاف نقصان نہیں پہنچا سکے گا اور وہ خدا تعالیٰ کی اس بے پایاں نعمت و دولت کو سینے سے لگا کر بدخواہوں سے یہ کہتا ہوا شریفانہ انداز سے منزل مقصود تک بڑھتا چلا جائے گا کہ

ہم کو طوفان حوادث کیا ڈرائے گا حمید
جب ہم پیدا ہوئے یہ آندھیاں دیکھا کیے

حافظ ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۵۲ھ) اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ

"وفی ذالک بیان ظاهر لفضل العلماء علی سائر الناس ولفضل التفقه فی الدین علیٰ سائر العلوم" (فتح الباری ج ۱ ص ۱۳۴ طبع مصر)

اس حدیث میں صاف طور پر علماء کی سب لوگوں پر اور تفقہ فی الدین کی سب علوم پر فضیلت بیان کی گئی ہے۔

یہ روایت **"من یرد الله خیرًا یفقهه فی الدین"** کے الفاظ کے ساتھ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ (المتوفی ۶۸ھ) سے بھی مرفوعاً مروی ہے۔ (مسند دارمی ج ۲ ص ۲۹۷ طبع دمشق) اس تفقہ فی الدین اور احکام خداوندی کے مراتب کو ان کی جملہ حدود و قیود کے ساتھ سمجھنے کی طاقت اور اہلیت صرف اللہ تعالیٰ ہی عطا فرماتا ہے اور یہ صرف اسی کے قبضہ قدرت میں ہے، نہ جیسا کہ بعض لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ اس

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کے عطا کرنے والے آنحضرت ﷺ ہیں یا رزق و اولاد وغیرہ دینا آپ کا کام ہے۔ (معاذ اللہ تعالیٰ) آپ تو اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور وحی الٰہی اور علم دین کو بانٹنے والے اور اس کے قاسم ہیں۔ اس کی سمجھ اور عمل کی توفیق محض خالقِ کائنات کے دست قدرت میں ہے۔

چوتھی حدیث:

صحیح مسلم میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی روایت جو انہوں نے آنحضرت ﷺ سے روایت کی، یوں آتی ہے:

"من یرد اللہ بہ خیرًا یفقہ فی الدین ولا تزال عصابۃ من المسلمین یقاتلون علی الحق ظاھرین علٰی من ناواھم الٰی یوم القیامۃ" (مسلم ج۲ص۱۴۴)

کہ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ خیریت کا ارادہ فرماتا ہے اس کو دین کی فقاہت عطا فرماتا ہے اور مسلمانوں میں ایک جماعت تا قیامت ایسی رہے گی جو حق کی خاطت لڑائی اور جہاد کرے گی اور اپنے دشمنوں پر غالب رہے گی۔

اس حدیث میں ایک نشانی جماعت حقہ کی یقاتلون علی الحق بتائی گئی ہے۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

حضرت امام نووی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح میں متعدد اقوال نقل کرنے کے بعد یوں ارقام فرماتے ہیں کہ

"یحتمل ان تکون ھذہ الطائفۃ فرقۃ من انواع المؤمنین ممن یقیم امر اللہ تعالٰی من مجاھد وفقیہ ومحدث وزاھد وآمر بالمعروف وغیر ذالك من انواع الخیر والا یلزم اجتماعھم فی مکان واحد بل

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

یجوز ان یکونوا متفرقین انتہیٰ" (ج ۲ ص ۱۴۳)

احتمال ہے کہ یہ طائفہ مسلمانوں کے مختلف طبقات میں بٹا ہوا ہو جو اللہ تعالیٰ کے حکم کو بجالاتا ہو مثلاً مجاہد، محدث، زاہد، آمر بالمعروف وغیرہ نیکی کے امور بجالانے والا اور اس طبقہ کا ایک جگہ میں ہونا بھی کوئی ضروری نہیں بلکہ جائز ہے کہ یہ طبقہ اور گروہ (دنیا میں) بکھرا ہوا ہو۔

یہ جو کچھ فرمایا بالکل ٹھیک اور صحیح ہے لیکن اس صحیح حدیث کے صریح الفاظ میں غور کرنے سے طائفہ منصورہ اور فرقہ ناجیہ کی دو عمدہ اور اعلیٰ خوبیاں واشگاف الفاظ میں ثابت ہوتی ہیں کہ وہ فرقہ قیامت تک اسلام پر قائم رہے گا اور مخالفین کے مقابلہ میں سد سکندری ثابت ہوگا۔ وہ فقاہت فی الدین اور قتال علی الحق کی بہترین خصلتوں کے ساتھ متصف ہوگا۔ جب ہم ٹھنڈے دل کے ساتھ اس طائفہ منصورہ کو تاریخ کے سنہری اوراق میں تلاش کرتے ہیں تو دیگر ائمہ دین اور ان کے مقلدین عموماً اور حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے مقلدین خصوصاً ان صفات میں پیش پیش نظر آتے ہیں۔ تفقہ فی الدین کا جو بلند مقام منجانب اللہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے تلامذہ و متبعین کو حاصل رہا ہے وہ تاریخ کے ٹھوس حوالجات کے ساتھ ہم نے اپنی کتاب "مقام ابی حنیفہ" میں بحوالہ عرض کر دیا ہے اور غیر مقلدین حضرات کو فقہ اور اہل فقہ سے جو تنفر اور عناد ہے وہ بھی اظہر من الشمس ہے۔

چنانچہ حقیقت الفقہ، درایت محمدی، شمع محمدی، داد حق اور نتائج التقلید وغیرہ کتابوں میں فقہ و اہل فقہ سے بیزاری کا کافی ذخیرہ موجود ہے اور نتائج التقلید کی تصدیق کرنے والے حضرات میں مولوی عبد الشکور صاحب یوں ارقام فرماتے ہیں کہ حقائق وشواہد سے ظاہر ہے کہ ائمہ اربعہ کے فتاویٰ و فقہ کو ہم تک پہنچانے کے لیے جو وسائل اور ذریعے اختیار کیے گئے ہیں وہ صحیح و درست اور موثق نہیں اور بالکل نہیں۔ موصوف کو معلوم ہونا چاہیے کہ جس طرح اور جن وسائل اور ذرائع سے حدیث،

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اصول حدیث اور اسماء الرجال کا فن منقول ہے اسی طرح فقہ بھی منقول ہے۔ اگر وہ قابل اعتماد ہے تو یہ بھی قابل اعتماد ہے۔ قطع نظر اس سے، کیا موصوف اور اس کی جماعت کے نزدیک موطا امام مالک اور کتاب الام وغیرہ کا بھی کوئی اعتبار ہے؟ جو امام مالک اور امام شافعی کے فقہی فتوؤں سے اٹھی اور بھری پڑی ہیں۔ یہ ہے غیر مقلدین حضرات کا انصاف و دیانت اور عقل و خرد جس کے بل بوتے پر وہ اہل تقلید کو عوام کالانعام سے تعبیر کرتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو نتائج التقلید ص اتصدیقات)

بریں عقل و دانش بباید گریست

چونکہ غیر مقلدین حضرات کو فقہ اور اہل فقہ سے تنفر اور عناد ہے اس لیے وہ کسی طرح طائفہ منصورہ کی حدیث کا مصداق نہیں ہو سکتے جس میں یفقھہ فی الدین کے الفاظ سورج کی شعاعوں کی طرح صاف چمک رہے ہیں اور اس کا اصلی اور صحیح مصداق صرف وہ حضرات ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے تفقہ فی الدین کا ملکہ عطا فرمایا ہے اور وہ حضرات ائمہ اربعہ اور ان کے مقلدین اور اسی طرح دیگر ائمہ دین ہیں جنہوں نے تفقہ فی الدین کا بلند مقام حاصل کیا ہے اور تفقہ فی الدین کے میدان میں سب سے نمایاں درجہ فقیہ الامت سید الفقہاء، رأس الاتقیاء اور ذکی القوم حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۵۰ھ) اور آپ کے اصحاب کو حاصل رہا ہے۔ تاریخی طور پر جس کا کوئی منصف مزاج انکار نہیں کر سکتا۔

چنانچہ شیخ الاسلام حافظ ابو عمر بن عبد البر المالکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۴۶۳ھ) لکھتے ہیں کہ

"وقال الشافعی رحمۃ اللہ علیہ کان ابو حنیفة رحمۃ اللہ علیہ وقوله فی الفقه مسلما له فیه" (الانتصار ص ۱۳۵ طبع مصر)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول فقہ میں مسلّم ہے۔

اور نیز حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

"ومن اراد الفقه فهو عیال علٰی ابی حنیفة"

(الانتصار ص ۱۳۶ طبع مصر)

جو فقہ حاصل کرنا چاہتا ہے تو وہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا خوشہ چین ہے۔

علامہ ابوبکر احمد بن علی خطیب بغدادی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی ۴۶۳ھ) اور امام صدر الائمہ موفق الدین بن احمد المکی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی ۵۶۸ھ) حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی ۲۰۴ھ) کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ

"من أراده أن یعرف الفقه فلیلزم ابا حنیفة رحمۃ اللہ علیہ وأصحابه فان الناس کلهم عیال علیه فی الفقه"

(تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۳۴۶ طبع مصر ومناقب موفق ج ۲ ص ۳۱ طبع حیدر آباد دکن)

جو شخص فقہ حاصل کرنا چاہتا ہے تو وہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اصحاب سے استفادہ کا التزام کرے کیوں کہ سبھی لوگ فقہ میں ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے عیال اور خوشہ چین ہیں۔

تاج الاسلام علامہ ابو سعد عبدالکریم بن محمد السمعانی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی ۵۶۲ھ) فرماتے ہیں کہ

"کان سفیان الثوری رأسا فی الحدیث وأبو حنیفة رحمۃ اللہ علیہ رأسا فی القیاس" (کتاب الانساب ورق نمبر ۴۴)

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ حدیث میں اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فقہ میں چوٹی کے ماہر تھے۔

اور امام تاج الدین سبکی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی ۷۷۱ھ) لکھتے ہیں کہ

"وفقه ابی حنیفة رحمۃ اللہ علیہ دقیق" (طبقات الشافعیہ ج ۲ طبع مصر ص ۱۷۴)

ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ دقیق ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اکثر نااہل لوگ اس کی دقت سے نالاں ہو کر کچھ کا کچھ کہہ دیتے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ہیں۔ مگر اس سے کیا حاصل؟ سچ ہے کہ

"بذی الغباوۃ من انشادھا ضرر کما تضر ریاح الورد بالجعل"

حافظ ابن کثیر الشافعی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی ۷۷۴ھ) امام موصوف کی تعریف ان الفاظ سے کرتے ہیں:

"فقیہ العراق احد ائمۃ الاسلام والسادۃ الاعلام، احد ارکان العلماء احد الائمۃ الاربعۃ اصحاب المذاھب المتبوعۃ"

(البدایہ والنہایہ ج ۱۰ ص ۱۰۷ طبع مصر)

علامہ شمس الدین الذہبی شافعی المسلک اور حنبلی المعتقد (التوفی ۷۴۹ھ) امام ابوحنیفہ کی تعریف یوں کرتے ہیں: **"الامام الاعظم فقیہ العراق"**

(تذکرہ ج ۱ ص ۱۵۸)

مؤرخ اسلام علامہ ابن خلدون المالکی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی ۸۰۸ھ) لکھتے ہیں کہ

"ومقامہ فی الفقہ لا یلحق شھد لہ بذالک اھل جلدتہ وخصوصا مالک رحمۃ اللہ علیہ والشافعی رحمۃ اللہ علیہ" (مقدمہ ص ۷۷۴ طبع مصر)

فقہ میں ان کا مقام اتنا بلند ہے کہ کوئی دوسرا ان کی نظیر نہیں ہوسکتا اور اہل فقہ علماء نے اس کی شہادت دی ہے خصوصاً امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے اصحاب کی فقاہت پر مبسوط بحث ہم نے مقام ابی حنیفہ میں کردی ہے۔ وہاں ملاحظہ کرلیں صرف ایک حوالہ عرض کرکے ہم آگے چلتے ہیں۔

حافظ محمد بن ابراہیم الوزیر رحمۃ اللہ علیہ (التوفی ۸۴۰ھ) لکھتے ہیں کہ

"ولو کان الامام ابو حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ جاھلاً ومن حلیۃ العلم عاملاً ما تطابقت جبال العلم من الحنفیۃ علی الاشتغال بمذاھبہ کالقاضی ابی یوسف ومحمد بن الحسن الشیبانی والطحاوی وابی الحسن

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

الکرخی وامثالهم واضعافهم فعلماء الطائفة الحنفية فی الهند والشام ومصر والیمن والجزیرة والحرمین والعراقین منذ مائة وخمسین من الهجرة الٰی هٰذا التاریخ یزید علی ستمائة سنة فهم الوف لا ینحصرون عوالم لا یحصون من اهل العلم والفتوٰی والورع والتقوٰی" (الروض الباسم ج ۱ص ۱۶۰ طبع مصر)

اگر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جاہل ہوتے اور علم کے زیور سے آراستہ نہ ہوتے تو علماء حنفیہ میں علم کے پہاڑ ان کے مذہب پر عمل پیرا ہونے پر کبھی متفق نہ ہوتے جیسے قاضی ابو یوسف، محمد بن حسن الشیبانی، طحاوی اور ابوالحسن کرخی رحمہم اللہ وغیرہ اور ان سے دوگنے چوگنے علماء حنفیہ ہندوستان، شام، مصر، یمن، جزیرہ حرمین عراق عجم اور عراق عرب وغیرہ میں ایک سو پچاس ہجری سے لے کر آج تک جو چھ سو سال سے زیادہ مدت گزر چکی ہے ہزاروں کی تعداد سے متجاوز ہیں جو شمار میں نہیں آسکتے اور ان سے ممالک بھرے پڑے ہیں جو گنتی سے باہر جو اہل علم وفتویٰ اور ورع وتقویٰ کے زمرہ میں شامل ہیں۔

الحاصل تفقہ فی الدین کا دروازہ سب کے لیے کشادہ اور وا ہے مگر تاریخی اور ٹھوس حوالوں کے پیش نظر حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے اصحاب تفقہ فی الدین کے میدان میں سب سے گوئے سبقت لے گئے ہیں۔ اس لیے طائفہ منصورہ کی حدیث میں یتفقہ فی الدین کے واشگاف الفاظ کے مصداق بعد از حضرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وبعض کبار تابعین حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے نقش قدم پر چلنے والے حضرات ہیں۔

این خانہ ہمہ آفتاب است

قتال علی الحق:

اس حدیث میں تفقہ فی الدین کے بعد "یقاتلون علی الحق" کی صفت

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

نمایاں طور پر موجود ہے۔اس لیےاس پر بھی غور کرنا ضروری ہے۔ بلا شک مسلمانوں کے جملہ فرقوں نے ہر دور اور ہر ملک میں اپنی اپنی صوابدید کے مطابق جہاد اور قتال علی الحق کی صفت پر عمل کیا ہے اور بقدر وسعت واستطاعت ہر ایک نے اپنا اسلامی فریضہ ادا کیا ہے لیکن نواب صاحب کے بیان کے مطابق بزعم خود اہل حدیث حضرات نے کبھی جہاد نہیں کیا۔اس لیے وہ طائفہ منصورہ (اور فرقہ ناجیہ) کا مصداق کسی صورت میں نہیں ہو سکتے۔کیوں کہ اگر اس گروہ کے لیے "**یقاتلون علی الحق**" کی صفت بھی بیان کی گئی ہے اور وہ غیر مقلدین حضرات میں حسب تحقیق و بیان نواب صاحب موجود نہیں ہے اور کوئی وجہ نہیں کہ نواب صاحب کا یہ بیان غلط ہو کیوں کہ کلام الملوک ملوک الکلام زبان زد خلائق ہے اور

زبانِ خلق کو نقارہ خدا سمجھو!

چنانچہ نواب صاحب ارقام فرماتے ہیں کہ

"بلکہ اہل سنت و حدیث اس دن سے ہے جس دن سے دنیا میں اسلام آیا کسی تاریخ سے یہ ثابت نہیں کہ کسی محدث کو کسی نے وہابی کہا ہو یا کسی محدث نے کسی ملک میں فساد کیا ہو یا کسی بادشاہ وحاکم وغیرہ سے بنام جہاد لڑا ہو بلکہ ساری کتب طبقات و تواریخ اس امر پر متفق ہیں کہ ہمیشہ طریقہ ان لوگوں کا ترکِ دنیا و شغل عبادت وعلم رہا ہے۔بعض ان میں درویش تھے جن کو صوفی وفقیر وزاہد کہتے ہیں ان کو لڑائی سے کیا واسطہ؟ وہ تو دنیادار لوگوں سے ملاقات بھی نہیں کرتے تھے۔"

(ترجمان وہابیہ ص۵۹)

اس عبارت سے جہاں غیر مقلدین حضرات کا ترک جہاد ثابت ہے اسی طرح یہ بھی ثابت ہے کہ صوفی وفقیر وزاہد بھی انہی میں سے گزرے ہیں لہٰذا اگر ان کی کچھ باتیں خلاف شرع یا استدراج وغیرہ ہیں تو اس میں تقلید نہیں بلکہ ترک تقلید کارفرما ہے۔اور اس کی جواب دہی ہمیں نہیں بلکہ خود ان ہی کو کرنی چاہیے۔کیوں کہ این گناہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

یست کہ در شہر شما نیز کنند!"

اور دوسرے مقام پر یوں تحریر فرماتے ہیں کہ

"اور اہل حدیث تیرہ سو برس سے چلے آتے ہیں۔ ان میں سے کسی نے ملک میں جھنڈا اس جہاد اصطلاحی حال کا کھڑا نہیں کیا اور نہ کوئی ان میں حاکم یا بادشاہ کسی ملک کا بنا اکثر بلکہ سب کے سب زاہد تارک دنیا تھے، فتنہ وفساد وقتل وخونریزی سے ہزاروں کوس بھاگتے تھے۔" (ترجمان وہابیہ ص ۲۱)

(ماخوذ طائفہ منصورہ ترمیم واضافہ کے ساتھ)

نواب صاحب کے علاوہ بے شمار حوالہ جات ایسے پیش کیے جا سکتے ہیں کہ غیر مقلدین نے کبھی جہاد نہیں کیا۔ وکیل اہل حدیث مولانا محمد حسین بٹالوی کا رسالہ الاقصاد فی مسائل الجہاد ملاحظہ فرمائیں۔

جو جماعت حق پر قائم رہے گی اس کا ایک نام سواد اعظم بھی ہے

پہلی حدیث:

وعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّهٗ شَذَّ شَذَّ فِي النَّارِ.

(مشکوۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

"ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے بڑی جماعت کی پیروی کرو، جو اس سے جدا ہوا جدا ہو کر جہنم میں گیا۔

دوسری حدیث:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اِنَّ اُمَّتِیْ لَنْ تَجْتَمِعُ عَلٰی ضَلَالَۃٍ فَاِذَا رَاَیْتُمُ الْاِخْتِلَافَ فَعَلَیْکُمْ بِالسَّوَادِ الْاَعْظَمِ

''بے شک میری امت گمراہی پر ہرگز جمع نہیں ہوگی۔ پس جب تم اختلاف دیکھو تو تم پر بڑی جماعت کی اتباع لازم ہے۔''

(کتاب النھایہ لابن الیر ص ۱۸۔ مقاصد الحسنہ ص ۴۶۰۔ مستدرک للحاکم، کنز العمال اردو حصہ اول ص ۱۵۳، حدیث: ۹۰۹)

سواد اعظم سے مراد:

(۱)...... شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سوادِ اعظم کے متعلق فرماتے ہیں:

کہ بالجملہ سواد اعظم دردین اسلام مذہب اہل سنت و جماعت است۔ یعنی دین اسلام میں سواد اعظم سے مراد اہل سنت و جماعت ہے۔

(اشعۃ اللمعات فارسی ج ۱ ص ۱۴۱ سطر ۹)

(۲)...... امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کَانَ سُفْیَانُ الثَّوْرِیُّ یَقُوْلُ الْمُرَادُ بِالسَّوَادِ الْاَعْظَمِ ھُمْ مَنْ کَانَ اَھْلُ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سواد اعظم سے وہی مراد ہیں جو اہل سنت و جماعت کہلاتے ہیں۔

(۳)...... شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ایک مذہب کی پابندی کا بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ وَلَمَّا انْدَرَسَتِ الْمَذَاھِبُ الْحَقَّۃُ اِلَّا ھٰذِہِ الْاَرْبَعَۃَ کَانَ اتِّبَاعُھَا اِتِّبَاعًا لِلسَّوَادِ الْاَعْظَمِ وَالْخُرُوْجُ عَنْھَا خُرُوْجًا عَنِ السَّوَادِ الْاَعْظَمِ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا ہے کہ بڑی جماعت کی اتباع کرو اور جب سوائے ان چار مذاہب (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) کے سب ختم ہو گئے۔ لہٰذا ان کی اتباع کرنا سوادِ اعظم کی ہی پیروی کرنا ہے اور اس سے باہر ہونا سوادِ اعظم سے ہی باہر ہونا ہے۔

(عقد الجید ص ۳۳ سطر ۱ تا ۴ مطبوعہ دہلی)

(۴)......ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ بھی ناجی گروہ اور سوادِ اعظم اہل سنت و جماعت ہی کو قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

فلا شك ولا ريب انهم هم اهل السنة والجماعة

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص ۷)

کوئی شک وشبہ نہیں بے شک وہ ہی اہل سنت والجماعت ہیں۔

جو جماعت حق پر قائم رہے گی اس کا نام الجماعۃ بھی ہے

حدیث:

معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ کھڑے ہوئے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہم لوگوں میں کھڑے ہوئے اور فرمایا: آگاہ ہو جاؤ تم میں سے پہلے اہل کتاب (یہود اور نصاریٰ) بہتر (۷۲) فرقے ہو گئے اور اس ملت کے لوگ قریب ہیں کہ تہتر (۷۳) فرقے ہو جاویں ان میں سے بہتر (۷۲) جہنم میں جاویں گے اور ایک جنت میں جاوے گا اور وہ (وهي الجماعة) جماعت ہے۔

(ابوداؤد، اول الکتاب السنۃ، باب فی شرح السنۃ حدیث نمبر: ۱۱۷۳)

قرآن میں اہل سنت کا ذکر

اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

أَكَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ○ وَأَمَّا الَّذِينَ ابْيَضَّتْ وُجُوهُهُمْ فَفِي رَحْمَةِ اللَّهِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ○

(سورہ آل عمران: ۱۰۶، ۱۰۷)

"جس دن کہ سفید ہوں گے بعضے منہ اور سیاہ ہوں گے بعضے منہ سو وہ لوگ کہ سیاہ ہوئے منہ ان کے ان سے کہا جائے گا کیا تم کافر ہو گئے ایمان لا کر اب چکھو عذاب بدلہ اس کفر کرنے کا اور وہ لوگ کہ سفید ہوئے منہ ان کے سو رحمت میں ہیں اللہ کی اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان آیات کی تفسیر:

قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں:

دیلمی نے مسند الفردوس میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل سنت کے چہرے روشن اور اہل بدعت کے چہرے سیاہ ہوں گے۔

(تفسیر مظہری اردو جلد نمبر ۲ ص ۲۳۲ مطبوعہ خزینہ علم و ادب لاہور)

امام جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مرفوع حدیث کے حوالہ سے فرماتے ہیں۔ اہل سنت کے چہرے سفید ہوں گے اور اہل بدعت کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ (تفسیر در منثور ج ۲ ص ۶۳)

حضرت ابو سعید (سعد بن مالک بن سنان) الخدری رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

تبیض وجوہ اھل الجماعۃ والسنۃ وتسود وجوہ اھل البدع والھواء

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اہل السنّت والجماعت کے چہرے سفید ہوں گے اور اہل بدعت کے اور ان لوگوں کے جو اپنی خواہشات پر چلتے ہیں کے چہرے سیاہ ہوں گے۔
(تفسیر در منثور ج ۲ ص ۶۳)

مفتی محمد شفیع صاحب لکھتے ہیں:
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اہل سنت کے چہرے سفید ہوں گے اور اہل بدعت کے سیاہ ہوں گے۔ (معارف القرآن جلد دوم ص ۱۴۶)
علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں:
ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ارشاد ہے کہ اہل سنت والجماعت کے منہ سفید اور نورانی ہوں گے اور اہل بدعت و فرقت کے کالے منہ ہوں گے۔
(تفسیر ابن کثیر عربی ج ۱ ص ۳۹۰، اردو ج ۱ ص ۵۰۱)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں:
سعید بن جبیر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے کہ اہل سنت کے چہرے روشن اور اہل بدعت کے چہرے کالے ہوں گے۔
(تفسیر مظہری عربی ج ۲ ص ۱۱۶۔ اردو ج ۲ ص ۲۳۲)
امام جلال الدین سیوطی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کرتے ہیں۔
اہل السنّت والجماعت کے چہرے سفید ہوں گے اور اہل بدعت و ضلالت کے چہرے سیاہ ہوں گے۔

احادیث میں اہل السنّت کا ذکر

حدیث نمبر ا:
علامہ عبدالکریم شہرستانی اپنی مشہور کتاب الملل النحل ج ۱ ص ۲۰ پر ایک مرفوع حدیث نقل کرتے ہیں کہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عنقریب میری امت تہتر (۷۳) فرقوں میں بٹ جائے گی ان میں سے صرف ایک فرقہ نجات پانے والا ہوگا اور باقی سب فرقے ہلاک ہونے والے ہوں گے۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ وہ نجات پانے والا فرقہ کون سا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا اہل السنۃ والجماعۃ۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ سنت و جماعت سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ طریقہ کہ جس پر آج کے دن میں اور میرے صحابہ ہیں۔

حدیث نمبر۲:

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ دو آدمیوں کو میری شفاعت نصیب نہ ہوگی۔ ایک روایت میں ہے کہ میری امت میں دو قسم کے لوگوں کو میری شفاعت نصیب نہ ہوگی۔

۱...... ظالم امام (یعنی حکمران، بادشاہ، مسلمانوں کا امیر جو ظلم کے ساتھ ان پر حکومت کرے)

۲...... دین میں غلو کرنے والا، جو نبی ﷺ کی سنت اور جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کے طریق سے تجاوز کرتا ہے۔

(تنبیہ الغافلین اردو باب سنت پر عمل کرنا ص ۶۷۹)

حدیث نمبر۳:

حضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ بنی اسرائیل اکہتر (۷۱) فرقوں میں بٹ گئے تھے اور میری امت کے بہتر (۷۲) ہوں گے۔ اکہتر (۷۱) دوزخ میں اور ایک جنت میں۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ وہ ایک فرقہ کون سا ہے؟ ارشاد فرمایا اہل السنۃ والجماعت یعنی نبی ﷺ کی سنت اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت کے طریق کو اپنانے والے۔ حضور اکرم ﷺ کی ایک حدیث ہے کہ فساد امت کے دور میں میری سنت کو

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

سینے سے لگانے اور اپنانے والے کو سو شہید کا ثواب ملے گا۔

(تنبیہ الغافلین اردو باب سنت پر عمل کرنا ص ۶۸۰ از امام نصر بن محمد بن ابراہیم ابواللیث السمر قندی، مترجم مولانا عبدالحمید انور، ناشر مکتبہ الحسن لاہور)

حدیث نمبر ۴:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خطاب فرمایا اے لوگو! میرے صحابہ کا اکرام کرو، ان کے ساتھ حسن سلوک کرو، ان کے ساتھ محبت رکھو کیوں کہ سب لوگوں سے بہتر میرے صحابہ ہیں' جن میں میری بعثت ہوئی۔ وہ اللہ پر ایمان لائے اور میری تصدیق کی اور میں اللہ تعالیٰ کے ہاں سے جو احکام لایا ان کو قبول کیا اور ان کی پیروی کی اور عمل کیا پھر ان کے بعد اس دور کے لوگ ہیں جو ان کے بعد ہی آنے والے ہیں۔ وہ مجھ پر ایمان لائے، اللہ کے احکام کی اتباع کی، حالانکہ مجھے نہیں دیکھا پھر وہ لوگ جو ان کے بعد متصل آنے والے ہیں۔ وہ مجھ پر ایمان لائے پھر ان کے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو نمازوں کو ضائع کریں گے خواہشات کے پیچھے دوڑیں گے جن باتوں کا میں نے حکم دیا ہے انہیں چھوڑ بیٹھیں گے اور جن سے روکا ہے انہیں شوق سے کریں گے۔ دین کو اپنی خواہشات کے مطابق استعمال کریں گے ان کے اعمال میں ریا کاری ہوگی۔ بات بات پر قسم کھائیں گے جب کہ قسم کا مطالبہ بھی کوئی نہ کرتا ہوگا۔ گواہی کی طلب یا درخواست کے بغیر ہی گواہی دینے کو تیار ہوں گے۔ کوئی امانت رکھے گا تو خیانت کریں گے اور ادا کرنے کا نام تک نہ لیں گے۔ بات کریں گے تو جھوٹ بولیں گے۔ محض باتیں بنائیں گے، عمل سے کچھ لگاؤ نہ ہوگا۔ ان لوگوں میں سے علم اور حلم اٹھ جائے گا۔ جہالت اور بدگوئی ان میں آ جائے گی۔ حیا اور امانت ان کے ہاں ختم ہو جائے گی۔ جھوٹ، خیانت، والدین کی نافرمانی، رشتہ داروں سے قطع تعلق، لمبی لمبی امیدیں، بخل، دنیا کی حرص اور طمع،

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

حسد، بغاوت وسرکشی، بد خلقی، ہمسایوں سے بدسلوکی ان لوگوں میں عام ہو جائے گی۔ دین سے یوں صاف نکل جائیں گے جیسے تیر نشانہ میں سے گزر جاتا ہے اور قیامت بدترین لوگوں پر قائم کی جائے گی پس تمہیں اگر پسند ہے کہ وسط جنت اور اس کی نعمتوں میں ٹھکانہ بن جائے تو ((فالزموا السنة والجماعة)) ''سنت وجماعت کو لازم پکڑو (یعنی نبی ﷺ کی سنت اور صحابہ کی جماعت کی پیروی اپنے پر لازم کرلو)۔''

دین کے نام پر پیدا ہونے والی نئی باتوں سے بہت بچو کہ یہ بدعت ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے اور اللہ تعالیٰ میری (حضرت محمد ﷺ) پوری امت کو کبھی بھی گمراہی پر جمع نہیں کرے گا پس جس کسی نے اطاعت چھوڑ دی جماعت سے الگ ہو گیا اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی پرواہ نہ کی بلکہ مخالفت اختیار کی، وہ اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملے گا کہ وہ اس سے ناراض ہوں گے اور اسے دوزخ میں ڈالیں گے۔

(تنبیہ الغافلین اردو باب سنت پر عمل کرنا ص ۶۸۲)

حدیث نمبر ۵:

''قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ فَقَدْ مَاتَ عَلَی السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ''

(کشف الغمہ بحوالہ ہم سنی کیوں ہیں؟ ص ۸۳)

جو آلِ محمد کی محبت پر مرے گا وہ اہل سنت والجماعت ہے۔

آل سے مراد نبی ﷺ کی تمام ازواج، تمام بنات اور رشتہ دار ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل سنت

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور اہل سنت:

امام عبدالوہاب شعرانی لکھتے ہیں:

وَکَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَقُوْلُ سَیَأْتِیْ قَوْمٌ یُجَادِلُوْنَکَ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

مُتَشَبِهَاتِ الْقُرْاٰنِ فَخُرُوْهُمْ بِالسُّنَنِ فَإِنَّ أَصْحَابَ السُّنَنِ أَعْلَمُ وَبِكِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ الْخَطَابِيْ وَاَصْحَابُ السُّنَنِ هُمْ حُفَّاظُ الْحَدِيْثِ.

(المیزان الکبریٰ ج۱ص۱۵)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عنقریب ایک قوم آئے گی جو تم سے قرآن شریف کے متشابہات کے ساتھ مجادلہ (جھگڑا) کرے گی تو تم کو چاہیے کہ ان سے بذریعہ سنن مواخذہ کرو۔ کیونکہ اصحاب سنن خدا تعالیٰ کی کتاب کے زیادہ جاننے والے ہیں۔ امام خطابی کا قول ہے کہ اصحاب سنن حدیث کے حفاظ اور اس کے سمجھنے والے ہیں۔

(مواہب رحمانی ترجمہ اردو مولانا شعرانی ج۱ص۱۷۶، ترمیم و اضافے کے ساتھ ادارہ اسلامیات، انارکلی، لاہور)

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اہل سنت:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ملاحظہ فرمائیں: آپ سے دریافت کیا گیا کہ آپ بتلائیں اہل جماعت کون ہیں؟ اہل فرقہ کون ہیں؟ اہل بدعت کون ہیں؟ اور اہل سنت کون ہیں؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ اہل الجماعت میں میرے رضا کار اور تابع دار ہیں۔ اگرچہ وہ تھوڑے ہوں، یہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے امر کے تحت حق ہے اور اہل الفرقہ میرے اور میرے رضا کاروں کے مخالف ہیں۔ اگرچہ وہ کثیر تعداد میں ہوں اور ارشاد فرمایا:

”وَاَمَّا اَهْلُ السُّنَّتِ فَالْمُتَمَسِّكُوْنَ بِمَا سُنَّةُ اللّٰهِ لَهُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَاِنْ قَلُّوْا وَاَمَّا اَهْلُ الْبِدْعَةِ فَالْمُخَالِفُوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ وَلِكِتَابِهٖ وَلِرَسُوْلِهٖ وَالْعَامِلُوْنَ بِرَأْيِهِمْ وَاَهْوَاءِ هِمْ وَاِنْ كَثُرُوْا“ (احتجاج طبرسی)

اور اہل سنت وہ لوگ ہیں جو اللہ کے احکام اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

مضبوطی کے ساتھ پکڑنے والے ہیں جوان کے لیے مقرر کیا گیا ہے، اگرچہ وہ تھوڑے ہوں اور اہل بدعت وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول اور اس کی کتاب کی مخالفت کرنے والے ہوں اور صرف اپنی رائے اور خواہشات پر عمل کرنے والے ہوں، اگرچہ وہ زیادہ ہوں۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور اہل سنت:

کربلا کی سرزمین پر نواسہ رسول حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے بلیغ خطبہ میں ارشاد فرمایا:

"اَنَّ رَسُوْلَ ﷺ قَالَ لِیْ وَلِاَخِیْ اَنْتُمَا سَیِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَقُرَّةُ عَیْنِ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ" (تاریخ کامل لابن الاثیر)

"کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور میرے بھائی کے لیے ارشاد فرمایا کہ تم دونوں نوجوانان جنت کے سردار ہو اور اہل سنت کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہو۔"

ان تمام حوالہ جات میں اہل سنت والجماعت کے نام کی تصریح موجود ہے۔

تابعین و تبع تابعین، ائمہ کرام، مفسرین، محدثین، مؤرخین اور دیگر علمائے امت کے اہل سنت والجماعت کے متعلق اقوال

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور اہل سنت:

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ورع اور تقویٰ کے باب میں یوں رقم طراز ہیں: "وَلَا یَعْلَمُ تَفْصِیْلُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْاِقْتِدَارِ بِالْفِرْقَةِ النَّاجِیَةِ وَهُمُ الصَّحَابَةُ فَاِنَّهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ لَمَّا قَالَ النَّاجِیْ مِنْهَا وَاحِدَةٌ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَنْ هُمْ قَالَ اَهْلُ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ فَقِيْلَ مَنْ اَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ قَالَ مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِیْ" (احیاء العلوم ج ۳ مطبوعہ مصر)

ورع اور تقویٰ کی تفصیل نجات پانے والے فرقہ کی تابعداری کے بغیر معلوم نہیں ہوسکتی اس سے مراد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجات پانے والوں میں ایک فرقے کا ذکر کیا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ یارسول اللہ وہ ایک کون سا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل سنت والجماعت۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ اہل سنت والجماعت کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے اور میرے صحابہ کے طریقے والے لوگ اہل سنت والجماعت ہیں۔

امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اور اہل سنت:

فرماتے ہیں کہ بے شک تم اس کتاب (میزان کبریٰ) کو نظر انصاف سے دیکھو گے تو اس صحیح عقیدہ کی تحقیق ہو جائے گی۔

اِنَّ سَائِرَ الْاَئِمَةِ الْاَرْبَعَةِ وَمُقَلِّدِيْهِمْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ عَلٰى هُدًى مِنْ رَبِّهِمْ فِيْ ظَاهِرِ الْاَمْرِ وَبَاطِنِهٖ

یعنی بے شک چاروں امام اور ان کے مقلدین (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) علیہم الرضوان امر ظاہر اور باطن میں خدا کی طرف سے ہدایت پر ہیں۔

(المیزان الکبریٰ جلد اول ص ۷، سطر ۱۲، ۱۳)

حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ اور اہل سنت:

حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھتے ہیں:

(آن امام اماماں و مقتدائے سنیاں)

"آپ اماموں کے امام اور اہل سنت کے پیشوا ہیں۔"

(کشف المحجوب)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور اہل سنت:

امام سیوطی تحریر فرماتے ہیں کہ اسماعیل فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حافظ ابو احمد حاکم کو خواب میں دیکھا اور پوچھا

اَیُّ الْفِرَقِ اَکْثَرُ نَجَاۃِ عِنْدَ کُمْ

"تمہارے نزدیک کون سا فرقہ نجات پانے والا ہے"

فَقَالَ اَھْلُ السُّنَّۃِ "پس انہوں نے ارشاد فرمایا: اہل سنت"

(شرح الصدور ص ۱۱۹، سطر ۳۰، ۳۱)

امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ اور اہل سنت:

(اہل سنت کی حدیث مقبول اور اہل بدعت کی مردود)

محمد بن سیرین بیان کرتے ہیں کہ پہلے لوگ سند حدیث کی تحقیق نہیں کرتے تھے لیکن جب دین میں بدعات سیئہ اور فتنے داخل ہو گئے تو لوگ سند حدیث کی تحقیق کرنے لگے اور جس حدیث کی سند میں (اِلٰی اَھْلِ السُّنَّۃِ) اہل سنت راوی ہوتے اس کو قبول کرتے اور جس کی سند میں اہل بدعت ہوتے اس کو چھوڑ دیتے۔

(مقدمہ مسلم، باب بیان ان الاسناد من الدین)

امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کتاب العلل میں نقل کیا ہے۔ (جامع الترمذی اردو ج ۲ ص ۸۵۳، مطبوعہ محمد علی کارخانہ کراچی)

امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور اہل سنت:

امام سفیان ثوری سے پوچھا گیا کہ اے ابو عبداللہ تمام نمازیں ہر نیک اور بد کے پیچھے پڑھ سکتے ہیں بولے نہیں، صرف نماز جمعہ اور نماز عید کا یہ حکم ہے باقی نمازوں میں تمہیں اختیار ہے وہ اسی شخص کے پیچھے پڑھو جس پر تجھے یقین ہو کہ اس کا تعلق اہل سنت کے ساتھ ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ اردو ج ۳ ص ۱۷۵)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور اہل سنت:

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک روایت کی شرح کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے:

اگر گویند چگو نہ معلوم شود کہ فرقہ ناجیہ اہلسنت وجماعت اند وایں راہ راست و راہ خدا ست و دیگر ہمہ راہ ہائے نارست و ہر فرقہ دعویٰ میکند کہ براہ راست است و مذہب دے حق۔ جوابش آنکہ ایں چیزے نیست کہ بمجرد دعوٰی تمام شود بڑہان باید و برہانِ حقانیت اہلسنت وجماعت آنست کہ ایں دین اسلام بنقل آمدہ است و مجرد عقل باں دانی نیست و تبواتر اخبار معلوم شدہ و تبع تفحص احادیث وآثار متقین گشتہ کہ سلف صالح از صحابہ و تابعین باحسان ومن بعدہم ہمہ بریں اعتقاد و وبریں طریقہ بودہ اندو ایں بدع وہوا در مذہب واقوال بعد از صدر اول حادث شدہ واز صحابہ وسلف مقتدمین ہیچ کس براں نبودہ وایشاں متبری بودہ اندازاں بعد از حدوث آں رابطہ صحبت ومحبت کہ باں قوم قطع کردہ و رد نمودہ و محدثین اصحاب کتب ستہ وغیرہا از کتب مشہورہ معتمدہ کہ معنی مدار احکام اسلام برآنہا افتادہ وائمہ فقہائے اربابِ مذاہب اربعہ وغیرہم از انہاکہ در طبقہ ایشاں بودہ اند ہمہ بریں مذہب بودہ اندو اشاعرہ و ماتریدیہ کہ ائمہ اصول کلام

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اند تـائيد مذہب سلف نمودہ بدلائل عقليه از اثبات کردہ وآنچـه سنت رسول صلى الله عليه وسلم واجماع سلف بـراں رفتـه بـودہ مـدکـد سـاختـه انـدو لـہٰذا نام ایشاں اہل سـنـت و جـمـاعـت افتـادہ اگرچه ایں نام حادث ست امام مـذہـب واعـتـقـاد ایشـاں قـدیم است وطریقه ایشاں اتباع احـادیـث نبـوی صـلى الله عليه وسلم واقتداء بآثار سلف وحمل نصوص برظاہر ست۔

(اشعة اللمعات فارسی ج۱ص۱۴۰،۱۴۱)

''اگر کہیں کہ یہ کیسے معلوم ہوا کہ اہل سنت و جماعت ہی ناجی فرقہ ہیں اور یہی راہ راست ہے اور اللہ والوں کا راستہ ہے اور باقی تمام راستے (فرقے) جہنم کی طرف جاتے ہیں اور ہر فرقہ یہی دعویٰ کرتا ہے کہ وہ راہِ راست پر ہے اور اسی کا مذہب برحق ہے۔اس کا جواب یہ ہے کہ صرف دعویٰ کردینا برحق ہونے کے لیے کافی نہیں بلکہ اس کے لیے دلیل چاہیے اہل سنت و جماعت کے برحق ہونے کی یہ دلیل ہے کہ یہ دین اسلام نقل سے ثابت ہے پرکھنے کے لیے مجرد عقل کافی نہیں ہے جب کہ اہل سنت کی حقانیت متواتر اخبار کے ذریعے ثابت ہوتی ہے اور احادیث وآثار میں غور وخوض کرنے سے یہ یقین پختہ ہوجاتا ہے کہ سلف صالحین یعنی صحابہ وتابعین اوران سے بعد کے تمام بزرگ یہی عقائد رکھتے تھے اوراسی طریقے پر تھے۔اور مذہب وارشادات اکابر میں بدعت وہوس کی ملاوٹ صدراول کے بعد ہوئی اور صحابہ وسلف......میں سے کوئی ایک بھی ان کے طریقے پر نہ تھا اور وہ ایسے راستوں سے بری تھے۔بزرگوں کی صحبت ومحبت کے رشتے کو دوسرے فرقوں نے توڑ دیا اوراس کا رد کیا اور صحاح ستہ و دوسری مشہور ومعتمد کتب احادیث کہ اسلامی احکام کا جن پر دارومدار ہے اور چاروں مذاہب کے ائمہ مجتہدین وفقہاء وغیرہ سب زمرہ اہل سنت و جماعت سے تھے سب

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اسی مذہب پر تھے اور اشاعرہ و ماتریدیہ کہ اصول کلام کے امام تھے انہوں نے بھی سلف صالحین کے مذہب کی تائید کی اور اسے عقلی دلائل سے ثابت کیا اور جو رسول اللہ ﷺ کی سنت اور اجماع سلف سے ثابت ہے اسے موکد کیا اسی وجہ سے اس جماعت کا نام اہل سنت و جماعت پڑ گیا۔ اگرچہ ناجی گروہ کا یہ نام بعد میں رکھا گیا لیکن ان کا مذہب اور عقیدہ قدیم ہے اور ان کا طریقہ نبی کریم ﷺ کی احادیث کا اتباع کرنا اور سلف صالحین کے آثار کی اقتدار کرنا اور نصوص کو ان کے ظاہر پر محمول کرنا ہے۔''

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور اہل سنت:

(۱)......حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ تہتر (۷۳) فرقوں کا ذکر کرتے ہوئے اہل سنت و جماعت کو ناجی فرقہ قرار دیتے ہیں اور اس کی نشانیاں بھی بیان فرماتے ہیں اور اس پر زندہ رہنے کی دعا بھی کرتے ہیں:

''پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل میں اکہتر فرقے بن گئے تھے جن میں سے ایک سوا سب جہنمی تھے۔ قریب ہے کہ میری امت کے تہتر فرقے بن جائیں، جن میں سے ایک جنتی ہوگا اور باقی سب جہنمی۔ صحابہ نے عرض کی کہ وہ نجات پانے والا فرقہ کون سا ہوگا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ اسی طریقے پر ہوگا جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں اور اسی نجات پانے والے فرقے کا نام اہل سنت و جماعت ہے اور وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی تابع داری کو ضروری قرار دیتے ہیں اور آنحضرت ﷺ کے صحابہ کی پیروی کرتے ہیں۔ اے اللہ! ہمیں اہل سنت و جماعت کے عقیدے پر قائم رکھنا، اسی جماعت میں رہتے ہوئے ہمیں موت آئے اور ان حضرات ہی میں ہمارا حشر و نشر ہو۔'' (مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب ۶۷)

(۲) ...بہتر فرقوں کا ذکر غنیۃ الطالبین سے کرتے ہوئے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ اپنی کتاب غنیۃ میں فرماتے ہیں کہ اہل بدعت کی جتنی بھی جماعتیں ہیں ان کی بنیاد نو فرقے ہیں جو یہ ہیں: ۱۔خوارج ۲۔شیعہ ۳۔معتزلہ ۴۔مرجیہ ۵۔مشبہ ۶۔جہمیہ ۷۔ضراریہ ۸۔نجاریہ ۹۔کلابیہ۔ یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں نہ تھے اور نہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے عہد خلافت میں ان کا وجود پایا گیا۔
(مکتوبات امام ربانی دفتر دوم مکتوب نمبر ۶۷)

(۳)......مولانا محمد اشرف صاحب کے نام مکتوب گرامی لکھتے وقت آپ نے اسی سلسلے میں یہ نصیحت فرمائی تھی:

''پس چاہیے کہ اہل سنت و جماعت کے معتقدات پر اپنے عقائد کا دار و مدار رکھیں اور زید و عمرو کی باتوں پر کان نہ دھریں۔ دوسروں کی نفاظی اور چرب زبانی پر اعتماد کرنا اپنے دین کو ضائع کرنا ہے۔ فرقہ ناجیہ کی تقلید ضروری ہے تاکہ نجات کی امید ہو ورنہ ساری محنت رائیگاں جائے گی۔'' (مکتوباتِ امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۲۵۱)

(۴) نجات پانے والی جماعت یعنی فرقہ ناجیہ کی نشاندہی کرتے ہوئے حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمایا:

''نجات کا طریقہ اہل سنت و جماعت کی متابعت میں ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ اہل سنت کے اقوال و افعال اور اصول و فروع میں برکت مرحمت فرمائے کیوں کہ ناجی فرقہ یہی ہے اور اس کے سوا باقی سب فرقے خرابی کا شکار ہیں اور اس ہلاکت کا خواہ آج کسی کو علم نہ ہو لیکن کل بروز قیامت یہ راز سب پر کھل جائے گا لیکن فائدہ نہیں ہو گا۔'' (مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۶۹)

(۵) مزید فرماتے ہیں:

''منعم حقیقی کے شکر ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے عقائد کو فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت کی آرائے کے مطابق درست کیا جائے اس کے بعد اس

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

گروہ کے مجتہدین عظام کی تحقیقات کے مطابق احکام شرعیہ پر عمل کرے۔''
(مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۷۱)

(۶)......مرزا بدیع الزمان کے نام مکتوب گرامی لکھتے ہوئے آپ نے اسی حقیقت کو ان لفظوں میں بیان فرمایا تھا:

''سرور کونین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی متابعت اس طرح ہوتی ہے کہ سب سے پہلے عقائد کو درست کیا جائے اس کے بعد فقہ کے ضروری احکام و مسائل کا علم حاصل کیا جائے اور وسیلے سے یا بغیر وسیلے کے حق سبحانہ وتعالیٰ سے اس کی رضا طلب کی جائے۔ اللہ سبحانہ تمہیں سلامتی اور عافیت کے ساتھ رکھے۔ سعادت دارین کی دولت سرور کون و مکاں صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں ہے، لیکن اس طریقے پر جو حضرات علمائے اہل سنت اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو شرفِ قبولیت بخشے، نے بیان فرمایا ہے یعنی سب سے پہلے بزرگان اہل سنت کی آرائے صائبہ کے مطابق اپنے عقائد کو درست کیا جائے۔ دوسرے درجے میں حلال و حرام اور فرض، واجب، سنت، مستحب، مباح اور مشتبہ کا علم حاصل کرے اور ان علوم کے مطابق عمل کرنا اصل مقصود ہے۔ یہ عملی اور اعتقادی دونوں پر حاصل کر لینے کے بعد اگر سعادت ازلی مدد فرمائے تو عالم قدس کی جانب پرواز میسر آ سکتی ہے۔'' (مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۷۵)

(۷)......حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے اسی پر زور دیتے ہوئے شیخ کبیر علیہ الرحمہ کے نام مکتوب گرامی لکھتے وقت فرمایا تھا:

''اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں اور تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشن سنت کی متابعت اور اس پر استقامت نصیب فرمائے سب سے ضروری اور کرنے والا کام یہ ہے کہ اولاً علمائے اہل سنت کی آراء کے مطابق عقائد درست کیے جائیں کیوں کہ یہی جماعت فرقہ ناجیہ ہے اس کے فقہی احکام کے مطابق علم و عمل کو اپنے اوپر لازم کر لینا چاہیے ان دو اعتقادی اور عملی پروں کو حاصل کر لینے کے بعد عالم قدس کی طرف پرواز کرنی

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

چاہیے۔'' (مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۹۴)

(۸)...... خضر خاں لودھی کو مکتوب گرامی لکھتے وقت اسی چیز کی آپ نے یوں تلقین فرمائی تھی:

''وہ ضروری امر جس کے بغیر چارہ کار نہیں یہ ہے کہ سب سے پہلے اہل سنت و جماعت کی آرائے صحیحہ کے مطابق اپنے عقائد کو درست کیا جائے کیوں کہ فرقہ ناجیہ یہی ہے۔ اس کے بعد فقہی احکام کے مطابق فرائض وسنن، واجبات و مستحبات، حرام و حلال اور مکروہ و مشتبہ کے ضروری احکام کا علم حاصل کر کے ان پر عمل کیا جائے۔ جب یہ اعتقادی اور عملی دونوں باز و میسر آ جائیں اور اللہ جل شانہٗ کی توفیق دستگیری فرمائے تو ممکن ہے کہ عالم حقیقت کی جانب پرواز کرنا نصیب ہو جائے لیکن ان دونوں بازوؤں کو حاصل کیے بغیر عالم حقیقت کی جانب پرواز کرنا ناممکن اور محال ہے۔''

(مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۹۴)

(۹)...... جمال الدین حسین بدخشی کو یہی نصیحت لکھتے ہوئے آپ نے فرمایا تھا:

''سب سے پہلے اہل سنت و جماعت کی آرائے صحیحہ کے مطابق اپنے عقائد درست کیے جائیں، اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کی مساعیٔ جمیلہ کو شرف قبولیت بخشے۔ اس کے بعد فقہی احکام شرعیہ کے مطابق عمل کریں۔ تیسرے درجے پر گرامی قدر صوفیہ جمیلہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کے طریقہ سلوک کو اختیار کیا جائے۔ جس کو یہ چیز نصیب ہوگئی اس نے عظیم الشان کامیابی حاصل کر لی اور جو اس سے محروم رہا وہ صریح خسارے میں ہے۔'' (مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۱۷۷)

(۱۰)...... شیخ فرید بخاری کے نام مکتوب گرامی لکھتے وقت انہیں بھی آپ نے یہی نصیحت فرمائی تھی:

''مکلفین کے لیے نہایت ضروری ہے کہ علمائے اہل سنت و جماعت کی آراء کے مطابق اپنے عقائد کو درست کریں کیوں کہ نجات اخروی بھی انہیں بزرگوں کی

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

آرائے صائبہ کے اتباع پر موصوف ہے۔ فرقہ ناجیہ بھی یہی بزرگ اور ان کے متبعین ہیں۔" (مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۱۹۳)

(۱۱)...... ملا عبد الغفور سمرقندی کو یہ بات سمجھاتے ہوئے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا:

"اہل سنت و جماعت شکر اللہ سعیھم کے مطابق عقائد اور احکام شریعہ سے اعتقادی و عملی طور پر اپنے ظاہر و باطن کو آراستہ و مزین کر کے اپنے باطن کو ذکر الٰہی سے آباد کرنا چاہیے۔" (مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۲۰۶)

(۱۲)...... اپنے مخدوم دونوں یعنی خواجہ عبد اللہ اور خواجہ عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہما کو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اہل سنت و جماعت کے عقائد لکھ کر بھیجے اور ان سے پہلے عقائد کی اہمیت بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا:

"اللہ تعالیٰ آپ کو سعادت مند کرے، عقل مندوں کا اولین فریضہ ہے کہ اپنے عقائد و نظریات کو حضرات علمائے اہل سنت شکر اللہ تعالیٰ سعیھم کے عقائد کی روشنی میں درست کریں، کیوں کہ فرقہ ناجیہ یہی ہیں۔"

(مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۲۶۶)

(۱۳)...... شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کے نام مکتوب گرامی لکھتے ہوئے آپ نے احکام شرعیہ اور احوال و مواجید کا مقابلہ کرتے ہوئے شریعت مطہرہ کی روشنی میں ان کے مقامات کو یوں بیان فرمایا تھا:

"بزرگوں کے نزدیک تمام ظاہری اور باطنی کمالات کا انحصار کمالاتِ شرعیہ پر ہے۔ علوم و معارفِ الٰہیہ کا دور و مدار عقائد کلامیہ پر ہے جو اہل سنت و جماعت کے نزدیک ثابت شدہ ہیں۔ اکابر اہل سنت، ہزاروں شہود و مشاہدات کو عقائد کلامیہ میں سے اللہ تعالیٰ کی بے چونی و بے چگونی کے ایک مسئلہ کے برابر بھی نہیں جانتے اور احوال و مواجید اور تجلیات و ظہورات کو جو کسی شرعی حکم کے خلاف ہوں، ایک دانہ جو

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کے برابر وقعت دے کر بھی خریدنے کے لیے تیار نہیں، کیوں کہ وہ ایسے ظہورات کو استدراج سمجھتے ہیں۔" (مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۲۷۶)

(۱۴) ملا عبدالکریم سازی کے نام مکتوب گرامی لکھتے ہوئے آپ نے انہیں بھی یہی تلقین فرمائی ہے:

"سب سے پہلے علمائے اہل سنت و جماعت شکر اللہ تعالیٰ سعیھم کی تصانیفِ علم کلام کے مطابق اپنے عقائد کو درست کرنا چاہیے۔ اس کے بعد فقہی احکام یعنی فرض، واجب، سنت، مستحب یعنی حلال و حرام اور مکروہ و مشبہ کو علمی اور عملی طور پر بجالائیں۔ اس کے بعد لازم ہے کہ دل کو ماسوائے حق کی گرفتاری سے محفوظ رکھا جائے۔ دل کی سلامتی اسی وقت حاصل ہوتی ہے جب دل میں ماسوائے حق کے اور کسی کا گزر نہ رہے۔ یعنی اگر ہزار سال بھی زندگی وفا کرے تو بھی حق تعالیٰ کے سوا کسی کا خیال دل میں نہ آنے دے۔" (مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۲۷۸)

(۱۵)...... خانِ جہاں کے نام مکتوب گرامی لکھتے ہوئے، آپ نے اس سلسلے میں یہ بھی تحریر فرمایا تھا:

"اے بزرگی اور سعادت کے نشان! سب سے پہلے آدمی پر ضروری ہے کہ فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی رائے کے مطابق اپنے عقائد کو درست کیا جائے کیوں کہ یہی مسلمانوں کا سوادِ اعظم ہے، عقائد کی اصلاح بہت ضروری ہے تاکہ آخرت میں کامیابی اور نجات میسر آسکے۔ اہل سنت و جماعت کے خلاف عقیدہ رکھنا بداعتقادی ہے جو سمِ قاتل ہے اور اس کا نتیجہ ابدی موت اور دائمی عذاب خریدنا ہے عمل میں اگر سستی یا کوتاہی ہو جائے تو بخشش کی امید ہوسکتی ہے لیکن عقیدے میں تساہل اور خرابی ہوئی تو نجات کی کوئی امید باقی نہیں رہتی۔"

(مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۶۷)

(۱۶)..... حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عورت یعنی محمد امین کی والدہ محترمہ کو

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

مختلف نصیحتیں کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا تھا:

''سب سے پہلے علمائے اہل سنت و جماعت شکراللہ تعالیٰ سعیھم کی رائے کے مطابق عقائد کو درست کرنا چاہیے کیوں کہ یہی ناجیہ فرقہ ہے۔ عقائد کی درستگی کے بعد فقہی احکام کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے جن کاموں کے کرنے کا شریعت مطہرہ نے حکم دیا ہے ان کی تعمیل کے بغیر چارہ کار نہیں ہے۔''

(مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۳۴)

امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور اہل سنت:

امام ربانی لکھتے ہیں.

سب عام و خاص کو معلوم ہو چکا ہے کہ جملہ فقہاء مجتہدین اور تمام ان کے مقلدین عامل بقرآن و حدیث ہیں کسی نے کوئی روایت حدیث کی محل اختلاف میں مرجع فرمائی اور اس پر عمل کیا۔ کسی نے دوسری روایت پر عمل کیا مگر سب عامل بقرآن و حدیث ہیں اور سب خلاف قرآن و حدیث کو مردود فرماتے ہیں، پس جملہ محدثین و فقہاء عامل کتاب اللہ تعالیٰ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں اور وہ سب فرقہ ناجیہ و سنت و جماعت سے ہیں کہ حدیث صحیح میں وارد ہو گیا ہے۔ بیان فرقہ ناجی میں کہ جب پوچھا صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہ وہ کون ہیں فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ما انا علیہ و اصحابی، الحدیث۔ پس صحابہ رضی اللہ عنہم کا طریق اور ان کا اتباع راہ نجات ہے اور وہی فرقہ ناجیہ۔ لہٰذا جملہ مجتہدین اور ان کے اتباع اور جملہ محدثین فرقہ ناجیہ اہل سنت والجماعت ہو گئے بحکم حدیث صحیح، البتہ جو جہال کہ محدثین مقبولین کو اپنی تقلید کے جوش تعصب میں طعن و تشنیع کرتے ہیں یا جو عامل بحدیث بزعم خود ہو کر فقہاء و مجتہدین راسخین پر سب و شتم کرتے ہیں اور فقہ کے مسائل مستنبطہ عن النصوص کو بنظر حقارت دیکھ کر زشت و زبوں جانتے ہیں وہ لوگ خارج از فرقہ ناجیہ اہل سنت اور متبع ہوئے۔ نفسانی اور داخل گروہ اہل ہوا کے ہیں۔ (سبیل الرشاد ص ۶۱)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

محدث اعظم حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ اور اہل سنت:

اہل السنّت والجماعت کا مطلب جیسا کہ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے غنیۃ الطالبین میں اور حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے منہاج السنۃ میں تصریح کی ہے۔ (اور ان کے حوالے ہماری کتابوں میں درج ہیں) کہ جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کی پیروی اور اتباع کریں وہ اہل السنّت والجماعت ہیں اور امت کے تہتر فرقوں میں سے یہی طبقہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اول سے آخر تک دوزخ سے محفوظ رہے گا۔ اور اسی فرقہ کو الفرقۃ الناجیہ سے تعبیر کیا جاتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ کا مصداق یہی طبقہ ہے۔ اور مَا اَنَا عَلَیْہِ سے سنت کی طرف وَاَصْحَابِیْ سے جماعت صحابہ کی پیروی کی طرف اشارہ ہے۔ علامہ عبدالکریم شہرستانی والمتوفی ۵۴۸ھ اپنی مشہور کتاب الملل والنحل میں یہ مرفوع حدیث نقل کرتے ہیں کہ

واخبر النبی ﷺ ستفترق امتی علی ثلاث وسبعین فرقۃ الناجیۃ منها واحدۃ والباقون هلکی قیل ومن الناجیۃ قال اهل السنۃ والجماعۃ قیل و ما السنۃ والجماعۃ قال ما انا علیه الیوم واصحابی.

(ج۱ص۱۳طبع بیروت)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ عنقریب امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی ایک فرقہ ان میں سے نجات پانے والا ہے اور باقی ہلاک ہونے والے ہیں۔ پوچھا گیا کہ نجات پانے والا کون سا فرقہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل السنّت والجماعت کا۔ پوچھا گیا کہ سنت اور جماعت سے کیا مراد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ طریقہ جس پر آج کے دن میں اور میرے صحابہ ہیں۔

اور ما انا علیه واصحابی کے الفاظ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی مرفوع

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

روایت میں بھی جو مستدرک ج ۱ ص ۱۲۹ اور تفسیر درمنثور ج ۲ ص ۶۳ وغیرہ میں ہے موجود ہیں۔ اس روایت سے صراحۃً ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ فرقہ ناجیہ صرف اہل السنّت والجماعت کا گروہ ہے اس کے بغیر باقی تمام فرقے ہلاکت کا شکار ہوں گے۔ ہاں یہ تفصیل اپنے محل کی ہے کہ ان میں وہ فرقے بھی ہوں گے جن کا افتراق کفر اور شرک کی حد تک پہنچ چکا ہوگا اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دوزخ میں رہیں گے اور ان میں وہ بھی ہوں گے جن کا افتراق صرف عملی بدعت اور معصیت تک محدود ہوگا وہ دوزخ میں جائیں گے اور اپنی سزا (جب تک اللہ چاہے گا) بھگت کر بالآخر جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ لیکن ابتدائی مرحلہ میں اپنے دینی افتراق کی وجہ سے دوزخ میں ضرور جائیں گے دوزخ سے اول تا آخر بچنے والا فرقہ صرف فرقہ ناجیہ اور اہل السنّت والجماعت کا طبقہ ہوگا۔

دوسری بات اس حدیث سے صاف طور پر یہ ثابت اور آشکارا ہوئی کہ فرقہ ناجیہ اور اہل السنّت والجماعت میں صرف وہی لوگ شامل اور داخل ہیں جو ہو بہو آنحضرت ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقہ پر چلیں گے نہ یہ وہ کہ اپنے آپ کو اہل السنّت والجماعت کہلاتے ہوں اور عقیدہ اور عمل میں آنحضرت ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سراسر خلاف عمل پیرا ہوں۔

علمائے دیوبند اکثر اللہ تعالیٰ جماعتھم پر یہ الزام کہ وہ بزرگوں کی توہین کرتے ہیں خالص بہتان سفید جھوٹ اور قطعاً باطل ہے۔ ان جیسا بزرگوں کا قدردان اور کوئی نہیں ہے اور ایسی کوئی صحیح اور مرفوع روایت تو پیش نظر نہیں جس سے یہ ثابت ہو کہ بزرگوں کی توہین کرنے والوں کے چہرے قیامت کے دن سیاہ ہوں گے۔ البتہ یہ بخاری ج ۲ ص ۹۶۳ وغیرہ کی صحیح حدیث سے ثابت ہے جو حدیث قدسی ہے آنحضرت ﷺ اللہ تعالیٰ تبارک سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: من

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

عادی لی ولیا فقد اذنته بالحرب یعنی جس نے میرے کسی ولی (اور نیک بندہ) سے دشمنی کی تو میری طرف سے اسے جنگ کرنے کا اعلان (اور الٹی میٹم) ہے ظاہر امر ہے کہ کون اللہ تعالیٰ سے جنگ کر سکتا ہے؟ اور کس میں اس قادر مطلق کے ساتھ لڑائی کرنے کی سکت اور طاقت ہے۔ ہم اور ہمارے اکابر بزرگان دین سے محبت کو حدیث الحب فی اللہ والبغض فی اللہ (ابوداؤد ج ۲ ص ۲۷۶) کی روشنی میں افضل الاعمال سمجھتے ہیں اور بزرگان دین سے صحیح عقیدت اور محبت کو المرء مع من احب (بخاری ج ۱ ص ۵۲۱ و مسلم ج ۲ ص ۳۳۲) کا مصداق تصور کرتے ہیں اور بزرگان دین کے نام لینے کو باعث نزول رحمت خداوندی قرار دیتے ہیں اور ان سے عداوت اور دشمنی کو ضیاع ایمان کا ذریعہ خیال کرتے ہیں بحمد اللہ تعالیٰ ہمارے اکابر میں سے کوئی بزرگ کی توہین کا مرتکب نہیں ہوا اور نہ اس کو جائز سمجھتا ہے خواہ مخواہ ان کی عبارات سے کشید کر کے توہین الزام ان پر عائد کرنا محض تعصب ہے اور نرا دجل ہے۔

اب سنیے آپ کو بحوالہ یہ بھی بتلا دیا جائے کہ قیامت کے دن چہرے کن لوگوں کے سیاہ ہوں گے؟ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں کہ

تبیض وجوہ اهل السنة والجماعة وتسود وجوہ اهل البدع والضلالة. (تفسیر درمنثور ج ۲ ص ۶۳)

اہل السنت والجماعت کے چہرے سفید ہوں گے اور اہل بدعت وضلالت کے چہرے سیاہ ہوں گے۔

اور حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ ان کے یہ الفاظ نقل کرتے ہیں:

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

يعنى يوم القيامة حين تبيض وجوه اهل السنة والجماعة وتسود وجوه اهل البدعة والفرقة.

(تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۳۹۰، تفسیر مظہری ج ۲ ص ۱۰۲)

یعنی قیامت کے دن اہل السنّت والجماعت کے چہرے سفید ہوں گے اور اہل بدعت وافترات کے چہرے سیاہ ہوں گے۔

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مرفوع حدیث کے حوالہ سے فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

تبيض وجوه اهل السنة وتسود وجوه اهل البدع.

(درمنثور ج ۲ ص ۶۳)

اہل سنت کے چہرے سفید ہوں گے اور اہل بدعت کے چہرے سیاہ ہوں گے۔

اور حضرت ابو سعید (سعد بن مالک بن سنان) الخدری رضی اللہ عنہ مرفوعاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

تبيض وجوه اهل الجماعة والسنة وتسود وجوه اهل البدع والاهواء. (درمنثور ج ۲ ص ۶۳)

اہل السنّت والجماعت کے چہرے سفید ہوں گے اور اہل بدعت کے اور ان لوگوں کے جو اپنی خواہشات پر چلتے ہیں چہرے سیاہ ہوں گے۔

اور جواب نمبر ۲ میں آپ بخوبی معلوم کر چکے ہیں کہ **ما انا عليه واصحابى** اور اہل السنّت والجماعت کا مصداق کون سا فرقہ ہے؟ اور کس میں سنت اور جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریق پر چلنے کی علامات پائی جاتی ہیں؟ اور کون اس سے خارج ہے؟ اور جواب نمبر ۳ سے آپ پر یہ بات بھی آشکارا ہوگئی ہے کہ قیامت کے دن

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

چہرے کن لوگون کے اور کس فرقہ کے سفید ہوں گے؟ اور کس فرقہ اور کن لوگوں کے چہرے سیاہ ہوں گے؟

متکلمین، مفسرین، محدثین کے نزدیک اہل السنۃ والجماعت کے مسالک صرف چار ہیں

مولانا محمد علی صدیقی کاندھلوی لکھتے ہیں:

مذہب اہل حدیث ص ۵ پر زیر عنوان ایک مشہور غلط فہمی کا ازالہ لکھا ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ اہل السنۃ والجماعت صرف چار فرقوں حنبلی، شافعی، مالکی، حنفی میں منحصر ہیں اور جو کوئی ان چاروں کی تقلید سے الگ رہے وہ اہل السنۃ سے خارج ہے یہ بات صریحاً غلط ہے۔ (ص ۵)

غلط ہے یا صحیح یہ تو خدا ہی بہتر جانتا ہے لیکن بعض نہیں بلکہ سب ہی یہ کہتے ہیں۔

۱......الامام حکیم الامت شاہ ولی اللہ کا موقف:

سنئے وہی حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جن سے مولف بزعم خود بڑے زور شور سے تاریخ رواج تقلید نقل کر کے تقلید کرنا ناجائز بتا رہا ہے عقد الجید میں فرماتے ہیں۔

لیس مذهب فی هذه الازمنة المتاخرة بهذه الصفة الا هذه المذاهب الاربعة اللهم الا مذهب الامامية والزيدية وهم اهل البدعة. (ص ۲۲)

”ان آخری زمانوں میں اس طرح کا سوائے ان چار مذاہب کے کوئی مذہب نہیں ہے۔ ہاں امامیہ اور زیدیہ مذاہب تو ضرور ہیں مگر وہ اہل بدعت ہیں اہل سنت نہیں ہیں۔“

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

دیکھ لیجیے حضرت شاہ صاحب فرما رہے ہیں کہ اہل السنّت والجماعت میں مذاہب صرف حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی چار ہیں۔ گویا

سب ایک گود کے پالے ہیں کوئی غیر نہیں
یہ دل کے ٹکڑے ہیں رحمت کے ان میں بیر نہیں

اس سے جیسے یہ پتہ چل گیا کہ اہل حدیث کوئی مذہب نہیں ہے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ خود شاہ صاحب کے زمانہ میں موجودہ فرقہ اہل حدیث بہ ہیئت کذائی موجود نہ تھا۔ اگر ہوتا تو شاہ صاحب صرف چار نہ فرماتے بلکہ پانچویں کی بھی نشان دہی کرتے۔

۲......ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

لما اندرست المذاهب الحقة الا هذه الاربعة كان اتباعها اتباعا للسواد الاعظم والخروج عنها خروجًا عن السواد الاعظم

(عقدالجید ۳۳)

"جب مذاہب حقہ ان چار کے سوا مٹ گئے تو ان کی پیروی ہی سواد اعظم کی پیروی ہے اور ان چاروں سے الگ ہونا سواد اعظم سے باہر ہونا ہے۔"

یہاں تو بات ہی کھول دی کہ حقیقت صرف مذاہب اربعہ میں ہے اسی کی پیروی اور ان کے ساتھ وابستگی ہی برحق ہونے کی نشانی اور اس سواد اعظم کی پیروی ہے جس کی پیروی کا حضور ﷺ نے حکم دیا ہے یعنی حق کا وجود مذاہب اربعہ سے باہر نہیں ہے۔ اس کا مفہوم اس کے سوا اور کیا ہے کہ اہل السنّت کے مسالک صرف مذاہب اربعہ ہیں اور ان سے باہر اہل السنّت کا مذہب نہیں ہے اگر مذہب اربعہ کے ساتھ اہل حدیث کوئی مذہبی فرقہ ہوتا تو شاہ صاحب یہ نہ فرماتے کہ برحق ہونا صرف چار میں محدود ہے بلکہ پانچویں کا بھی کچھ نہ کچھ تذکرہ فرماتے اور بقاعدہ محدثین اس سے اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحب اس فرقہ سے آشنا بھی نہیں ہیں۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ہر نگہ کرنی ہے نظارے کی مشق
خط کو تیرے خط ریحان بوجھ کر

شاہ صاحب کی یہ تصریحات چمکتے آفتاب کی طرح بول رہی ہیں۔ اور بتا رہی ہیں کہ مذہب اہل السنّت والجماعت میں چار کے سوا کوئی نہیں ہے۔

ابھی تلاش میں سرخی کی ہے یہ افسانہ
ہنوز غیر کا عشرت کدہ ہے غم خانہ

آخر شاہ صاحب اور کیا کہتے جو سننے والوں کو یقین آتا کہہ تو رہے ہیں چار مذاہب کے سوا کوئی نہیں۔

وہ جن کو نہیں ہے فکرِ چمن وہ ننگ چمن ہم سے نہیں

۳..... بیہقیِ زمان الامام القاضی ثناءاللہ پانی پتی کا بیان:

قاضی ثناءاللہ پانی پتی کی ذات گرامی تو آپ کے لیے جانی پہچانی ہوئی ہے کیوں کہ بقول مؤلف وہ تو دو سجدوں کے درمیان والی دعا کو بھی مسنون کہتے ہیں جیسا کہ مؤلف نے خود اس کتابچہ کے ص ۱۹ پر اقرار کیا ہے وہ فرماتے ہیں

فان اهل السنة قد افترق بعد القرون الثلاثة او الاربعة على اربعة مذاهب ولم يبق مذاهب فى فروع المسائل الا هذه الاربعة.

(تفسیر مظہری ص ۶۴ ج ۲)

"تین یا چار قرنوں کے بعد اہل السنّت چار مذاہب بن گئے مسائل فرعیہ میں ان چار مذاہب کے سوا اہل السنّت میں کوئی مذہب نہیں ہے۔"

قاضی صاحب فرما رہے ہیں کہ مذاہب اہل السنّت صرف چار ہیں۔ صرف یہی نہیں کہ چار ہیں بلکہ بتا رہے ہیں کہ ان چار کے سوا اہل السنّت میں پانچواں مذہب کوئی نہیں ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

۴۔ آگے بھی سنیئے فرمار ہے ہیں کہ ہرایسی رائے اور ہرایسا نظریہ جوان چار سے الگ تھلگ ہوکر بنایا گیا ہو نہ صرف غلط ہے بلکہ صریحاً باطل ہے فرماتے ہیں

فقد انعقد الاجماع المركب علی بطلان قول يخالف كلهم

(تفسیر مظہری ص۶۴ ج۲)

''اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ ہر ایسی بات باطل ہے جوان چاروں کے مخالف ہو۔''

اگر یہ بات صحیح ہے اور یقیناً صحیح ہے تو پھر تراویح کی تعداد رکعات، جنازے کی تعداد تکبیرات، جمعہ کی دو اذانوں، طلاق ثلاثہ بیک وقت اور بیک زباں اور اس قسم کے دوسرے مسائل جو فرقہ اہل حدیث میں مذاہب اربعہ کے خلاف ہیں نظر ثانی کے محتاج ہیں۔ قاضی صاحب نے جو کچھ فرمایا ہے کہ مذاہب اربعہ سے باہر سب کچھ غلط ہے اس کی وجہ بھی قاضی صاحب کی زبانی سن لیجیے اور بتائیے کہ قاضی صاحب کی یہ بات بھی بین السجدتین والی دعا کے کچھ ہم وزن ہے کہ نہیں؟ فرماتے ہیں:

۵......**قال رسول الله صلی الله عليه وسلم لا يجتمع امتی علی الضلالة وقال الله تعالٰی ويتبع غير سبيل المؤمنين نوله ما تولی ونصله جهنم وساءت مصيرا.** (تفسیر مظہری ص۶۴ ج۲)

''حضور ﷺ نے فرمایا ہے میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی اور فرمایا اللہ سبحانہ نے جو پیروی کرتا ہے مومنوں کے راستہ کے علاوہ کی تو ہم حوالے کریں گے اس کو وہی جو اس نے اختیار کی اور ڈالیں گے ہم اس کو دوزخ میں اور وہ بری جگہ ہے۔''

انصاف فرمائیے کہ کیا قاضی صاحب کی یہ بات صریحاً غلط ہے؟

نے مجالِ شکوہ ہے، نے طاقت گفتار ہے
زندگانی کیا ہے، اک طوق گلو افشار ہے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

۶......شاہ عبدالعزیز صاحب کا گرامی قدر فتویٰ:

شاہ عبدالعزیز قدس سرہ العزیز تو کسی کے لیے محتاج تعارف نہیں ہیں، وہ ہی جن کا شاہی فرمان مؤلف نے سرورق لکھا ہے، وہ فرماتے ہیں:

اما مذاهب مختلفه اهل السنة والجماعة مثل اشعريه وما تريديه در عقائد ومثل حنفي، شافعي، مالكي و حنبلي در فقيهات. ومثل قادري چشتي نقشبندي، سهروردي در سلوك اين همه را فقير برحق ميداند. (فتاویٰ عزیزی ص۴۷ ج۲)

''اہل السنۃ والجماعت عقائد میں اشعری اور ماتریدی، فقیہات میں حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی سلوک وتصوف میں قادری چشتی نقشبندی اور سہروردی فقیران سب کو برحق جانتا ہے۔''

بتایا جائے کیا حضرت شاہ صاحب نے اہل السنّت کے نام پر مذاہب اربعہ شافعی، مالکی، حنفی اور حنبلی کی تعیین میں اور پانچویں کا نام نہ لینے میں صریح غلطی کی ہے؟ شاہ صاحب نے کھلے لفظوں میں بتا دیا ہے کہ اہل السنۃ میں مذاہب چار ہیں۔ ان سے باہر کوئی اہل السنۃ کا مذہب نہیں ہے۔ اہل السنۃ میں اہل کلام، اہل اصول، اہل حدیث، اہل معانی، اہل تصوف، اہل تفسیر، اہل فقہ اور اہل تجوید کے نام سے جن کو پکارا جاتا ہے یہ فنی مدارس اور طبقات علمی ہیں۔ مذاہب اور مسالک نہیں ہیں۔ ان فنون کی خدمت گاری اور فن کاری سے اہل السنۃ میں متکلمین، اصولیین، محدثین، ادباء، صوفیاء، مفسرین، فقہاء اور قراء ہوئے ہیں۔ اور اسی علمی عظمت کی وجہ سے اہل السنۃ سواد اعظم ہیں۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

(مظہر جان جاناں)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

۷...... حضرت مولانا علامہ عبدالحیؒ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کا زریں فیصلہ

یہ اللہ سبحانہ کا فضل واحسان ہے کہ مسلک عمل اور شاہراہ کردار کی حیثیت سے اہل السنۃ والجماعت کے نام پر صرف چار اماموں ہی کو قبولیت حاصل ہے۔

حضرت مولانا عبدالحیؒ مرحوم تو مؤلف کے مکتبِ فکر میں بھی جانے پہچانے ہیں کیوں کہ مسائل کی بحث میں مولف نے بھی اس رسالہ میں مولانا کا سہارا لیا ہے۔ ان کا کہنا تو یقیناً غلط نہیں ہوسکتا۔ لیجیے سن لیجیے، فرماتے ہیں:

فيه اشارة الى ان انحصار المسالك فى المذاهب الاربعة فى الازمنة المتاخرة امر الهى وفضل ربانى لا يحتاج الى اقامة الدليل عليه. (غیث الغمام ص ۵)

''اس میں اشارہ ہے مسالک عمل صرف چار مذہبوں میں منحصر ہیں اور یہ ایک ایسا امر الٰہی اور فضل ربانی ہے کہ ثبوت میں دلیل سے بھی بے نیاز ہے۔''

مولانا کی ذات خود ان کے یہاں بھی محقق ہے یقیناً ان کی اس بات سے ہر انصاف پسند طبیعت کو اتفاق ہونا چاہیے کہ مذاہب صرف چار ہیں۔ اہل السنۃ میں پانچواں مذہب کوئی نہیں ہے۔

یہ باغ کھائی کس کی نظر نہیں معلوم!!!
نہ جانے کس نے رکھا یاں قدم وہ کون تھا شوم

آیئے لگے ہاتھ مولانا ہی کی زبان سے کچھ اور بھی سن لیجیے یعنی مولانا نے صرف یہی نہیں فرمایا کہ مذاہب صرف چار ہیں بلکہ ان ہی مولانا عبدالحیؒ کے زمانہ میں موجودہ فرقہ اہل حدیث منصہ وجود پر آچکا تھا۔ بلکہ بہ ہیئت کذائی سرکاری طور پر نام بھی باقاعدہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے ترقی کر کے اہل حدیث رجسٹرڈ ہو گیا تھا۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

۸......حضرت مولانا عبدالحئیؒ مرحوم الآثار المرفوعہ میں غیر مقلدین کے متعلق لکھتے ہیں:

اخوانهم الاصاغر المشهورين بغير المقلدين الذين سموا انفسهم باهل الحديث وشتان ما بينهم وبين اهل الحديث (ص ۲۴۸)

''ان کے چھوٹے بھائی یعنی وہ جو غیر مقلدین ہیں جو اپنے کو اہل حدیث کہتے ہیں حالانکہ ان میں اور محدثین میں بہت بڑا فرق ہے۔

۹......علامہ عبدالحئی لکھنوی ﷫ نفع المفتی والسائل ... غیث الغمام میں اپنے کو حنفی لکھنے کی وجہ بتاتے ہوئے فرماتے ہیں:

کہ حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی نسبتیں متقدمین اور متاخرین سب میں رائج رہی ہیں۔ بلکہ محدثین اور مورخین نے ان کو اپنایا ہے۔

اصل عربی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

وهذه النسب وامثالها قد شاعت في المتقدمين والمتأخرين وسطرت في زبر المؤرخين والمحدثين من غير مكبر و امترار. (ص ۳)

(ماخوذ مذہب اہل سنت از مولانا محمد علی صدیقی کاندھلوی، صدر دار العلوم الشہابیہ سیالکوٹ ترمیم واضافہ کے ساتھ)

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

غیر مقلدین حضرات اپنے آپ کو اہل حدیث ثابت کرنے کے لیے قرآن اور حدیث سے بھی استدلال کرتے ہیں بلکہ جہاں بھی انہیں لفظ حدیث نظر آتا ہے کہتے ہیں کہ یہاں سے ہمارا موجودہ فرقہ اہل حدیث ہی مراد ہے۔ اس لیے ہم یہاں پر اہل حدیث کا صحیح معنی اور مفہوم بیان کرتے ہیں۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اہل حدیث کا صحیح مفہوم:

اہل حدیث سے مراد سلف صالحین کی اصطلاح میں ہر اس شخص کو کہا گیا ہے جس نے فن حدیث کی کسی درجہ میں خدمت کی ہو۔ احادیث کے جمع وترتیب کا کام کیا یا ان کی روایت سے بہرہ ور ہوا ہو یا ان کے اسناد اور متون کا عالم ہو یا ان کے راویوں کے نام اور پتے جانتا ہو اور ان پر جرح وتعدیل جانچ پڑتال کا عالم ہو مذہباً وہ حنفی و مالکی، شافعی و حنبلی ہو خواہ معتزلی یا اہل تشیع سے کیوں نہ ہو یہ سب اہل حدیث گروہ میں داخل ہیں۔

علامہ عبداللہ بن حسین خاطر السمین ارشاد فرماتے ہیں

قيل لمن يشتغل بالتواريخ وما شاكلها الإخباري وللمشتغل بالسنة النبوية المحدث. (لفظ الدرر حاشیہ بشرح متن نخبۃ الفکر ص۴)

"جو شخص تواریخ اور اس کے مشابہ سے شغل رکھنے والا ہے اس کو اخباری کہا گیا ہے اور جو سنت نبویہ کے ساتھ شغل رکھنے والا ہو اس کو محدث کہا گیا ہے۔"

مذکورہ عبارت سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ جو شخص فن تاریخ کی خدمت کرتا ہے مثلاً تاریخی واقعات کی چھان بین کرتا ہے اس کو اخباری کہا جائے گا اور جو شخص فنِ حدیث کی خدمت کرتا ہے۔ احادیث کا جمع کرنا، حفظ کرنا، ترتیب دینا اور احادیث کے راویوں کی جانچ پڑتال کرنا اور احادیث کی روایت ودرایت میں شغل رکھنے والے کو محدث کہا گیا جائے گا۔

اور علامہ عراقی فرماتے ہیں:

فهو من اشتغل روايته ودرايته وصح رواة واطلع على كثير من الرواة والروايات في عصر وتميز في ذالك الضيته الحديث.

(ص۱۲ مقدمہ)

"محدث وہ ہے جس نے احادیث کی روایت کرنے اور ان کی درایت فہم

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

احادیث میں شغل رکھتا ہواوران کو جمع کیااور بہت راویوں اورروایات پر اطلاع رکھنے والا ہواوراحادیث کے ضعیف اورصحیح میں تمیز کرنے والا ہو۔

محدث بمعنی اہل حدیث:

مولانا میرابراہیم سیالکوٹی صاحب غیرمقلدفرماتے ہیں:

بعض جگہ تو ان کا ذکر لفظ اہل حدیث سے ہوااور بعض جگہ اصحاب الحدیث سے بعض جگہ اہل اثر کے نام سے اور بعض جگہ محدثین کے نام سے مرجع ہر لقب کا یہی ہے۔(تاریخ اہل حدیث ص ۱۲۸)

واضح ہوا کہ جوشخص فن حدیث کی کسی قسم کی بھی خدمت کرے گا وہ اہل حدیث کہلائے گا خواہ اس کو محدث یا اصحاب حدیث یا اہل اثر کہو سب کا مفہوم ایک ہی ہو گا۔

اہل حدیث کے مراتب:

صاحب لقط الدرر لکھتے ہیں:

عن المناوی ان لاهل الحديث مراتب اولها الطالب وهو المبتدی ثم المحدث وهو من يحتمل الحديث ويعتنى به رواية ودراية ثم الحافظ وهو حفظ مائة الف حديثًا متنًا و اسنادًا ولو بطرق متعددة ودعی مایحتاج اليه ثم الحجة وهو من احاط بثلاث مائة الف حديث ثم الحاكم وهو من احاط عمله بجميع الاحاديث المروية متنًا واسنادًا وجرحًا وتعديلاً و تاريخًا كما قاله جمع من المحقيقين.

(لقط الدررص ۵)

واصول الحدیث مصنفہ الدکتور محمد عجاج الخطیب ص ۴۴۸ پر اسی کے قریب مذکور ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

''علامہ مناوی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ اہل حدیث کے کئی مرتبے ہیں نمبر (۱) طالب جو ابھی مبتدی ہو۔ (۲) اور محدث وہ ہے جو حدیث نقل کرے اور اس کی روایت و درایت (فہم و فقہ) کا اہتمام بھی کرے۔ (۳) حافظ وہ ہے جو ایک لاکھ احادیث کو متناً و اسناداً حفظ کرے اگر چہ متعدد طریق سے ہو۔ (۴) اور حجت وہ جو تین لاکھ احادیث کو جاننے والا ہو۔ (۵) اور حاکم وہ ہے جو تمام احادیث مرویہ کے متون اوران کے اسناد اوران کی جرح و تعدیل اوران کی تواریخ سب کو جاننے والا ہو۔''

علامہ مناوی رحمۃ اللہ کی مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا کہ اہل حدیث کے مراتب پانچ ہیں اور ہر ایک کی تعریف بھی واضح ہوگئی۔ یہی محدثین کی اصطلاح میں اہل حدیث ہیں۔

اور علامہ عراقی فرماتے ہیں:

المحدث في عرف المحدثين من يكون كتب وقرأ وسمع وعنى ورحل الى المدائن والقرى وحصل اصولاً من متون الاحاديث وفروعا من كتب الاسانيد والعلل والتواريخ التي تقرب من الف تصنيف انتهى وكانه تعريف المنتهى. " (لقط الدرر ص۵)

''محدثین کے عرف میں محدث وہ ہوتا ہے جو احادیث کو تحریر کرے اوران کو پڑھے اور سنے اور یاد کرے اوران کے حاصل کرنے کے لیے شہروں اور قصبوں میں سفر بھی کرے اور احادیث کے متون سے اصول حاصل کرے کتب اسانید اور علل اور تواریخ سے فروع حاصل کرے جو کہ ایک ہزار کے قریب ان کی تصنیف ہوں گویا کہ یہ ان اہل حدیثوں کی تعریف ہے جو انتہائی درجہ کے ہیں۔''

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

ونحن لانعني باهل الحديث المقتصرين على سماعه او كتابه او روايته بل نعني بهم كل من كان احق بحفظ ومعرفة وفهمه ظاهرًا و

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

باطنًا واتباعه باطنًا ظاهرًا و كذالك اهل القرآن

(نقض المنطق ص ۸۱ طبع القاہرہ از طائفہ منصورہ)

"امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہل حدیث سے وہ لوگ مراد نہیں جو صرف احادیث کے سننے اور لکھنے اور روایت کرنے پر اکتفایت کرتے ہیں۔ بلکہ اہل حدیث سے ہماری مراد وہ لوگ ہیں جو کہ احادیث کے حفظ اور ان کی معرفت اور فہم (فقہ حدیث) کا ظاہر اور باطن کا حق رکھتے ہوں اور ان کی اتباع مکمل کرتے ہوں۔ جیسے کے اہل قرآن سے مراد وہی لوگ ہیں جو کما حقہ اس کو سمجھتے اور اس پر عمل کرتے ہوں۔"

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ بھی ان اہل حدیث کا حال بیان فرما رہے ہیں جو کہ آخری درجہ کے اہل حدیث ہیں۔

علامہ حافظ محمد بن ابراہیم الوزیر المتوفی ۸۴۰ھ فرماتے ہیں:

او من المعلوم ان اهل حديث اسم لمن عنى به وانقطع فى طلبه الى ان قال فهولاء هم اهل الحديث من اى مذهب.

(الروض الباسم ج ۱ ص ۱۲۲ طبع مصری)

"کیوں کہ یہ ایک معلوم حقیقت ہے کہ اہل حدیث ہر اس شخص کا نام ہے جس نے تحصیل حدیث کا اہتمام کیا اور اس کی طلب میں یکسو ہو گیا (پھر فرمایا کہ) پس یہ حضرات اہل حدیث ہیں جس مذہب سے بھی ان کا تعلق ہو۔

اس سے آشکارا ہو گیا کہ اہل حدیث ہر وہ شخص ہے جس نے تحصیل اور طلب حدیث کا اہتمام کیا ہو اور حدیث کے لیے سعی اور کاوش کی ہو عام اس سے کہ وہ حنفی ہو یا مالکی یا شافعی یا حنبلی وہ اہل حدیث ہے۔

خلاصہ کلام:

تمام ائمہ حدیث و محدثین کی جماعت فن حدیث کی خدمت کی وجہ سے ان کا نام

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اہل حدیث اور اصحاب حدیث مشہور ہوا نہ یہ کہ اہل حدیث کسی ایک مسلک و مذہب کے قائل تھے بلکہ مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے کے باوجود حدیث کے فن کی خدمت کرنے کی وجہ سے ان کا نام اہل حدیث اور محدث مشہور ہوا۔

یہی وجہ ہے کہ اسماء الرجال کی کتب میں جہاں راویوں کی چھان بین کی گئی ہے وہاں تقریباً ہر ایک راوی کے مسلک اور مذہب کی بھی نشان دہی کی گئی ہے۔

اس طرح ابو سعد اسماعیل بن علی السمان الحافظ محدث اور اہل حدیث تھے اور معتزلہ بھی تھے۔ (تذکرہ ج ۲ ص ۳۰۰)

اور امام اعظم رحمۃ اللہ کبار حفاظ حدیث تھے۔ (تانیب الخطیب ص ۱۳۰۔ ۱۵۶، حماد بن زید نے امام اعظم سے کثیر احادیث روایت کی ہیں) الانتقاء

اور حماد بن ابی سلیمان، ابو یوسف اور امام محمد بن حسن وقدیر بن جعفر سب حنفی المذہب تھے لیکن علامہ عبدالکریم شہرستانی فرماتے ہیں۔ ھـو لاء کـلهـم ائـمة الحديث یعنی یہ سب ائمہ حدیث تھے۔ (الملل والنحل ص ۱۳۰)

اور امام زفر اور داؤد طائی وقاسم بن معن، علی بن سہر، عافیہ بن یزید، اسد بن عمرو اور صبان بن علی امام لیث بن سعد، امام عبداللہ بن المبارک ومندل بن علی، جریر بن عبدالحمید، حفص بن غیاث۔

وکیع بن جراح اور امام یحییٰ بن سعید القطان، امام ابو عاصم النبیل، امام مکی بن ابراہیم یہ امام بخاری کے استاد بھی ہیں، امام ابوالحسن العبدی، امام یحییٰ بن معین، امام ابوالبشر اسدی امام ابوبکر الجاوردی باوجود حنفی ہونے کے اہل حدیث تھے۔

اور تاریخ اہل حدیث المعروف سراج محمدی مصنفہ مولوی محمد جونا گڑھی ص ۳ پر فرماتے ہیں کہ ائمہ اربعہ اہل حدیث تھے۔

اور امام طحاوی اہل حدیث محدث تھے اور حنفی المذہب تھے چنانچہ تذکرہ ومیزان

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

الاعتدال وتہذیب التہذیب لسان المیزان، الجواہر المضیہ وبغدادی ملاحظہ فرمائیں مذکورہ بالا حوالہ جات آپ کو نظر آئیں گے۔

روئے زمین پر پہلا دارالحدیث ایک حنفی المذہب نے تعمیر کیا تھا اور اس کے لیے کثیر کتب خرید کر وقف کر دیں تھیں

صاحب جواہر المضیہ لکھتے ہیں:

وھو أول من بنی دار الحدیث علی وجه الارض وقف کتبا کثیرۃ

(جواہر المضیہ ص ۱۵۸)

اور البدایہ والنہایہ ج ۱۲ ص ۲۸۱ پر علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وقد ابتنی دارًا لاستماع الحدیث واسماعه

"ابو قاسم نور الدین (یہ حنفی محدث ہیں) نے حدیث کے سننے اور سنانے کے لیے ایک گھر تعمیر کیا تھا۔"

اور امام ابو الطیب، امام احمد بن دحیم بن خلیل، قاضی ابو الطاہر الزہلی، امام ابو محمد المعروف بالعسال، امام ابو محمد المعروف بابن التبان وغیرہم اہل حدیث اور محدث تھے اور امام مالک کے مقلدین سے تھے۔

ملاحظہ ہو تذکرہ، تاریخ بغداد وغیرہ۔

اور امام المرادی، امام عبدان بن محمد، امام ابو عوانہ، امام ابن الزیاد، امام محمد بن یوسف بن بشیر، امام ابو بکر الشافعی، امام ابو النصر وغیرہم سب اہل حدیث اور محدث تھے اور امام شافعی کے مقلدین میں سے تھے۔

ملاحظہ فرمایئے تذکرہ تہذیب التہذیب، طبقات سبکی مقدمہ تحفہ الاحوذی اور التعلیقات السنیہ وطائفہ منصورہ وغیرہ۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بھی شافعی المذہب تھے۔

امام ولی اللہ شاہ صاحب فرماتے ہیں:

ومن هذا القبيل محمد بن اسماعيل البخاری فانه معدود فی طبقات شافعيه وعن ذكره تاج الدين السبكی. (الانصاف ص ۲۸)

دوسرا حوالہ، جس سے واضح ہوتا ہے کہ امام بخاری امام شافعی کے مقلدین میں تھے۔

حافظ ابن حجر نقل کرتے ہیں:

ان البخاری فی جميع مايورده من تفسير الغريب انما ينقله عن اهل ذٰلك الفن كابی عبيد والنضر بن شهيل والفراء وغيرهم واما المباحث الفقهية فغالبها مستمدة له من الشافعی.

(فتح الباری ج ۱ ص ۱۹۵)

امام بخاری تفسیر غریب میں ابوعبید وغیرہ کے مقلد تھے اور فقہ کے مسائل میں امام شافعی کے مقلد تھے۔

امام نسائی بھی شافعی تھے۔

كان الشافعی المذهب اكمال یعنی امام نسائی شافعی المذہب تے اور نواب صدیق حسن صاحب فرماتے ہیں کہ امام نسائی شافعی المذہب تھے۔

(ابجد العلوم ص ۸۱۰ از طائفہ منصورہ)

امام بیہقی بھی شافعی المذہب تھے۔

ما من شافعی الا والشافعی عليه منته الا ابوبكر البيهقی فان له المنتة علی الشافعی لتصانيفه لصرة مذهبة. (تذکرۃ ج ۳ ص ۳۱۰)

''کوئی شافعی المذہب ایسا نہیں جس پر امام شافعی کا احسان نہ ہو ہاں ابوبکر بیہقی کیوں کہ ان کا امام شافعی پر احسان ہے کیوں نہ انہوں نے امام شافعی کے مذہب کی

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

نصرۃ میں کتابیں لکھی ہیں۔"

امام ترمذی بھی شافعی المذہب تھے۔

امام حاکم فرماتے ہیں کہ امام ترمذی شافعی المذہب تھے۔

(فیض الباری ص ۵۸۰ از طائفہ منصورہ)

امام ابن ماجہ بھی شافعی المذہب تھے۔

اور الخلال، الاثرم، حمدان النجار، ابن ناصر بن الجوزی المقدسی، ابن الحصری، شیخ عبدالقادر جیلانی وغیرہم یہ سب امام احمد بن حنبل کے مقلد تھے اور اہل حدیث و محدثین تھے ملاحظہ ہو۔

تذکرہ، تاریخ بغداد، لسان المیزان، فتاویٰ ابن تیمیہ (طائفہ منصورہ)

بعض دیگر ائمہ کرام کے مقلدین جو کہ اہل حدیث تھے، علی بن احمد، امام ابن خزیمہ کے مقلد تھے اور اہل حدیث بھی تھے نہروانی۔ باوجود محمد بن جریر کے مقلد تھے اور اہل حدیث تھے، دحیم باجود امام الاوزاعی کے مقلد ہونے کے اہل حدیث تھے، اس طرح محمد بن موسیٰ اور ابو بکر الداوردی امام داؤد بن علی کے مقلد تھے اور اہل حدیث بھی تھے۔

(ماخوذ اصلی اہل حدیث از حکیم رحمت اللہ ربانی ترمیم و اضافہ کے ساتھ)

حقیقی اہل حدیث کی پہچان کے لیے دو مثالیں

حافظ محمد لطیف صاحب لکھتے ہیں:

حقیقی اہل حدیث محدثین کا ایک مشہور طبقہ ہے۔ جس کا وجود بھی ملتا ہے لیکن یہ لوگ کون تھے، کس قسم کے لوگوں کو اہل حدیث کہا جاتا تھا، اس کے جواب میں غور کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ علم حدیث کے ماہرین کی ایک جماعت ہوتی تھی جو کہ اپنے آپ کو اہل حدیث نہیں کہتی تھی لیکن دوسرے لوگ ان کو حدیث میں مطلوبہ علم

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

حاصل کرنے کی وجہ سے اہل حدیث کہتے تھے۔اور یہ طبقہ ماہرین علم حدیث کا ہوتا تھا۔ جس کے پاس یہ علم نہیں ہوتا تھا وہ اہل حدیث بھی نہیں کہلایا جاتا تھا اگر چہ وہ قرآن وحدیث کو ماننے والا ہوتا تھا کیوں کہ قرآن وحدیث کو ماننا اور چیز ہے اور علم حدیث میں مہارت حاصل کرنا اور چیز ہے دونوں میں بڑا فرق ہے۔ جس کو سمجھنے کی بڑی سخت ضرورت ہے۔

میں ذیل میں ایک دو مثال دیتا ہوں، جس سے یہ فرق سمجھنے میں آسانی ہوگی۔

پہلی مثال:

ترمذی شریف جو صحاح ستہ کی مشہور حدیث کی کتاب ہے کے حوالے سے اپنے موقف کی وضاحت آپ کے سامنے لانا چاہتا ہوں یہ حوالے ترمذی شریف میں صفحہ نمبر ۱۸ پر ابواب الطہارۃ میں موجود ہیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَالْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ هُوَ ابْنُ يَعْقُوبَ الْجُهَنِيُّ وَهُوَ ثِقَةٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ.

''کہا ابوعیسیٰ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن اور صحیح ہے اور علاء بن عبدالرحمٰن وہ یعقوب جہنی کا بیٹا ہے اور وہ اہل حدیث کے نزدیک معتبر ہے۔''

دوسری مثال:

قَالَ أَبُو عِيسَى حَدِيثُ عَائِشَةَ لَيْسَ بِالْقَائِمِ وَلَا يَصِحُّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الْبَابِ شَيْءٌ وَأَبُو مُعَاذٍ يَقُولُونَ هُوَ سُلَيْمَانُ بْنُ أَرْقَمَ وَهُوَ ضَعِيفٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ.

''کہا ابوعیسیٰ نے حدیث عائشہ کی قائم نہیں ہے اور نبی علیہ السلام سے اس باب میں کوئی چیز صحیح نہیں ہے۔ اور ابو معاذ کہتے ہیں وہ سلیمان بن ارقم ہے اور وہ اہل حدیث کے نزدیک کمزور ہے۔''

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

آیئے اب ہم ان دونوں حوالوں میں غور کرتے ہیں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ تیسری صدی کے بزرگ ہیں اور اپنی حدیث کی کتاب میں اہل حدیث طبقہ کا ذکر کر رہے ہیں گویا یہ طبقہ ان کے زمانے میں ان سے پہلے اور بعد میں موجود تھا لیکن اس طبقے کی پہچان کے لیے مذکورہ حوالوں میں غور کرنے کی ضرورت ہے تا کہ یہ پتہ چل جائے کہ اہل حدیث سے مراد کون لوگ ہیں۔ پہلے حوالے میں غور کریں امام صاحب ایک راوی کے بارے میں عرض کر رہے ہیں کہ وہ اہل حدیث کے نزدیک معتبر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اہل حدیث طبقہ نے (جو کہ حدیث کے علم کا ماہر ہے) اس راوی کے بارے میں اس کے ذاتی کردار کے حوالے سے تحقیق کی ہے اور اس کو معتبر پایا اس میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو کہ حدیث کی صحت پر اثر ڈالے یہ وضاحت صاف بتا رہی ہے کہ اہل حدیث طبقہ ایک مخصوص علمی طبقہ تھا۔ اسی طرح اگر دوسرے حوالے میں غور کیا جائے تو اس میں بھی امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک راوی کے متعلق بیان کیا ہے کہ وہ اہل حدیث کے ہاں ضعیف یعنی کمزور ہے۔ مطلب یہ ہے کہ وہ طبقہ جو حدیث کے راویوں کے حالات کی تحقیق کرتا ہے جس کو اصطلاح میں اہل حدیث کہتے تھے۔ اس نے اس راوی پر اعتراض کیا ہے جس کی وجہ سے یہ حدیث ضعیف یعنی کمزور ہو گئی ہے۔

حدیث کی کتاب کے مذکورہ حوالے اہل حدیث کہلوانے کے لیے واضح طور پر ایک انتہائی قسم کا صاف معیار دے رہے ہیں جو اس معیار پر پورا اترے گا۔ وہی اہل حدیث ہوگا اور جو اس معیار پر پورا نہیں اترے گا وہ اہل حدیث بھی نہیں ہوگا خواہ وہ کتنی ہی خوبیوں کا مالک ہو۔ نمازی، تہجد گزار، نیک، متقی اور پرہیز گار ہو، قرآن و حدیث کا ماننے والا ہو۔ اور ان پر عمل کرنے والا ہو۔ ہر وقت قرآن و حدیث کی باتیں کرتا ہو، فقہ کو مانتا ہو یا نہ مانتا ہو، تقلید کرتا ہو یا نہ کرتا ہو، رفع یدین کرتا ہو یا نہ کرتا ہو، آمین بالجہر کا قائل ہو یا نہ ہو، فاتحہ خلف الامام کے بارے میں اس کا موقف کچھ بھی

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ہو۔اماموں کی تقلید کے بارے میں اس کا موقف خواہ کچھ بھی ہو ان سب کاموں کا تعلق اہل حدیث کہلوانے کے ساتھ بالکل نہیں ہے کیوں کہ ترمذی شریف کی عبارت محدود قسم کے لوگوں کو اہل حدیث تسلیم کرتی ہے۔

حدیث کے ماہرین اب بھی ہیں اور قیامت تک رہیں گے لیکن آج کل حدیث کے ماہرین کو استاذ الحدیث، شیخ الحدیث اور محدث، امام فن اسماء الرجال وغیرہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔اب ان لوگوں کو اہل حدیث کہا ہی نہیں جاتا۔موجودہ زمانے میں اہل حدیث فرقے کے حضرات خود بھی اس قسم کے لوگوں کو شیخ الحدیث کہتے ہیں۔ حدیث کا ماہر ہونے کی وجہ سے اہل حدیث کہتے ہی نہیں ہیں۔ثابت ہوا اہل حدیث طبقہ اپنے کام کے لحاظ سے تو اب بھی موجود ہے مگر نام کے لحاظ سے ختم ہو گیا ہے، اہل حدیث کی اصطلاح ختم ہو کر اب شیخ الحدیث وغیرہ میں تبدیل ہو گئی ہے۔گویا اہل حدیثوں کا پرانا طبقہ ہمارے ہاں اب شیخ الحدیث وغیرہ کے نام سے موجود ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

امام ابو حنیفہ رح

پر

اعتراضات کے جوابات

مرتب

پیر جی سید مشتاق علی شاہ

ناشر

پیر جی کتب خانہ ۸ گوبند گڑھ کالج روڈ گوجرانوالہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

حقائق الفقہ

بجواب

حقیقۃ الفقہ

مرتب

پیرجی سید مشتاق علی شاہ

اس کتاب میں غیر مقلدین کی مشہور کتاب "حقیقۃ الفقہ" تالیف
مولانا محمد یوسف جے پوری کا جواب دیا گیا ہے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ و
فقہ حنفی کے بعض مسائل پر کیے گئے اعتراضات کے جوابات دیئے گئے ہیں۔

ناشر

پیرجی کتب خانہ ۸ گوبند گڑھ کالج روڈ گوجرانوالہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

آفتابِ محمدی

بجواب

شمعِ محمدی

مرتب

پیر جی سید مشتاق علی شاہ

اس کتاب میں مشہور غیر مقلد عالم مولانا محمد بن ابراہیم میمن جونا گڑھی کی کتاب شمع محمدی کا جواب دیا گیا ہے نیز انہوں نے فقہ اور حدیث کا جو مصنوعی تضاد شمع محمدی میں بنایا تھا اس کا مدلل جواب اس کتاب میں آ گیا ہے اور ساتھ ساتھ جونا گڑھی کے علاوہ اس موضوع پر غیر مقلدین کی جتنی کتابیں بھی احقر کو مل سکیں سب کا جائزہ پیش کیا گیا ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ فقہ حنفی کا کوئی بھی مستند مسئلہ قرآن و حدیث کے خلاف نہیں ہے۔

ناشر

پیر جی کتب خانہ ۸ گوبند گڑھ کالج روڈ گوجرانوالہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

دلائل احناف

اس رسالہ میں ایسے پچاس مسائل کی احادیث جمع کی گئی ہیں جن کے بارے میں غیر مقلدین کا کہنا ہے کہ یہ مسائل احادیث کے صریح خلاف ہیں

سید مشتاق علی

پیر جی کتب خانہ محلّہ گوبندگڑھ گلی نمبر ۸ کالج روڈ گوجرانوالہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ
بلی کا جوٹھا مکروہ ہے	4
درندے کا جوٹھا ناپاک ہے	5
گدھے کا جوٹھا مشکوک ہے	7
حلال جانوروں کا پیشاب ناپاک ہے	8
اذان میں ترجیع	10
اکہری اقامت	11
پیشاب پاخانہ کے وقت قبلے کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا	12
تکبیر اللہ اکبر کے ساتھ کہنی چاہیے	13
نابالغ لڑکے کی امامت جائز نہیں	13
فرض پڑھنے والا نفل پڑھنے والے کے پیچھے نماز نہ پڑھے	14
سجدہ میں دونوں ہاتھوں اور گھٹنوں کا زمین پر رکھنا	15
نماز میں بھول کر کلام کرنا	15
نماز میں مسلسل تین قدم چلنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے	17
امامت کے لائق وہ شخص ہے جو زیادہ علم والا ہو	19
نماز میں ہاتھ کے ساتھ اشارہ کرنا	20
خطبہ جمعہ کے دوران تحیۃ المسجد جائز نہیں	21
تکبیرات عیدین	21
فجر کی نماز اجالے میں پڑھنا	22
مسجد کو سیمنٹ اور سونے کے پانی سے نقش کرنا	22
خطبہ جمعہ کے دوران کلام اور نماز جائز نہیں	23
مرد اور عورت کا جنازہ پڑھانے والا میت کے سینے کے برابر کھڑا ہو	25
شہید کا جنازہ پڑھا جائے	26
اونٹوں کی زکوٰۃ کا طریقہ	27
گھوڑوں کی زکوٰۃ ادا کرنی چاہیے	28
صدقہ فطر کی مقدار	28

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

عنوان	صفحہ
صدقہ فطر صاحب نصاب پر واجب ہے	29
شک کے دن نفلی روزہ رکھنا	29
نفلی نماز، روزہ اگر شروع کر کے توڑ لے تو قضا کرے	31
احرام کی حالت میں مرنے والے کا سر ڈھانپنا	31
قارن دو طواف کرے اور دو سعی کرے	32
ذمی کافر کا مسجد میں داخلہ	32
حالت احرام میں نکاح کرنا جائز ہے	33
حالت احرام میں عورت زعفران سے رنگا ہو کپڑا نہ پہنے	35
بجو کا گوشت کھانا حرام ہے	36
کسی لونڈی نے اپنے آقا کی اجازت سے نکاح کیا پھر آقا نے اسے آزاد کر دیا تو اسے نکاح توڑ دینے کا اختیار ہے	36
عمرہ کرنا مستحب ہے	37
مردے کے ذمہ اگر فرض حج رہتا ہو تو اس کے ورثا پر قضا کرنا مستحب ہے	37

عنوان	صفحہ
نکاح میں کفو کا اعتبار	38
زبردستی کی طلاق واقع ہو جاتی ہے	38
طلاق کو نکاح کے ساتھ معلق کرنا	39
ایک حیوان کو دو حیوانوں کے بدلہ بیچنا	40
مسلمان کو کافر ذمی کے بدلے قتل کرنا	41
گوہ کھانا مکروہ ہے	42
ناخن اور دانت سے ذبح کرنا	43
قصاص صرف تلوار سے ہی لیا جائے	43
مسلمان اور ذمی کی دیت برابر ہے	44
کسی کے گھر میں جھانکنے والے کی اگر غلطی سے آنکھ پھوڑ دے تو دیت دے	44
استنجا کے لیے جتنے مرضی ڈھیلے استعمال کرے کوئی عدد سنت نہیں	45
نماز شکرانہ یا سجدہ شکر	47
ظہر کا آخر وقت دو مثل پر ہوتا ہے	47

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بلی کا جوٹھا مکروہ ہے

حدیث نمبر ۱:

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللہُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یُغْسَلُ الإِنَاءُ إِذَا وَلَغَ فِیهِ الْکَلْبُ سَبْعَ مَرَّاتٍ أُولاهُنَّ أَوْ أُخْرَاهُنَّ بِالتُّرَابِ، وَإِذَا وَلَغَتْ فِیهِ الْهِرَّةُ غُسِلَ مَرَّةً.

روایت ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دھویا جاوے برتن جب منہ ڈال دے اس میں کتا سات مرتبہ اول مرتبہ یا آخر مرتبہ مٹی سے مل کر اور جب بلی منہ ڈال دے تو ایک بار۔

(ترمذی مترجم جلد اول ص ۸۰ مطبوعہ محمد علی کارخانہ اسلامی کتب خان محل دستگیر کالونی کراچی نمبر ۳۸ مترجم علامہ بدیع الزمان غیر مقلد)

تشریح:

اس حدیث میں کتا کا جوٹھا اور بلی کے جوٹھے کا حکم بیان ہوا ہے۔ ہمارا استدلال بلی کے جوٹھے سے ہے کتے کے جوٹھے کا حکم اپنی جگہ پر بیان ہوگا وہاں پر ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث نمبر ۲:

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ إِذَا وَلَغَ الْهِرُّ فِی الْإِنَاءِ فَاهْرِقْهُ وَاغْسِلْهُ مَرَّةً

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ جب بلی برتن میں منہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ڈال کر پی لے تو اس کے پانی کو گرا دے اور برتن کو ایک دفعہ دھولے۔

(سنن دار قطنی ج ۱ ص ۶۷)

تشریح:

ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے بلی کے جوٹھے پانی کو گرا دینے کا حکم دیا اور جس برتن میں وہ پانی ہو اس برتن کو ایک بار دھونے کا حکم دیا بعض روایات میں دو بار دھونے کا حکم بھی آیا ہے اگر پانی بالکل پاک ہوتا تو پھر آپ دھونے کا حکم نہ فرماتے۔

درندے چوپایوں کا جوٹھا نجس اور ناپاک ہے

حدیث نمبر ۱:

ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ہر ذی ناب درندہ کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری، باب اکل کل ذی ناب من السباع)

حدیث نمبر ۲:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ دونوں حضرات ایک حوض کے پاس تشریف لے گئے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے مالک حوض کیا تیرے اس پانی پر درندے آتے ہیں؟ (اس کے جواب دینے سے پہلے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے حوض کے مالک ہم کو خبر نہ دینا کیوں کہ اگر درندوں کی آمد کی خبر دی گئی تو ہم دونوں پر اس (پانی) کا استعمال متعذر ہو جائے گا کیوں کہ حضور ﷺ نے اس سے منع کیا ہے۔ (بحوالہ اشرف الہدایہ ج ۱ ص ۱۹۴)

حدیث نمبر ۳:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر کچلی دار

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

درندے کا کھانا حرام ہے۔(ابن ماجة، باب اکل کل ذی ناب من السبع)

حدیث نمبر۴:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کچلی والے درندے سے۔(مسند امام اعظم مترجم ص ۳۳۸)

حدیث نمبر۵:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا ہر دانت والے درندے کے کھانے سے اور ہر پنجے والے پرندے کے کھانے سے۔

(ابوداؤد، مترجم ج ۳ ص ۶۸ ترجمہ وحید الزماں غیر مقلد)

حدیث نمبر۶:

مقدام بن معد یکرب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آگاہ ہو جاؤ نہیں حلال ہے دانت والا درندہ الخ۔

(ابوداؤد، مترجم ج ۳ ص ۱۶۸ ترجمہ وحید الزماں)

حدیث نمبر۷:

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد کیا خیبر میں سو یہودی آپ ﷺ کے پاس آئے اور شکایت کرنے لگے کہ لوگوں نے جلدی کر کے ان کے بندھے جانور لوٹ لیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دیکھو خبردار ہو جو کافر تم سے عہد کر لیں ان کے مال لوٹنا درست نہیں مگر حق سے اور حرام ہیں تم پر بستی کے گدھے اور گھوڑے اور خچر اور ہر دانت والا درندہ اور ہر پنجے والا پرندہ۔

(ابوداؤد، مترجم ج ۳ ص ۱۶۸ ترجمہ وحید الزماں، باب ما جاء فی اکل السباع)

ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ درندوں کا گوشت ناپاک ہے اور لعاب گوشت ہی سے پیدا ہوتا ہے اس لیے پاکی ناپاکی میں گوشت کا ہی اعتبار کیا جائے گا۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ہم نے یہاں صرف سات روایات نقل کر دی ہیں ان کے علاوہ بھی احادیث موجود ہیں۔

گدھے کا جھوٹا مشکوک ہے

اس سلسلہ میں روایات مختلف ہیں جس کی وجہ سے گدھے کے جھوٹے کا مشکوک ہونے کا حکم نکلتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث نمبر ۱:

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ أَبَا إِدْرِيسَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا ثَعْلَبَةَ قَالَ حَرَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لُحُومَ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ

ابن شہاب زہری سے روایت ہے ان کو خبر دی ابو ادریس خولانی نے ان سے ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بستی کے گدھوں کا گوشت حرام کیا ہے۔ **(بخاری لحوم الحمر الانسیة)**

حدیث نمبر ۲:

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم نَهَى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا عورتوں کے ساتھ متعہ کرنے سے خیبر کے دن اور بستی کے گدھوں کے گوشت سے بھی منع کیا۔

(مسلم، باب تحریم اکل لحم الحمر الانسیة)

ان دونوں روایات سے گدھوں کا گوشت کھانا حرام ثابت ہوتا ہے جب گوشت حرام ہوا تو لعاب بھی حرام ہوا کیوں کہ گوشت سے ہی لعاب پیدا ہوتا ہے جب لعاب حرام ہے تو اس کا جوٹھا بھی ناپاک ہوا۔ مگر یہ ایسا جانور ہے کہ گھروں میں بندھا رہتا ہے اور ادھر ادھر منہ مارتا رہتا ہے۔ اس سے بچنا بہت مشکل ہے۔ اس وجہ سے اس

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کے جوٹھے کو مشکوک کہا جائے گا۔ دوسری وجہ پہلے اس کا گوشت حلال تھا پھر حرام ہوا اور بعض روایات میں مجبوری کا ذکر بھی آیا ہے۔

حلال جانوروں کا پیشاب ناپاک ہے

حدیث نمبر ۱:

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَنْزِهُوْا مِنَ الْبَوْلِ فَإِنَّ عَامَّةَ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پیشاب سے بچا کرو، کیوں کہ اکثر عذابِ قبر اسی وجہ سے ہوتا ہے۔

(سنن دار قطنی ج ۱ ص ۴۷۔ مستدرک حاکم ج ۱ ص ۱۸۳)

تشریح:

اس حدیث میں ہر قسم کے پیشاب سے مطلقاً منع کیا گیا ہے اور کسی بھی جانور کے پیشاب کو مستثنیٰ نہیں کیا گیا۔

حدیث نمبر ۲:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم عَلَى قَبْرَیْنِ فَقَالَ أَمَا إِنَّهُمَا لَیُعَذَّبَانِ وَمَا یُعَذَّبَانِ فِیْ كَبِیْرٍ أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ یَمْشِیْ بِالنَّمِیْمَةِ وَأَمَّا الآخَرُ فَكَانَ لاَ یَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ

(مسلم، الطهارة، باب باب الدَّلِیلِ عَلَى نَجَاسَةِ الْبَوْلِ وَوُجُوبِ الاِسْتِبْرَاءِ مِنْهُ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دو قبروں سے گزر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے اور یہ عذاب کچھ بڑے گناہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

پر نہیں ہو رہا بلکہ ان میں سے ایک شخص چغلی کھایا کرتا تھا اور دوسرا پیشاب سے بچنے سے احتیاط نہیں کرتا تھا۔

تشریح:

اگر پیشاب پاک ہوتا تو پھر عذاب نہ ہوتا۔ اس حدیث میں بھی مطلقاً پیشاب کا حکم ہے۔

حدیث نمبر ۳:

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ صَحَابِیٍّ صَالِحٍ اَبْتَلِیَ بِعَذَابِ الْقَبْرِ جَآءَ اِلٰی اِمْرَاَتِہٖ فَسَاَلَھَا عَنْ اَعْمَالِہٖ فَقَالَتْ کَانَ یَرْعِی الْغَنَمَ وَلاَ یَتَنَزَّہُ مِنْ بَوْلِہٖ فَحِیْنَئِذٍ قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِسْتَنْزِھُوْا مِنَ الْبَوْلِ فَاِنَّ عَامَّۃَ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْہُ.

جب رسول اللہ ﷺ ایک نیک صحابی کے دفن سے فارغ ہو کر جو عذاب قبر میں مبتلا ہوئے تھے ان صحابی کی بیوی کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے ان صحابی کے اعمال کے متعلق دریافت فرمایا تو ان کی بیوی نے جواب دیا کہ وہ بکریاں چرایا کرتے تھے اور ان کے پیشاب سے پرہیز نہیں کرتے تھے تو اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پیشاب سے بچا کرو۔ کیوں کہ عموماً عذاب قبر اسی سے ہوتا ہے۔

(مستدرک حاکم ج۱ بحوالہ زجاجۃ المصابیح مترجم ج۱ ص ۳۲۷)

حدیث نمبر ۴:

عَنِ الْحَسَنِ اَنَّہٗ کَرِہَ اَبْوَالَ الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ.

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اونٹ، گائے، بیل اور بکریوں کے پیشاب کو مکروہ (تحریمی) قرار دیا ہے۔ (طحاوی)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اذان میں ترجیع

حدیث نمبر۱:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ كَانَ أَذَانُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَفْعًا شَفْعًا فِي الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ

(الترمذی، ج۱ ص۲۷، باب ما جاء ان الاقامة مثنی مثنی)

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اذان واقامت دو مرتبہ تھی۔

حدیث نمبر۲:

عن عون بن أبی جحیفة عن أبیه أن بلالا کان یؤذن للنبی صلی الله علیه و سلم مثنی مثنی ویقیم مثنی مثنی (دارقطنی ج۱ص۲۴۲)

عون بن ابی جحیفہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے اذان واقامت کے کلمات دو دو دفعہ کہتے تھے۔

حدیث نمبر۳:

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کی اطلاع نے فکر مند کر رکھا تھا یہاں تک کہ آپ نے ارادہ فرمالیا کہ لوگوں کو حکم دیں وہ ٹیلوں پر چڑھ کر ہاتھ کھڑے کر کے اشاروں سے لوگوں کو نماز کی اطلاع دیں حتیٰ کہ میں نے خواب میں دیکھا گویا ایک آدمی ہے جس کے اوپر دو سبز کپڑے ہیں مسجد کی دیوار پر کھڑا ہو کر کہہ رہا ہے اللہ اکبر چار دفعہ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ دو دفعہ اشہد ان محمدا رسول اللہ دو دفعہ حی علی الصلوٰۃ دو دفعہ حی علی الفلاح دو دفعہ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ پھر اس نے اقامت پڑھی وہ بھی اسی طرح اور اس کے آخر میں قد قامت الصلوٰۃ قد قامت الصلوٰۃ کہا یعنی

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

تحقیق نماز کھڑی ہوگئی پس میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا جا بلال کے سامنے اسے بیان کر میں نے بیان کر دیا تو لوگ دوڑے ہوئے آئے مگر کچھ سمجھ نہ سکے اتنے میں وہ فارغ بھی ہو چکا تھا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور کہنے لگے، اگر وہ مجھ سے سبقت نہ لے گیا ہوتا تو میں آپ ﷺ کو بتلاتا کہ میرے ساتھ بھی یہی گزری ہے۔ جو اس کے ساتھ گزری۔

(نصب الرایہ ج ا ص ۲۷۵)

اکہری اقامت

حدیث نمبر ا:

حضرت ابومحذورہ فرماتے ہیں مجھے آنحضرت ﷺ نے اذان واقامت دو دو مرتبہ سکھائی۔ (مصنف عبدالرزاق ج ا ص ۴۵۸)

حدیث نمبر ۲:

عبدالعزیز بن رفیع فرماتے ہیں میں نے ابومحذورہ کی اذان و اقامت سنی دونوں دو دو مرتبہ تھیں۔ (طحاوی ج ا ص ۹۳)

حدیث نمبر ۳:

حضرت ابراہیم فرماتے ہیں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی اذان واقامت دہری دہری ہوتی تھی۔ (مصنف عبدالرزاق ج ۲ ص ۴۶۲)

حدیث نمبر ۴:

حضرت سوید بن غفلہ فرماتے ہیں میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان و اقامت کہتے سنا ان کی اذان واقامت دو دو مرتبہ ہوتی تھی۔

(طحاوی ج ا ص ۹۴)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

حدیث نمبر۵:

حضرت سعد بن قیس کہتے ہیں بے شک حضرت علی رضی اللہ عنہ اذان واقامت دو دو مرتبہ کہا کرتے تھے ایک دن ایک مؤذن کو سنا جس نے (اقامت) ایک مرتبہ کہی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو نے دو دو مرتبہ کیوں نہ کہی تیری ماں مر جائے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج۱ ص۱۳۸)

حدیث نمبر۶:

ابو اسحاق کہتے ہیں اصحاب علی اور اصحاب عبداللہ بن مسعود سب کے سب اذان اور اقامت دو دو مرتبہ کہا کرتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج۱ ص۱۳۸)

حدیث نمبر۷:

حضرت امام سفیان ثوری نے منیٰ میں اذان واقامت کہی جو دو دو مرتبہ تھی۔

(مصنف عبدالرزاق ج۱ ص۴۶۲)

حدیث نمبر۸:

حضرت علی کا مؤذن اقامت دو دو مرتبہ کہا کرتا تھا۔

(مصنف عبدالرزاق ج۱ ص۴۶۳)

پیشاب اور پاخانہ کے وقت قبلے کی طرف منہ کرنا یا پیٹھ کرنا عمارتوں کے اندر بھی جائز نہیں' میدان اور عمارتیں حرمت میں برابر ہیں

عَنْ أَبِی أَیُّوبَ الْأَنْصَارِیِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَى أَحَدُكُمُ الْغَائِطَ فَلَا يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا يُوَلِّهَا ظَهْرَهُ شَرِّقُوا

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

أَوْ غَرِّبُوا (بخاری ج۱ ص۲۶، باب لاتستقبل القبلة)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی ایک قضائے حاجت کے لیے آئے تو نہ وہ قبلہ کی طرف منہ کرے اور نہ اپنی پیٹھ کرے بلکہ مشرق یا مغرب کی طرف منہ کرو۔

تشریح:

یہ اہل مدینہ کے لیے حکم ہے کیوں کہ مدینہ سے مکہ شمال کی جانب ہے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم (مشرق مغرب والا) مدینہ والوں کو دیا۔ جن مقامات پر قبلہ مشرق یا مغرب میں ہے وہاں مشرق یا مغرب میں بھی قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا منع ہے کیوں کہ اصل علت احترام قبلہ ہے اور حدیث کے اندر عام حکم ہے۔ میدان اور عمارتوں دونوں کو شامل ہے۔

تکبیر اللہ اکبر سے کہنی چاہیے

حضرت ابوحمید رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے قبلہ کی طرف رخ کرتے اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے اور اللہ اکبر کہتے۔ (ابن ماجہ ص ۵۸

نابالغ لڑکے کی امامت جائز نہیں

حدیث نمبر ا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِمَامُ ضَامِنٌ (ابوداؤد ج۱ ص۷۷، ترمذی ص۵۷)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امام ضامن ہے۔ (نابالغ بچہ کسی چیز کا ضامن نہیں بن سکتا)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

حدیث نمبر۲:

عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ أَنَّ محَمَّدَ بْنَ أَبِىْ سُوَيْدٍ أَقَامَهُ لِلنَّاسِ وَهُوَ غُلَامٌ بِالطَّائِفِ فِىْ شَهْرِ رَمَضَانَ يَؤُمُّهُمْ فَكَتَبَ بِذٰلِكَ إِلٰى عُمَرَ يُبَشِّرُهُ فَغَضِبَ عُمَرُ وَكَتَبَ إِلَيْهِ مَا كَانَ نَوُلُكَ أَنْ تُقَدِّمَ لِلنَّاسِ غُلَامًا لَمْ تَجِبْ عَلَيْهِ الْحُدُوْدُ (مصنف عبدالرزاق ج۲ص۳۹۸)

حضرت عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ محمد بن سوید نے مجھے لوگوں کے لیے نماز پڑھانے کے لیے کھڑا کر دیا اور یہ ابھی بچے ہی تھے طائف کے اندر یہ رمضان کے مہینہ میں لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے تو سوید نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا اور مبارک دی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اس پر ناراض ہو گئے اور سوید کو خط لکھا تمہارے لیے مناسب نہیں تھا کہ تم ایک بچے کو نماز پڑھانے کے لیے کھڑا کرتے جس پر حدود واجب نہیں۔

حدیث نمبر۳:

عَنْ عَطَاءٍ قَالَ لَا يَؤُمَّ الْغُلَامُ الَّذِىْ لَمْ يَحْتَلِمْ

(مصنف عبدالرزاق ج۲ص۳۹۸)

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ بچہ جو بالغ نہیں ہوا وہ لوگوں کو امامت نہ کرائے۔

فرض پڑھنے والا نفل پڑھنے والے کے پیچھے نماز نہ پڑھے

حدیث نمبر۱:

عَنْ معاذ بن رفاعة الزرقى ان رجلا من بنى سلمة يقال له سليم اتى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال انا نظل فى اعمال فناتى حين نمسى فنصلى فيأتى معاذ بن جبل فينادى بالصلٰوة فناتيه فيطول علينا

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

فقال له النبي صلى الله عليه وسلم يا معاذ لا تكن فتانا اما ان تصلي معي واما ان تخفف عن قومك.

حضرت معاذ بن رفاعہ رزقی سے روایت ہے کہ ایک آدمی تھا بنی مسلمہ میں سے جس کو سُلیم کہتے تھے وہ رسول علیہ السلام کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ ہم دن میں کام کرتے ہیں اور شام کو واپس لوٹتے ہیں۔ معاذ بن جبلؓ ہمیں نماز پڑھاتے ہیں تو بہت لمبی نماز پڑھاتے ہیں۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے معاذ کہ تو فتنہ نہ بن۔ تو یا میرے ساتھ نماز پڑھ یا پھر اپنی قوم کو ہلکی (مختصر) نماز پڑھاؤ۔

یہ حدیث نقل کرنے کے بعد امام طحاوی فرماتے ہیں۔ تو نبی ﷺ کا یہ فرمان حضرت معاذ کو دلالت کرتا ہے کہ یا تو میرے ساتھ نماز پڑھ یا مختصر نماز پڑھایا کر یعنی دو کاموں سے ایک کریں۔ (طحاوی ج۱ ص۲۷۸، باب الرجل یصلی الفریضة خلف من یصلی تطوعا)

سجدہ میں دونوں ہاتھوں اور گھٹنوں کا زمین پر رکھنا

حدیث:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سات اعضاء (سات ہڈیوں) پر سجدہ کروں پیشانی بمع ناک، دو ہاتھ، دو گھٹنے، دو پاؤں۔ اور یہ بھی حکم ہے کہ ہم نماز میں کپڑوں اور بالوں کو نہ سمیٹا کریں۔

(بخاری ج۱ ص۱۱۲، مسلم ج۱ ص۱۹۳)

نماز میں بھول کر کلام کرنے سے بھی نماز باطل ہو جاتی ہے

حدیث نمبر ۱:

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ كُنَّا نَتَكَلَّمُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلَاةِ فَنَزَلَتْ وَقُومُوْا لِلّٰهِ قَانِتِينَ فَأُمِرْنَا بِالسُّكُوتِ وَ نُهِينَا عَنِ الْكَلَامِ. (بخاری ج ا ص ۱۶۰، مسلم ج ا ص ۲۰۴، ترمذی ج ا ص ۸۵)

حضرت زید بن ارقم کہتے ہیں کہ ہم لوگ پہلے حضور ﷺ کے زمانہ میں نماز میں کلام کرتے تھے۔ پس جب یہ آیت نازل ہوئی ﴿وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ﴾ تو ہم کو خاموش رہنے کا حکم دیا گیا اور ہر قسم کے کلام سے منع کر دیا گیا۔

حدیث نمبر ۲:

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السُّلَمِيِّ قَالَ بَيْنَا أَنَا أُصَلِّيْ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ عَطَسَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَقُلْتُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَرَمَانِي الْقَوْمُ بِأَبْصَارِهِمْ فَقُلْتُ وَاثُكْلَ أُمِّيَاهُ مَا شَأْنُكُمْ تَنْظُرُوْنَ إِلَيَّ فَجَعَلُوْا يَضْرِبُوْنَ بِأَيْدِيهِمْ عَلٰى أَفْخَاذِهِمْ فَلَمَّا رَأَيْتُهُمْ يُصَمِّتُونَنِي لٰكِنِّي سَكَتُّ فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَانِيْ فَبِأَبِي هُوَ وَأُمِّيْ مَا رَأَيْتُ مُعَلِّمًا قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ أَحْسَنَ تَعْلِيمًا مِنْهُ فَوَاللّٰهِ مَا كَهَرَنِي وَلَا ضَرَبَنِي وَلَا شَتَمَنِي قَالَ إِنَّ هٰذِهِ الصَّلَاةَ لَا يَصْلُحُ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ إِنَّمَا هُوَ التَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ

(مسلم ص ۲۰۳ ج ا، باب تحریم الکلام فی الصلوٰۃ)

حضرت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز میں شریک تھا کہ جماعت میں کسی شخص کو چھینک آئی میں نے کہا ''یرحمک اللہ'' لوگوں نے مجھے گھورنا شروع کر دیا، میں نے کہا کاش یہ کہ میں مر چکا ہوتا تم مجھے کیوں گھور رہے ہو۔ یہ سن کر انہوں نے اپنی رانوں پر ہاتھ مارنا شروع کر دیا جب میں نے سمجھا وہ مجھے خاموش کرانا چاہتے ہیں میں خاموش ہو گیا، رسول اللہ ﷺ پر میرے ماں باپ فدا ہوں میں نے آپ سے پہلے اور آپ کے بعد آپ سے بہتر کوئی سمجھانے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

والا نہیں دیکھا۔ خدا کی قسم آپ ﷺ نے نہ مجھے جھڑکا نہ برا بھلا کہا نہ مارا۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: نماز میں باتیں نہیں کرنی چاہییں۔ نماز میں صرف تسبیح تکبیر اور تلاوت کرنی چاہیے۔

مسئلہ عمل کثیر یعنی نماز میں تین قدم پے در پے چلنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے

دوران نماز بے ہودہ افعال اور کثیر حرکات ایسی آفت ہے کہ جس سے بہت ہی کم نمازی محفوظ رہے ہوں گے کیوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل نہیں کرتے جس میں کہا گیا ہے۔

﴿وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ﴾ (البقرة:۲۳۸)

''(نماز کی حالت میں) اللہ تعالیٰ کے سامنے باادب کھڑے ہوا کرو۔''

اور وہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی پر کان نہیں دھرتے جس میں بتایا گیا ہے کہ

﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ○ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ○﴾
(المومنون:۱۔۲)

''یقیناً ایسے مومنوں نے نجات حاصل کر لی۔ جو اپنی نمازوں میں خشوع کرتے ہیں۔ یعنی ظاہری اعضاء اور دل کی یکسوئی سے نماز میں توجہ کرتے ہیں۔''

دوران نماز ان کے دل میں خوف و ہیبت طاری ہوتا ہے اور ان کے ظاہری اعضا بھی پرسکون ہوتے ہیں۔ وہ نہ تو داڑھی وغیرہ سے کھیلتے اور نہ ادھر ادھر جھانکتے ہیں بلکہ ان پر خوف و خشیت کی ایسی کیفیت طاری ہوتی ہے جیسے عام طور پر بادشاہ یا کسی بڑے شخص کے سامنے پیش ہونے سے ہوتی ہے۔

نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ اگر زمین ہموار نہ ہونے کی وجہ سے سجدہ کرنے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

میں دقت پیش آئے تو سجدہ کی خاطر پیشانی رکھنے کے لیے مٹی کو برابر کیا جا سکتا ہے؟
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لاَ تَمْسَح وَأَنْتَ تُصَلِّي فَإِنْ كُنْتَ لاَ بُدَّ فَاعِلاً فَوَاحِدَةً تَسْوِيَةَ الْحَصَى

(ابوداؤد، ج ۱ ص ۳۸۱ ھ۔ صحیح الجامع الصغیر البانی، حدیث نمبر ۷۴۵۲۔ (اس حدیث کی اصل صحیح مسلم میں بھی موجود ہے)

''دوران نماز مٹی وغیرہ کو سیدھا نہ کرو اگر بہت ہی ضروری ہو تو صرف ایک مرتبہ کنکریاں برابر کر سکتے ہو (تاکہ پیشانی رکھنے کے لیے جگہ ہموار ہو جائے)''

علماء کرام نے ذکر کیا ہے کہ نماز میں بلاضرورت مسلسل حرکات کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے' جو لوگ دوران نماز بے مقصد حرکات کرتے ہیں کبھی ٹائم دیکھتے ہیں' کبھی کپڑوں کو ٹھیک کرتے ہیں' کبھی انگلی ناک میں ڈالتے ہیں' کبھی اپنی نگاہ کو دائیں بائیں گھماتے ہیں اوپر نیچے دیکھتے ہیں۔

اور ان کے دل میں اللہ تعالیٰ کا ڈر پیدا نہیں ہوتا کہ ان کی اس کی حرکت کی وجہ سے کہیں ان کی بینائی نہ اچک لی جائے یا شیطان موقع پاکر ان کی نماز کا کچھ حصہ لوٹ کر نہ لے جائے۔

آج کل ایک نئی وباء موبائل فون کی شکل میں چل نکلی ہے جو کہ تقریباً ہر نمازی کی جیب میں ہوتا ہے اور دوران نماز اکثر نمازی حضرات موبائل فون کی بیل ہونے پر اس کو جیب میں نکال کر نمبر دیکھتے اور پھر اس کو جیب میں رکھ لیتے ہیں، جب کہ ہونا تو یہ چاہیے کہ جب نماز کے لیے آئیں تو اس کو بند کر دیں اور اگر کوئی شخص بھول جائے اور نماز کے دوران بیل ہو جائے تو اس کو چاہیے کہ اس کو فوراً بند کر دے، اگر وہ بیل کرنے والے کا نام اور نمبر دیکھنے میں مصروف ہو گیا جیسا کہ عام لوگوں کا وطیرہ ہے تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی، کیوں کہ یہ ایک لغو کام ہے اور اللہ تعالیٰ نے سورہ مومنون میں

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

فلاح پانے والوں کی دوسری صفت یہ بیان فرمائی کہ وہ لغویات سے بچتے ہیں اور یہ بھی لغویات میں سے ہے، اگرچہ یہ ایک ضرورت ہے مگر جو چیز نماز میں خلل کا باعث بنے تو وہ نماز کو ضائع کرنے کا ایک سبب ہے اور اسی طرح اگر مساجد میں سامنے کی دیوار پر کوئی اشتہار یا کعبۃ اللہ یا مسجد نبوی کی تصاویر ہوں یا دیواروں پر نقش نگاری ہو تو ایسی تمام چیزیں نماز میں کوتاہی کا سبب بن سکتی ہیں، لہٰذا ہر نمازی کو اور خاص طور پر ائمہ وخطباء حضرات کو اس طرف خاص توجہ دینا چاہیے۔

امامت کے لائق وہ شخص ہے جو زیادہ علم والا ہو

حدیث:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک لمبی حدیث نقل کی ہے جس میں آتا ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری شدید ہو گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ الحدیث

(بخاری ج۱ ص۹۳۔ ومسلم ج۱ ص۱۹۷ باب اهل العلم والفضل احق بالامامة)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرضِ وفات میں امامت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمائی۔ حالانکہ صحابہ میں حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سب سے بڑے قاری تھے۔

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کے قاری ہونے کا ثبوت ملاحظہ فرمائیں:

روایت ہے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے زیادہ رحم کرنے والے میری امت پر ابوبکر ہیں یعنی نرم دل اور سب سے زیادہ سخت اللہ کے کام بجالانے میں عمر اور سب سے زیادہ سچے عثمان بن عفان اور سب سے زیادہ حلال وحرام سے واقف معاذ بن جبل اور سب سے زیادہ فرائض جاننے والے زید بن ثابت

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اور سب سے زیادہ قرأت جاننے والے اُبی بن کعب اور ہر امت کا ایک امین ہے اور اس امت کا امین ابوعبیدہ بن جراح ہیں۔

(ترمذی، ابواب المناقب، باب مناقب معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، ج ۲ ص ۲۴۳)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جو باب قائم کیا ہے اس سے بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تائید ہوتی ہے۔

نماز میں ہاتھ کے ساتھ اشارہ سے بھی سلام کرنا منع ہے

حدیث نمبر ا:

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا لِي أَرَاكُمْ رَافِعِي أَيْدِيكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ اسْكُنُوا فِي الصَّلَاةِ.

(مسلم ج ا ص ۱۸۱، باب الامر بالسکون فی الصلوٰۃ)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا ہے مجھے کہ میں دیکھتا ہوں تمہیں نماز میں ہاتھ اٹھاتے ہوئے گویا کہ وہ سرکش گھوڑوں کی دُمیں ہیں۔ نماز میں سکون اختیار کرو۔

حدیث نمبر ۲:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ فَيَرُدُّ عَلَيْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْنَا وَقَالَ إِنَّ فِي الصَّلَاةِ شُغْلًا

(بخاری، ج ا ص ۱۶۲، باب لا یرد السلام فی الصلوٰۃ. ومسلم ج ا ص ۲۰۳، باب تحریم الکلام فی الصلوٰۃ)

حضرت عبداللہ سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کہتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کی حالت میں ہوتے تو آپ ﷺ مجھے سلام کا جواب دیتے جب ہم واپس لوٹے (حبشہ سے) تو میں نے آپ ﷺ کو سلام کیا تو آپ ﷺ نے مجھے جواب نہ دیا اور آپ ﷺ نے (نماز سے فارغ ہونے کے بعد) فرمایا کہ بے شک نماز میں مصروفیت ہے۔

خطبہ کے دوران تحیۃ المسجد پڑھنا جائز نہیں

حدیث:

طبرانی کبیر میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:((اذا دخل احدکم المسجد والامام علی المنبر فلا صلوٰۃ ولا کلام حتی یفرغ الامام))

جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں اس وقت داخل ہو جب کہ امام ممبر پر ہو تو نماز کلام نہیں جب تک امام فارغ نہ ہو جائے۔(بحوالہ مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۸۴)

نماز عید میں چھ تکبیریں زائد ہیں پہلی رکعت میں تکبیر اولیٰ کے بعد اور دوسری رکعت میں قرأت کے بعد

حدیث نمبر ۱

عن علقمة والأسود بن يزيد أن بن مسعود كان يكبر في العيدين تسعا تسعا أربعا قبل القراءة ثم كبر فركع وفي الثانية يقرأ فإذا فرغ كبر أربعا ثم ركع

(مصنف عبدالرزاق ج ۳ ص ۲۹۳، باب التکبیر فی الصلوٰۃ یوم العید)

حضرت علقمہ اور اسود سے روایت ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ عیدین (عید الضحیٰ والفطر) میں نو نو تکبیریں کہتے تھے چار تکبیریں کہتے قرأت سے پہلے پھر ایک تکبیر

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کہتے اور رکوع کرتے، پھر کھڑے ہو جاتے۔ دوسری رکعت میں قرأت کرتے۔ پس جب قرأت سے فارغ ہوتے تو چار تکبیریں کہتے پھر رکوع کرتے۔

فجر کی نماز اُجالے میں پڑھنا

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَسْفِرُوا بِالْفَجْرِ فَإِنَّهُ أَعْظَمُ لِلْأَجْرِ

(ترمذی ج۱ ص۴۹، باب ما جاء فی الاسفار بالفجر)

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فجر کو خوب اچھی طرح روشن کر کے نماز پڑھو اس میں زیادہ اجر وثواب ہے۔

حدیث نمبر۲:

عَنْ عاصم بن عمر بن قتادة عن ابيه عن جده قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اسفروا بالفجر فانه اعظم لاجركم او للاجر رواه البزار ورجاله ثقات (مجمع الزوائد ج۱ ص۳۱۵)

حضرت عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے یہ اپنے والد سے اور یہ اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فجر کی نماز کو روشن کر کے پڑھو بے شک یہ تمہارے اجر وثواب کے لحاظ سے زیادہ بہتر ہے۔ یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا کہ یہ ثواب کے لحاظ سے زیادہ بہتر ہے۔

مسجد کو سیمنٹ اور سونے کے پانی سے نقش کرنا

عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عمر أَخْبَرَهُ أَنَّ الْمَسْجِدَ كَانَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَبْنِيًّا بِاللَّبِنِ وَسَقْفُهُ الْجَرِيدُ وَعُمُدُهُ خَشَبُ النَّخْلِ فَلَمْ يَزِدْ فِيهِ أَبُو بَكْرٍ شَيْئًا وَزَادَ فِيهِ عُمَرُ وَبَنَاهُ عَلَى بُنْيَانِهِ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

فِی عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّبِنِ وَالْجَرِيدِ وَأَعَادَ عُمُدَهُ خَشَبًا ثُمَّ غَيَّرَهُ عُثْمَانُ فَزَادَ فِيهِ زِيَادَةً كَثِيرَةً وَبَنٰى جِدَارَهُ بِالْحِجَارَةِ الْمَنْقُوشَةِ وَالْقَصَّةِ وَجَعَلَ عُمُدَهُ مِنْ حِجَارَةٍ مَنْقُوشَةٍ وَسَقَفَهُ بِالسَّاجِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں مسجد نبوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں کچی اینٹوں کی بنی ہوئی تھی اور اس کی چھت کھجور کی شاخوں کی تھی اور اس کے ستون کھجور کے تنوں کے تھے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس میں کوئی اضافہ نہیں کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس میں اضافہ کیا اور اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کی بنا پر تعمیر کیا کچی اینٹوں اور شاخوں سے بنایا اور اس کے ستون دوبارہ لکڑی کے بنا دیئے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس میں تبدیلی کی اور اس میں بہت اضافہ کیا۔ اس کی دیواریں نقش و نگار والے پتھروں اور چونے کی بنائیں اور اس کے ستون بھی منقش پتھروں کے بنائے اور اس کی چھت ساگوان کی لکڑی کی بنائی۔

(بخاری جلد ۲ ص ۶۴ باب بنیان المسجد کتاب الصلوٰۃ)

جب امام منبر پر چڑھنے کے واسطے نکلے تو اس وقت نہ نماز پڑھے اور نہ کلام کرے

حدیث نمبر ۱:

عن ابی هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اذا قلت لصاحبك انصت والامام يخطب فقد لغوت

(طحاوی ج ۱ ص ۲۵۲، باب الصلوٰۃ عند الخطبة)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تو اپنے ساتھی سے کہے کہ خاموش ہو جا اس حال میں کہ امام خطبہ دے رہا ہو تو تو نے لغو

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کام کیا۔

حدیث نمبر۲:

عن ابی ھریرۃؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یخطب یوم الجمعۃ فقرأ سورۃ فقال ابو ذر لأُبَی بن کعب متی نزلت ھذہ السورۃ فاعرض عنہ فلما قضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوتہ قال أُبَی لِأَبِیْ ذرٍّ مالک من صلوتک الا ما لغوت فدخل أبو ذرٍّ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فأخبرہ بذلک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صدق أُبَی

امام طحاوی فرماتے ہیں.

(فقد أمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالانصات عند الخطبۃ وجعل حکمھا فی ذلک کحکم الصلوۃ وجعل الکلام فیھا لغوًا.

(طحاوی ج۱ص۲۵۳)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ بے شک نبی کریم ﷺ جمعہ کے دن خطبہ ارشاد فرمارہے تھے تو آپ ﷺ نے کوئی سورۃ پڑھی تو حضرت ابوذرؓ نے اُبی بن کعبؓ سے پوچھا کہ یہ سورۃ کب نازل ہوئی تو آپ نے کلام کرنے سے ان سے اعراض کیا۔ جب نبی کریم ﷺ نے اپنی نماز مکمل کی تو اُبی بن کعبؓ نے ابوذرؓ سے کہا کہ تو نے نہیں کیا اپنی نماز سے مگر لغو کام۔ تو ابوذرؓ نبی علیہ السلام کے پاس آئے آپ ﷺ کو خبر دی اس واقعہ کی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اُبی بن کعب نے سچ کہا ہے۔

امام طحاوی فرماتے ہیں:

پس نبی علیہ السلام نے حکم دیا خطبہ کے وقت خاموش رہنے کا اور اس کے حکم کو بنایا ہے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

نماز کے حکم کی طرح اور کلام کو اس میں لغو قرار دیا ہے۔ کہ جس طرح نماز میں کلام کرنا لغو ہے اسی طرح خطبہ کے وقت بھی۔

حدیث نمبر ۳:

عن سلمان الخير ان النبی علیه السلام قال لان يغتسل الرجل يوم الجمعة و يتطهر بما استطاع من طهر ثم ادهن من دهن او مس من طيب بيته ثم راح فلم يفرق بين اثنين وصلى ما كتب الله له ثم اذا تكلم الإمام غفر له ما بينه و بين الجمعة الاخرى.

(طحاوی ج ا ص ۲۵۴)

سلمان الخیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن غسل کر کے اچھی طرح طہارت حاصل کر کے تیل لگائے خوشبو ملے پھر نماز کے لیے نکلے اور کسی دو شخصوں کے درمیان تفریق نہ کرے پھر سنتیں وغیرہ پڑھے اور خطبہ کے وقت خاموش بیٹھا رہے تو اس سے اگلے جمعہ تک اس کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔

مرد اور عورت کا جنازہ پڑھنے کے لیے امام میت کے سینے کے برابر کھڑا ہو

حدیث نمبر ا

عن ابی غالب قال صليت خلف انس رضی الله عنه على جنازة فقام حيال صدره. (فتح القدیر ج ۲ ص ۸۹۔ شرح نقایہ ج ا ص ۱۳۵)

ابو غالب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز جنازہ پڑھی تو آپ میت کے سینہ کے برابر کھڑے ہوئے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

حدیث نمبر۲:

عن ابراھیم قال یقوم الرجل الذی یصلی علی الجنازۃ عند صدرھا

ابراہیم نخعی سے فرمایا مرد کے جنازہ میں نماز کے لیے سینہ کے برابر کھڑا ہونا چاہیے۔

(طحاوی باب الرجل یصلی علی المیت این ینبغی ان یقوم منه)

شہید کا جنازہ پڑھا جائے

حدیث نمبر۱:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أُتِيَ بِهِمْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ فَجَعَلَ يُصَلِّي عَلَى عَشَرَةٍ عَشَرَةٍ وَحَمْزَةُ هُوَ كَمَا هُوَ وَيُرْفَعُونَ وَهُوَ كَمَا هُوَ مَوْضُوعٌ (ابن ماجہ،ص۱۰۸باب ما جاء فی الصلوٰۃ علی الشهداء)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لایا جاتا تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (شہداء احد کو) احد کے دن، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر دس دس کر کے نماز جنازہ پڑھتے رہے۔ اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا جنازہ وہ اسی طرح رکھا رہا۔ لوگ دوسروں کو اٹھاتے (یعنی جن کی نماز جنازہ ادا ہو چکی تھی) اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ (یعنی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے جنازہ کو اٹھایا نہیں گیا تھا سب سے آخر میں اٹھایا گیا)۔

حدیث نمبر۲:

عن ابی مالك الغفاری ان النبی صلی الله علیه وسلم صلّی علی قتلی احد عشرۃً عشرۃ فی کل عشرۃ حمزۃ حتی صلّی علیه سبعین صلوۃ.

(مراسیل ابوداؤد، ص۱۸۔ طحاوی، ج۱ص۳۴۸، باب الصلوۃ علی الشهداء)

حضرت ابو مالک الغفاری سے مروی ہے کہ بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداء

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

احد پر دس دس (اکٹھا) کر کے نماز جنازہ پڑھائی۔ ہر دس میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بھی ہوتے تھے۔ حتی کہ ان پر ستر مرتبہ نماز جنازہ پڑھی گئی۔

اونٹوں کی زکوٰۃ کا طریقہ

حدیث نمبر ۱:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر اونٹ ایک سو بیس سے بڑھ جائیں تو حساب نئے سرے سے شروع ہوگا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۱۲۵۔ بیہقی ج ۴ ص ۹۲ کتاب الزکاۃ۔ فتح القدیر ج ۱ ص ۴۹۸ باب صدقۃ السوام کتاب الاموال ابوعبید ص ۳۶۳)

حدیث نمبر ۲:

حماد بن سلمہ فرماتے ہیں کہ میں نے قیس بن سعد سے کہا کہ آپ میرے لیے محمد بن عمرو کی کتاب لیں، تو اس نے مجھے ایک کتاب دی اور یہ بھی کہا کہ اس نے یہ کتاب ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے لی ہے۔ اور یہ کتاب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے دادا کے لیے لکھوائی تھی۔ حماد بن سلمہ کہتے ہیں کہ جب میں نے اسے پڑھا تو اس میں اونٹوں کی زکوٰۃ کے نصاب کا بیان تھا۔ پھر حدیث کو بیان کرتے ہوئے ایک سو بیس اونٹوں کے نصاب تک پہنچ گئے (آگے یوں تھا) اور اگر اس مقدار سے زیادہ ہو جائے تو ہر پچاس اونٹوں میں ایک حقہ ہوگا (یعنی تین سال کی اونٹنی ہوگی) اور جو زیادہ ہوگا تو اسے اونٹوں کے پہلے حساب کی طرف لوٹایا جائے گا اور اگر اونٹ پچیس سے کم ہوں تو ان میں بکری ہے، یعنی ہر پانچ اونٹوں میں ایک بکری ہوگی۔ اور زکوٰۃ میں زیادہ بوڑھا اور عیب دار جانور دینا درست نہیں۔

(مراسیل ابوداؤد۔ شرح معانی الآثار ج ۲ ص ۳۴۸، ۳۴۹ کتاب الزیادات باب الزکاۃ فی الابل السائمہ)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

گھوڑوں کی زکوٰۃ (اگر کسی نے نسل کشی کے لیے نر اور مادہ اکٹھے کیے ہوں تو اس پر ان کی زکوٰۃ لازم ہوگئی)

حدیث نمبر ۱.

عَنْ جابر قال قال رسول اللہ صلی علیہ وسلم فی الخیل السائمۃ فی کل فرس دینار (نصب الرایہ، ج ۲ ص ۳۵۷۔ دارقطنی ج ۲ ص ۱۲۶)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چرنے والے گھوڑوں میں سے ہر گھوڑے میں ایک دینار ہے۔

حدیث نمبر ۲:

سائب بن یزید نے زہری کو خبر دی کہ میں نے اپنے والد کو دیکھا کہ وہ گھوڑے کی قیمت لگا کر اس کی زکوٰۃ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیتے ہیں۔ (دارقطنی ج ۲ ص ۱۲۶)

صدقہ فطر کی مقدار

حدیث نمبر ۱:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں لوگ صدقہ فطر لگاتے تھے ایک صاع جو یا ایک صاع کھجور یا ایک صاع کشمش۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عہد خلافت آیا اور گندم بہ کثرت ہوگئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان دو چیزوں کا بدل نصف صاع گندم کر دیا۔ (سنن ابوداؤد، سنن نسائی)

حدیث نمبر ۲:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا نصف صاع گندم یا ایک صاع کھجور یا جو (صدقہ فطر ہے)۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۴ ص ۳۶)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

صدقہ فطر صاحب نصاب (یعنی مال دار) پر واجب ہے

حدیث۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو جب یمن کی طرف بھیجا تو ان سے فرمایا: تم عنقریب اہل کتاب کی قوم کی طرف جاؤ گے سو جب تم ان کے پاس جاؤ تو پہلے ان کو یہ دعوت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہے اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ پس اگر وہ اس دعوت میں تمہاری اطاعت کریں تو پھر ان کو یہ خبر دینا کہ اللہ نے ان پر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں، پس اگر وہ اس میں تمہاری اطاعت کریں تو پھر ان کو یہ خبر دینا کہ اللہ نے ان پر زکوۃ فرض کی ہے جو ان کے مال دار لوگوں سے لی جائے گی اور ان کے فقرا کی طرف لوٹا دی جائے گی۔ پس اگر وہ اس میں تمہاری اطاعت کرلیں تو تم ان ان کے اموال میں عمدہ چیزوں سے اجتناب کرنا اور مظلوم کی دعا سے ڈرنا کیوں کہ مظلوم کی دعا اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوتا۔

(بخاری، کتاب الزکوۃ، باب اخذ الصدقۃ من الاغنیاء)

شک کے دن نفلی روزہ رکھنا

حدیث

روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ رکھو روزہ ایک دن یا دو دن بیشتر رمضان سے بہ نیت استقبال مگر یہ کہ موافق ہو جاویں وہ دن یعنی آخر شعبان کے کسی روزے کے کہ ہمیشہ رکھتا تھا اور آخر شعبان میں وہی دن واقع ہو تو کچھ مضائقہ نہیں اور روزہ رکھو چاند رمضان کا دیکھ کر اور افطار کرو شوال کا چاند دیکھ کر سو اگر بدلی ہو جاوے تو پورے تیس دن لو پھر روزہ موقوف کرو۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

امام ترمذی یہ حدیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں. حدیث ابوہریرہ کی حسن صحیح ہے اسی پر عمل ہے اہل علم کا مکروہ کہتے ہیں ایک دو دن رمضان سے پہلے رمضان کی تعظیم اور اقبال کی نیت سے روزے رکھنے کو اور اگر کوئی دن ایسا آ جائے کہ اس میں ہمیشہ روزہ رکھتا ہو تو مضائقہ نہیں ان کے نزدیک۔

(ترمذی باب ما جاء لا تقدم الشهر بصوم)

نفلی نماز اور روزہ اگر شروع کر کے توڑ لے تو قضا کرے

قرآن پاک سے ثبوت

پہلی آیت:

وَلَا تُبْطِلُوْا اَعْمَالَكُمْ ''اپنے اعمال کو باطل نہ کرو۔'' (سورۃ محمد:۳۳)

دوسری آیت:

وَرَهْبَانِيَّةَ اِبْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا (الحدید:۲۷)

''انہوں نے رہبانیت کو از خود محض اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے شروع کیا، ہم نے ان پر رہبانیت فرض نہیں کی تھی، پھر انہوں نے اس کی وہ رعایت نہ کی جو رعایت کرنے کا حق تھا۔

حدیث:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَنَا وَحَفْصَةُ صَائِمَتَيْنِ فَعُرِضَ لَنَا طَعَامٌ اشْتَهَيْنَاهُ فَأَكَلْنَا مِنْهُ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَدَرَتْنِي إِلَيْهِ حَفْصَةُ وَكَانَتْ ابْنَةَ أَبِيهَا فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا كُنَّا صَائِمَتَيْنِ فَعُرِضَ لَنَا طَعَامٌ اشْتَهَيْنَاهُ فَأَكَلْنَا مِنْهُ قَالَ اقْضِيَا يَوْمًا آخَرَ مَكَانَهُ.

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا (نفلی) روزے سے تھیں۔ ہمارے پاس ایک کھانا آیا جسے کھانے کے لیے ہمارا جی چاہا، ہم نے اس سے کچھ کھا لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ یہ واقعہ بیان کرنے میں حضرت حفصہ نے مجھ سے سبقت کی اور آخر وہ اپنے باپ کی بیٹی تھیں۔ کہنے لگیں یا رسول اللہ ہم دونوں روزے سے تھیں ہمارے پاس کھانا آیا، اسے کھانے کے لیے ہمارا جی چاہا اور ہم نے اس میں سے کچھ کھا لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں اس روزے کے بدلہ ایک روزہ رکھو۔

(ترمذی ص ۱۲۹۔ ابوداؤد ج ۱ ص ۲۳۳)

اس حدیث پر امام ترمذی نے اس طرح باب باندھا ہے بَابُ مَا جَاءَ فِي إِيجَابِ الْقَضَاءِ عَلَيْهِ اس کا ترجمہ علامہ بدیع الزماں غیر مقلد اس طرح کرتے ہیں: ''باب اس بیان میں کہ جو نفل روزہ توڑ ڈالے اسے قضا واجب ہے۔''

(ترمذی مترجم جلد اول ص ۲۸۵)

احرام کی حالت میں مرنے والے کا سر ڈھانپنا

حدیث:

عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَفَّنَ ابْنَهُ وَاقِدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَدْ مَاتَ مُحْرِمًا بِالْجُحْفَةِ وَخَمَّرَ رَأْسَهُ

(موطا إمام محمد، باب تكفين المحرم، ص ۲۳۷)

حضرت نافع سے مروی ہے کہ بے شک حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے بیٹے واقد بن عبداللہ کو کفن دیا جو کہ حالت احرام میں جحفہ مقام میں فوت ہو گئے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ نے ان کا سر ڈھانپا۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

قارن دو طواف کرے اور دو سعی کرے

حدیث نمبرا:

ابی نصر سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں میں نے حج کا احرام باندھا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملا تو میں نے آپ سے دریافت کیا کہ میں نے حج کا احرام باندھا ہے تو کیا میں اس پر عمرہ کا احرام اضافہ کر سکتا ہوں؟ فرمایا نہیں ہاں اگر تم نے عمرہ کا احرام باندھا ہوتا تو اس پر حج کا احرام اضافہ کر سکتے تھے۔ ابی نصر بیان کرتے ہیں کہ پھر میں نے آپ سے پوچھا کہ پھر جب میرا حج وعمرہ دونوں کا ارادہ ہو تو مجھے کیا کرنا چاہیے۔ فرمایا اول غسل کرلو پھر دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھو اور ہر ایک کے لیے ایک ایک طواف کرو۔ (طحاوی، باب طواف القارن، ج ا ص ۲۷۴)

حدیث نمبر۲:

عن زیاد بن مالك عن علی وعبد الله قالا القارن یطوف طوافین ویسعی سعیین. (طحاوی ج ا ص ۲۷۴)

زیاد بن مالک حضرت علی اور عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ دونوں نے فرمایا کہ قارن دو طواف کرے اور دو سعی کرے۔

ذمی کافر کا مسجد میں داخلہ

حدیث نمبرا:

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ثقیف کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مسجد میں ٹھہرایا تا کہ ان کے دل نرم ہوں، انہوں نے یہ شرط رکھی کہ وہ جہاد میں شریک نہیں ہوں گے، زکوۃ نہیں دیں گے اور نماز نہیں پڑھیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہاد میں نہ شریک ہونے اور زکوۃ نہ دینے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کی تمہیں رخصت ہے۔ لیکن اس دین میں کوئی خیر نہیں جس میں نماز نہ ہو۔

(سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۷۲)

حدیث نمبر ۲:

حسن بصری سے روایت ہے کہ ثقیف کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مسجد کے پچھلے حصہ میں ان کے لیے خیمہ لگوا دیا تاکہ وہ مسلمانوں کی نماز اور ان کے رکوع اور سجود کو ملاحظہ کریں۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ آپ انہیں مسجد میں ٹھہرا رہے ہیں، حالانکہ یہ مشرکین ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: بنو آدم نجس ہوتے ہیں زمین نجس نہیں ہوتی۔

(مراسیل ابی داؤد ص ۶، شرح معانی الآثار ج ۱ ص ۷)

حدیث نمبر ۳:

ابوالزبیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ کی تفسیر میں فرماتے تھے کہ غلام یا ذمی مسجد حرام میں جا سکتا ہے۔ (مصنف عبدالرزاق ج ۶ ص ۵۳)

حدیث نمبر ۴:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس سال کے بعد ہماری اس مسجد میں کوئی مشرک داخل نہ ہو۔ البتہ جن مشرکوں سے معاہدہ ہے یا ان کے خدام۔ وہ داخل ہو سکتے ہیں۔ (مسند احمد ج ۳ ص ۳۹۲)

حالت احرام میں نکاح کرنا جائز ہے

حدیث نمبر ۱:

عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَ مَيْمُونَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ وَهُوَ مُحْرِمٌ

(طحاوی، باب نکاح المحرم، ج ا ص ۴۶۴۔ نسائی ج ۲ ص ۳۶)

حضرت عطا سے مروی ہے یہ روایت کرتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ بنت حارث سے نکاح کیا اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم محرم (حالت احرام میں) تھے۔

حدیث نمبر ۲:

عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ تَزَوَّجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ

(طحاوی ج ۴ ص ۴۶۵)

حضرت ابو صالح سے مروی ہے یہ روایت کرتے ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا اس حال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم حالت احرام میں تھے۔

حدیث نمبر ۳:

عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَ مَيْمُوْنَةَ وَهُمَا مُحْرِمَانِ

(طحاوی ج ا ص ۴۶۵۔ نسائی ج ۲ ص ۲۶ الرخصه فی النکاح للمحرم)

حضرت مجاہد سے روایت ہے یہ روایت کرتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ سے نکاح اس حال میں کیا کہ دونوں (حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت میمونہ) حالت احرام میں تھے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

حالت احرام میں عورت زعفران، عصفر، ورس کے ساتھ رنگا ہوا کپڑا نہ پہنے

حدیث نمبر۱:

عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلْبَسُوا ثَوْبًا مَسَّهُ وَرْسٌ اَوْ زَعْفَرَانٌ يَعْنِيْ فِي الْاَحْرَامِ

(طحاوی، باب لبس الثوب الذی قد مسه ورس او زعفران فی الاحرام، ج۱ ص۲۹۶)

حضرت سالم سے مروی ہے یہ بیان کرتے ہیں ابن عمر سے یہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم مت پہنو ایسا کپڑا جس کو ورس یا زعفران سے رنگا ہو یعنی حالت احرام میں۔

حدیث نمبر۲:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَلْبَسَ مَصْبُوغًا بِزَعْفَرَانٍ أَوْ وَرْسٍ

(نسائی، بابُ النَّهْيِ عَنِ الثِّيَابِ الْمَصْبُوغَةِ بِالْوَرْسِ وَالزَّعْفَرَانِ فِي الْإِحْرَامِ، ج۲ ص۷)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ منع فرمایا ہے نبی کریم ﷺ نے کہ محرم پہنے ایسا کپڑا جو رنگا ہوا ہو ورس سے اور زعفران سے حالت احرام میں۔

حدیث نمبر۳:

عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ قَالَ لَا يَلْبَسُ الْقَمِيصَ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

السَّرَاوِيلَ وَلَا الْعِمَامَةَ وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ وَرْسٌ وَلَا زَعْفَرَانٌ

(نسائی ج۲ ص۷)

حضرت سالم اپنے والد سے بیان کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے سوال کیا گیا کہ محرم کون سے کپڑے پہنے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ محرم نہ پہنے قمیص اور نہ ٹوپی اور نہ شلوار اور نہ عمامہ اور نہ کوئی ایسا کپڑا کہ چھوا ہو اس کو ورس نے یا زعفران نے۔

ضبع (بجو) کا گوشت کھانا حرام ہے

عن عاصم بن ضمرة عن علی بن ابی طالب قال نھی رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عن کل ذی ناب من السباع وعن کل ذی مخلب من الطیر (طحاوی ج۲ ص۲۸۲)

حضرت عاصم بن ضمرہ سے مروی ہے یہ روایت کرتے ہیں حضرت علی بن ابی طالب سے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا ہے ہر ناخن والے درندے سے اور ہر چونچ والے پرندے سے۔ (طحاوی ج۲ص۲۸۴)

عن مجاھد عن ابن عباس قال نھی رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عن اکل کل ذی ناب من السباع

حضرت مجاہد سے مروی ہے یہ بیان کرتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے منع فرمایا ہے ہر ناخن والے درندے کے کھانے سے۔

اور ضبع (بجو) کا شمار ناخن والے درندوں میں ہوتا ہے لہٰذا یہ کھانا منع ہے۔

کسی لونڈی نے اپنے آقا کی اجازت سے نکاح کیا پھر آقا نے اسے آزاد کر دیا تو اسے نکاح توڑ دینے کا اختیار ہے

عَنْ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ کَانَ زَوْجُ بَرِیرَةَ حُرًّا فَخَیَّرَھَا رَسُولُ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

(ترمذی، باب ما جاء فی الامة تعتق ولها زوج، ج۱ص۱۸۶،حسن صحیح)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ بریرہ کے خاوند نے آزاد کردیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اختیار دیا تھا (نکاح کے بارے میں)

عمرہ کرنا مستحب ہے

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الْعُمْرَةِ أَوَاجِبَةٌ هِيَ قَالَ لَا وَأَنْ تَعْتَمِرُوا هُوَ أَفْضَلُ

(ترمذی، باب ماجاء فی العمرة اواجبة هی ام لا، ج۱ ص۱۵۵)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کیا عمرہ واجب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں۔ البتہ تم عمرہ کرو یہ افضل ہے۔

مردے کے ذمہ اگر فرض حج رہتا ہو تو اس کے ورثا پر قضا کرنا مستحب ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَلَمْ تَحُجَّ أَفَأَحُجُّ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ حُجِّي عَنْهَا

(ترمذی باب ما جاء فی الحج عن الشیخ الکبیر والمیت ج۱ص۱۵۵)

حضرت عبداللہ بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس نے کہا میری والدہ فوت ہوگئی اور اس نے حج نہیں کیا کیا میں اس کی طرف سے حج کرسکتی ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اس کی طرف سے حج کرو۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

نکاح میں کفو کا اعتبار

حدیث نمبر۱:

عن علی رضی اللہ عنہ رفعہ ثلاث لا تؤخر الصلاۃ إذآ نت والجنازۃ إذا حضرت والأیم إذا وجدت لھا کفوًا

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث مروی ہے۔ فرمایا تین کاموں میں دیر نہ کرو نماز جب اس کا وقت ہو جائے اور جنازہ جب وہ حاضر ہو اور کنواری لڑکی جب اس کے جوڑ کا رشتہ دستیاب ہو۔

(امام سیوطی نے اس کو حسن کہا ہے (الجامع الصغیر ج۱ص ۱۱۸، اور حاکم اور ذہبی نے صحیح قرار دیا ہے کمافی المستدرک ج ۲ ص ۱۶۲)

حدیث نمبر۲:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَخَيَّرُوا لِنُطَفِكُمْ وَانْكِحُوا الْأَكْفَاءَ وَأَنْكِحُوا اِيَّمَهُمْ.

(رواہ ابن ماجہ، باب الاکفاء، ص ۱۴۲۔ فتح الباری ۹/ ۱۰۷۔ کنز العمال ۸/ ۳۴۴)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے نطفوں کے لیے عورتیں پسند کرو۔ نکاح کفو میں کرو اور بیواؤں کے نکاح کرو۔

طلاق مکرہ واقع ہو جاتی ہے

حدیث نمبر۱:

عن صفوان بن غزوان الطائی ان رجلا کان نائمًا فقامت امرأتہ فاخذت سکینا فجلست علی صدرہ فوضعت السکین علی حلقہ فقالت لتطلقی ثلاثا او لاذبحنك فناشدھا اللہ فابت فطلقھا ثلاثًا ثم اتی

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

النبی صلی اللہ علیہ وسلم فذکر لہ ذلک فقال لا قیلولة فی الطلاق.

(المحلی (فی الطلاق) ۱۰ص۲۰۳بحوالہ نصب الرایہ ۴/ ۲۲۲)

حضرت صفوان بن غزوان الطائی سے روایت ہے کہ ایک آدمی سویا ہوا تھا اس کی بیوی اٹھی اور اس نے چھری پکڑی اور اپنے خاوند کے سینے پر بیٹھ گئی اور چھری اس کے حلق پر رکھ دی اور کہنے لگی مجھے تین طلاقیں دو ورنہ میں تجھے ذبح کر دوں گی۔ تو اس کے خاوند نے اس کو اللہ کا وسطہ دیا لیکن اس کی بیوی نے انکار کر دیا تو اس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی پھر وہ آدمی آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور سارا معاملہ آپ ﷺ کے سامنے بیان کر دیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ طلاق میں کوئی قیلولہ نہیں ہے۔

حدیث نمبر۲:

اخرج عبدالرزاق فی مصنفه عن ابن عمر انه اجاز طلاق المکرة

حضرت عبداللہ بن عمر مکرہ کی طلاق کو جائز قرار دیتے تھے۔

(الجوهر النقی فی الرد علی البیهقی ۷/ ۳۵۸ بحوالہ نصب الرایہ ۴/۲۲۲)

طلاق کو نکاح کے ساتھ معلق کرنا

حدیث نمبر۱:

ایک آدمی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ میں جس عورت سے بھی نکاں کرو، اسے تین طلاق ہو جائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم نے نکاح کیا تو طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ (مصنف عبدالرزاق ج۶ ص۴۲۰، ۴۲۱)

حدیث نمبر۲:

ایک آدمی نے کہا کہ اگر میں فلاں عورت سے نکاح کروں تو وہ میرے لیے میری ماں کی طرح حرام ہو گی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے حکم دیا کہ اگر اس نے اس

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

عورت سے نکاح کیا تو ظہار کا کفارہ دیئے بغیر ہرگز اس کے قریب نہ جائے۔

(موطا امام مالک ص ۵۱۵)

حدیث نمبر۳:

اسود بن یزید کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے کہا اگر میں فلاں عورت سے نکاح کروں تو اسے طلاق اور پھر بعد میں اس عورت سے نکاح کر لیا جب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ عورت کو طلاق ہو چکی ہے لہٰذا اب اسے دوبارہ نکاح کا پیغام دو۔ (مصنف عبدالرزاق ص ۴۲۱)

حدیث نمبر۴:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اگر کسی آدمی نے یوں کہا کہ اگر میں فلاں عورت سے نکاح کروں تو اسے طلاق ہو تو نکاح کے بعد طلاق واقع ہو جائے گی اور جتنی طلاقیں ایک یا دو تین کہی ہوں گی اتنی ہی واقع ہو جائیں گی۔

(موطا امام محمد ص ۲۵۴)

ایک حیوان کو دو حیوانوں کے بدلہ بیچنا

حدیث نمبر۱:

عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحیوان اثنین بواحد لا یصلح نسیئا ولا بأس بہ یدا بید. (اعلاء السنن ج ۱۴ ص ۳۷۰)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک جانور کو دو جانوروں کے بدلے میں بیچنا یہ ادھار درست نہیں اور اگر نقد ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

حدیث نمبر۲:

عن جابر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یدی بأسا

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بیع الحیوان بالحیوان اثنین بواحد ویکرهه نسیئة

(اعلاء السنن ج ۱۴ ص ۳۷۰)

کہ نبی علیہ السلام کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے ایک حیوان کو دو حیوان کے بدلے میں بیچنے میں (اگر نقد ہو) اور اگر ادھار ہو نا پسند سمجھتے تھے۔

مسلمان کو کافر ذمی کے بدلے قتل کیا جائے گا

حدیث نمبر ۱:

عن ابن عمر أن رسول الله صلى الله عليه و سلم قتل مسلما بمعاهد (دار قطنی فی الحدود ص ۳۴۵ بحوالہ نصب الرایہ ج ۴ ص ۳۳۵)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کو معاہد (ذمی) کے بدلے میں قتل کیا۔

حدیث نمبر ۲:

عن عبدالرحمٰن لبيلياني أن رسول الله صلى الله عليه وسلم اتى برجل من المسلمين قتل معاهدً من اهل الذمة فقدمه رسول الله صلى الله عليه وسلم فضرب عنقه وقال انا اولى من اوفى بذمته.

(نصب الرایہ فی تخریج احادیث ہدایہ ج ۴ ص ۳۳۶)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مسلمان آدمی کو لایا گیا جس نے ذمی کو قتل کیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف بڑھے اور اس کی گردن مار دی اور فرمایا میں زیادہ حق دار اس کی (حفاظت) کا جس نے اپنے ذمہ کو پورا کیا۔

حدیث نمبر ۳:

عن عبد الله بن عبد العزيز بن صالح الحضرمی قال قتل رسول

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

الله صلى الله عليه وسلم يوم حنين مسلما بكافر وقال انا اولی او احق من اوفی بذمته

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کے دن مسلمان کو کافر کے بدلے میں قتل کیا اور فرمایا کہ میں زیادہ اولیٰ یا حق دار ہوں اس کی (حفاظت) کا جس نے اپنے ذمہ کو پورا کیا۔

(نصب الرایہ ج ۴ ص ۳۳۶)

گوہ کھانا مکروہ ہے

حدیث نمبر ۱:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ أُكِلَ الضَّبُّ عَلٰی مَائِدَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّمَا تَرَكَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقَذُّرًا

(ترمذی ج ۲ ص ۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں نبی علیہ السلام کے دستر خوان پر گوہ کھائی گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو چھوڑ دیا (یعنی نہیں کھایا) اس کی پلیدگی کی وجہ سے۔

حدیث نمبر ۲:

عن عائشة انه اهدى لها ضب فاتاها رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فسالته فنهاها عنه امى عن اكله فجاء ت سائلة فارادت ان تطعمها اياه فقال رسول الله اتطعمينها ما لا تاكلين.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ان کے پاس ایک گوہ ہدیہ میں دی گئی۔ حضور علیہ السلام ان کے پاس تشریف لائے تو حضرت عائشہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے گوہ کے کھانے کے بارے میں سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے کھانے سے منع فرما دیا۔ پھر ایک سوال کرنے والی خود حضرت عائشہ کے پاس آئی تو حضرت عائشہ نے ارادہ کیا کہ اس کو کھلا دیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو اس کو وہ کھلاتی ہے جس کو تو خود نہیں

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کھاتی ہے۔ (ترمذی حاشیہ نمبر ۶، ج ۲ ص ۱)

عن علی بن ابی طالب انه نهی اکل الضب والضبع (حوالہ مذکوہ بالا)

حضرت علی رضی اللہ عنہ گوہ اور بجو کھانے سے منع کرتے تھے۔

ناخن اور دانت سے ذبح کرنا درست ہے

عَن رافعٗ بن خدیج قال قال رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کل یعنی ما انهر الدم الا السن والظفر.

(بخاری، باب لایزکی بالسن والعظم والظفر، ج ۲ ص ۸۲۷)

حضرت رافع بن خدیج سے مروی ہے فرماتے ہیں نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ کھاؤ یعنی ہر اس چیز سے ذبح شدہ جس سے خون بہایا جاتا ہے مگر دانت اور ناخن سے ذبح شدہ نہ کھاؤ۔

تشریح:

اس مسئلہ میں تفصیل یہ ہے کہ اگر ناخن اور دانت جسم سے الگ ہوں تو ذبیحہ درست ہے اگر الگ نہ ہوں تو درست نہیں ہے۔ جیسا کہ اس حدیث میں ذکر ہوا۔

قصاص صرف تلوار سے ہی لیا جائے

عن ابی بکرة عن النبی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قال لا قود الا بالسیف

(ابن ماجہ ص ۱۹۲ بحوالہ نصب الرایہ ج ۴ ص ۳۴۱)

حضرت ابو بکرہ سے روایت کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہیں کہ قصاص صرف تلوار سے ہے۔

عن النعمان بن بشیر قال قال رسول الله صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لا

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

قود الا بالسیف

حضرت نعمان بن بشیر سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ قصاص صرف تلوار سے ہے۔

مسلمان اور ذمی کی دیت برابر ہے ۔

عن السامة بن زید ان رسول الله صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جعل دية المعاهد كدية المسلم

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کہ بے شک نبی ﷺ نے معاہد کی دیت مسلمان کی دیت جیسی مقرر کی (یعنی مسلمان اور کافر دونوں دیت میں برابر ہیں)

(نصب الرایہ ج ۴ ص ۳۶۷)

عن سعید بن المسیب قال قال رسول الله صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دية كل ذی عهد فی عهده الف دینار.

حضرت سعید بن مسیب سے فرماتے ہیں نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر ذی عہد (ذمی) کی دیت آپ ﷺ کے زمانے میں ایک ہزار دینار تھی۔

(نصب الرایہ ج ۴ ص ۳۶۶)

کسی کے گھر میں جانکنے والے کی اگر کوئی غلطی سے آنکھ نکال دے تو ضمان (دیت) دے

حدیث نمبر ۱:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر کسی آدمی نے تیری اجازت کے بغیر تیرے گھر میں جھانکا اور تو نے اس کو کنکر مار دیا جس سے اس کی آنکھ پھوٹ گئی تو تجھ پر کوئی گناہ نہیں۔ (بخاری)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

تشریح:

اس روایت کے الفاظ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اس مسلک کی تائید کرتے ہیں کہ قصداً آنکھ کو پھوڑنا درست نہیں، البتہ اگر کنکر مارنے سے آنکھ پھوٹ جائے تو کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ تاہم گناہ نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کی دیت بھی لازم نہیں آئے گی کیوں کہ اس نے ناحق اس کی آنکھ پھوڑی ہے۔ چنانچہ خطا ہونے کی وجہ سے اگرچہ اس پر قصاص لازم نہیں آتا لیکن دیت بہرحال لازم آئے گی۔

حدیث نمبر۲:

عبداللہ بن ابوبکر سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے ایک فیصلہ لکھا جس میں یہ تھا کہ آنکھ کی دیت پچاس اونٹ ہیں۔

(مصنف عبدالرزاق ۹/۳۲۶)

استنجا کے لیے جتنے مرضی ڈھیلے استعمال کرے کوئی عدد سنت نہیں

حدیث نمبر۱:

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ اتَّبَعْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَرَجَ لِحَاجَتِهِ فَكَانَ لَا يَلْتَفِتُ فَدَنَوْتُ مِنْهُ فَقَالَ ابْغِنِی أَحْجَارًا أَسْتَنْفِضْ بِهَا أَوْ نَحْوَهُ وَلَا تَأْتِنِی بِعَظْمٍ وَلَا رَوْثٍ فَأَتَيْتُهُ بِأَحْجَارٍ بِطَرَفِ ثِيَابِی فَوَضَعْتُهَا إِلَى جَنْبِهِ وَأَعْرَضْتُ عَنْهُ فَلَمَّا قَضَى أَتْبَعَهُ بِهِنَّ

(بخاری، باب الاستنجاء بالحجارة، ج۱ ص۲۷)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قضاء حاجت

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کے لیے نکلے تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ادھر ادھر نہیں دیکھتے تھے۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے پتھر تلاش کر کے لا کر دو میں ان سے استنجا کروں گا اور میرے پاس ہڈی اور گوبر نہ لانا۔ میں اپنے کپڑے میں پتھر لے کر آیا، پس وہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں لا کر رکھ دیے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے منہ پھیر لیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم قضاء حاجت سے فارغ ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پتھروں سے استنجاء کیا۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ڈھیلوں کی کوئی مقدار مقرر نہیں ہے کیوں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کپڑے میں ڈھیلے لائے تھے کتنے لائے تھے اس کی تعیین نہیں ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے ڈھیلے استعمال کیے اس بات کا بھی کوئی یقین نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۲:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قضاء حاجت کے لیے آئے اور مجھے حکم دیا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین پتھر (یا مٹی کے ڈھیلے) لا کر دوں، پس مجھے دو پتھر مل گئے میں نے تیسرے پتھر کو تلاش کیا تو وہ مجھے نہیں ملا تو میں نے گوبر (کا ٹکڑا) اٹھا لیا پس وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو پتھر لے لیے اور گوبر کو پھینک دیا اور فرمایا یہ نجس ہے۔

(بخاری، کتاب الوضوء، باب لا یستنجی بروث جلد اول)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو پر اکتفا فرمایا اگر تین ہی واجب ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو پر اکتفا نہ فرماتے۔ امام ترمذی نے اس حدیث پر **باب الاستنجاء بالحجرین** کا عنوان قائم کر کے یہی بتلایا ہے کہ اس واقعہ میں دو پر اکتفا فرمایا گیا۔

نوٹ:

اگر کوئی تین پتھر استعمال کر لے تو حنفی اس کو مستحب یا جائز کہتے ہیں۔ مگر واجب یا سنت مؤکدہ نہیں کہتے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

نماز شکرانہ یا سجدہ شکر

حدیث نمبر۱:

شعثا بیان کرتی ہیں میں نے حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کو دو رکعت ادا کرتے ہوئے دیکھا بعد میں انہوں نے بتایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاشت کے وقت دو رکعت اس وقت ادا کی تھی جب (غزوہ بدر کے موقع پر) آپ کو فتح کی خوش خبری سنائی گئی (راوی کو شک ہے) یا شاید ابو جہل کے سر (لائے جانے کی خوش خبری سنائی گئی)

(سنن دارمی جلد اول، باب فی سجدۃ الشکر)

حدیث نمبر۲:

عبداللہ بن ابی اوفی نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ابو جہل کے سر کی خوش خبری سنائی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت نماز پڑھی۔

(ابن ماجہ، باب ما جاء فی الصلوٰۃ والسجدۃ عند الشکر)

ظہر کا آخر وقت دو مثل پر ہوتا ہے

حدیث نمبر۱:

عَنْ أَبِي ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَأَرَادَ الْمُؤَذِّنُ أَنْ يُؤَذِّنَ لِلظُّهْرِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْرِدْ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يُؤَذِّنَ فَقَالَ لَهُ أَبْرِدْ حَتَّى رَأَيْنَا فَيْءَ التُّلُولِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا بِالصَّلَاةِ

(بخاری، مواقیت الصلوۃ، باب الابراد بالظهر فی السفر، ج۱ ص۷۷ ومسلم باب استحباب الابراد بالظهر، ج۱ ص۲۲٤)

حضرت ابوذر غفاری سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ایک سفر پر تھے موذن نے ارادہ کیا ظہر کے لیے اذان کہنے کا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا ٹھنڈے وقت میں۔ اس نے پھر اذان کہنے کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا ٹھنڈے وقت میں یہاں تک کہ جب ہم نے ٹیلوں کا سایہ دیکھا تو نبی ﷺ نے فرمایا: بے شک گرمی کی شدت جہنم کے جوش مارنے کی وجہ سے ہے۔ جب گرمی سخت ہو جائے تو نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھو۔

حدیث نمبر۲:

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا عَنِ الصَّلَاةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَیْحِ جَهَنَّمَ

(ترمذی، باب ما جاء فی تاخیر الظهر، ج۱ ص۴۰. نسائی، باب الابراد بالظهر، ج۱ ص۸۷. وأبوداؤد، باب فی صلوٰة الظهر، ج۱ ص۵۸)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب گرمی زیادہ ہو جائے تو نماز ٹھنڈی کر کے پڑھو (یعنی تاخیر سے پڑھو) بے شک گرمی زیادہ ہونا جہنم کے جوش مارنے کی وجہ سے ہے۔

حدیث نمبر۳:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ظہر کی نماز پڑھو جب تمہارا سایہ ایک مثل ہو۔ اور عصر کی نماز پڑھو جب تمہارا سایہ دو مثل ہو۔

(موطا امام مالک ص۶۔ مصنف عبدالرزاق ج۱ ص۵۴۲)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بہشتی زیور

پر

اعتراضات کے جوابات

مرتب

پیر جی سید مشتاق علی شاہ

پیر جی کتب خانہ

محلہ گوبند گڑھ گلی نمبر 8 مکان نمبر C/36 کالج روڈ گوجرانوالہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ
اعتراض نمبر۱	**4**
الٹا وضو کرنے سے وضو ہو جاتا ہے	4
اعتراض نمبر۲	**7**
چھوٹی لڑکی سے اگر صحبت کی	
تو اس پر غسل فرض نہیں	7
اعتراض نمبر۳ (الف)	**8**
کتا، بلی، بندر، شیر کی کھال	
پاک ہے	8
اعتراض نمبر۳ (ب)	**9**
بسم اللہ کہہ کر ذبح کرنے سے بھی	
کھال پاک ہو جاتی ہے	9
اعتراض نمبر۴	**10**
درہم کے برابر گندگی معاف ہے	10
اعتراض نمبر۵	**14**
چوتھائی حصہ سے کم گندگی معاف ہے	14
اعتراض نمبر۶	**15**
ہاتھ میں کوئی نجس چیز لگی تھی اس	
کو زبان سے تین بار چاٹ لیا	
تو ہاتھ پاک ہو جائے گا	15
اعتراض نمبر۷	**16**
کتا نجس نہیں	16
اعتراض نمبر۸	**17**
بچے کی پیدائش کے وقت بھی	
نماز معاف نہیں	17
اعتراض نمبر۹	**18**
سبحان ربی العظیم اگر نہیں پڑھا	
تو سجدہ سہو واجب نہیں	18
اعتراض نمبر۱۰	**19**
فرض نماز کی پچھلی دو رکعتوں	
میں قرأۃ کا مسئلہ	19

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

عنوان	صفحہ
اعتراض نمبر ۱۱	21
گاؤں میں طلوع فجر کے بعد اور عید کی نماز سے پہلے قربانی کرنا	21
اعتراض نمبر ۱۲	22
نکاح کے بعد اور رخصتی سے پہلے بچے کی پیدائش	22
اعتراض نمبر ۱۳	22
بچے کے حرامی اور حلالی ہونے کا مسئلہ	22
اعتراض نمبر ۱۴	25
ناپاک تیل اور چربی کا صابن بنالیا جائے تو پاک ہوجائے گا	25
اعتراض نمبر ۱۵	26
وضو کرنے کے بعد اگر کسی کو شبہ ہوجائے تو وہ آخری عضو دھولے	26
اعتراض نمبر ۱۶	27
کپڑا لپیٹ کر جماع کرنے سے غسل فرض نہ ہوگا	27
اعتراض نمبر ۱۷	28
اگر کوئی مرد اپنا خاص حصہ کسی مرد یا عورت کی ناف میں داخل کرے تو جب تک منی نہ نکلے غسل فرض نہیں	28
اعتراض نمبر ۱۸	28
ناپاک چادر میں نماز	28
اعتراض نمبر ۱۹	30
نمازی کا کپڑا کسی سوکھے نجس مقام پر پڑتا ہو تو کچھ حرج نہیں	30

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اعتراض نمبرا:

بہشتی زیور میں لکھا ہے اگر کوئی الٹا وضو کرلے کہ پاؤں پہلے دھولے پھر مسح کرے پھر دونوں ہاتھ دھو ڈالے یا کسی اور طرح الٹ پلٹ کر وضو کرے تو بھی وضو ہو جاتا ہے۔
(بهشتی زیور حصه اوّل ص٤٦ مسئله نمبر١٨)

جواب:

معترض نے یہاں پر کئی خیانتیں کی ہیں۔

پہلی خیانت:

بہشتی زیور حصہ اول ص ۴۵ پر عنوان ہے وضو کا بیان۔ اس میں بالترتیب مکمل وضو کا طریقہ لکھا ہے اور شروع ہی یہاں سے کیا ہے کہ وضو کرنے والے کو چاہیے...... یہ وضو کرنے کا طریقہ ہے...... اس طریقہ پر ہی سب حنفیوں کا عمل ہے لیکن معترض نے اس کا ذکر تک نہیں کیا۔ یہ حق پوشی اور خیانت کن کا شیوہ ہے۔

دوسری خیانت:

بہشتی زیور حصہ اول ص ۴۶، ج ۱، مسئلہ نمبر ۱۸: سنت یہی ہے کہ اس طرح وضو کرے جس طرح ہم نے اوپر بیان کیا۔ اور اگر کوئی الٹا وضو کرلے تو پہلے پاؤں دھو ڈالے پھر سر کا مسح کرے۔ پھر دونوں ہاتھ دھوئے پھر منہ دھو ڈالے اور کسی طرح الٹ پلٹ کر وضو کرے تو بھی وضو ہو جاتا ہے۔ لیکن سنت کے موافق وضو نہیں ہوتا اور گناہ کا خوف ہے۔ دیکھو اس عبارت نقل کرنے میں اول اور آخر سے خط کشیدہ عبارت نہیں لکھی۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

تیسری خیانت:

اسی صفحہ پر مسئلہ ۱۶ میں بھی وضو کی ترتیب کو سنت لکھا ہے اور اس سے پہلے یہ بھی لکھا ہے وضو میں بعض باتیں ایسی ہیں کہ ان کے چھوٹ جانے سے وضو تو ہو جاتا ہے۔ لیکن ان کے کرنے سے ثواب ملتا ہے اور شریعت میں ان کے کرنے کی تاکید بھی آئی ہے۔ اگر کوئی اکثر چھوڑ دیا کرے تو گناہ ہوتا ہے ایسی چیزوں کو سنت کہتے ہیں۔ (ص ٤٦ ج ١)

دیکھو ایک مسئلہ کے بیان میں تین خیانتیں وہ بھی اردو کتاب میں نہ تو فقہ پر اعتراض کرتے وقت ان کو اللہ کا فرمان یاد رہتا ہے۔

﴿وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِىْ كَيْدَ الْخَآئِنِيْنَ۝﴾ (یوسف: ٥٢) ''اور یہ کہ اللہ نہیں چلاتا فریب دغا بازوں کا''

اور نہ فرمان رسول ﷺ یاد رہتا ہے کہ خیانت منافق کی عادت ہے۔

سنت دشمنی:

فقہ دشمنی نے ان کو سنت دشمنی تک پہنچا دیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے تاکیداً فرمایا ہے عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِىْ میری سنت کو لازم پکڑو۔ بہشتی زیور میں سنت کے مطابق بالترتیب وضو کا مکمل طریقہ لکھا ہے اور اسی کی تاکید ہے کہ سنت کے مطابق وضو کرو اور سب سنی بہشتی زیور میں مذکورہ طریقہ کے مطابق سنت طریقہ سے وضو کرتے ہیں مگر یہ خود ساختہ اہل حدیث سنت پر عمل کرنے والوں کو دعوت عمل دے رہا ہے کہ تم خلاف سنت وضو کیا کرو جس کو بہشتی زیور میں خلاف سنت بھی کہا۔ یہ بھی کہا کہ خلاف سنت پر ثواب نہیں ملتا۔ اور یہ بھی لکھا کہ گناہ ہوتا ہے۔

حدیث دشمنی:

آنحضرت ﷺ کی عادت مبارک کو سنت کہتے ہیں آپ ﷺ کا باترتیب وضو تقریباً

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

۲۲ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے روایت فرمایا جیسا کہ نصب الرایہ اور کشف النقاب کے مطالعہ سے ظاہر ہے اور یہ وضوامت میں عملاً بھی متواتر ہے۔ لیکن بعض اوقات بیان جواز کے لیے عادت مبارک کے خلاف بھی کوئی بات حدیث میں مذکور ہوتی ہے۔ مثلاً اسی مسئلہ میں مسند احمد، ابوداؤد اور مختارہ ضیاء میں حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا پہلے دونوں ہتھیلیاں تین بار دھوئیں اور تین بار چہرہ دھویا۔ پھر دونوں ہاتھ تین مرتبہ دھوئے پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر سر اور کانوں کا مسح کیا۔
(احیاء السنن ص ٣٦ ج ١)

اور دار قطنی میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا طریقہ بیان فرمایا کہ کلی فرمائی ناک میں پانی ڈالا، چہرہ مبارک تین مرتبہ دھویا اور تین مرتبہ ہاتھ دھوئے اور تین مرتبہ پاؤں دھوئے پھر سر کا مسح فرمایا۔ (نصب الرایہ ص ٣٥ ج ١)

اب دیکھیے امام احمد (م ۲۴۱ھ) میں، امام ابوداؤد (م ۲۷۵ھ) میں، امام دار قطنی (م ۳۸۵ھ) میں، امام ضیاء (م ۶۴۳ھ) میں گزرے ان چاروں حدیث کی کتابوں میں بے ترتیب وضو کا ذکر ہے۔ ان پر تو اعتراض نہیں کیا، اور نہ ہی معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اعتراض ہو تو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب پر جو چودھویں صدی میں لکھی گئی۔

خلیفہ راشد سے دشمنی:

حدیث کی کتاب مصنف ابوبکر ابن ابی شیبہ ہے۔ یہ ابوبکر بن ابی شیبہ امام بخاری، امام داؤد اور ابن ماجہ کے استاد ہیں۔ ان کی وفات ۲۳۵ھ میں ہے۔ اس کتاب کے سب راوی خیر القرون کے ہیں۔ اس میں ص ۵۵ ج ۱، پر پورا باب ہے اس آدمی کے وضو کا بیان جو ہاتھ دھونے سے پہلے دونوں پاؤں دھوئے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان نقل فرمایا ہے کہ مجھے پرواہ نہیں جس طرح بھی وضو کروں اور جس عضو سے چاہوں شروع کروں اور دوسرا فرمان نقل فرمایا ہے۔ کوئی بات نہیں کہ میں دائیں عضو سے پہلے بایاں دھولوں۔ سیدنا علی

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کرم اللہ وجہہ پر اس مسئلہ میں اعتراض نہ کرنا اور بہشتی زیور جو ۱۳۴۲ھ میں لکھی گئی۔ اس کے خلاف زبان درازی کرنا یہ بات عقل سے بالاتر ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم دشمنی:

امام ابوبکر بن ابی شیبہ ۲۳۵ھ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ م ۳۲ھ سے نقل فرماتے ہیں کوئی، بات نہیں کہ تو وضو میں دونوں پاؤں دونوں ہاتھوں سے پہلے دھو لے۔ (ص ۵۵ ج ۱) اس کے راوی مدینہ کے مشہور تابع امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اس کے برعکس نہ کسی حدیث نبوی میں، نہ کسی خلیفہ راشد سے، نہ کسی اور صحابی سے، نہ کسی تابعی یا تبع تابعی سے ثابت ہے کہ سنت کے رہ جانے سے وضو ہوتا ہی نہیں۔ بلکہ یہ لوگ محدثین دشمنی میں بھی آگے آگے ہیں۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۷۹ھ) نے ترمذی شریف ص ۱۴، ج ۱ پر صراحت فرمائی ہے کہ سنت کے رہ جانے سے وضو ہو جاتا ہے لیکن اعتراض کرنے والا اتنا اندھا ہے اسے پتہ نہیں کہ وہ کس کس پر حملہ کر رہا ہے۔ یہ بات پھر یاد رکھیں کہ حدیث کی کتابوں میں دونوں طرح کی روایات ہیں باترتیب وضو کی بھی اور بے ترتیب وضو کی بھی۔ لیکن فقہ نے صاف صاف سمجھا دیا کہ سنت تو باترتیب وضو کرنا ہی ہے لیکن اگر کبھی کسی وجہ سے بے ترتیب ہو جائے تو اس وضو سے نماز ہو جائے گی اگرچہ ایک سنت کے ثواب سے محروم رہا اور اگر زیادہ دفعہ ایسا کرے گا تو گناہ بھی ہوگا۔ دیکھو ایک آدمی وضو کر کے مسجد میں آ گیا۔ دوسرے شخص نے دیکھ کر بتا دیا کہ کہنی کے قریب تھوڑی سی جگہ خشک رہ گئی ہے۔ اب اس نے صرف کہنی پر پانی بہا لیا۔ اب کہنی پاؤں کے بعد دھلی۔ وضو کی ترتیب ٹوٹ گئی۔ کیا کسی حدیث میں ہے کہ اس وضو سے اس کی نماز ادا نہیں ہوئی آہ! یہ کتنا بڑا جھوٹ ہے کہ فقہ قرآن اور حدیث کے خلاف ہے۔

اعتراض نمبر ۲:

چھوٹی لڑکی سے اگر کسی مرد نے صحبت کی، جو ابھی جوان نہیں ہوئی تو اس پر غسل

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

واجب نہیں۔(بھشتی زیور حصہ اول ص ۷۵ مسئلہ نمبر ۵)

جواب:

جھوٹ اور خیانت کے بغیر غیر مقلدین کی کوئی بات نہیں ہوتی، بہشتی زیور میں آگے یہ بھی لکھا ہے لیکن عادت ڈالنے کے لیے اس سے غسل کرانا چاہیے۔(ص ۷۵ ج ۱)

یہ بتایا جائے کہ یہ مسئلہ کس آیت یا کس حدیث کے خلاف ہے۔

غیر مقلد نہ کوئی آیت پیش کر سکا اور نہ کوئی حدیث جس سے معلوم ہو گیا کہ اس کی یہ بات کہ ''فقہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔'' یہ قرآن پر بھی جھوٹ ہے، حدیث پر بھی جھوٹ ہے اور فقہ پر بھی جھوٹ ہے۔

رسول ﷺ دشمنی:

جناب رسول اقدس ﷺ کا فرمان تو یہ ہے کہ بچہ جب تک بالغ نہ ہو وہ مرفوع القلم ہے یعنی اس پر کچھ بھی فرض ہے نہ واجب، لیکن یہ غیر مقلد فقہ دشمنی میں رسول ﷺ دشمنی تک جا پہنچا۔ رسول پاک ﷺ نابالغ پر کچھ واجب نہیں کرتے مگر یہ غیر مقلد غیر واجب کو واجب کر رہے ہیں، چھوٹی لڑکی کو انزال ہی نہیں ہوتا۔ غیر مقلد کو بہشتی زیور کے اس مسئلہ پر تو اعتراض ہے جب کہ امام بخاری رحمہ اللہ ۲۵۶ھ ائمہ اربعہ کے خلاف اس بات کے قائل ہیں کہ جوان عورت کو بھی انزال نہ ہو تو غسل کر لے تو زیادہ احتیاط ہے لیکن وضو بھی کافی ہے۔

(بخاری مع تیسیر الباری ص ۱۸٤ ج ۱) یہاں اعتراض کیوں نہ کیا۔

اعتراض نمبر ۳ (الف):

کتا، بلی، بندر، شیر وغیرہ کی کھال بنانے سے پاک ہو جاتی ہے۔

(بہشتی زیور ص ٦۱)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اعتراض نمبر۳(ب):

بسم اللہ کہہ کر ذبح کرنے سے بھی کھال پاک ہوجاتی ہے۔

(بهشتي زيور حصه اول ص ٦١ مسئله ٢٣)

جواب:

دونوں اعتراض کا جواب اکٹھا ملاحظہ فرمائیں۔

خیانت کے بغیر حوالہ دینا شاید غیر مقلدین کے ہاں بہت بڑا گناہ ہے۔ بہشتی زیور میں آگے لکھا ہے بنائی ہو یا بے بنائی البتہ ذبح کرنے سے ان کا گوشت پاک نہیں ہوتا۔ اور ان کا کھانا درست نہیں۔ (بهشتي زيور ص ٦١ ج ١)

اچھا اب وہ آیت یا حدیث دکھائیں جو اس مسئلہ کے خلاف ہو ورنہ اعتراف کرو کہ ہم فقہ دشمنی میں اتنے آگے ہیں کہ قرآن وحدیث پر بھی جھوٹ بولتے ہیں۔ آپ کی فقہ نبوی کی کتاب نزل الابرار من فقہ النبی المختار حصہ اول رجب ۱۳۲۸ھ میں شائع ہوئی۔ اس میں بھی یہی مسئلہ لکھا ہے: **وما يطهر بالدباغة يطهر بالزكوة وهل يشترط لطهارة جلده كون الزكاة شرعية فيه قولان.** (ص ٣٠ ج ١) جو دباغت سے پاک ہو جاتی ہے وہ ذبح سے بھی پاک ہو جاتی ہے اور کھال کے پاک ہونے میں شرعی ذبح کی شرط ہونے میں دو قول ہیں۔ یعنی ایک قول غیر شرعی ذبح یعنی جھٹکا سے بھی کھال پاک ہو جاتی ہے۔ جب یہ مسئلہ ۱۳۲۸ھ میں نبی پاک ﷺ کے سر ڈال کر شائع کر دیا گیا تو آپ کو کوئی اعتراض نہیں ہوا۔ لیکن بہشتی زیور پر فوراً اعتراض کر دیا۔ کیا قرآن پاک نے ذبح کو زکوٰۃ فرمایا ہے یا نہیں۔ بہشتی زیور کے پہلے حصہ میں ۴۹ عقائد اور ۲۳۶ فقہی مسائل تھے۔ جن میں سے صرف تین مسائل پر غیر مقلد نے اعتراض کیے ان میں سے بھی کسی ایک کو بھی نہ قرآن کے خلاف ثابت کر سکا نہ حدیث کے۔ فللہ الحمد

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اعتراض نمبر۴:

بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ نجاست غلیظہ میں سے اگر پتلی بہنے والی چیز کپڑے یا بدن میں لگ جائے تو اگر پھیلاؤ میں روپے کے برابر یا اس سے کم ہو تو معاف ہے بغیر ہٹائے اگر نماز پڑھے تو ہو جائے گی اگر نجاست غلیظہ میں گاڑھی چیز لگ جائے۔ جیسے پاخانہ اور مرغی کی بیٹ وغیرہ۔ تو اگر وزن میں ساڑھے چار ماشہ یا اس سے کم ہو تو بے دھوئے ہوئے نماز درست ہے۔ (بہشتی زیور ص ۱۰۲ حصہ دوم مسئلہ نمبر ٦ نجاست کے پاک کرنے کا بیان)

جواب:

خیانت اور فریب میں واقعی آپ لوگ اپنی مثال آپ ہیں، شیطان تو ایک سچ بول گیا تھا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو آیت الکرسی بتا گیا تھا جہاں پڑھی جائے یہ نہیں آتا۔ لیکن آپ کی قسمت میں زندگی میں شاید ایک بھی سچ نہیں۔ دیکھو آگے صاف لکھا ہے کہ لیکن نہ دھونا اور نماز پڑھتے رہنا مکروہ اور برا ہے۔ (ص ۳، ج ۲) اور در مختار و شامی میں صراحت ہے کہ مکروہ تحریمی ہے۔ اب آپ وہ آیت یا حدیث لکھوائیں جس میں اس مسئلہ کا صاف صاف غلط ہونا مذکور ہے۔ مگر قرآن وحدیث کا لفظ تو وہ صرف جھوٹ بولنے کے لیے بولتے ہیں۔ اب آیئے پہلے یہ پتہ کریں کہ نجاست غلیظہ کن کن کو کہتے ہیں۔

مسئلہ ۲:

خون اور آدمی کا پاخانہ، پیشاب اور منی اور شراب اور کتے بلی کا پاخانہ اور پیشاب اور سور کا گوشت اور اس کے بال ہڈی وغیرہ اس کی ساری چیزیں اور گھوڑے، گدھے اور خچر کی لید اور گائے بیل بھینس وغیرہ کا گوبر اور بکری بھیڑ کی مینگنی غرضیکہ سب جانوروں کا پاخانہ اور مرغی اور بطخ اور مرغابی کی بیٹ اور گدھے اور سب حرام جانوروں کا پیشاب یہ سب چیزیں نجاست غلیظہ ہیں۔ (بہشتی زیور ص ۲ حصہ ۲)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اب ذرا آپ اپنی خودساختہ فقہ محمدی پڑھیں اس میں لکھا ہے، منی پاک ہے خشک ہو یا تر، گاڑھی ہو یا پتلی، حیض کے خون کے سوا سب خون پاک ہیں۔ شرمگاہ کی رطوبت بھی پاک ہے، شراب پاک ہے، ہر حلال اور حرام جانور کا پیشاب پاک ہے حتی کہ کتے کے پیشاب پاخانے کے ناپاک ہونے کی کوئی دلیل نہیں۔ اور صحیح یہ ہے کہ خنزیر اور کتے کا لعاب پاک ہے۔ (نزل الابرار ص٤٩ ج١)

خنزیر پاک ہے اگرچہ اس کا کھانا حرام ہے۔ (بدور الاھلہ ص١٦)

حلال اور حرام جانوروں کا دودھ پاک ہے۔ (بدور الاھلہ ص١٨)

اب غور کریں کہ فقہ حنفی میں خون، منی، شراب، ہر جانور کا پیشاب، خنزیر، گائے، بیل، بھینس کا گوبر، بکری بھیڑ کی مینگنی، مرغی بطخ اور مرغابی کی بیٹ، گدھے خچر اور سب حرام جانوروں کا پیشاب ایک درہم کے برابر لگا ہو تو نماز مکروہ ہوگی اور نمازی گناہ گار ہوگا۔ آپ کے ہاں یہ سب کی سب چیزیں پاک ہیں جب یہ پاک ہوئیں تو پھر پورا جسم بھی ان سے لت پت ہو، کپڑے بھی اور جانماز بھی تو آپ کے نزدیک بھی نماز ہو جائے گی۔

ہمارے ہاں انسان کا پیشاب پاخانہ اور حیض کا خون ناپاک ہیں۔ آپ کے ہاں یہ مسئلہ کہ "ہر کہ جامہ ناپاک نماز گزارد نمازش صحیح ست" (عرف الجادی ص٢٢)

یعنی نمازی کے کپڑے نجس ہوں (پیشاب پاخانہ خون حیض میں لت پت ہوں) تو بھی نماز صحیح ہے۔

کیوں کہ شرمگاہ چھپانا تو آپ کے ہاں ضروری نہیں جیسا کہ نواب نورالحسن بن نواب صدیق حسن نے لکھا ہے ہر کہ درنہیں نماز عورتش نمایاں شد نمازش صحیح ست۔

(عرف الجادی ص٢٢)

کہ نماز میں شرمگاہ ننگی رہے تو نماز صحیح ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

استنجاء کا بیان:

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدمی تین پتھروں سے استنجاء کرے تو وہ کافی ہے۔
(مسند احمد ص۱۰۸ ج۶، ص۱۳۳ ج۶۔ دارمی ص۹۱۔ ابوداؤد ص۶ ج۱۔ نسائی ص۱۸ ج۱)

اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی روایت کرتے ہیں کہ تین پتھروں سے استنجاء کافی ہے۔(مجمع الزوائد ص۲۱۱ ج۱ بحواله طبرانی)

اور حضرت عروہ کی مرسل حدیث میں ہے ثلاثة احجار تفنی فی الاستنجاء.
(مطالب العاليه ص۱۸ ج۱)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا قول یہی ہے کہ پتھروں سے استنجاء کافی ہے اگرچہ پانی سے پاخانہ کا مقام نہ دھوئے۔ امام سفیان ثوری، عبداللہ بن المبارک، شافعی، احمد اور اسحاق یہی فرماتے ہیں۔(ص ۱۰ ج۱)

اور پھر پانی استنجاء کے باب میں امام ترمذی فرماتے ہیں کہ اہل علم حضرات اگرچہ پتھروں سے استنجاء کافی سمجھتے ہیں۔لیکن پانی سے استنجاء کو بہتر سمجھتے ہیں۔ یہاں بھی ان ہی پانچ اماموں کے نام لکھے ہیں۔(ترمذی ص۱۱ ج۱)

اس بات میں شک نہیں کہ ڈھیلے سے نجاست بالکل ختم نہیں ہوتی خشک ہو جاتی ہے تو جب بالاتفاق پانی سے استنجاء کیے بغیر نماز جائز ہے تو اتنی مقدار قابل برداشت ہوئی۔ فقہاء اس مقام کا نام نہیں لیتے کیوں کہ احیاء ایمان کا شعبہ ہے مقام استنجاء کی تعبیر درہم سے کر دیتے ہیں۔ اور یہ تعبیر بھی صاحب بہشتی زیور نے نئی نہیں کی بلکہ امام ابوبکر بن ابی شیبہ (م۲۳۵ھ) نے درہم کا لفظ سعید المسیب (م۹۰ھ)، حکیم بن عتبہ (م۱۱۳ھ)، حماد بن ابی سلیمان (م۱۲۰ھ) زہری، ابراہیم نخعی (م۹۵ھ) سے نقل کی ہے۔(ص۴۲۹ ج۱)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر نجاست ایک درہم یا اس سے کم ہوگی تو نماز ہوگئی مگر اس نے برا کام کیا۔(المبسوط ص ٦٣ ج ١)

اگر ایک درہم ہوگی تو اجماع ہے کہ نماز مکروہ ہوگی۔(البحر الرائق ص ٢٢٨ ج ١)

اگر نجاست ایک درہم سے کم ہو تو دھونا مستحب ہے۔ایک درہم کے برابر ہو تو دھونا واجب ہے اور ایک درہم سے زائد ہو تو دھونا فرض ہے۔(منحة الخالق ص ٢٢٨ ج ١)

اس سے بڑھ کر سنئے! امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ احادیث کے ساتھ ساتھ فقہاء کے مذاہب بھی نقل کرتے ہیں وہ باب غسل دم الحائض میں فرماتے ہیں "بعض اہل علم تابعین کا کہنا ہے کہ اگر (خون حیض) ایک درہم کے برابر لگا ہو اور بے دھوئے نماز پڑھ لی تو نماز دہرانا ہوگی (مگر ان کا نام امام ترمذی نے ذکر نہیں کیا) اور ان تابعین میں سے بعض نے کہا کہ اگر درہم سے زیادہ لگا ہو اور نماز پڑھ لی تو نماز دہرانا ہوگی (ایک درہم پر دہرانا نہیں) اور یہی قول سفیان ثوری اور ابن المبارک کا ہے۔اور بعض اہل تابعین تو کہتے ہیں کہ درہم سے زیادہ بھی لگا ہو تو نماز دہرانا ضروری نہیں یہی قول امام احمد اور اسحاق کا ہے۔اور امام شافعی کا قول ہے کہ اگر ایک درہم سے کم ہو تو بھی نماز دہرائی جائے اور انہوں نے اس قول میں تشدد کیا ہے۔(ص ٣٥ ج ١)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کسی تابعی وغیرہ کا حوالہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے ساتھ نہیں دیا اور ان کے قول کو اعتدال سے ہٹا ہوا اور سخت بھی فرما دیا ہے۔ چنانچہ آج تک شوافع اس قول کی سختی کو محسوس کر کے چھوڑ بھی دیتے ہیں۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "میرے استاد علامہ ابو طاہر شافعی نے اپنے شیخ الحسن العجیبی حنفی سے نقل کیا کہ وہ ہمیں حکم دیا کرتے تھے کہ ہم نجاست قلیلہ میں زیادہ تنگی اور عورتوں پر زیادہ تشدد نہ کیا کریں۔ اور اس بارے میں ہم امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب اختیار کریں کہ درہم سے کم مقدار معاف ہے۔اور ہمارے شیخ ابو طاہر (شافعی) اسی

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

قول کو پسند فرماتے تھے اور اسی پر عامل تھے۔ (عقد الجید ص ۱۵۲)

اب ان اعتراض کرنے والے غیر مقلدین کا نہ کتب احادیث پر اعتراض نہ تابعین پر نہ امام ترمذی پر اور نزلہ برعضو ضعیف سے ریزد کہ سارغصہ بہشتی زیور پر۔ بلکہ ترمذی شریف سے تو معلوم ہوا کہ امام احمد ایک درہم سے زائد نجاست لگی ہو اور نماز پڑھ لی جائے تو بھی لوٹانا ضرور نہیں فرماتے۔

غیر مقلدو! تم صرف حنفیوں کو دعوت عمل دیتے ہو۔ سعودیہ کے حنابلہ کو دعوت عمل کیوں نہیں دیتے۔

اعتراض نمبر ۵:

اگر نجاست خفیفہ کپڑے یا بدن میں لگ جائے تو جس حصہ میں لگی ہے اگر اس کے چوتھائی سے کم ہو تو معاف ہے۔

(بہشتی زیور حصہ دوم ص ۱۰۳ مسئلہ نمبر ۷ نجاست کے پاک کرنے کا بیان)

جواب:

غیر مقلدین کی خیانت: اس عبارت سے آگے ہے کہ "اگر چوتھائی یا اس سے زیادہ ہو تو معاف نہیں، یعنی اگر آستین میں لگی ہے تو آستین کی چوتھائی سے کم ہو۔ اگر کلی میں لگی ہے تو اس کی چوتھائی سے کم ہو۔ اگر دوپٹہ میں لگی ہے تو اس کی چوتھائی سے کم ہو تب معاف ہے۔ اسی طرح اگر نجاست خفیفہ ہاتھ میں لگی ہے تو ہاتھ کی چوتھائی سے کم ہو تو معاف ہے۔ اسی طرح اگر ٹانگ میں لگ جائے تو اس کی چوتھائی سے کم ہو تب معاف ہے۔ غرضیکہ جس عضو میں لگے اس کی چوتھائی سے کم ہو اور اگر پوری چوتھائی ہو تو معاف نہیں، اس کا دھونا واجب ہے۔ یعنی بے دھوئے ہوئے نماز درست نہیں۔" (ص ۳ ج ۲)

اور معاف ہونے کا مطلب بھی پچھلے مسئلہ میں آ گیا کہ نماز دہرانا ضروری نہیں۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

البتہ اتنی نجاست سے نماز پڑھنا مکروہ اور بُرا ہے۔ یہ بات بھی معترض نے بیان نہیں کی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ نجاست خفیفہ کس کو کہتے ہیں؟

بہشتی زیور مسئلہ۴: حرام پرندوں کی بیٹ اور حلال جانوروں کا پیشاب جیسے بکری، گائے، بھینس وغیرہ اور گھوڑے کا پیشاب نجاست خفیفہ ہے۔(ص ۲ ج ۲)

یادرہے جو چیزیں ہمارے ہاں نجاست خفیفہ ہیں، جیسے حلال جانوروں کا پیشاب، وہ غیر مقلدوں کے ہاں نجاست نہیں بلکہ پاک ہے۔ بلکہ صرف پاک ہی نہیں بوقت ضرورت ان کا کھانا پینا بھی جائز ہے۔(فتاوی ثنائیہ ص۲۷ ج۲۔ فتاوی ستاریہ ص ۶۳ ج۱)

آپ کب تک قرآن وحدیث کا نام لے کر جھوٹ بولتے رہیں گے۔ ایک دفعہ تو جھوٹ بولنے کی قسم توڑ دی اور اس مکمل حنفی مسئلہ کے خلاف ایک آیت یا ایک حدیث لکھوا دیں اور اپنے اس مکمل مسئلہ کے موافق ایک آیت یا ایک حدیث لکھوا دیں۔

اعتراض نمبر۶:

ہاتھ میں کوئی نجس چیز لگی تھی۔ اس کو کسی نے زبان سے تین دفعہ چاٹ لیا تو بھی پاک ہو جائے گا۔(بہشتی زیور حصہ دوم ص۱۰۵ مسئلہ نمبر ۲۶ نجاست کے پاک کرنے کا بیان)

جواب:

غیر مقلدین کی خیانت: کہتے ہیں پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل سکتا ہے لیکن جبلت (عادت) سے انسان نہیں ہٹ سکتا۔ یہاں بھی اگلی عبارت چھوڑ دی۔ آگے لکھا ہے: ''مگر چاٹنا منع ہے۔ یا چھاتی پر بچے کی قے کا دودھ لگ گیا۔ پھر بچے نے تین دفعہ چوس کر پی لیا تو پاک ہو گیا۔''(ص ۵ ج۲ مسئلہ نمبر ۲۶)

اس مسئلہ میں دو باتیں ہیں: ① نجاست چاٹنا منع ہے۔ اس کے خلاف آپ ایک آیت یا ایک حدیث لکھوا دیں کہ نجاست چاٹنا جائز ہے۔ ہم مان لیں گے کہ یہ مسئلہ قرآن یا

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

حدیث کے خلاف ہے۔ ④ یہ بتانا مقصود ہے کہ جس طرح پانی پاک بھی ہے اور پاک کرنے والا بھی ہے اسی طرح انسان کا تھوک پاک بھی ہے اور پاک کرنے والا بھی ہے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''اگر ہمارے پاس ایک ہی کپڑا ہوتا اور اس کو حیض کا کچھ خون لگ جاتا تو اس پر تھوک کر ناخن سے صاف کر لیتیں۔'' (بخاری: ۳۱۲)

اور حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ تمام امہات المومنین رضی اللہ عنہن ایسا ہی کرتی تھیں۔

اور حضرت امام حسن بن علی، عبداللہ بن عمر اور میمون بن مہران رضی اللہ عنہم بھی تھوک سے خون کو صاف کر لیتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۲۵ ج ۱)

آپ میں ہمت ہے تو ایک آیت یا ایک حدیث دکھا دیں کہ انسانی تھوک نہ پاک ہے، نہ پاک کنندہ۔ عام طور پر ہر گھر میں یہ مسئلہ پیش آتا ہے کہ لڑکیاں جب گھر میں سوئی سلائی کا کام کرتی ہیں تو انگلی میں سوئی چبھ جاتی ہے اور خون نکل آتا ہے تو وہ دو تین مرتبہ اس کو چوس (چاٹ) کر تھوک دیتی ہیں۔ اس سے خون بھی بند ہو جاتا ہے اور انگلی بھی صاف ہو جاتی ہے تو ان کو سمجھانے کے لیے اگر لکھ دیا کہ یہ انگلی تو پاک ہو گئی مگر چاٹنا منع ہے تو یہ کس آیت یا حدیث کے خلاف ہے؟

اعتراض نمبر ۷:

کتے کا لعاب نجس ہے اور خود کتا نجس نہیں۔ سو اگر کتا کسی کے کپڑے یا بدن سے چھو جائے تو نجس نہیں ہوتا۔ چاہے کتے کا بدن سوکھا ہو یا گیلا۔

(بهشتی زیور ص٦ ج٢ مسئله نمبر ٤١)

جواب:

غیر مقلدین کی خیانت: اگلی عبارت چھوڑ دی ہے۔ ''ہاں اگر کتے کے بدن پر کوئی

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

نجاست لگی ہوتو اور بات ہے۔'' آپ کوئی آیت یا حدیث پیش فرمائیں جس سے اس مسئلہ کے دونوں حصے غلط ہو جائیں۔ یعنی فقہ میں ہے کہ کتے کا لعاب نجس ہے۔ آپ کے ہاں کتے کا لعاب بلکہ پیشاب اور پاخانہ بھی پاک ہے۔ آپ آیت یا حدیث پیش کریں کہ کتے کا لعاب، پیشاب اور پاخانہ پاک ہے۔ اور دوسرا حصہ یہ ہے کہ کتا خود نجس نہیں۔ آپ کے ہاں بھی یہی مسئلہ ہے اگر کتا خنزیر کی طرح نجس العین ہوتا تو اس سے شکار کرنے کی اجازت قرآن میں کیوں ہوتی؟ اور کھیت و مویشی کی رکھوالی کے لیے کتا رکھنے کی اجازت کیوں ہوتی؟ اور سنیے امام بخاری باب ۳۳ میں لکھتے ہیں کہ امام زہری اور امام سفیان کے نزدیک کتے کے جھوٹے پانی سے وضو جائز ہے۔

اور تیسیر الباری میں علامہ وحید الزمان غیر مقلد لکھتے ہیں: ''اس حدیث سے امام بخاری نے کتے کے پاک ہونے پر دلیل دی ہے۔'' (ص ۱۸۱ ج ۱)

اعتراض نمبر ۸:

بہشتی زیور کا ایک اور مسئلہ بھی قرآن وحدیث کے خلاف ہے ''کسی کے لڑکا پیدا ہو رہا ہے، لیکن ابھی سب نہیں نکلا، کچھ باہر نکلا اور کچھ نہیں نکلا۔ ایسے وقت بھی اگر ہوش وحواس باقی ہیں تو نماز پڑھنا فرض ہے۔''

(بہشتی زیور ص ۱۶۲ حصہ دوم مسئلہ نمبر ۳ نفاس کا بیان)

جواب:

غیر مقلدین کی خیانت: پہلے پورا مسئلہ پڑھیں پھر اس کے خلاف آیت یا حدیث پیش کریں۔

مسئلہ نمبر ۱:

کسی کے لڑکا پیدا ہو رہا ہے، لیکن ابھی سب نہیں نکلا، کچھ باہر نکلا اور کچھ نہیں نکلا۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ایسے وقت بھی اگر ہوش وحواس باقی ہیں تو نماز پڑھنا فرض ہے۔قضا کر دینا درست نہیں۔ البتہ اگر نماز پڑھنے سے بچہ کی جان کا خوف ہو تو نماز قضا کر دینا درست ہے۔اسی طرح دائی جنائی کو اگر یہ خوف ہو کہ اگر میں نماز پڑھنے لگوں گی تو بچہ کو صدمہ پہنچے گا، تو ایسے وقت میں دائی کو بھی نماز قضا کر دینا درست ہے۔لیکن ان سب کو پھر جلدی قضا پڑھ لینا چاہیے (یعنی دائی کو ضروری کاموں سے فارغ ہونے کے بعد اور جننے والی کو پاک ہونے کے بعد جلدی کرنی چاہیے۔)(ص ٦٤ ج ٢)

یہ ہے مکمل مسئلہ۔اب وہ کون سی آیت ہے جس سے بقائی ہوش وحواس اور خون نفاس آنے کے بغیر اسے آپ فرض نماز معاف کرتے ہیں۔

کون سا قاعدہ آپ نے لیا ہے جس سے خدا کا فرض اس کو معاف کر رہے ہیں۔فقہ اور قرآن وحدیث پر جھوٹ نہ بولیں۔اگر آپ کے پاس اس کے خلاف قرآن وحدیث میں کوئی دلیل ہو تو پیش کریں۔

اعتراض نمبر ۹:

بہشتی زیور کا یہ مسئلہ بھی قرآن وحدیث کے خلاف ہے ''نماز کے اول میں سبحانك اللھم پڑھنا بھول گئی یا رکوع میں سبحان ربی العظیم نہیں پڑھا یا سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ نہیں کہا۔یا رکوع سے اٹھ کر سمع اللہ لمن حمدہ کہنا یاد نہیں رہا یا نیت باندھتے وقت کندھے تک ہاتھ نہیں اٹھائے یا اخیر تشہد میں درود شریف یا دعا نہیں پڑھی، یونہی سلام پھیر دیا تو ان سب صورتوں میں سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔''

(بھشتی زیور ص ١٤١ حصه دوم مسئله نمبر ٣٦ سجده سهو کا بیان)

جواب:

غیر مقلدین کی خیانت: یہ جتنے کام اس مسئلہ میں گنے ہیں یہ سنت ہیں۔دیکھو بہشتی

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

زیور ص ۱۹، ج ۲۔ ان میں سے کسی ایک کو بھی جان بوجھ کر چھوڑے گی تو نماز خلاف سنت ہو گی۔ (دیکھو ص ۱۹ مسئلہ ۹، ص ۲۰، مسئلہ ۱۰) اور سنت بھول کر رہ جائے تو سجدہ سہو نہیں ہوتا۔ سجدہ سہو واجب کے چھوڑنے پر ہوتا ہے۔ (دیکھو ص ۱۸ مسئلہ ۵) اب اگر آپ کے پاس کوئی آیت یا حدیث ہے کہ سنت کے بھول کر رہ جانے پر بھی سجدہ سہو واجب ہے تو لائیے ورنہ بات بات پر قرآن وحدیث پر جھوٹ بولنے سے توبہ کیجیے۔

امام نسائی اپنی سنن میں باب باندھتے ہیں: کم از کم کتنی نماز جائز ہے اور ایک بدری صحابی کی حدیث دو سندوں سے نقل کی ہے کہ خود رسول اقدس ﷺ نے ایک آدمی کو نماز کا طریقہ سکھایا کہ قبلہ رو ہو کر ① اللہ اکبر کہہ (ہاتھ اٹھانے اور پھر ہاتھ باندھنے کا ذکر نہ فرمایا) ② پھر قرآن پڑھ (آمین کا کوئی ذکر نہ فرمایا) ③ اور رکوع کر (نہ رکوع کی تکبیر نہ تسبیح نہ سمع اللہ لمن حمدہ، ربنا لک الحمد) ④ پھر سیدھا کھڑا ہو ⑤ پھر سجدہ کر (نہ سجدہ کی تکبیرات کا ذکر نہ تسبیحات کا) ⑥ پھر سیدھا بیٹھ ⑦ پھر سجدہ کر (نہ تکبیرات کا ذکر نہ تسبیحات کا، پھر نہ التحیات کا ذکر نہ درود کا نہ دعا کا نہ سلام کا)...... مگر اس کے بعد فرمایا جب تو نے یہ کام پورے کر لیے تو تیری نماز پوری ہے اور اگر ان میں سے کوئی کام چھوڑا تو تیری نماز ناقص ہے۔ رقم: ۱۳۱۵

اب بتائیے اگر اس حدیث پر آپ کو اعتراض نہیں تو بہشتی زیور پر کیوں اعتراض ہے اور سب سے اہم بات اس حدیث میں یہ ہے کہ جن مسائل پر غیر مقلدین ہر مسجد میں فساد اور ہر گھر میں فتنہ ڈالتے ہیں ان میں سے ایک مسئلہ بھی اس حدیث میں نہیں، نہ ٹانگیں اتنی چوڑی کرنا کہ جسم کارٹون بن جائے نہ سینے پر ہاتھ رکھنا۔ نہ فاتحہ نہ آمین، نہ رفع یدین۔ یہ بھی یاد رہے کہ یہ حدیث تقریباً صحاح ستہ کی ہر کتاب میں ہے۔

اعتراض نمبر ۱۰:

بہشتی زیور کا ایک اور مسئلہ بھی قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔ فرض کی پچھلی دو

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

رکعتوں میں یا ایک رکعت میں الحمد پڑھنی بھول گئی۔ چپکے کھڑی رہ (تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار کھڑی رہ، ورنہ نماز پھر سے لوٹا دے) کہ رکوع میں چلی گئی تو بھی سجدہ سہو واجب نہیں۔(بهشتی زیور حصه دوم ص ١٤١ مسئله نمبر ٣٧)

جواب:

غیر مقلدین کی خیانت: اس سے پہلے بہشتی زیور ص۲۰، ج۲ مسئلہ نمبر ۱۷ میں ہے:

''اگر پچھلی دو رکعتوں میں الحمد للہ نہ پڑھے، بلکہ تین دفعہ سبحان اللہ، سبحان اللہ، سبحان اللہ کہہ لے تو بھی درست ہوگی۔ لیکن الحمد پڑھ لینا بہتر ہے۔ اور اگر کچھ نہ پڑھے تو (تین تسبیح کی مقدار) چپکی کھڑی رہے تو بھی حرج نہیں، نماز درست ہے۔'' جب فرض کی تیسری چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھنی واجب ہی نہیں، نہ قرآن میں اس کے وجوب کی دلیل ہے نہ حدیث میں۔ تو اس کا چھوڑنا ترک واجب نہ ہوا تو سجدہ سہو کیسے واجب ہوگا۔ وہ تو ترک واجب پر واجب ہوتا ہے۔ امام ابوبکر بن ابی شیبہ ۲۳۵ھ نے اپنی حدیث کی کتاب میں باقاعدہ باب باندھا ہے کہ جو تیسری چوتھی رکعت میں قرأت نہیں کرتے تھے، سبحان اللہ کہتے تھے۔ پھر اس باب کے تحت حضرت علی، حضرت عبداللہ بن مسعود، ابراہیم نخعی اور اسود نخعی رحمہم اللہ کا یہی طریقہ نقل کیا ہے۔ اوران رکعتوں میں فاتحہ کے واجب ہونے کا کوئی باب نہیں باندھا۔ اب غیر مقلد کو نہ اعتراض حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ہے نہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر، نہ تابعین پر نہ ابن ابی شیبہ پر اس کو اعتراض ہے۔ صرف اور صرف بہشتی زیور پر اعتراض ہے۔

بہشتی زیور حصہ دوم میں تقریباً ساڑھے چار سو مسائل ہیں۔ ان میں سے صرف سات مسائل کے بارہ میں غیر مقلد نے دعویٰ کیا تھا کہ یہ مسائل قرآن وحدیث کے خلاف ہیں۔ لیکن وہ ایک کو بھی قرآن وحدیث کے خلاف ثابت نہ کر سکا۔ یہ اس پر قرض ہے کہ ان مسائل کو قرآن وحدیث کے خلاف اور باقی تقریباً چار سو پینتیس (۴۳۵) مسائل کو قرآن و

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

حدیث کے موافق ثابت کرے۔

اعتراض نمبر ۱۱:

ایک اور مسئلہ بہشتی زیور کا قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔''اگر کوئی دیہات میں رہتی ہو تو وہاں طلوع فجر کے بعد بھی قربانی دینا درست ہے۔''
(بهشتی زیور ص ۲۳۱ حصه سوم مسئله نمبر ٤ قربانی کا بیان)

جواب:

غیر مقلدین کی خیانت: ص ۴۷، ج ۳ مسئلہ ۴، بقر عید کی نماز ہونے سے پہلے قربانی کرنا درست نہیں۔ جب لوگ نماز پڑھ چکیں تب کرے۔ البتہ اگر کوئی کسی دیہات میں اور گاؤں میں رہتی ہو تو وہاں طلوع صبح صادق کے بعد بھی قربانی کر دینا درست ہے۔ شہر کے اور قصبہ کے رہنے والے نماز کے بعد ادا کریں۔ بتائیے یہ مسئلہ کس آیت یا حدیث کے خلاف ہے۔ بات واضح ہے کہ قربانی کے تین دن ہیں اور دن طلوع فجر سے شروع ہوتا ہے۔ تو قربانی جائز ہو گی لیکن جہاں شہر اور قصبہ میں نماز عید پڑھی جاتی ہے وہاں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ نماز عید کے بعد قربانی کریں۔ لیکن جس بستی میں عید کی نماز نہ پڑھی جاتی ہو۔ ان کے لیے تو کوئی آیت وحدیث نہیں کہ وہ قربانی کے لیے شہر کی عید کا انتظار کریں۔ غیر مقلد صاحب نے بہشتی زیور پر تو اعتراض جڑ دیا مگر یہ مسئلہ تو حدیث کی کتاب ترمذی میں بھی ہے۔ امام ترمذی ترمذی شریف میں باب باندھتے ہیں: ''نماز کے بعد قربانی کرنے کا بیان'' پھر حدیث پاک نقل فرماتے ہیں کہ نماز عید سے قبل قربانی ذبح نہ کرو۔

اس کے بعد امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اکثر اہل علم اس کے قائل ہیں کہ شہر میں جب تک امام نماز عید نہ پڑھا لے قربانی نہ کرے اور ایک قوم نے اہل علم میں سے گاؤں والوں کو رخصت دی ہے کہ وہ طلوع فجر کے بعد قربانی کرلیں اور یہی قول

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

امام عبداللہ بن المبارک کا ہے۔(زیر رقم:۱۵۰۸)

یاد رہے بہشتی زیور حصہ سوم میں کل مسائل ۴۶۷ ہیں۔ان میں سے صرف ایک مسئلہ کے بارہ میں غیر مقلد نے دعویٰ کیا تھا کہ یہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔لیکن وہ ایک مسئلے کو بھی قرآن وحدیث کے خلاف ثابت نہ کرسکا۔یہ بھی اس پر قرض ہے اور باقی ۴۶۶ مسائل میں سے ہر مسئلہ کے موافق آیت یا حدیث پیش کرنا بھی اس پر قرض ہے۔لیکن یہ قرض چکانا اس کے بس کی بات نہیں ہے۔

اعتراض نمبر۱۲:

نکاح ہو گیا لیکن ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی کہ بچہ پیدا ہو گیا تو وہ بچہ شوہر ہی سے ہوگا۔ اس کو حرامی کہنا درست نہیں۔اگر شوہر کا نہ ہو تو وہ انکار کرے اور انکار کرنے پر لعان کا حکم ہو گا۔(بہشتی زیور حصہ چہارم ص۳۱۴ مسئلہ نمبر۹ لڑکے کے حلالی ہونے کا بیان)

جواب:

غیر مقلد کی خیانت: بہشتی زیور کی مکمل عبارت:''نکاح ہو گیا لیکن ابھی (رواج کے موافق) رخصتی نہیں ہوئی تھی کہ بچہ پیدا ہو گیا (اور شوہر انکار نہیں کرتا کہ میرا بچہ نہیں ہے) تو وہ بچہ شوہر ہی سے (کہا جائے گا) حرامی نہیں (کہا جائے گا) اور (دوسروں کو) اس کا حرامی کہنا درست نہیں۔اگر شوہر کا نہ ہو تو وہ انکار کرے اور انکار کے بعد لعان کا حکم ہوگا۔''

(ص ٣٦، ج ٤، مسئلہ ٩)

اعتراض نمبر۱۳:

میاں پردیس میں ہے اور مدت ہوگئی۔برسیں گزر گئیں کہ گھر نہیں آیا اور یہاں لڑکا پیدا ہو گیا (اور شوہر اس کو اپنا ہی بتاتا ہے) تب بھی وہ (از روئے قانون شرع) حرامی

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

نہیں۔اسی شوہر کا ہے۔البتہ اگر شوہر خبر پا کر انکار کرے گا تو لعان کا حکم ہوگا۔

(ص ٦٤، ج٤، مسئله ١٠) (بهشتی زیور مکمل مدلل ص ٣٤٢)

جواب:

دونوں اعتراضوں کا جواب اکٹھا ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت تھانوی کی وضاحت:

۲۷ شعبان ۱۳۲۸ھ کو یعنی آج سے ۹۳ سال قبل حضرت نے خود ان دونوں مسئلوں کی وضاحت فرمائی کہ بہشتی زیور کے ان مسئلوں کا یہ مطلب نہیں کہ بدوں صحبت کے حمل رہ جاتا ہے اور وہ حمل اسی شوہر کا ہو جاتا ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان صورتوں میں اوپر دیکھنے والوں کو خود اسی کا یقین کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں کہ ان میں صحبت نہیں ہوئی۔ پس ان کو شرعاً یہ اجازت نہیں کہ محض ظاہری دوری کو زن وشوہر میں دیکھ کر یہ کہہ دیں کہ جب ہمارے علم میں ان کے درمیان صحبت واقع نہیں ہوئی تو واقع میں بھی صحبت نہیں ہوئی اور یہ حمل حرام کا ہے اور یہ عورت حرام کار ہے اور یہ بچہ ولد الحرام ہے پس دیکھنے والوں کو یہ حکم لگانے کا حق نہیں۔ کیوں کہ کسی کو حرام کار یا حرام زادہ کہنا بہت بڑی تہمت ہے اور گناہ عظیم ہے۔اس کا منہ سے نکالنا بدوں قطعی دلیل کے جائز نہیں۔ بلکہ جب بعید سے بعید احتمال بھی وقوع صحبت کا رہے گا یوں سمجھیں گے کہ شاید یہی بعید صورت صحبت کی واقع ہوئی ہو اور دوسروں کو اس کی اطلاع نہ ہوئی ہو۔ اور وہ بعید احتمال یہاں دو ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کسی بزرگ کی کرامت سے زن وشوہر ایک جگہ جمع ہو گئے ہوں اور ان میں صحبت واقع ہوئی ہو۔

دوسرے یہ کہ کسی جن نے دونوں کو ایک جگہ جمع کر دیا ہو اور صحبت ہو گئی ہو اور حمل رہ گیا ہو اور بزرگوں کی کرامت اور جن کا تصرف اہل سنت والجماعت کے نزدیک شرعاً، عقلاً اور وقوعاً ثابت ہے۔اور گو اس کا احتمال بعید ہی ہو لیکن ہم مسلمان عورت کو تہمت سے بچانے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کے لیے اور بچہ کو عار سے بچانے کے لیے اس احتمال کو ممکن مانیں گے۔ اور یوں کہیں گے کہ شاید ایسی ہی صورت ہوئی ہو۔ اور بعض صورتوں میں ممکن ہے کہ شوہر اسی طرح خفیہ آیا ہو جیسے بعض اشتہاری مجرم رات کو اپنے گھر آ جاتا ہے اور رات ہی کو چلا جاتا ہے۔ اس لیے اس حمل کو اس شوہر کی طرف منسوب سمجھیں گے اور نسب کو ثابت مانیں گے۔ البتہ خود شوہر کو اس کا علم قطعی ہو سکتا ہے کہ میں نے صحبت کی ہے یا نہیں۔ سو اس کو شرعاً مجبور نہیں کیا گیا کہ خواہ مخواہ تو اس بچہ کو اپنا ہی مان، بلکہ اس کو اختیار دیا گیا ہے۔ اگر تو نے صحبت نہیں کی ہے تو اس نسب کو نفی کر سکتا ہے۔ مگر چونکہ حاکم شرع کو کسی دلیل قطعی سے خود شوہر کا راست گو ہونا یقینی طور پر معلوم نہیں ہو سکتا، بلکہ احتمال ہے کہ کسی اور رنج و غصہ سے عورت کو بدنام کرتا ہو۔ اس لیے اس کے نفی کرنے پر حاکم شرع سکوت نہ کرے گا۔ بلکہ مقدمہ قائم کر کے لعان کا قانون نافذ کرے گا۔ پھر لعان کے بعد دوسروں کو بھی شرعاً اجازت ہو گی کہ اس بچہ کو اس شوہر کا نہ کہیں گے۔ کیوں کہ اب قانون شرعی سے اس بچہ کا نسب کٹ چکا ہے یعنی شرعاً جبر نہیں کہ اب بھی اسی کا مانو، بلکہ قانوناً اس سے منقطع سمجھیں گے اور واقعہ کے اعتبار سے پھر یوں کہیں گے کہ غیب کا علم خدا تعالیٰ کو ہے۔ اسی طرح عورت کی نسبت کہیں گے کہ خدا کو خبر ہے کہ مرد سچا ہے یا عورت۔ (ضمیمہ بہشتی زیور ص ۴۷،۴۶، حصہ چہارم)

کسی بچہ کے نسب کی نفی کرنا اس کو قتل کر دینے سے بھی سخت ہے کہ اب اس کا کوئی والی وارث نہیں۔ اور اس کی والدہ بلکہ پورے خاندان کی عزت کا برباد کرنا ہے۔ اگر نسب کا مدار وسوسوں پر رکھا جائے تو میاں بیوی کے اکٹھے رہتے ہوئے بھی ایسی صورتیں سامنے آتی ہیں کہ میاں بیوی لعان کر رہے ہیں۔ اس لیے نسب اس سے ثابت ہو گا جس کے نکاح میں ہے۔ یہ حدیث بخاری ۲۰۵۳، مسلم ۱۴۵۷، ابوداؤد ۲۲۷۳، ترمذی ۱۱۵۷، نسائی ۳۵۱۲، ابن ماجہ ۲۰۰۴ پر ہے۔ صرف مسند احمد میں ۲۵ جگہ ہے۔ اس لیے اس اٹل قانون کو توڑنے کا کسی

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

غیر کوئی حق نہیں۔ ہاں خاوند کو یہ حق ہے کہ اگر اسے یقین ہے کہ بچہ اس کا نہیں تو وہ انکار کر دے لیکن اس کے صرف انکار سے بھی یہ قانون نہیں ٹوٹے گا۔ باقاعدہ عدالت میں مقدمہ دائر کر کے عدالت لعان کے بعد بچہ کے نسب کی نفی کرے گی۔ جب خود خاوند بھی صاف انکار سے اس قانون کو نہیں توڑ سکتا، صرف عدالت لعان کے بعد فیصلہ دے گی تو ''ماوشما'' (ہم اور آپ) کو انکار نسب کا کوئی قانونی حق نہیں۔ بہشتی زیور حصہ چہارم میں تقریباً پونے تین سو مسائل ہیں، جن میں سے صرف دو مسئلوں کے بارہ میں غیر مقلد نے یہ جھوٹا دعویٰ کیا کہ یہ قرآن وحدیث کے خلاف ہیں۔ مگر ایک کو بھی قرآن وحدیث کے خلاف ثابت نہ کر سکا۔ ان بے چاروں کو نہ فقہ کا علم ہے نہ قرآن کا نہ حدیث کا۔ اگر یہ غیر مقلد ان دو مسئلوں کے خلاف اور باقی مسائل کے موافق آیات واحادیث لکھ دے تو ہم برملا اعتراف کریں گے کہ خود ساختہ اہل حدیثوں میں بھی ایک شخص واقعتاً قرآن وحدیث کا علم رکھتا ہے۔

اعتراض نمبر۱۴:

ناپاک تیل یا چربی کا صابن بنالیا جائے تو پاک ہو جائے گا۔

(بهشتی گوهر ص٤١٦ مسئله۲۷ پاکی ناپاکی کے بعض مسائل)

جواب:

غیر مقلد نے حصہ چہارم کے بعد بہشتی زیور کے بقایا چھ حصوں پر کوئی اعتراض نہیں کیا اب یہ اعتراض گیارہویں حصہ پر کیا ہے جو بہشتی گوہر کے نام سے مشہور ہے۔

اس مسئلہ کے خلاف نہ کوئی آیت قرآنی پیش کر سکا اور نہ کوئی صحیح صریح غیر معارض حدیث۔ اس مسئلہ کا تعلق تبدیلی ماہیت سے ہے۔ اس کا بیان خود بہشتی زیور میں موجود ہے۔ تبدیلی ماہیت سے بھی احکام بدل جاتے ہیں۔ مثلاً انگور کا پانی پاک ہے۔ لیکن جب کہ وہ ایک دوسری چیز شراب بن گیا تو وہ نجس ہو گیا۔ اور شراب جب پھر دوسری چیز بن گئی یعنی سرکہ ہو گئی تو پاک ہو گئی۔ تبدیل ماہیت کے یہ معنی ہیں کہ ایک چیز ایسی دوسری چیز بن

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

جائے جس کا حکم شے اول کے بالکل خلاف ہے۔ مثلاً ناپاک چیز ایک ایسی چیز کی طرف مستحیل ہوگئی کہ وہ چیز پاک ہے تو وہ ناپاک چیز پاک ہوگئی۔ جیسے کھاد (گوبر، گوں وغیرہ) ناپاک ہے مگر جب مٹی ہوگئی تو مٹی ایک پاک چیز ہے۔ اب وہ پاک ہوگئی۔ یا انڈا پاک ہے، مگر جب خون بن گیا تو خون ایک ناپاک چیز ہے تو انڈا ناپاک ہوگیا اور جب وہ خون گوشت کا لوتھڑا بن گیا تو گوشت ناپاک چیز ہے۔ پھر پاک ہوگیا۔ (بہشتی زیور ص ۱۰۸ ج ۹)

اور آپ کی فقہ میں بھی یہی لکھا ہے کہ ماہیت بدلنے سے چیز پاک ہو جاتی ہے۔ جیسے گدھا نمک کی کان میں گرا اور وہ نمک بن گیا تو پاک بھی ہے حلال بھی۔ اسی طرح خنزیر نمک کی کان میں گر کر نمک بن گیا تو پاک بھی ہوگیا اور حلال بھی۔ (نزل الابرار ص ۵۰ ج ۱)

اعتراض نمبر ۱۵:

ایک مسئلہ بہشتی گوہر کا یہ بھی قرآن وحدیث کے خلاف ہے ''کہ وضو کے بعد اگر کسی عضو کے نہ دھونے کا شبہ ہو، لیکن وہ عضو متعین نہ ہو تو ایسی صورت میں شک رفع کرنے کے لیے بائیں پاؤں کو دھو ڈالے۔'' (بہشتی گوہر ص ۴۲۱ مسئلہ نمبر ۶ حدث اصغر کا بیان)

جواب:

غیر مقلدین کی خیانت: پورا مسئلہ یوں ہے: ''وضو کے بعد اگر کسی عضو کی نسبت نہ دھونے کا شبہ ہو، لیکن وہ عضو متعین نہ ہو ایسی صورت میں شک رفع کرنے کے لیے بائیں پیر کو دھوئے۔ اسی طرح اگر وضو کے درمیان کسی عضو کی نسبت یہ شبہ ہو تو ایسی صورت میں اخیر عضو کو دھوئے۔ مثلاً کہنیوں تک ہاتھ دھونے کے بعد شبہ ہوا تو منہ دھو ڈالے اور اگر پیر دھوتے وقت یہ شبہ ہوا تو کہنیوں تک ہاتھ دھو ڈالے۔ یہ اس وقت ہے اگر کبھی کبھی شبہ ہوتا ہو۔ اگر کسی کو اکثر اس قسم کا شبہ ہوتا ہو تو اس کو چاہیے کہ اس شبہ کی طرف خیال نہ کرے اور اپنے وضو کو کامل سمجھے۔ (بہشتی گوہر ص ۱۵)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

یہ ہے پورا مسئلہ، اب اس کے خلاف کوئی آیت یا حدیث پیش کریں۔ اور ایک آیت یا حدیث اس پر پیش کریں کہ اگر کسی کو یہ مسئلہ پیش آ جائے تو قرآن و حدیث میں اس کے لیے کیا حکم ہے۔

فقہ حنفی کا یہ مسئلہ تو عین اس حدیث کے موافق ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

دع ما یریبك الی ما لا یریبك رواہ الترمذی و ابن حبان۔

''جو چیز تمہیں شک میں ڈالے اس سے نکل کر جو شک سے بچائے اسے اختیار کرو۔''

افسوس کہ فقہ دشمنی نے ان لوگوں کو حدیث دشمنی تک پہنچا دیا ہے۔

اعتراض نمبر ۱۶:

کپڑا لپیٹ کر جماع کرنے سے غسل فرض نہ ہوگا۔

(بہشتی گوہر، باب جن صورتوں میں غسل فرض نہیں ہوتا ص ۴۲۳)

جواب:

غیر مقلدین کی خیانت: یہ مسئلہ بھی خیانت کر کے کانٹ چھانٹ کر کے نقل کیا ہے بہشتی گوہر میں ہے: ''اگر کوئی مرد اپنے خاص حصے میں کپڑا لپیٹ کر جماع کرے تو غسل فرض نہ ہوگا۔ بشرطیکہ کپڑا اس قدر موٹا ہو کہ جسم کی حرارت اور جماع کی لذت اس کی وجہ سے محسوس نہ ہو۔ مگر احوط یہ ہے کہ غیبت حشفہ سے غسل واجب ہو جائے گا۔''

(بہشتی گوہر ص ۷ مسئلہ نمبر ۳)

اب بتایا جائے کہ وہ کون سی آیت یا حدیث ہے جس کے خلاف یہ مسئلہ ہے۔ آنحضرت ﷺ کا فرمان تو یہ ہے کہ جب دونوں ختنوں کا موقع آپس میں مل جائیں تو غسل لازم ہے۔ انزال ہو یا نہ ہو۔ (مسلم) اور یہاں کپڑے کے اتنا موٹا ہونے کی وجہ سے التقاء ختانین نہیں ہوا تو غسل کیسے فرض ہوگا۔ مگر پھر بھی حضرت تھانوی نے فرمایا ہے کہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

احتیاطاً غسل کرے۔

اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تو فرماتے ہیں کہ بغیر کپڑے کے بھی التقاء ختانین ہو جائے تو غسل فرض نہیں صرف احوط ہے اور آپ کی کتاب نزل الابرار میں لکھا ہے کہ

ولو لف الحشفة بخرقة ثم اولجها فان وجد لذة الجماع اغتسل والا لا. (ص ۲۰٤ ج ۱)

"اگر حشفہ پر کپڑا لپیٹ لے پھر اس کو داخل کرے، اگر جماع کی لذت پائے تو غسل فرض ہے ورنہ نہیں۔" یہاں تو احتیاط کا نام ونشان تک نہیں۔"

اعتراض نمبر ۱۷:

اگر کوئی مرد اپنا خاص حصہ کسی مرد یا عورت کی ناف میں داخل کرے اور منی نہ نکلے تو اس پر غسل فرض نہ ہوگا۔ (بہشتی گوہر، باب جن صورتوں میں غسل فرض نہیں ہوتا ص ۱۸ مسئلہ نمبر ۱۰)

جواب:

بتایئے یہ مسئلہ کس آیت یا حدیث کے خلاف ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تو صاف فرماتے ہیں کہ مخصوص جگہ میں داخل کرنے سے بھی غسل فرض نہیں ہوتا، حالانکہ یہ بات حدیث کے صاف الفاظ کے خلاف ہے۔ (مسلم)

اور ائمہ اربعہ کے بھی خلاف ہے اور بہشتی گوہر کا مسئلہ نہ کسی آیت کے خلاف نہ کسی حدیث کے خلاف، نہ ائمہ اربعہ میں سے کسی کے خلاف، مگر فقہ سے دلی بغض ان کو ایسے بے ہودہ اعتراضات پر مجبور کرتا ہے۔

اعتراض نمبر ۱۸:

بہشتی گوہر میں ہے: "اگر کوئی چادر اس قدر بڑی ہو کہ اس کا نجس حصہ (اوڑھ کر نماز پڑھتے ہوئے) نماز پڑھنے والے کے اٹھنے بیٹھنے سے جنبش نہ کرے تو کچھ حرج نہیں اور اسی

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

طرح اس چیز کو بھی پاک ہونا چاہیے جس کو نماز پڑھنے والا اٹھائے ہوئے ہو۔ بشرطیکہ وہ چیز خود اپنی قوت سے رکی ہوئی نہ ہو۔ مثلاً نماز پڑھنے والا کسی بچے کو اٹھائے ہوئے ہو اور اس بچہ کا جسم یا کپڑا نجس ہو۔ اور وہ بچہ خود اپنی طاقت سے رکا ہوا نہ ہو تب تو اس کا پاک ہونا نماز کی صحت کے لیے شرط ہے۔ اور جب اس بچہ کا بدن کپڑا اس قدر نجس ہو جو مانع نماز ہے تو اس صورت میں اس شخص کی نماز درست نہ ہوگی۔ اور خود اپنی طاقت سے رکا ہوا بیٹھا ہے تو کچھ حرج نہیں۔ اس لیے کہ وہ اپنی قوت اور سہارے سے بیٹھا ہے۔ پس یہ نجاست اس کی طرف منسوب ہوگی۔ اور نماز پڑھنے والے سے کچھ اس کا تعلق نہ سمجھا جائے گا۔ اس طرح اگر نماز پڑھنے والے کے جسم پر کوئی ایسی نجس چیز ہو جو اپنی جائے پیدائش میں ہو، اور خارج میں اس کا کچھ اثر موجود نہ ہو تو کچھ حرج نہیں۔ مثلاً نماز پڑھنے والے کے جسم پر کوئی کتا بیٹھ جائے اور اس کے منہ سے لعاب نہ نکلتا ہو تو کچھ مضائقہ نہیں اس لیے کہ اس کا لعاب اس کے اندر ہے اور وہی اس کے پیدا ہونے کی جگہ ہے۔ پس مثل اس نجاست کے ہوگا جو انسان کے پیٹ میں رہتی ہے۔ جس سے طہارت شرط نہیں۔ اسی طرح اگر کوئی ایسا انڈا جس کی زردی خون ہوگئی ہو نماز پڑھنے والے کے پاس ہو، تب بھی کچھ حرج نہیں۔ اس لیے کہ اس کا خون اسی جگہ ہے جہاں پیدا ہوا ہے، خارج میں اس کا کچھ اثر نہیں۔ بخلاف اس کے کہ اگر شیشی میں پیشاب بھرا ہو۔ اور وہ نماز پڑھنے والے کے پاس ہو اگرچہ منہ اس کا بند ہو۔ اس لیے کہ یہ پیشاب ایسی جگہ نہیں ہے جہاں پیشاب پیدا ہوتا ہے۔

(بہشتی گوہر، نماز کی شرطوں کا بیان، مسئلہ نمبر ا ص ۲۹)

جواب:

اس مسئلہ کے خلاف کوئی آیت یا حدیث ہو تو اس کو لکھ کر ترجمہ بھی لکھیں اور اگر نہ لکھ سکو تو قرآن حدیث کا نام لے کر جھوٹ بولنے سے توبہ کرو۔ اور اس کے بعد جو آپ کے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ہاں بدور الاہلہ میں نواب صدیق حسن خاں نے لکھا ہے کہ سر پر گندگی اٹھا کر نماز پڑھے تو نماز صحیح ہے۔(بدور الاھلہ ص۳۹)

اور نجس کپڑوں میں قصداً بلا عذر نماز پڑھے تو نماز صحیح ہے کہ نماز کے صحیح ہونے کے لیے کپڑوں کا پاک ہونا شرط نہیں۔(بدور الاھلہ ص۳۹)

ذرا کوئی آیت یا حدیث صحیح صریح غیر معارض با ترجمہ لکھیں۔جن سے آپ کے یہ دونوں مسئلے ثابت ہوں۔ ہاں ذرا اپنے مذہب کے ان مسائل کے موافق بھی ایک ایک آیت یا ایک ایک حدیث صحیح صریح غیر معارض لکھیں۔

علامہ وحید الزماں صاحب لکھتے ہیں: ''کتا اور اس کا لعاب ہمارے محققین اہل حدیث کے ہاں پاک ہے۔''(نزل الابرار ص ۳۰ ج ۱)

علامہ وحید الزماں صاحب لکھتے ہیں: ''کتے کی کھال کا ڈول اور مصلیٰ بنانا جائز ہے۔''

(نزل الابرار ص ۳۰ ج ۱)

علامہ وحید الزماں صاحب لکھتے ہیں: ''کتے کو اٹھا کر نماز پڑھے تو نماز جائز ہے۔''

(نزل الابرار ص ۳۰ ج ۱)

علامہ وحید الزماں صاحب لکھتے ہیں: ''کتے نے کپڑے یا بدن کو کاٹا، اگر چہ لعاب لگ گیا ہو تو بھی کپڑا اور جسم پاک ہے۔''(نزل الابرار ص ۳۰ ج ۱)

دیکھیے آپ کے ہاں یہ مسائل نبی ﷺ کی فقہ کے ہیں، کسی امتی امام کی فقہ کے نہیں ہیں۔

اعتراض نمبر۱۹:

اگر نماز پڑھنے کی حالت میں نماز پڑھنے والے کا کپڑا کسی (سوکھے) نجس مقام پر پڑتا ہو تو کچھ حرج نہیں۔(بہشتی گوہر، باب نماز کی شرطوں کا بیان ص۳۰ مسئلہ نمبر۶)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

جواب:

بتایئے یہ مسئلہ کس آیت یا حدیث صحیح صریح غیر معارض کے خلاف ہے۔نماز کے لیے طہارت مکان نمازِ شرط ہے نہ کہ گردونواح بھی اور طہارت بدن اور طہارت لباسِ شرط ہے جب کہ آپ کے ہاں نہ مکان نماز کا پاک ہونا شرط ہے نہ بدن نمازی کا پاک ہونا شرط ہے۔اور نہ ہی نماز کے کپڑوں کا پاک ہونا شرط ہے نہ ہی نمازی کی اٹھائی ہوئی چیزوں کا پاک ہونا شرط ہے۔اور آپ کے نزدیک انسان میں سے صرف اس کا پیشاب، پاخانہ، اور خون حیض نجس ہے۔

خاتمہ:

بہشتی زیور کے ہزاروں مسائل میں سے انیس مسائل کو غیر مقلدین نے خلاف قرآن وحدیث قرار دیا تھا۔مگر ایک مسئلہ کو بھی نہ قرآن کے خلاف ثابت کر سکا نہ احادیث کے۔گویا قرآن حدیث کا نام لے کر جھوٹ ہی بولا، جو بہت بڑا گناہ ہے۔

آخر میں گزارش یہی ہے کہ آج کل دین بے زاری کا دور ہے۔اور دین بے زاری غیر مقلدین کی ہی حرکتوں کا نتیجہ ہے۔اس وقت ملک کے کونے کونے سے اطلاعات آ رہی ہیں کہ بیسیوں غیر مقلد ہر شہر میں منکر حدیث ہوتے چلے جا رہے ہیں۔لیکن خود ساختہ اہل حدیث ان کو راہ راست پر لانے کے لیے (نہ تحریراً نہ تقریراً) کوئی کوشش نہیں کر رہے۔آپ کے اس قسم کے پمفلٹ امت کو دین بے زاری کے سوا کچھ نہیں دے رہے۔اس گناہ کو چھوڑ کر توبہ کریں، ورنہ اب آپ اپنے لائے ہوئے سیلاب انکار حدیث کو روکنے سے عاجز ہو چکے ہیں۔

اللہ تعالیٰ دین حق پر استقامت نصیب فرمائیں اور غیر مقلدین کے وساوس سے محفوظ فرمائیں۔(آمین)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

فہرست کتب

پیر جی کتب خانہ

محلہ گوبند گڑھ گلی نمبر 8 مکان نمبر C/36 کالج روڈ گوجرانوالہ فون نمبر: 055 4445401

1......امام ابوحنیفہ پر اعتراضات کے جوابات	250
2......فقہ حنفی پر اعتراضات کے جوابات	250
3......بہشتی زیور پر اعتراضات کے جوابات	30
4......فتاویٰ عالمگیری پر اعتراضات کے جوابات	100
5......حقائق الفقہ بجواب حقیقۃ الفقہ	300
6......آفتابِ محمدی بجواب شمع محمدی	180
7......سرور العینین فی تکبیرات العیدین	30
8......جرابوں پر مسح غیر مقلد علماء کی نظر میں	30
9......مسائل اربعہ غیر مقلد علماء کی نظر میں	30
10......ننگے سر نماز غیرِ مقلد علماء کی نظر میں	30
11......علمائے اہل سنت کی تصنیفی خدمات	150
12 بیس رکعات تراویح کا ثبوت	30
13......منزل	6
14 مجموعہ وظائف	200
15 ....خاص خاص سورتیں اور ان کے فضائل	15

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

سرور العینین

فی

تکبیراتِ العیدین

مرتب

سید مشتاق علی

پیر جی کتب خانہ
۸ گوبند گڑھ کالج روڈ گوجرانوالہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بَاب اوّل.

عیدین کی نماز میں زائد تکبیریں چھ کہنی چاہئیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس باب میں ہم انشاء اللہ العزیز وہ احادیث درج کریں گے جن سے نماز عیدین میں چھ زائد تکبیریں کہنے کا ثبوت ملتا ہے اور ان احادیث کے مطابق ہی اہل سنت والجماعت حنفیوں کا یہ مسلک ہے کہ عیدین میں چھ زائد تکبیریں کہنی چاہئیں۔ مگر نام نہاد اہل حدیث ان احادیث پر عمل نہیں کرتے۔

۱۔ عن القاسم ابی عبد الرحمٰن انہ قال حدثنی بعض اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال صلی بنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم عید فکبر اربعا و اربعا ثم اقبل علینا بوجھہ حین انصرف فقال لا تنسوا کتکبیر الجنائز واشار باصابعہ و قبض ابہامہ (طحاوی ج ۲ ص۳۸۶)

ابو عبد الرحمٰن قاسم رحمہ اللہ فرماتے ہیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی نے بتلایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عید کی نماز پڑھائی تو (بشمول تکبیر رکوع کے) چار چار تکبیریں کہیں جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا بھول نہ جانا عید کی تکبیریں جنازہ کی طرح چار ہیں۔ آپ نے ہاتھ کی انگلیوں سے اشارہ فرمایا اور انگوٹھا بند کرلیا۔

۲۔ عن مکحول قال اخبرنی ابو عائشۃ جلیس لابی

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

هريرة ان سعيد بن العاص سأل ابا موسى الاشعري وحذيفة بن اليمان كيف كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يكبر في الاضحیٰ والفطر فقال ابوموسیٰ كان يكبر اربعا تكبيرة على الجنائز فقال حذيفة صدق فقال ابوموسیٰ كذالك كنت اكبر في البصرة حيث كنت عليهم قال ابو عائشة وانا حاضر سعيد بن العاص،

(ابوداؤد ج ۱ ص ۱۶۳، طحاوی ج ۲ ص ۴۳۹، مسند احمد ج ۴ ص ۴۱۶).

حضرت مکحول رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ہمنشین ابو عائشہ نے بتلایا کہ حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر کی نماز میں کتنی تکبیریں کہا کرتے تھے، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا (بشمول تکبیر رکوع کے) چار چار تکبیریں کہا کرتے تھے جیسا کہ آپ جنازہ میں کہتے تھے، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ٹھیک کہتے ہیں، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب میں بصرہ کا حاکم تھا تو اسی طرح تکبیریں کہا کرتا تھا، حضرت ابوعائشہ کہتے ہیں کہ میں حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کے سوال کے وقت خود موجود تھا۔

۳۔ عن مكحول قال حدثني رسول حذيفة و ابي موسیٰ رضي الله عنهما ان رسول الله صلى الله

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

علیہ وسلم کان یکبر فی العیدین اربعا و اربعا سوی تکبیرۃ الافتتاح ، (طحاوی ج ۲ ص۳۲۹)

حضرت مکحول رحمہ اللہ فرماتے ہیں حضرت حذیفہ اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما کے قاصد نے مجھے بتلایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں عیدوں میں (بشمول تکبیر رکوع کے) چار چار تکبیریں کہتے تھے سوائے تکبیر تحریمہ کے۔

۴۔ عن علقمۃ والاسود بن یزید قال کان ابن مسعود جالسا وعندہ حذیفۃ وابو موسی الاشعری فسألہما سعید بن العاص عن التکبیر فی الصلوٰۃ یوم الفطر والاضحیٰ فجعل ھٰذا یقول سل ھٰذا وھٰذا یقول سل ھٰذا فقال لہ حذیفۃ سل ھٰذا لعبد اللہ بن مسعود فسألہ فقال ابن مسعود یکبر اربعا ثم یقرأ ثم یکبر فیرکع ثم یقوم فی الثانیۃ فیقرأ ثم یکبر اربعا بعد القراءۃ ،

(مصنف عبد الرزاق ج ۳ ص۲۹۳، معجم طبرانی کبیر ج ۹ ص۳۰۳)

حضرت علقمہ اور حضرت اسود بن یزید رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے پاس حضرت حذیفہ اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما بھی تھے حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ نے ان دونوں بزرگوں سے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز میں تکبیر کے متعلق سوال کیا ، یہ کہنے لگے کہ اُن سے پوچھو اور وہ کہنے لگے کہ ان سے پوچھو ، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

نے ان سے کہا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھو، چنانچہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا چار تکبیریں کہے (بشمول تکبیر تحریمہ کے) پھر قرارت کرے پھر تکبیر کہہ کر رکوع کرے پھر دوسری رکعت کے لیے کھڑا ہو اور قرارت کرے پھر چار تکبیریں (بشمول تکبیر رکوع کے) کہے قرارت کے بعد،

۵۔ عن کردوس قال ارسل الولید الی عبد اللہ بن مسعود وحذیفۃ و ابی مسعود و ابی موسی الاشعری بعد العتمۃ فقال ان ھٰذا عید المسلمین فکیف الصلوٰۃ؟ فقالوا سل ابا عبد الرحمٰن فسألہ فقال یقوم فیکبر اربعا ثم یقرأ بفاتحۃ الکتاب وسورۃ من المفصل ثم یکبر و یرکع فتلک خمس ثم یقوم فیقرأ بفاتحۃ الکتاب وسورۃ من المفصل ثم یکبر اربعا یرکع فی آخرھن فتلک تسع فی العیدین فما انکرہ واحد منھم،

(معجم طبرانی کبیر ج ۹ صـ ۳۰۲ ومصنف ابن ابی شیبۃ ج ۲ صـ ۱۷۴)

حضرت کردوس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت حذیفہ، حضرت ابو مسعود حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم کے پاس ایک تہائی رات کے بعد پیغام بھیجا (جس میں انہوں نے کہا کہ) یہ مسلمانوں کی عید کا دن ہے اس میں نماز کا کیا طریقہ ہے؟ ان سب بزرگوں نے کہا کہ ابو

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

عبدالرحمٰن (عبداللہ بن مسعود) سے پوچھو، چنانچہ قاصد نے ان سے دریافت کیا، آپ نے فرمایا کھڑے ہو کر چار تکبیریں (بشمول تکبیر تحریمہ کے) کہے پھر سورۃ فاتحہ اور مفصل سورتوں میں سے کوئی سورت پڑھے، پھر تکبیر کہہ کر رکوع میں چلا جائے پس یہ پانچ تکبیریں ہوئیں، پھر کھڑے ہو کر سورۃ فاتحہ اور مفصل سورتوں میں سے کوئی سورت پڑھے پھر چار تکبیر کہے جن میں سے آخری تکبیر کہہ کر رکوع میں چلا جائے پس یہ نو تکبیریں ہوئیں دونوں عیدوں میں، اُن بزرگوں میں سے کسی نے بھی اس کا انکار نہیں کیا۔

۶۔ عن ابن مسعود فی الاولیٰ خمس تکبیرات بتکبیرۃ الرکعۃ و بتکبیرۃ الاستفتاح و فی الرکعۃ (الاخری) اربعۃ بتکبیرۃ الرکعۃ، (مصنف عبدالرزاق ج ۳ ص ۲۹۳)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (عید کی نماز میں) پہلی رکعت میں پانچ تکبیریں ہیں۔ رکوع کی تکبیر اور تکبیر تحریمہ کو ملا کر، اور دوسری رکعت میں چار تکبیریں ہیں رکوع والی تکبیر ملا کر۔

۷۔ عن علقمۃ والاسود بن یزید ان ابن مسعود کان یکبر فی العیدین تسعا تسعا اربعا قبل القراءۃ ثم کبر فرکع و فی الثانیۃ یقرأ فاذا فرغ کبر اربعا ثم رکع،

(مصنف عبدالرزاق ج ۳ ص ۲۹۳، معجم طبرانی کبیر ج ۹ ص ۳۰۴)

حضرت علقمہؒ اور حضرت اسودؒ بن یزید سے روایت ہے کہ حضرت

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ عیدین میں نو نو تکبیریں کہتے تھے چار تکبیریں (بشمول تکبیر تحریمہ کے) قرأت سے پہلے پھر تکبیر کہہ کر رکوع کرتے اور دوسری رکعت میں پہلے قرارت کرتے پھر قرأت سے فارغ ہو کر چار تکبیریں (بشمول تکبیر رکوع کے) کہتے اور رکوع کرتے

٨۔ عن کردوس قال کان عبد اللہ بن مسعود یکبر فی الاضحیٰ والفطر تسعا تسعا یبدأ فیکبر اربعا ثم یقرأ ثم یکبر واحدة فیرکع بھا ثم یقوم فی الرکعة الآخرة فیبدأ فیقرأ ثم یکبر اربعا یرکع باحداھن ، (معجم طبرانی کبیر ج ۹ ص ۳۰۲)

حضرت کردوس فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ عید الاضحیٰ اور عید الفطر میں نو نو تکبیریں کہتے تھے۔ آپ نماز شروع فرماتے تو (بشمول تکبیر تحریمہ کے) چار تکبیریں کہتے، پھر قرارت کرتے پھر ایک تکبیر کہہ کر رکوع کرتے، پھر دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوتے تو قرارت سے ابتدا کرتے، پھر چار تکبیریں کہتے اور ان چار میں سے ایک کے ساتھ رکوع کرتے۔

٩۔ عن عبد اللہ قال التکبیر فی العید اربعا کالصلوٰة علی المیت ، (معجم طبرانی کبیر ج ۹ ص ۳۰۵)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عید میں چار تکبیریں ہوتی ہیں جیسا کہ نماز جنازہ میں۔

١٠۔ عن عامر ان عمر و عبد اللہ رضی اللہ عنہما اجتمع رأیھما فی تکبیر العیدین علی تسع تکبیرات خمس

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

فی الاولیٰ وارْبع فی الآخرۃ ویو الی بین القراءتین ، (طحاوی ج ۲ ص ۴۳۹)

حضرت عامر شعبی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کا اس پر اتفاق رائے ہوا کہ عیدین کی تکبیریں نو ہیں پانچ پہلی رکعت میں (بشمول تکبیر تحریمہ و تکبیر رکوع کے) اور چار دوسری میں (بشمول تکبیر رکوع کے) اور دونوں رکعتوں میں قراءت پے در پے کرے۔

۱۱۔ عن حماد عن ابراھیم فی حدیث طویل فاجمعوا امرھم علیٰ ان یجعلوا التکبیر علی الجنائز مثل التکبیر فی الاضحیٰ والفطر اربع تکبیرات فاجمع امرھم علیٰ ذالک ، (طحاوی ج ۱ ص ۳۳۳)

حضرت حماد رحمہ اللہ حضرت ابراہیم نخعیؒ سے روایت کرتے ہیں۔ ایک طویل حدیث کے ذیل میں کہ" پس ان سب کا اس پر اتفاق ہوا کہ جنازہ کی تکبیریں اتنی ہوں جتنی عیدین کی نماز میں ہیں یعنی چار تکبیریں۔

۱۲۔ عن عبد اللہ بن الحارث قال شھدت ابن عباس کبر فی صلوٰۃ العید بالبصرۃ تسع تکبیرات والیٰ بین القراءتین قال وشھدت المغیرۃ بن شعبۃ فعل ذالک ایضا ، الحدیث ،

(مصنف عبدالرزاق ج ۳ ص ۲۹۴، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۱۷۴)

حضرت عبداللہ بن حارث رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں حضرت عبداللہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس حاضر ہوا۔ انہوں نے بصرہ میں عید کی نماز میں نو تکبیریں کہیں، اور دونوں (رکعتوں میں) قرأتیں پے در پے کیں، حضرت عبداللہ بن حارث رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں حضرت مغیرۃ بن شعبۃ رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا تو انہوں نے بھی ایسا ہی کیا،

۱۳- عن عبد اللہ بن الحارث انہ صلی خلف ابن عباس رضی اللہ عنہما فی العید فکبر اربعا ثم قرأ ثم کبر فرفع ثم قام فی الثانیۃ فقرأ ثم کبر ثلثا ثم کبر فرفع، (طحاوی ج ۲ ص ۴۳۹)

حضرت عبداللہ بن حارث رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پیچھے عید کی نماز پڑھی تو انہوں نے پہلے چار تکبیریں کہیں پھر قرارت کی پھر تکبیر کہہ کر رکوع کیا، پھر آپ دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوئے تو پہلے قرارت کی پھر تین تکبیریں کہیں پھر تکبیر کہہ کر رکوع کیا۔

۱۴- عن ابن جریج قال ثنا یوسف بن ماھک اخبرنی ان ابن الزبیر لم یکن یکبر الا اربعا سوی تکبیرتین للرکعتین، (طحاوی ج ۲ ص ۴۴۰)

حضرت ابن جریج رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن ماہک نے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما چار تکبیریں کہتے تھے، دونوں رکوعوں کی تکبیروں کے علاوہ۔

۱۵- عن قتادۃ عن جابر بن عبد اللہ و سعید بن المسیب

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

قال تسع تکبیرات ویوالی بین القراءتین

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۱۷۴)

حضرت قتادہ رحمہ اللہ حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ ان دونوں بزرگوں نے فرمایا کہ دونوں عیدوں میں نو تکبیریں ہیں اور دونوں قرائتیں پے در پے ہوں

۱۶- عن محمد عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ انہ قال تسع تکبیرات خمس فی الاولی واربع فی الآخرة مع تکبیرة الصلوٰة (طحاوی ج ۲ ص ۳۴۴)

حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا عید کی نماز میں نو تکبیریں ہیں، پانچ پہلی رکعت میں چار دوسری رکعت میں نماز کی تکبیر سمیت

۱۷- عن محمد بن سیرین عن انس انہ کان یکبر فی العید تسعاً فذکر مثل حدیث عبد اللہ،

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۱۷۴)

حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ عید کی نماز میں نو تکبیریں کہتے تھے۔

۱۸- عن ابراهیم ان اصحاب عبد اللہ کانوا یکبرون فی العید تسع تکبیرات،

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۱۷۴)

حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اصحاب عید کی نماز میں نو تکبیریں کہتے تھے (پانچ پہلی رکعت میں اور چار دوسری رکعت میں)

۱۹۔ عن الشعبی قال ارسل زیاد الی مسروق انا یشغلنا اشغال فکیف التکبیر فی العیدین قال تسع تکبیرات قال خمسا فی الاولیٰ واربعا فی الآخرة ووالیٰ بین القراءتین،

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج ۲ ص ۱۷۴، مصنف عبدالرزاق ج ۳ ص ۲۹۲)

حضرت امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ زیاد نے حضرت مسروق رحمہ اللہ کی طرف پیغام بھیجا کہ ہمیں تو کاموں میں ہی مصروفیت رہتی ہے، آپ یہ بتلائیے کہ عیدین کی نماز میں تکبیریں کس طرح کہی جاتی ہیں، آپ نے فرمایا نو تکبیریں ہیں پانچ پہلی رکعت میں (بشمول تکبیر تحریمہ و تکبیر رکوع کے) اور چار دوسری رکعت میں (بشمول تکبیر رکوع کے) اور دونوں قراءتیں پے در پے کرے۔

۲۰۔ عن ابراھیم عن الاسود و مسروق انھما کانا یکبران فی العید تسع تکبیرات،

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج ۲ ص ۱۷۴)

حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ حضرت اسود اور حضرت مسروق رحمہما اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ یہ دونوں بزرگ عید کی نماز میں نو تکبیریں کہتے تھے (پہلی رکعت میں پانچ بشمول تکبیر تحریمہ و تکبیر رکوع کے اور دوسری میں چار بشمول تکبیر رکوع کے)

۲۱۔ عن ھشام عن الحسن و محمد انھما کانا

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

يكبران تسع تكبيرات ، (مصنف ابن ابی شیبۃ ج ۲ ص ۱۷۵)

حضرت ہشام رحمہ اللہ حضرت حسن بصری اور حضرت محمد بن سیرین رحمہما اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ یہ دونوں بزرگ عید کی نماز میں نو تکبیریں کہتے تھے ۔

مذکورہ احادیث و آثار سے ثابت ہو رہا ہے کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نمازوں میں چھ زائد تکبیریں واجب ہیں ۔ تین پہلی رکعت میں ثناء کے بعد اور قراءت سے پہلے ، اور تین دوسری رکعت میں قراءت سے فارغ ہو کر رکوع میں جانے سے پہلے ، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عیدین کی نماز میں چھ تکبیریں ہی زائد کہتے تھے جیسا کہ حدیث ۱-۲-۳ سے واضح ہے ، یہی عمل جلیل القدر صحابہ کرام کا تھا چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا معمول عیدین کی نماز میں چھ زائد تکبیریں ہی کہنے کا تھا جیسا کہ حدیث ۷-۸ سے ظاہر ہے ، اور جب آپ سے عیدین کی نماز میں تکبیرات کے متعلق سوال ہوتا تھا تو آپ چھ زائد تکبیریں کہنے کا فتویٰ دیتے تھے :

حضرت سعید بن العاص اور حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہما نے عیدین کی تکبیروں کے متعلق آپ سے دریافت کیا تو آپ نے چھ ہی تکبیریں بتلائیں جیسا کہ حدیث ۴-۵-۶ سے ظاہر ہے ۔ حضرت حذیفہ بن یمان حضرت ابو موسیٰ اشعری ، حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہم جیسے صحابہ سے آپ کی تصدیق و تصویب یا آپ سے موافقت منقول ہے ، یہی وجہ ہے کہ حضرت عمر اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کا اس پر اتفاق رائے ہوا کہ عیدین کی نماز میں نو تکبیریں ہونی چاہئیں ۔ پانچ پہلی رکعت میں بشمول تکبیر تحریمہ اور تکبیر رکوع کے اور چار دوسری میں بشمول تکبیر رکوع کے ،

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

جیسا کہ حدیث نمبر ۱ سے ظاہر ہے، حدیث ۱۱ سے ثابت ہو رہا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا جنازہ کی تکبیرات میں اختلاف تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں کسی ایک صورت پر متفق کرنے کے لیے مشورہ فرمایا سب کا اس پر اتفاق ہوا کہ جنازہ کی تکبیریں اتنی ہوں جتنی عیدین کی نماز میں ہیں یعنی چار، کیونکہ عیدین کی نماز میں پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے ساتھ ۴ اور دوسری رکعت میں تکبیر رکوع کے ساتھ چار تکبیریں ہوتی ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن عباس۔ حضرت جابر بن عبد اللہ۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر حضرت مغیرہ بن شعبہ، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم بھی عیدین کی نماز میں نو تکبیروں کے قائل تھے پہلی رکعت میں پانچ بشمول تکبیر تحریمہ و تکبیر رکوع کے اور دوسری رکعت میں چار بشمول تکبیر رکوع کے۔ جیسا کہ حدیث نمبر ۲، ۱۰، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷ سے ظاہر ہے، جلیل القدر تابعین، حضرت سعید بن المسیبؒ۔ حضرت اسودؒ بن یزید، حضرت مسروقؒ، حضرت خواجہ حسن بصریؒ حضرت محمدؒ بن سیرینؒ، نیز حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگردوں کا بھی اسی پر عمل ہے اور اسی پر وہ فتویٰ دیتے تھے جیسا کہ حدیث ۱۵، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱ سے واضح ہے۔

لیکن ان تمام احادیث و آثار کو غیر مقلدین تسلیم نہیں کرتے کہتے ہیں کہ عیدین کی نماز میں بارہ تکبیریں زائد ہیں صرف چھ تکبیروں کو زائد ماننا بدعت اور گمراہی ہے۔ (العیاذ باللہ)

چنانچہ جماعت اہلحدیث کے ایک مفتی صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

"صورت مرقومہ بالا میں واضح و لائح ہو کہ صلاۃ عیدین کی تکبیریں

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

شریعت محمدیہ میں بارہ ہیں اور نو بھی بعض صحابہ سے ثابت ہیں جیسا کہ جامع ترمذی سے ظاہر ہوتا ہے، اور تیرہ بھی بعض وقت کہنی ثابت ہیں جیسا کہ مجمع الزوائد میں ہے اور جو ماسوا ان کے ہیں سب بدعت ہیں کیونکہ بدعت اسی چیز کو کہتے ہیں جو کتاب اللہ وسنت رسول اللہ میں نہ ہو، اور لوگ اس کو اپنی طرف سے شرعی حکم سمجھ کر عوام الناس میں مروج کر دیں تو معلوم ہوا کہ یہ جو آجکل لوگوں میں صلوٰۃ عیدین کی تکبیریں چھ مروج ہیں۔ یہ بالکل بدعت اور سبب گمراہی ہیں کیونکہ ان کا ثبوت شریعت محمدیہ میں نہیں ہے .... اور جو یہ چھ تکبیریں ہیں یہ مذہبی تکبیر گھڑی گھڑائی ہیں، خدا اور رسول کی طرف سے یہ حکم قطعاً نہیں اور جو کوئی کہے کہ یہ حکم خدا اور رسول کا ہے تو وہ بڑا کاذب بلکہ اکذب ہے، اور نیز معلوم ہوا کہ یہ تمام دنیا میں عیدین کی نماز میں پہلی رکعت میں قرأت تکبیروں کے بعد پڑھی جاتی ہے اور دوسری رکعت میں تکبیروں کے قبل پڑھی جاتی ہے سو یہ غلط اور خلاف سنت نبوی ہے بلکہ سنت یوں ہے کہ قرارت تکبیروں کے بعد دونوں رکعتوں میں ہونی چاہیئے"

(فتاویٰ ستاریہ ج ۱ ص۱۱۸)

ملاحظہ فرمائیے: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عیدین کی نماز میں دونوں رکعتوں میں چھ زائد تکبیریں کہنا متعدد احادیث سے ثابت ہے، جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، عیدین کی نماز میں تکبیرات کہنے کا یہی طریقہ بتلاتے ہیں

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بابِ دوم

ناظرینِ کرام : اس باب میں ہم فریق مخالف کے دلائل نقل کر کے ان کے جوابات عرض کریں گے انشاء اللہ لیکن جواب دینے سے قبل ایک بات عرض کئے دیتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ فریق مخالف ہر مسئلے میں یہ بات کہتا ہے کہ صرف ہم ہی قرآن اور حدیث کو مانتے ہیں اور ہم ہی قرآن و حدیث پر عمل کرتے ہیں اور ہمارا ہر ہر مسئلہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ اور ہر مسئلہ کے متعلق کہا کرتے ہیں کہ ہم تو بخاری مسلم کو مانتے ہیں اور یہ مسئلہ بخاری مسلم میں دکھاؤ تو مانیں گے۔ مگر اپنے اس دعویٰ کے مطابق عمل نہیں کرتے۔ مسئلہ تکبیراتِ عیدین فریق مخالف کے پاس نہ تو قرآن کی کوئی ایسی آیت ہے۔ جس سے بارہ تکبیریں ثابت ہوتی ہوں اور نہ ہی کوئی ایسی حدیث ہے جو صحیح۔ صریح۔ مرفوع ہو جس سے بارہ تکبیرات کا سنتِ رسولؐ ہونا ثابت ہوتا ہے بلکہ بخاری اور مسلم میں تو سرے سے بارہ تکبیرات کے متعلق کوئی حدیث ہی نہیں بارہ تکبیریں ثابت کرنے کے لئے سب سے اعلیٰ اور وزنی دلیل جو فریق مخالف پیش کرتا ہے وہ ترمذی کی روایت ہے جو بہت ضعیف ہے جیسا کہ آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔

دلیل ۱ حدثنا مسلم بن عمرو ابو عمرو الحذاء المدینی نا عبد اللہ بن نافع عن کثیر بن عبد اللہ عن ابیہ عن جدہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کبّر فی العیدین فی الاولیٰ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

سبعًا قبل القرأة وفی الاخرۃ خمسًا قبل القرأۃَ
(ترمذی باب فی التکبیر فی العیدین ص ۱۱۹/۱۰۷۰)

ترجمہ: روایت ہے کثیر بن عبداللہ سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے وہ کثیر کے دادا سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیریں کہیں عیدوں کی نماز میں پہلی رکعت میں سات قرأت سے پہلے اور دوسری رکعت میں پانچ قرأت سے پہلے ترمذی مترجم ص ۲۲۴/۱۰۷۰ از علامہ بدیع الزمان۔

الجواب اس حدیث کا دارومدار کثیر بن عبداللہ پر ہے جو نہایت ضعیف ہے

قال ابن معین لیس بشئ وقال الشافعی وابوداؤد رکن من أرکان الکذب وضرب أحمد علی حدیثه وقال الدار قطنی وغیره متروك وقال ابوحاتم لیس بالمتین وقال النسائی لیس بثقة وقال ابن حبان له عن أبیه عن جده نسخة موضوعة۔ میزان الاعتدال ص ۴۰۶/۳ اور تہذیب تہذیب ص ۴۲۳-۴۲۴/۸ میں ہے قال ابو طالب عن احمد منکر الحدیث لیس بشئ. وقال عبداللہ بن احمد ضرب ابی علی حدیث کثیر بن عبداللہ فی المسند ولم یحدثنا عنه وقال الاجری سئل ابوداؤد عنه فقال کان احد الکذابین۔ وقال ابن عبد البر مجمع علی ضعفه وقال النسائی والدارقطنی متروك الحدیث۔ وقال ابن ابی حاتم سألت ابازرعة عنه فقال واهی الحدیث لیس بقوی۔ وقال ابوحاتم لیس بالمتین وقال ابن حبان روی عن ابیه عن جده

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

نسخۃ موضوعۃ لایحل ذکرھا فی الکتب ولا الروایۃ عنہ الا علی جہۃ التعجب ۔

دلیل ۲ حدثنا مسدد نا المعتمر قال سمعت عبداللہ ابن عبد الرحمٰن الطائفی یحدث عن عمرو شعیب عن ابیہ عن عبداللہ بن عمرو بن العاص قال قال نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التکبیر فی الفطر سبع فی الاولی وخمس فی الاخرۃ والقراءۃ بعدھما کلیتھما (ابو داؤد ص۱۶۳ ج۱ باب التکبیر فی العیدین)

ترجمہ۔ مسدد، معتمر، عبداللہ، عمرو بن شعیب، ان کے والد، ان کے دادا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عید فطر میں سات تکبیریں ہیں پہلی رکعت میں، پانچ تکبیریں دوسری رکعت میں اور قرأت دونوں رکعتوں میں بعد تکبیروں کے ہے۔ (ابو داؤد مترجم ص۴۳۱ ج۱ از وحید الزمان)

الجواب اس سند میں عبداللہ بن عبدالرحمٰن الطائفی ہے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں فیہ نظر، ضعفاء البخاری ص۱۹ علامہ زیلعیؒ نصب الرایہ ص۲۱۷ ج۲ میں فرماتے ہیں

قال ابن قطانؒ ضعفہ جماعۃ منھم ابن معینؒ علامہ ذہبیؒ میزان الاعتدال ص۴۵۲ ج۲ پر لکھتے ہیں۔ ذکرہ ابن حبان فی الثقات وقال ابن معین صویلح وقال مرۃ ضعیف وقال النسائی وغیرہ لیس بالقوی۔ وکذا قال ابوحاتم۔ قال ابن عدی اما سائر حدیثہ فعن عمرو بن شعیب، وھی مستقیمۃ فھو ممن یکتب حدیثہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ثم خلطہ بمن بعدہ فوھم۔

دلیل ۳ حدثنا قتیبۃ نا ابن لھیعۃ عن عقیل عن ابن شھاب عن عروۃ عن عائشۃ

اَنَّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یکبر فی الفطر والاضحیٰ فی الاولیٰ سبع تکبیرات وفی الثانیۃ خمسا۔

(ابوداؤد ص ۱۶۳ ج ۱)

ترجمہ: قتیبہ، ابن لہیعہ، عقیل، ابن شہاب، عروہ، حضرت عائشہؓ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر میں اور عید الاضحیٰ میں پہلی رکعت میں سات تکبیریں اور دوسری میں پانچ تکبیریں کہتے تھے۔

(مترجم ابوداؤد جلد ۱ ص ۴۳۱ از علامہ وحید الزمان)

الجواب علامہ وحید الزمان غیر مقلد اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں مگر یہ حدیث ضعیف ہے اس کے اسناد میں ابن لہیعہ ہے کہی حاکم نے منفرد ہوا ساتھ اس حدیث کے ابن لہیعہ اور وہ ضعیف ہے (ابوداؤد مترجم ج ۱ ص ۴۳۱)

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں۔

ابن لھیعۃ ضعیف عند اھل الحدیث ضعفہ یحییٰ بن سعید القطان وغیرہ (ترمذی ص ۸ ج ۱ ایچ۔ایم سعید کراچی)

دلیل ۴ حدثنا ھشام بن عمار ثنا عبدالرحمٰن بن سعد بن عمار بن سعد مؤذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدثنی ابی عن ابیہ عن جدہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یکبر فی العیدین

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

فی الاولیٰ سبعا قبل القراءۃ وفی الاٰخرۃ خمسا قبل القراءۃ
(ابن ماجہ ص۹۱)

ترجمہ: سعد موذن سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید کی نماز میں پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے سات تکبیریں کہتے تھے اور دوسری رکعت میں بھی قرأت سے پہلے پانچ تکبیریں کہتے تھے۔
(مترجم ابن ماجہ ص۵۳۳ ج۱ از علامہ وحید الزمان)

الجواب علامہ وحید الزمان غیر مقلد لکھتے ہیں۔ اگرچہ اس حدیث کا اسناد ضعیف ہے جیسے عراقی نے کہا۔

(ابن ماجہ مترجم ص۵۳۳ ج۱)

اس کی سند میں عبدالرحمٰن بن سعد بن عمار سعد القرظ راوی ضعیف ہے (میزان الاعتدال ص۵۶۶ ج۲ دوسرا راوی سعد بن عمار مجہول ہے میزان ص۱۲۴ ج۲)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

باب سوم

نماز عیدین

(۱) عیدین کی نماز شعائر اسلام میں سے ہے جو آپؐ نے سینکڑوں کے مجمع میں ادا فرمائی۔

(۱) کیا وجہ ہے کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں یہ تو ثابت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے دن بچیوں سے گانا سنا۔ آنحضرتؐ اور حضرت عائشہؓ نے فوجی کرتبوں کا مشاہدہ فرمایا مگر نہ نماز عیدین کا حکم موجود ہے کہ یہ واجب ہے یا سنّت اور نہ ہی نماز عید پڑھنے کا طریقہ درج ہے نہ ہی خطبے مذکور ہیں

(۲) ترمذی۔ ابوداؤد میں نماز عید کے دو طریقے درج ہیں کیا غیر مقلدین کے نزدیک دونوں حق ہیں اور دونوں کے حق ہونے کا وہی معنی ہے جو مذاہب اربعہ کے حق ہونے کا آپ لیا کرتے ہیں کہ ہر مذہب میں ایک چوتھائی حق اور تین چوتھائی باطل ہے تو کیا بارہ تکبیروں کے ساتھ نماز عید پڑھنے والے کے پاس بھی آدھا حق اور آدھا باطل ہے۔ کیا کسی صحیح صریح حدیث میں ہے کہ دونوں طریقے حق ہیں؟

(۳) کیا کسی صحیح صریح غیر معارض حدیث میں ہے کہ ان دونوں طریقوں میں سے فلاں طریق صحیح اور فلاں غلط ہے یا فلاں راجح اور فلاں مرجوح ہے یا یہ فیصلہ اب امتی مجتہدین پر چھوڑا گیا ہے۔

(۴) جو فیصلہ صراحۃً کتاب و سنت میں موجود نہ ہو اس میں اجماع اور قیاس شرعی کی طرف رجوع کا حکم ہے تو حضرت عمرؓ کے زمانہ میں سب صحابہ کا اجماع اس پر ہوا کہ نماز جنازہ بھی چار تکبیروں سے ہوا کرے گا اور نماز عیدین (الفطر۔ الاضحیٰ) دونوں کی ہر رکعت میں بھی چار چار تکبیریں ہوں گی۔ (طحاوی شرح معانی الآثار ص ۳۳۳ ج ۱)

یہ بالکل ایسا ہی ہے۔ جس طرح عہدِ فاروقی میں شراب کی حد کے بارہ میں

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

۸۰ کوڑوں پر اجماع ہو گیا ام الولد کی بیع کے ترک پر اجماع ہو گیا۔ اگر کوئی شخص صحبت کرے تو محض دخول سے غسل فرض ہو جاتا ہے انزال ہو یا نہ ہو اس پر اجماع ہو گیا اور یہ اجماع اس کے مخالف احادیث کے نسخ کی دلیل ہے تو بارہ تکبیروں والی روایات جن میں سے ایک بھی صحیح نہیں اگر کوئی صحیح بھی ہوتی تو یہ اجماع اس کے منسوخ ہونے کی دلیل ہے۔

(۵) جب ان دونوں طریقوں میں ترجیح امتیوں نے دینی ہے تو صحابہ اور خیر القرون کے تابعی مجتہد امام اعظمؒ نے چھ زائد تکبیروں سے عیدین کی نماز کو راجح قرار دیا ہے ان کے مقابلہ میں بعد والے امتیوں کی ترجیح کا کیا اعتبار۔

(۶) عیدین کی نماز میں ثناء سبحانک اللھم یا اللھم باعد بینی پڑھنے کے لئے صلوۃ الرسول ص۴۱۹ پر ابن خزیمہ کا حوالہ دیا ہے حالانکہ ابن خزیمہ میں کوئی ایسی حدیث موجود نہیں ہے۔

(۷) ہر ہر تکبیر پر رفع الیدین کریں کوئی صحیح صریح حدیث موجود نہیں ہے۔ (فتاوٰی علمائے حدیث ص۱۶۹ ج۴ ثنائیہ ص۵۲۵ ج۱)

(۸) حکیم صادق صاحب لکھتے ہیں "پھر امام اونچی آواز سے اور مقتدی آہستہ الحمد شریف پھر امام اونچی آواز سے قرأت پڑھے اور مقتدی چپ چاپ سنیں (صحیح مسلم) (صلوۃ الرسول ص۴۱۰)

یہ تفصیل خاص نماز عیدین کے بارہ میں صحیح مسلم میں ہرگز نہیں ہے۔

(۹) صادق نے لکھا ہے عیدین میں ق۔ والقرآن المجید اور اقتربت الساعۃ وانشق القمر اور سبح اسم اور ھل اتاک کا پڑھنا آیا ہے۔ (صلوۃ الرسول ص۴۱۱) کیا دونوں طرح پڑھنا حق ہے اور حق کا وہی معنیٰ ہے جو محمد جوناگڑھی نے سراج محمدی اور طریق محمدی میں اور حکیم صادق نے

سبیل الرسول میں لیا ہے۔

(۱۰) ایک حدیث صحیح صریح غیر معارض سے ثابت کریں کہ اگر عیدین میں مندرجہ بالا چاروں سورتوں کے علاوہ کوئی اور سورتیں پڑھ لے تو اس کی نماز عید باطل ہو گی یا مکروہ۔

(۱۱) نماز کے لئے عورتیں دورِ نبوت میں باہر میدان میں جاتی تھیں مگر ان کے لئے علیحدہ قناتیں لگا کر پردہ کرنے کا کوئی ثبوت حدیث میں نہیں۔ آج کل جو لوگ پردہ کے لئے قناتیں لگاتے ہیں کیا وہ صحابیات اور امہات المومنین سے اپنی عورتوں کے پردہ کی زیادہ اہمیت سمجھتے ہیں۔

(۱۲) کیا بعض صحابہ نے عورتوں کو نماز کے لئے مساجد میں جانے سے روکا؟ وہ کون کون تھے؟ اہلِ قرآن کہتے ہیں کہ وہ ہماری جماعت کے تھے یہ بات کہاں تک صحیح ہے؟

(۱۳) ان روکنے والوں کے پاس کوئی آیت قرآنی تھی یا حدیث نبوی یا قیاس تو حدیث کے خلاف قیاس کرنے والا کون ہوتا ہے؟ ان کا شرعی حکم کیا ہے؟

(۱۴) حکیم صادق صاحب نے لکھا ہے "عید گاہ کو جاتے اور واپس آتے ہوئے اونچی آواز سے یہ تکبیر پڑھتے رہیں۔

اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الٰہ الا اللہ، واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد

(دارقطنی صلوٰۃ الرسول ص۴۰۹) حالانکہ کسی صحیح صریح غیر معارض حدیث میں خاص اس تکبیر کا بلند آواز سے عید گاہ کو جاتے اور واپس آتے پڑھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔

(۱۵) ایام تشریق میں نمازوں کے بعد مندرجہ بالا تکبیر کہنے کے بارہ میں حکیم صادق صاحب نے لکھا ہے کہ تکبیریں بلند آواز سے بکثرت پڑھتے رہیں (نماز کے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کے بعد) (دار قطنی) دار قطنی کی جس حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے وہ پرلے درجہ کی ضعیف اور جھوٹی ہے کیونکہ سند کے راوی عمرو بن شمر اور جابر جعفی دونوں کذاب ہیں افسوس ہے کہ یہ مذہب بھی کتنا یتیم ہے جس کا مدار ایسی جھوٹی روایات پر ہے۔

(۱۶) اس جھوٹی روایت میں بھی نہ بلند آواز کا لفظ نہ بکثرت کا صرف حکیم صاحب کی ہاتھ کی صفائی ہے۔

(۱۷) حکیم صاحب نے صلوٰۃ الرسول کے حاشیہ صـ۴۱۰ پر اکیلے اکیلے نماز عید کو بھی جائز قرار دیا ہے کیا کسی ایک ہی حدیث صحیح صریح غیر معارض میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اکیلے نماز عید پڑھی ہو یا دوسروں کو اکیلے نمازِ عید پڑھنے کا حکم دیا ہو۔

(۱۸) حکیم صاحب نے صلوٰۃ الرسول صـ۴۱۱ پر بارہ تکبیروں کی حدیث نقل کی ہے لیکن یہ نہیں بتایا کہ اس کے راوی کثیر بن عبداللہ کو امام شافعیؒ نے رکن من ارکان الکذب فرمایا ہے۔ امام احمد۔ ابن معین۔ نسائی۔ دارقطنی۔ ابوزرعہ اور ابن حبان نے اس کو ضعیف کہا ہے (نصب الرایہ صـ۲۱۷ ج۱) کیا یہ کتمان حق نہیں۔

(۱۹) حکیم صادق صاحب نے مشکوٰۃ کے حوالہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر و عمرؓ کا بھی بارہ تکبیروں سے عید پڑھنا لکھا ہے مگر سند کا راوی ابراہیم بن ابی یحییٰ ہے امام مالکؒ فرماتے ہیں وہ نہ حدیث میں ثقہ ہے نہ دین میں۔ امام الجرح والتعدیل یحییٰ بن سعید القطان اسے کذاب کہتے ہیں امام احمد فرماتے ہیں ترکوا حدیثہ ابن معین اُسے کذاب رافضی کہتے ہیں وہ تقدیر کا منکر بھی تھا اور معتزلی بھی امام علی بن المدینی اسے کذاب کہتے ہیں۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

امام نسائی اور دار قطنی اُسے متروک کہتے ہیں (میزان الاعتدال صـ ۵۸۵ جـ ۱) دیکھئے حکیم صادق کس طرح کذابوں پر ایمان لے آیا ہے اپنے نام کی لاج بھی نہیں رکھی۔

(۲۰) پھر سند بھی متصل نہیں امام جعفرؒ نے نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عید پڑھتے دیکھا نہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کا زمانہ پایا نہ حضرت علی کا نہ حضراتِ حسنینؓ کا۔

(۲۱)

(۲۲) عیدین میں دو خطبوں کا پڑھنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں چنانچہ لکھا ہے "دو خطبوں کی روائتیں اگرچہ ضعیف ہیں مگر جمعہ پر قیاس سے اس مسئلہ کی تائید ہوتی ہے کہ عیدین کے جمعہ کی طرح دو خطبے پڑھے جائیں (فتاویٰ علمائے حدیث صـ ۱۹۷ جـ ۴) قیاس کو کارِ ابلیس بھی کہا جاتا ہے۔ اور اس پر ایمان بھی رکھا جاتا ہے۔

(۲۳) نماز عید سے پہلے "نعت یا تلاوتِ قرآن مجید یا پھر وعظ یہ سب خطبہ میں شامل ہیں (فتاویٰ اہلحدیث صـ ۳۹۵ جـ ۲ فتاویٰ علمائے حدیث صـ ۱۹۸ جـ ۴) اس کی دلیل میں حدیث صحیح صریح غیر معارض پیش فرمائیں۔

(۲۴) حکیم صادق صاحب لکھتے ہیں "عیدین کا خطبہ منبر پر نہ پڑھیں (صحیح مسلم، صلوٰۃ الرسول صـ ۴۱۱) مگر عون المعبود صـ ۵۶ جـ ۲ اور فتاویٰ علمائے حدیث صـ ۱۹۹ جـ ۴ پر حضرت جابرؓ سے حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الاضحیٰ کا خطبہ منبر پر پڑھا۔ صادق صاحب اُمتی کے قول کی آڑ لے کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے کیوں منکر ہو رہے ہیں۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

(۲۵) فتاوٰی علمائے حدیث ص ۲/۴ پر لکھا ہے "کہ مرد یا عورت کو عیدگاہ یا جامع مسجد سے روکنے والا "بہت بڑا کافر اور بڑا سرکش ہے" کیا واقعی آپ حضرت عائشہؓ، حضرت عمرؓ، حضرت ابن مسعودؓ اور تمام مہاجرین انصار جنہوں نے ان کے کہنے سے اپنی عورتوں کو مسجد اور عیدگاہ میں جانے سے روک لیا" سب کو بڑے کافر اور بڑے سرکش سمجھتے ہیں۔

(۲۶) مولوی عبداللہ روپڑی فتاوٰی اہل حدیث ص ۴/۲ اور مولوی علی محمد سعیدی فتاوٰی علمائے حدیث ص ۱۹۶/۴ پر لکھتے ہیں کہ زائد تکبیروں کے درمیان اللہ کا ذکر کرنا چاہیئے مگر جو حدیث پیش کی ہے۔

عن جابرؓ قال مضت السنۃ ان یکبروا الصلوٰۃ فی العیدین سبعاً و خمساً بذکر اللہ ما بین کل تکبیرتین ۔بیھقی ص ۲۹۲/۳)

لیکن اس کی سند میں بعض راویوں کے حالات معلوم نہیں ایک راوی علی بن عاصم ہے اس کے بارہ میں امام یزید بن ھارون کہتے ہیں ہم ہمیشہ سے اُسے جھوٹا جانتے ہیں امام احمد ابن معین اور امام نسائی بھی اسے ضعیف کہتے ہیں (حاشیہ نصب الرایہ ص ۲۱۹/۲)

(۲۷) پاک و ہند میں شروع سے سب مسلمان اہل سنت والجماعت حنفی تھے انگریز کے منحوس قدم اس ملک میں آنے سے پہلے سب مسلمان عیدین چھ زائد تکبیروں کے ساتھ پڑھتے تھے کسی نے اس نماز کو فاسد نہ کہا تھا۔ انگریز کے دور میں مولوی عبدالوھاب غیر مقلد نے جماعت غرباء اہلحدیث کی بنیاد رکھی۔ جس کا مقصد تحریک جہاد کو فیل کر کے انگریز کو خوش کرنا تھا۔ اس کو مسلمانوں کا اتفاق ہرگز پسند نہ تھا چنانچہ اس نے دہلی میں بارہ تکبیروں والی عید شروع کر کے مسلمانوں میں نئے افتراق کا اضافہ کیا۔ اس کا یہ حربہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

انگریز کو خوش کرنے کے لئے تھا۔

(۲۸) اس دن سے عید جو مسلمانوں کے اجتماع اور خوشی کا دن تھا لڑائی فساد اور بغض وعناد کا دن بن گیا۔

(۲۹) عوام جہاں کو براہ راست احادیث کی کتابیں دیکھنے کی دعوت دی انہوں نے جب ہر باب میں مختلف احادیث دیکھیں ان میں تطبیق یا ترجیح کی اہلیت نہ تھی اس لئے وہ منکرِ حدیث بن گئے۔

(۳۰) پھر اس فرقہ کے نزدیک جھوٹ بھی کوئی عیب نہیں بلکہ کمال ہے حرف عیدین کے بارہ میں جھوٹ ملاحظہ ہوں۔

ان کی مشہور کتاب حقیقۃ الفقہ میں لکھا ہے "نماز عید میں بارہ تکبیروں کی حدیث صحیح ہے ہدایہ ص ۶۶۶ ج ۱ شرح وقایہ ص ۱۵۱ حقیقۃ الفقہ ص ۲۰۲ ج ۲ ص ۲۰۵ حالانکہ یہ ہدایہ اور شرح وقایہ دونوں پر سفید نہیں سیاہ جھوٹ ہے۔

(۳۱) عیدین میں تکبیر جہر سے کہے یہی سنت ہے۔ در مختار ص ۳۸۵ ج ۱ ہدایہ ص ۶۶۲ ج ۱ شرح وقایہ ص ۱۵۱ حقیقۃ الفقہ ص ۲۰۲ ج ۲ یہ فقہ کی ان تینوں مشہور کتابوں پر بالکل جھوٹ ہے لعنت اللہ علی الکاذبین۔

(۳۲) عیدین میں چھ تکبیروں کی بابت ابن مسعود کا قول ہے۔ (ہدایہ ص ۶۶۵ ج ۱ شرح وقایہ ص ۱۵۲ حقیقۃ الفقہ ص ۲۰۲ یہ بھی جھوٹ ہے۔

ہدایہ اور شرح وقایہ میں چھ تکبیروں کے ساتھ نماز پڑھنے کو ہی مذہب قرار دیا ہے۔

(۳۳) دونوں رکعتوں میں قبل قرأت تکبیرات کہے قدوری ص ۴۰ حقیقۃ الفقہ ص ۲۰۳ ج ۲ ص ۲۰۴ یہ بھی بالکل جھوٹ ہے قدوری میں نماز پڑھنے کا وہی طریقہ ہے جس طرح احناف کا عمل ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

(۳۴) تکبیر بلند آواز سے کہے راستہ میں اور عید گاہ میں اور مختار ص ۳۸۹ ج ۱) حقیقۃ الفقہ ص ۲۰۲ ج ۲ ۴۰۴ اس حوالے میں بھی فریب کیا یہ صرف عید الاضحیٰ کے بارہ میں تھا مگر ناقل نے عید الاضحیٰ کا ذکر حذف کر دیا۔

(۳۵) عیدین میں سورت اعلیٰ اور غاشیہ پڑھنا مسنون ہے۔ در مختار ص ۳۸۷ ج ۱ حقیقۃ الفقہ ص ۲۰۳ ج ۲ ۴۰۸۔

(۳۶) عید الفطر کے دن خطیب صدقۃ الفطر کے مسائل بیان کرے در مختار ص ۳۸۵ ج ۱ حقیقۃ الفقہ ص ۲۰۳ ج ۲ ۴۰۹۔

(۳۷) مصافحہ بعد عید کے مکروہ ہے یہ طریقہ رافضیوں کا ہے در مختار ص ۳۸۵ ج ۱ حقیقۃ الفقہ ص ۲۰۳ ج ۲ ۴۱۰۔

(۳۸) معانقہ بھی بعد عید کے بے اصل اور مکروہ ہے در مختار ص ۳۸۵ ج ۱ حقیقۃ الفقہ ص ۲۰۳ ج ۱ ۴۱۱۔

ان ۳۵ تا ۳۸ چاروں مسائل کی نسبت در مختار کی طرف محض جھوٹ ہے اگر کوئی لامذہب محمد یوسف جے پوری اور داؤد راز سے جھوٹ کی یہ سیاہی اتارنا چاہے تو ہدایہ۔ شرح وقایہ۔ قدوری۔ در مختار کی اصل عربی عبارات پیش کرے جن کا یہ ترجمہ ہے۔

(۳۹) ایک حدیث صحیح صریح غیر معارض پیش کریں کہ تکبیرات زائد امام جہراً کہے اور مقتدی آہستہ۔

(۴۰) نماز عید میں زائد تکبیرات فرض ہیں یا واجب یا سنت وغیرہ حکم صریح حدیث سے دکھائیں۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

قربانی صرف تین دن تک جائز ہے

دلیل ۱

عن سلمة بن اکوع قال قال النبی صلی الله علیه وسلم من ضحی منکم فلا یصبحن بعد ثالثة وبقی فی بیته منه شئ (بخاری شریف ص۸۳۵ ج۲ وسلم ص۱۵۹ ج۲)

حضرت سلمہ بن اکوع فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جو قربانی کرے پس تیسری رات کے بعد نہ صبح کرے کہ اس کے گھر میں قربانی کے گوشت میں سے کچھ بچا ہوا موجود ہو۔

جب چوتھے دن قربانی کے گوشت کی ایک بوٹی رکھنا بھی درست نہیں تھا تو پورا جانور ذبح کر کے کھانا کیسے درست ہو سکتا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ کا اثر

دلیل ۲

من طریق ابن ابی شیبة نا زید بن الحباب عن معاویة ابن صالح حدثنی ابو مریم سمعت ابا هریرة یقول: الاضحی ثلاثة ایام (محلی ابن حزم ص۳۷۷ ج۷)

ابن ابی شیبہ سے ہے کہ ہمیں زید بن حباب نے معاویہ بن صالح سے بیان کیا انہوں نے ابو مریم سے انہوں نے کہا کہ میں نے ابوہریرہ سے سنا ہے کہ قربانی تین دن ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

حضرت انسؓ کا اثر

دلیل نمبر ۳

من طریق وکیع عن شعبۃ عن قتادہ عن انس قال الاضحیٰ یوم النحر ویومان بعدہٗ (محلی صفحہ ۳۷۷ ج ۷)

وکیع نے شعبہ سے نقل کیا ہے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انسؓ سے قربانی دس، گیارہ اور بارہ تاریخ تک ہے۔

حضرت ابن عمرؓ کا اثر

دلیل نمبر ۴: نافع سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ:

الاضحیٰ یومان بعد یوم الاضحیٰ (موطا امام) قربانی دس، گیارہ اور بارہ تاریخ تک ہے۔

دلیل نمبر ۲-۳-۴ کے متعلق مولانا الیاس اثری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں یہ تین اقوال حضرت ابو ہریرہؓ حضرت انسؓ اور حضرت عمرؓ[1] کا) سنداً صحیح و درست ہیں۔

(القول الانیق صفحہ ۴۰)

فریق مخالف کے دلائل کا جواب

چار دن تک قربانی ثابت کرنے کے لئے غیر مقلدین کے پاس نہ تو قرآن پاک کی کوئی صریح آیت ہے اور نہ کوئی بخاری مسلم بلکہ پورے صحاح ستہ میں ان کو کوئی دلیل نہیں ملتی ہے۔ اہل سنت سے ہر بات میں کہتے ہیں کہ بخاری مسلم میں یہ بات دکھاؤ مگر اپنی دفعہ ان کو پتہ نہیں کیا ہو جاتا ہے۔ چار دن تک قربانی ثابت کرنے کے لئے

---

[1] نوٹ: صحیح ابن عمرؓ ہے۔ عمرؓ نہیں۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

سب سے اہم اور ان کے نزدیک سب سے صحیح اور وزنی جو دلیل ہے وہ مولانا الیاس اثری نے پیش کی ہے وہ ہم یہاں پر نقل کر کے اس کا جواب دیتے ہیں ملاحظہ فرمائیں

مولانا حافظ محمد الیاس اثری صاحب غیر مقلد مدرس جامعہ سلفیہ ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ اپنے رسالہ۔ القول الانیق فی توضیح ایام التشریق المعروف ایام قربانی کی تحقیق کے ص۳ پر جبیر بن مطعمؓ کی روایت نقل کی ہے روایت کے الفاظ اس طرح ہیں

عن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ — جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم — آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایام التشریق

قال: کل ایام التشریق ذبح (دارقطنی ج۲ ص۲۸۴) — ذبح (قربانی) کے دن ہیں۔

جواب: یہ روایت حضرت عمرو بن دینارؒ کی سند والی ہے خود اثری صاحب نے اپنے رسالہ کے صفحہ ۱۱ پر نمبر ۲ کے تحت اس سند کو نقل کیا ہے۔ اس کی سند میں کئی خرابیاں ہیں

پہلی خرابی عمرو بن دینار کی حضرت جبیرؓ بن مطعم سے ملاقات ثابت نہیں کیونکہ حضرت جبیرؓ بن مطعم کی وفات ۵۶ھ یا ۵۸ھ یا ۵۹ھ میں ہوئی۔ دیکھئے تہذیب التہذیب ج۲ ص۶۴ جبکہ عمرو بن دینار کی وفات ۱۲۵ھ یا ۱۲۶ھ میں ہوئی (تہذیب التہذیب ج۸ ص۳۰) جب کہ تقریب التہذیب میں ۱۲۶ھ میں وفات لکھی ہے اور کل عمر حضرت عمرو بن دینار کی ستر سال سے زائد ہے (تہذیب التہذیب) اس لحاظ سے عمرو بن دینار کی پیدائش ۵۵ھ یا ۵۶ھ میں بنتی ہے اگر حضرت جبیرؓ بن مطعم کی وفات ۵۶ھ یا ۵۸ھ یا ۵۹ھ میں ہو تو عمرو بن دینار کی ملاقات قطعاً متصور نہیں ہو سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت جبیرؓ بن مطعم کے شاگردوں میں عمرو بن دینارؒ کا نام نہیں ملتا اور عمرو بن دینار کے استاذوں میں حضرت جبیرؓ بن مطعم کا نام نہیں ملتا۔ البتہ حضرت جبیرؓ بن مطعم کے لڑکے محمدؒ اور نافعؒ اس عمرو بن دینار کے استاذ یقیناً ہیں۔

دوسری خرابی اس سند کا ایک راوی احمد بن عیسیٰ التینی الخشاب ہے جو بہت

بڑا جھوٹا ہے۔ اور وضاع ہے

امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں قوی نہیں ہے محدث ابن طاہرؒ فرماتے ہیں کَذَّابٌ یَضَعُ الحَدِیْثَ (بہت بڑا جھوٹا ہے جعلی حدیثیں بناتا ہے) ابن حبانؒ بھی سخت ضعیف قرار دیتے ہیں۔ محدث مسلمہؒ فرماتے ہیں۔ کَذَّابٌ حَدَّثَ بِاَحَادِیْثَ مَوْضُوْعَۃٍ (بہت بڑا جھوٹا ہے جھوٹی روایتیں بیان کرتا ہے) محدث اور مورخ ابن یونس فرماتے ہیں وکان مُضْطَرِبَ الْحَدِیْثِ جدا (اور سخت مضطرب الحدیث ہے) لسان المیزان ص ۲۹۱

تیسری خرابی: اس کی سند میں عمر و بن ابی سلمہ واقع ہے۔ امام ابن معین کہتے ہیں کہ وہ ضعیف ہے۔ ابوحاتم کہتے ہیں کہ ان کی حدیثیں لکھی تو جاسکتی ہیں لیکن ان سے استدلال و احتجاج صحیح نہیں ہے۔ محدث عقیلی کہتے ہیں کہ ان کی حدیث میں وہم ہوتا ہے۔ امام ساجی کہتے ہیں کہ وہ ضعیف ہے امام احمد فرماتے ہیں کہ اس نے زہیر سے باطل روایتیں نقل کی ہیں (تہذیب التہذیب ص ۴۳-۴۴ ج ۸)

چوتھی خرابی: اس حدیث کی سند میں ایک راوی ابو معید بھی ہے اور یہ بھی ضعیف ہے۔

پانچویں خرابی: اس حدیث کی سند میں مرکزی راوی سلیمان بن موسیٰ ہے۔

مولانا الیاس اثری صاحب نے اپنے رسالہ کے صفحہ ۱۱ پر تینوں سندیں سلیمان بن موسیٰ سے ہی نقل کی ہیں۔ سلیمان بن موسیٰ کیسا راوی ہے وہ آپ ملاحظہ فرمائیں

امام بخاریؒ فرماتے ہیں عِنْدَہٗ مَنَاکِیْرُ (تھذیب التھذیب ص ۲۲۷ ج ۴ و کتاب الضعفاء الصغیر للبخاری ص ۲۴ و التاریخ الصغیر) کہ سلیمن بن موسیٰ کے پاس ضعیف قسم کی حدیثیں ہیں۔

امام نسائیؒ فرماتے ہیں لیس بالقوی فی الحدیث (حدیث میں قوی نہیں ہے) نیز فرماتے ہیں فی حدیثہٖ شیٔ (اس کی حدیث میں کچھ خرابی ہے (تہذیب التہذیب ص ۲۲۷ ج ۴)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ننگے سر نماز

غیر مقلد علماء کی نظر میں

مولانا محمد اسمٰعیل سلفی کا فتویٰ

مولانا سید محمد داؤد غزنوی کا فتویٰ

پیر سید محب اللہ شاہ راشدی کی تحقیق

مولانا محمد اسحٰق بھٹی کی ایک فکر انگیز تحریر

جمع و ترتیب :-

پیر جی سید مشتاق علی شاہ

ناشر

مکتبہ فاروقیہ ۸ گوبند گڑھ گوجرانوالہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

مولانا محمد اسمٰعیل سلفی غیر مقلد کا فتویٰ

سوال : بدن پر کپڑے ہوتے ہوئے سر پر سے ٹوپی یا پگڑی اتار کر رکھ دینی اور کوئی عذر بھی نہ ہو اور ہمیشہ اس طرح نماز پڑھنا، اگرچہ فرض نماز با جماعت مسجد میں ہو اس کے لیے شرعاً کیا حکم ہے؟ کیا اس طرح نبی علیہ الصّلوٰۃ والسلام یا صحابہؓ سے ثبوت ملتا ہے؟ اگر ملتا ہے تو عبارت مع صفحہ تحریر فرمادیں۔

۲۔ ننگے سر نماز پڑھنی افضل ہے یا سر ڈھانک کر، اگر سر ڈھانک کر نماز پڑھنی افضل ہے تو اسکی دلیل پیش فرمائیے گا؟

(عبداللہ خطیب جامع مسجد اہل حدیث ڈیرہ غازیخاں)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

الجواب : وباللہ التوفیق : متذکرہ صدر سوال پر تین وجوہ سے غور کیا جاسکتا ہے۔ ۱۔ مطلق جواز اور اباحت کے لحاظ سے، ۲۔ افضلیت یعنی آنحضرتؐ اور صحابہؓ کے عام عمل کے لحاظ سے، ۳۔ حرمت اور عدم جواز کے لحاظ سے۔

نماز میں ستر مغلظ (شرمگاہ) کا ڈھانپنا بالاتفاق ضروری ہے ان میں سے اگر کوئی حصہ ننگا ہو تو نماز نہیں ہوگی اور ان اعضاء کا ننگا رکھنا شرعاً حرام ہے۔ بہز بن حکیم سے مروی ہے: اِحْفَظْ عَوْرَتَكَ اِلَّا مِنْ زَوْجَتِكَ اَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ (رواہ الخمسۃ الا النسائی) بیوی اور مملوکہ کے سوا اعضاء ستر دیکھنے کا کسی کو موقع نہ دے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

شوکانی فرماتے ہیں: والحق وجوب ستر العورۃ فی جمیع الاوقات الا وقت قضاء الحاجۃ وافضاء الرجل الی اہلہ۔ اھ (نیل الاوطار ص۶۴ ج۲)

حد ستر میں اہلِ علم مختلف ہیں۔ جمہور ناف سے گھٹنے تک ڈھکنا ضروری سمجھتے ہیں بعض صرف ران ڈھانپنا واجب سمجھتے ہیں۔ امام احمد اور امام مالک سے ایک روایت میں آیا ہے: العورۃ القبل والدبر۔ (نیل الاوطار ص۶۴ ج۲) غرض ستر کی جو حد بھی اہلِ علم کے نزدیک ہے اگر اسے ننگا رکھا جائے تو نماز نہیں ہو گی۔ اعضاءِ ستر کو ویسے بھی ننگا رکھنا درست نہیں۔ نماز میں تو قطعاً حرام اور ناجائز ہو گا۔ سر چونکہ بالاتفاق اعضاءِ ستر میں نہیں اس لیے اگر کسی وقت ننگے سر نماز پڑھی جائے تو نماز بالاتفاق جائز ہو گی اس کے لیے نہ بحث کی ضرورت ہے نہ احادیث کی ٹٹول کی ضرورت، جس طرح کوئی پنڈلی، پیٹ، پشت وغیرہ اعضاء ننگے ہوں تو نماز جائز ہے سر ننگے بھی درست ہے لیکن اسے عادت نہیں بنانا چاہیے۔

امام اگر نماز کے بعد پاؤں آسمان کی طرف کرے یا مقتدی کوئی ایسی حرکت کریں حدیث میں اس سے رکاوٹ ثابت نہیں ہو گی لیکن عقل مند ایسا کرنے سے پرہیز کرے گا۔ ننگے سر کی عادت بھی قریباً اسی نوعیت کی ہے۔ جواز کے باوجود ایسی عادات عقل وفہم کے خلاف ہیں۔ عقلمند اور متدین آدمی کو اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔

آنحضرت، صحابہ کرام اور اہلِ علم کا طریق وہی ہے جو اب تک مساجد میں متوارث اور معمول بہا ہے۔ کوئی مرفوع حدیث صحیح میری نظر سے نہیں گزری جس سے اس عادت کا جواز ثابت ہو خصوصاً با جماعت فرائض میں بلکہ عادت مبارک یہی تھی کہ پورے لباس سے نماز ادا فرماتے تھے۔

امام بخاری فرماتے ہیں: باب وجوب الصلوٰۃ فی الثیاب وقول اللہ تعالیٰ:

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

خُذُوا زِيۡنَتَكُمۡ عِنۡدَ كُلِّ مَسۡجِدٍ ومن صلّٰى ملتحفا فی ثوب واحد و یذکر عن سلمۃ بن الاکوع ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یزرّہ ولو بشوکۃ . فی اسنادہ نظر . الخ ۔ (صحیح بخاری مع فتح مطبوعہ مصر ص ۳۱۸ ج ۱) امام بخاری کا مطلب یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ زینت کا مطلب یہ سمجھتے ہیں کہ اعضاء ستر ڈھانپنے کے علاوہ اچھے کپڑوں میں ادا کی جائے ۔ عام ذہن کے لوگوں کو اس قسم کی احادیث سے غلطی لگی ہے کہ ایک کپڑے میں نماز ادا کی جائے تو سر ننگا رہے گا ۔ حالانکہ ایک کپڑے کو اگر پوری طرح لپیٹا جائے تو سر ڈھکا جا سکتا ہے ۔

اس مضمون کی احادیث اُمِّ ہانی ، ابوہریرہ ، جابر بن عبداللہ ، سلمہ بن اکوع ، عمر بن ابی سلمہ طلق بن علی وغیرہ سے صحیح بخاری ، سنن ابی داؤد وغیرہ دواوین سنّت میں موجود ہیں لیکن کسی میں سر ننگا رکھنے کا ذکر نہیں خصوصاً جس میں عادت اور کثرت عمل ثابت ہو ، پھر احادیث میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ صورت یا تو صرف اظہار جواز کے لیے ہے ، یا کپڑوں کی کم یابی کی وجہ سے ۔ ان حالات سے جواز یا اباحت تو ثابت ہو سکتی ہے سنّت یا استحباب ظاہر نہیں ہوتا ۔ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت میں ہے : اولکلکم ثوبان ۔ (ابوداؤد ص ۲۱۵) طلق کی روایت میں ہے او کلکم یجد ثوبین ۔ (ابوداؤد مع عون ص ۲۴۲ ج ۱) کیا سب کو دو کپڑے میسّر آسکتے ہیں ؟

حضرت عمرؓ کے اثر میں مزید تفصیل ملتی ہے ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں قام رجل الی النبی صلّی اللہ علیہ وسلم فسئاله عن الصّلوٰۃ فی الثوب الواحد فقال اوکلکم یجد ثوبین ۔ ثم سئل رجل عمر فقال اذا وسع اللہ فاوسعوا جمع رجل علیہ ثیابہ صلّی رجل فی ازارٍ ورداءٍ فی ازارٍ وقمیص فی ازارٍ وقباء فی سراویل ورداءٍ فی سراویل وقمیص فی سراویل وقباء فی تبانٍ وقباءٍ فی تبان و قمیص قال واحسبہ فی تبان ورداءٍ ۔ (صحیح بخاری ص ۲۶۳) حضرت عمرؓ سے ایک آدمی نے ایک کپڑے میں نماز کے متعلق دریافت کیا ۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا : جب اللہ تعالیٰ وسعت

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

دے تو نماز میں بھی وسعت سے کام لینا چاہیے۔ اسکے بعد حضرت عمرؓ نے حسب استطاعت نماز میں لباس کی مختلف قسموں کا ذکر فرمایا۔ حضرت عمرؓ کا ارشاد حکم ہو یا صرف خبر اس میں کپڑوں کی قلت اور عدم استطاعت صراحۃً سمجھ میں آتی ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اگر پورے کپڑے میسر ہو سکیں اور کوئی مانع نہ ہو تو تکلّف سے مسکنت کا اظہار نہیں کرنا چاہیے۔ ابن منیر فرماتے ہیں: الصحیح انه کلام فی معنی الشرط کانه قال ان جمع رجل علیه ثیابه فحسن۔ اھ۔ (فتح ۳۲۴) اگر ایک سے زائد کپڑے نماز میں استعمال کرے تو بہتر ہے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ وفی هذا الحدیث دلیل علی وجوب الصّلوٰۃ فی الثیاب لما فیه من ان الاقتصار علی الثوب الواحد کان لضیق الحال وفیه ان الصّلوٰۃ فی الثوبین افضل من الثوب الواحد وصرح القاضی عیاض بنفی الخلاف فی ذالك۔ اھ۔ (فتح الباری ۳۲۴) اس حدیث سے ثابت ہوا ہے کہ (مستطیع کے لیے) زیادہ کپڑوں میں نماز پڑھنا واجب ہے کیونکہ ایک کپڑے کی اجازت صرف ضیق کی وجہ سے تھی اور یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ نماز میں دو کپڑے استعمال کرنا افضل ہے غرض کسی حدیث سے بھی بلا عذر ننگے سر نماز کو عادت اختیار کرنا ثابت نہیں محض بے علمی یا بد عملی یا کسل کی وجہ سے یہ رواج بڑھ رہا ہے بلکہ جہلاء تو اسے سنّت سمجھنے لگے ہیں۔ العیاذ باللہ۔

اسکی تائید دوسری حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ ابن عمرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر فرماتے ہیں۔ اذا صلی احدکم فلیاتزر ولیرتدہ۔ اھ (سنن الکبری ۲۳۵) نافع فرماتے ہیں عبد اللہ بن عمرؓ مرفوعاً فرماتے ہیں: اذا صلّی احدکم فلیلبس ثوبیه فان اللہ عز وجل احق ان یزین له... الخ (سنن الکبری) نافع فرماتے ہیں عبد اللہ بن عمرؓ نے مرفوعاً فرمایا نماز دو کپڑوں میں پڑھو۔ اللہ کی بارگاہ میں زینت سے حاضر ہونا زیادہ مناسب ہے۔ نافع فرماتے ہیں میں ایک دن اونٹوں کی گھاس کے سلسلہ میں نماز سے پیچھے رہ گیا، عبد اللہ بن عمرؓ آئے تو میں ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھ رہا تھا۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے فرمایا کیا تمھارے پاس دو کپڑے نہیں؟ میں نے عرض کیا دو ہی موجود ہیں۔ آپ نے فرمایا: ارءیت لو بعثتك الی بعض اهل المدینة اکنت تذهب فی ثوب واحد؟ قلت لا۔ قال واللہ احق ان یتجمل له؟ الخ۔ (بیہقی سنن ۲۳۶) اگر میں مدینہ میں کسی کے پاس

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

تمہیں بھیجا تو تم ایک کپڑے میں جاتے؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا اللہ کی بارگاہ میں زینت سے حاضر ہونا زیادہ مناسب ہے۔ ان احادیث میں سر ڈھانپنے کی صراحت نہیں، لیکن دو کپڑوں سے سر ڈھانپنے کا زیادہ امکان ہو جاتا ہے۔ کپڑا موجود ہو تو سر ننگے نماز ادا کرنا یا ضد سے ہوگا یا قلتِ عقل سے۔ نیز یہ ثابت ہوتا ہے کہ اچھے کپڑوں کے ساتھ تجمل سے نماز پڑھنا مستحب اور مسنون ہے۔ آیت خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ کے مضمون سے بھی اسی سے وضاحت ہو جاتی ہے۔

ابوداؤد میں ایک اثر ہے جس سے شاید کوئی کم سواد آدمی استدلال کرے حدثنا عبد اللہ بن محمد الزھری ثنا سفیان بن عیینۃ قال رأیت شریکاً صلّٰی بنا فی جنازۃ العصر فوضع قلنسوتہٗ بین یدیہ یعنی فی فریضۃ۔ (ابوداؤد ص۲۵۶ ج عون) یعنی شریک نے فرضوں کی نماز بوقت عصر ٹوپی اتار کر پڑھی اور ٹوپی اپنے سامنے رکھی۔ اھ۔ اوّل تو یہ نہ مرفوع حدیث ہے نہ کسی صحابی کا اثر۔ دوم معلوم نہیں یہ شریک کون بزرگ ہیں۔ شریک بن عبد اللہ نخعی تبع تابعی ہیں یا شریک بن عبد اللہ بن ابی نمر تابعی۔ ان دونوں میں کم و بیش ضعف ہے لیکن یہ ان کا عمل ہے جو کسی طرح بھی قابلِ حجّت نہیں۔ سوم امام ابوداؤد نے اسے باب الخط اذا لم یجد عصًا میں ذکر فرمایا ہے جس سے ظاہر ہے کہ یہاں ضرورتاً سر ننگا رکھا گیا ہے کیونکہ جب انھیں سترہ کے لیے کوئی چیز نہ ملی تو انھوں نے سُترہ کا کام ٹوپی سے لے لیا۔ ضرورت اور عذر سے سر ننگا رکھا جائے تو اس میں بحث نہیں۔ بحث اس میں ہے کہ فیشن اور عادت کے طور پر نماز میں سر ننگا رکھنا کہاں تک درست ہے؟ حافظ عینی نے شرح بخاری میں مختلف مذاہب کے ذکر میں تفصیل سے کام لیا ہے۔ ان کی بحث کا خلاصہ بھی یہی ہے کہ ایک کپڑے میں درست ہے لیکن جب وسعت ہو کپڑے میسّر آسکیں تو پھر ایک پر اقتصار مستحسن نہیں۔ حافظ ابن قدامہ مقدسی فرماتے ہیں: الفصل الثانی فی فضیلۃ وھو ان یصلی فی ثوبین او اکثر فانہ ابلغ فی الستر یروی عن عمرؓ انہٗ قال اذا وسع اللہ فاوسعوا۔ اھ (ص۶۲۱ مغنی ابن قدامہ مع الشرح) یعنی فضیلت اس میں ہے کہ دو یا دو سے زیادہ کپڑوں میں نماز ادا کرے کیونکہ اس میں ستر اور پردہ زیادہ ہے۔ حضرت عمرؓ کا ارشاد ہے جب اللہ تعالیٰ مال

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

میں وسعت فرمائیں، تو تم بھی کو وسعت سے کام لینا چاہیے اس کے بعد تمیمی کا قول ذکر فرمایا ہے۔ الثوب الواحد یجزی والثوبان احسن والاربع اکمل قمیص و سراویل وعمامۃ وازار۔ اھ (ابن قدامہ ص ۶۲۱/۱) ایک کپڑا جواز نماز کے لیے کافی ہے دو کپڑے بہتر ہیں چار ہوں تو نماز اور کامل ہو گی قمیص، پاجامہ، پگڑی اور ازار۔

ان تمام گزارشات سے مقصد یہ ہے کہ سر ننگا رکھنے کی عادت اور بلا وجہ ایسا کرنا اچھا فعل نہیں یہ عمل فیشن کے طور پر روز بروز بڑھ رہا ہے۔ یہ اور بھی نامناسب ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پگڑی کے متعلق تحنیک کا رواج تھا، یعنی پگڑی کا ایک لپیٹ گردن کے نیچے سے باندھتے تھے آج کی عربی پگڑیاں اور ہماری پگڑیاں اس وقت کی پگڑیوں سے وضع میں مختلف ہیں ایسی پگڑی کا اتارنا اور بھی مشکل معلوم ہوتا ہے۔ وللتفصیل وقت اخر۔

ویسے یہ مسئلہ کتابوں سے زیادہ عقل و فراست سے متعلق ہے اگر اس جنس لطیف سے طبیعت محروم نہ ہو تو ننگے سر نماز ویسے ہی مکروہ معلوم ہوتی ہے۔ ضرورت اور اضطرار کا باب اس سے الگ ہے۔

والسلام

(فتاویٰ علماء حدیث ص ۲۸۶/۴ تا ص ۲۸۹/۴)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

مولانا محمد داؤد غزنوی کا فتویٰ

یہی استفتاء مولانا سید داؤد غزنوی سے بھی کیا گیا تھا مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کے جواب موصول ہونے کے بعد انھوں نے مختصر جواب جو لکھا ہے وہ بھی ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے۔ (فتاویٰ علمائے حدیث بحوالہ الاعتصام)

اقول وباللہ التوفیق: ننگے سر نماز پڑھنے کے متعلق میں نے طالب علمی کے زمانہ میں اپنے والد بزرگوار (حضرۃ الامام مولانا عبدالجبار الغزنوی نور اللہ مرقدہ) سے کہا تھا، انھوں نے اس کا مختصر مگر بڑا جامع جواب ارشاد فرمایا وہ عرض کیے دیتا ہوں۔ فرمایا کہ سر اعضاء ستر میں سے تو نہیں لیکن نماز میں سر ننگا رکھنے کے مسئلہ کو اس لحاظ سے نہیں بلکہ آداب نماز کے لحاظ سے دیکھنا چاہیے۔ اس کے بعد فرمایا کہ مرد کے کندھے بھی اعضاء ستر میں سے نہیں لیکن صحیح بخاری میں ہے: لا یصلی احدکم فی الثوب الواحد لیس علی عاتقہ شیء۔ یعنی ایک کپڑے میں کوئی نماز نہ پڑھے جب تک اس کے کندھے پر کوئی کپڑا نہ ہو۔ اس کے بعد فرمایا کہ مؤطا اور فتح الباری دیکھ لو۔ مؤطا میں امام مالک فرماتے ہیں: قال مالک احب الی ان یجعل الذی یصلی فی القمیص الواحد علی عاتقیہ ثوبا او عمامۃ قال الزرقانی لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یصلی احدکم فی الثوب الواحد لیس علی عاتقہ شیء۔ کہ میرے نزدیک پسندیدہ چیز یہ ہے کہ جو شخص ایک کپڑے میں نماز پڑھے وہ اپنے دونوں کندھوں پر کپڑا ڈالے یا اپنے سر پر عمامہ باندھے اس کی شرح میں زرقانی فرماتے ہیں کہ امام مالکؒ کا یہ فتویٰ اس حدیث کی بنا پر ہے جس میں آپ نے فرمایا کہ کوئی شخص ایک کپڑے میں نماز نہ پڑھے جب تک اس کے کندھے پر کپڑا نہ ہو گا۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

مؤطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے پڑھنے پڑھانے والے امام مالکؒ کی اس اصطلاح سے واقف ہیں جب کسی مسئلہ کے متعلق وہ فرماتے ہیں "احب الیّ" (میرے نزدیک پسندیدہ بات یہ ہے) اس سے مراد وجوب ہوتا ہے جس کی تصریح حافظ ابن عبد البر اور دیگر شارحین مؤطا نے کی ہے۔ حافظ ابن حجرؒ اس حدیث : لیس علی عاتقہ شیئ کے ذیل میں فرماتے ہیں : لیحصل الستر لجزءٍ من اعالی البدن وان کان لیس بعورۃ۔ یعنی کندھوں کو کپڑے سے ڈھانکنے کا حکم اس لیے آپؐ نے دیا تاکہ بدن کا اعلیٰ حصہ بھی نماز میں ڈھکا رہے اگرچہ وہ عورت یعنی اعضاء ستر میں سے نہیں ہے۔ زرقانی نے امام مالکؒ کا ایک اور قول بھی نقل کیا ہے جو سائل کے سوال کے جواب کے لیے کافی واضح ہے۔ فرماتے ہیں : قال مالک فی المبسوط لیس من امر الناس ان یلبس الرجل الثوب الواحد فی الجماعت فکیف بالمسجد وقال تعالیٰ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ۔ (ص ۲۸۸ ج ۱) "یعنی امام مالکؒ نے مبسوط میں فرمایا ہے کہ لوگوں کو اس کی اجازت نہیں دی جاسکتی کہ وہ ایک کپڑے میں نماز جماعت کے ساتھ پڑھیں، چہ جائیکہ ان کو مسجد میں اجازت دی جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ تم ہر نماز کے وقت لباس پہنا کرو۔"

شیخ الاسلام ابن تیمیہ اختیارات میں فرماتے ہیں : واللّٰہ تعالیٰ امر بقدر زائد علی ستر العورۃ فی الصّلوٰۃ وھو اخذ الزینتہ فقال خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ۔ (ص ۴۲) "یعنی اللہ تعالیٰ نے نماز کے لیے ستر عورۃ (اعضاء ستر کے ڈھانکنے) کے علاوہ ایک زائد حکم بھی دیا ہے اور وہ ہے اچھا لباس پہننا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ۔"

اس کی مزید تاکید حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول سے بھی ہوتی ہے جسے صاحبِ مغنی نے حافظ عبد البر سے نقل کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے نافع کو دیکھا کہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کہ ایک کپڑے میں نماز پڑھ رہے تھے۔ فرمایا تم دو کپڑے نہیں پہن سکتے ہو؟ نافع نے عرض کیا، جی ہاں پہن سکتا ہوں۔ پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر تمھیں محلہ میں کسی کے پاس بھیجا جائے تو تم ایک کپڑے میں جاؤ گے؟ نافع نے عرض کیا۔ ایسا تو نہیں کروں گا۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا: فاللہ احق ان یزین لہ او الناس؟ قلت بل اللہ۔ (ص ۶۲۱/۱) پس اللہ عزوجل اس کے زیادہ مستحق ہیں کہ اس کی حاضری کے لیے زینت کا لباس پہنا جائے یا لوگ اس کے مستحق ہیں؟ نافع نے عرض کیا نہیں حضور! اللہ ہی اسکے مستحق ہیں۔

ابتداء عہد اسلام کو چھوڑ کر جب کہ کپڑوں کی قلت تھی، اس کے بعد اس عاجز کی نظر سے کوئی ایسی روایات نہیں گزری جس میں بصراحت یہ مذکور ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یا صحابہ کرام نے مسجد میں اور وہ بھی نماز باجماعت میں ننگے سر نماز پڑھی ہو۔ چہ جائیکہ معمول بنالیا ہو۔ اس لیے اس بدرسم کو جو پھیل رہی ہے بند کرنا چاہیے اگر فیشن کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھی جائے تو نماز مکروہ ہوگی۔ اگر تعبد یا خشوع و خضوع اور عاجزی کے خیال سے پڑھی جائے تو یہ نصاریٰ کے ساتھ تشبہ ہوگا اسلام میں ننگے سر رہنا سوائے احرام کے، تعبد یا خشوع وخضوع کی علامت نہیں اور اگر کسل اور سستی کی وجہ سے ہے تو یہ منافقوں کی ایک خلقت سے تشابہ ہوگا۔ ولا یاتون الا وھم کسالی (نماز کو آتے ہیں تو سست اور کاہل ہو کر) غرض ہر لحاظ سے یہ ناپسندیدہ عمل ہے۔ فقط العبد المذنب الراجی لرحمۃ ربہ الودود سید محمد داؤد الغزنوی۔ ۲۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۹ھ

(الاعتصام جلد ۱۱ ش ۱۸)

(فتاویٰ علماء حدیث جلد ۴ ص ۲۸۶ تا ص ۲۹)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

تحقیق وتنقید

پیر محب اللہ شاہ راشدی (سندھ)

نماز میں سر ڈھانپنے کا مسئلہ

"الاعتصام" مجریہ ۲۲ دسمبر ۱۹۸۹ء میں ننگے سر نماز ہو جانے کے متعلق ہمارے محترم دوست مولانا حافظ نعیم الحق نعیم حفظہ اللہ تعالیٰ کا فتویٰ شائع ہوا ہے۔

جہاں تک ننگے سر نماز ہو جانے کی حد تک بات ہے تو اس میں دو رائیں ہو ہی نہیں سکتیں۔

یہ کہنا کہ سر ڈھانپنے پر پسندیدہ ہونے کا حکم نہیں لگایا جا سکتا۔ اس سے راقم الحروف کو اختلاف ہے۔

احادیث کے تتبع سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر و بیشتر اوقات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سر پر یا تو عمامہ باندھتے رہتے یا سر پر ٹوپیاں ہوتی تھیں اور راقم الحروف کے علم کی حد تک سوائے حج و عمرہ کوئی ایسی صحیح حدیث دیکھنے میں نہیں آئی جس میں یہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ننگے سر گھومتے پھرتے تھے یا کبھی سر مبارک پر عمامہ وغیرہ تھا لیکن مسجد میں آکر عمامہ وغیرہ اُتار کر رکھ لیا اور ننگے سر نماز پڑھنی شروع کی۔ کسی محترم دوست کی نظر میں ایسی کوئی حدیث ہو تو ہمیں ضرور مستفید کیا جائے۔

ذیل میں چند احادیث لکھتا ہوں ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ حضرت عمرو بن امیۃ الضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

رأيت النبي صلى الله عليه وسلم يمسح على عمامته وخفيه۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

صحیح البخاری میں فتح الباری بتحقیق شیخ ابن باز طبع لاہور پاکستان ص۳۰۸ ج۱

"میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اپنے عمامہ اور موزوں پر مسح کرتے تھے۔"

اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ضرور اسی عمامہ سے ہی نماز پڑھی ہو گی کیونکہ یہ نہیں ہو سکتا کہ عمامہ پر مسح کیا تو ہو لیکن جس پر مسح کیا اس کو اتار کر نماز پڑھی ہو۔ یہ حدیث حضر و سفر دونوں کو شامل ہے۔

۲ــــــ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ غزوہ تبوک کا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر سے پیشتر قضاء حاجت کے لیے نکلے قضاء حاجت کی پھر لوٹے۔ پھر حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے پانی ڈالا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا پھر اس میں یہ الفاظ ہیں:

ثم مسح بناصیته وعلی العمامة .... الخ۔

المشکوٰة بتعلیق العلامة الالبانی۔ بحوالہ صحیح مسلم ص۱۶۱ ج۱

"پھر اپنی پیشانی مبارک اور عمامہ پر مسح کیا۔"

۳ــــــ حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کأنی انظر الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ عمامة سوداء قد ارخی طرفها بین کتفیه۔ (فتح الباری بحوالہ صحیح مسلم ص۲۷۳ ج۱۰)

"گویا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں۔ ان (کے سر پر) کالی پگڑی تھی جس کا ایک ٹکڑا پیچھے دونوں کندھوں کے درمیان چھوڑ دیا تھا۔"

۴ــــــ صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم:

دخل یوم فتح مکة وعلیه عمامة رداء بغیر احرام۔

"فتح مکہ کے دن مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اس حال میں کہ ان پر کالی پگڑی تھی بغیر احرام کے۔"

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بعض علماء نے اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ یہ حدیث صحیح بخاری کی اس حدیث سے معارض ہے جو حضرت انس بن مالک رضی تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اور جس میں یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر مغفر (خود) تھا۔

لیکن حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ اس میں یہ احتمال ہے کہ پہلے پہلے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو سر پر خود تھا پھر اس کو اتار لیا (جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے) اس کے بعد عمامہ پہن لیا۔ اس طرح ہر کسی نے جو دیکھا وہ بیان کر دیا اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے جو صحیح مسلم میں حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

انہ خطب الناس وعلیہ عمامۃ سوداء۔

"آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ دیا اس حال میں کہ آپ کے سر مبارک پر کالا عمامہ تھا"

اور یہ خطبہ کعبہ کے دروازہ کے نزدیک ہوا تھا اور یہ دخول کے تمام ہونے کے بعد ہوا۔ بعض نے ان دونوں روایتوں کو اس طرح بھی جمع کیا ہے کہ یہ کالا عمامہ کے اوپر یا خود کے نیچے بندھا ہوا تھا تاکہ خود کے لوہے سے سر مبارک کو محفوظ رکھیں۔ (فتح الباری ج ۴ ص ۶۱-۶۲)

۵ ــــــ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

کان رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا اعتمّ سدل عمامتہ بین کتفیہ۔ المشکوٰۃ بحوالہ ترمذی۔

اور ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن غریب ہے۔ (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۳۷۵)

ترجمہ: "آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب بھی عمامہ باندھتے تو پیچھے دونوں کندھوں کے درمیان اس کا ٹکڑا چھوڑ دیتے"

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

۶۔۔۔۔۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

عمّنی رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم فسدلہا

بین یدی ومن خلفی۔ (المشکوٰۃ بحوالہ ابی داؤد ج ۲ ص ۳۷۵)

ترجمہ: "آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پگڑی باندھی اور میرے سامنے اور میرے پیچھے اس کا تھوڑا سا ٹکڑا چھوڑ دیا۔"

۷۔۔۔۔۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول الشہداء اربعۃ رجل مؤمن جید الایمان اتی العدو فصدق اللّٰہ حتی قتل فذٰلك الذی یرفع الناس اعینہم الیہ یوم القیمۃ ھٰکذا ورفع رأسہ حتی وقعت قلنسوۃ فلا ادری قلنسوۃ عمر اراد ام قلنسوۃ النبی صلّی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم۔ الحدیث۔

یہ روایت جامع ترمذی میں ہے اور امام ترمذیؒ نے اس کی تحسین کی ہے۔

ترجمہ: "میں نے رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ شہداء چار ہیں ایک ان میں سے وہ آدمی ہے جو عمدہ ایمان والا مومن ہے وہ دشمن کی طرف آیا تو اس نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ (کے اجر وثواب) کی تصدیق کی (لڑتا رہا) حتیٰ کہ وہ قتل ہو گیا تو یہ وہ شخص ہے جس کی طرف سے لوگ اپنی آنکھیں اٹھائیں گے قیامت کے دن اس طرح اور اپنا سر اٹھایا، حتیٰ کہ ٹوپی گر گئی۔ (راوی کہتا ہے) مجھے معلوم نہیں اس ٹوپی سے مراد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹوپی کا ارادہ کیا یا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ٹوپی کا۔"

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُس وقت ٹوپی پہنے ہوئے تھے۔

۸ ــــ ابوالشیخ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ:

انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یلبس فی السفر ذوات الاذان وفی الحضر المضمر یعنی الشامیۃ۔

لوامع العقول میں لکھا ہے:

قال العراقی وھو اجود الاسناد فی القلانس۔

ترجمہ:۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سفر میں کانوں والی ٹوپیاں پہنتے تھے اور حضر میں مضمر یعنی شامی ٹوپیاں پہنتے تھے۔

علامہ عراقی فرماتے ہیں:

ٹوپیوں کے بارے میں یہ حدیث بہت عمدہ اسناد والی ہے۔

۹ ــــ مصنّف ابن ابی شیبہ میں اور مصنّف عبدالرزاق میں اسکے مانند امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ:

ان اصحاب النبیّ صلّی اللہ علیہ وسلم کانوا یسجدون وایدیھم فی ثیابھم ویسجد الرجل منھم علی قلنسوتہ وعمامتہ۔ (عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری)

ترجمہ "آنحضرت صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز میں سجدہ کرتے اس حال میں کہ ان کے ہاتھ کپڑوں میں ہوتے اور ان میں سے کوئی آدمی اپنی ٹوپی اور پگڑی پر سجدہ کرتا تھا۔"

اس اثر سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نماز میں ٹوپیاں یا پگڑیاں پہنے ہوتے تھے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

۱۰ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی صحیح کے کتاب اللباس میں باب البرانس کے تحت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث لائے ہیں:

ان رجلا قال یا رسول اللہ ما یلبس المحرم من الثیاب؟ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، لا تلبسوا القمص ولا العمائم ولا السراویلات ولا البرانس ولا الخفاف الحدیث ۔ (فتح الباری ج ۱۰ ص ۲۷۱-۲۷۲)

ترجمہ: "ایک آدمی نے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، احرام والا کون سے کپڑے پہن سکتا ہے؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا نہ قمیصیں پہنے اور نہ پگڑیاں اور نہ شلواریں اور نہ برانس اور نہ ہی موزے۔"

برانس، برنس کی جمع ہے یہ ایک قسم کی ٹوپی ہے پھر آگے ص ۲۷۳ ج ۱۰ پر باب العمائم منعقد فرما کر اس کے تحت بھی یہی حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی لائے ہیں۔

اس صحیح حدیث سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں لوگ ٹوپیاں اور عمامے اکثر وبیشتر پہنے رہتے تھے۔ ورنہ اگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ اکثر وبیشتر چلتے پھرتے یا نماز ادا کرتے ہوئے ننگے سر رہنا ہی ان کا عمل ہوتا تو خاص طور پر ان چیزوں کی ممانعت (احرام کی حالت میں) بیان نہ کی جاتی۔ جیسا کہ عورتیں اجانب (غیروں) کے سامنے نقاب اوڑھے ہی رہتی ہیں اس لیے احرام کی حالت میں ان کو امر ہوا کہ وہ منہ پر نقاب نہ ڈالیں اِلّا یہ کہ کوئی اجنبی سامنے آگیا تو چادر کا پلو منہ پر ڈال لیا اور امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ محدثین، نے جو کتاب اللباس وغیرہ ذکر کرکے اسکے تحت

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

یہ احادیث لائے ہیں تو اس سے مقصد ان باتوں میں اقتدار واتّباع تھا، ورنہ ان باتوں کے ذکر سے کیا فائدہ، اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔ الآیۃ (پ ۲۱، احزاب ع ۳)

"تمہارے لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلّم کی ذاتِ مقدسہ میں بہترین نمونہ ہے۔"

اور یہ ارشاد عبادات وغیرہا سب کو شامل ہے۔

ہو سکتا ہے ہمارے محترم مولانا نعیم الحق نعیم صاحب طعام وشراب اور لباس کے متعلق یہ رائے رکھتے ہوں کہ ان میں سے جن اشیاء یا اُمور کے متعلق کوئی امر یا رغبت دلانے والا صیغہ وارد نہیں ہوا وہ مندوب ومستحب نہیں۔

لیکن راقم الحروف ان سے اتفاق نہیں کر سکتا اس لیے کہ اگر یہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا پسندیدہ معمول نہ ہوتا تو جس طرح سر پر عمامہ یا ٹوپی کا ثبوت مل رہا ہے اس طرح ننگے سر چلتے پھرتے رہتے یا ننگے سر نماز پڑھنے کے متعلق بھی روایات ضرور مل جاتیں لیکن اس قسم کی ایک روایت بھی میرے علم میں نہیں آئی۔ جب یہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا پسندیدہ معمول ہوا تو یہ عمل اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو پسند ہوگا۔ لہٰذا استحباب یا مذہبیت کا انکار مناسب معلوم نہیں ہوتا۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا تو یہ حال تھا کہ لباس وطعام میں سے جو چیز آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کو پسند ہوتی وہی پسند کرتے تھے۔ صحیح البخاری کتاب اللباس میں "باب النعال السبتیۃ وغیرھا" کے تحت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ عبید بن جبیرؒ سے روایت لائے ہیں کہ انھوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا: چار باتیں ایسی ہیں کہ میں تم ہی کو وہ کرتے دیکھتا ہوں۔ تمہارے دوسرے اصحاب ان پر عمل نہیں کرتے۔ ان میں سے ایک چیز یہ ذکر کی کہ تم سبتیۃ نعال

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

(بغیر بالوں کی جوتیاں) ہی پہنتے ہو۔ تو انھوں نے یہ جواب دیا:

"اما النعال السبتیۃ فانی رأیت رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم یلبس النعال التی لیس فیھا شعر ویتوضاء فیھا فانا احب ان البسھا" (فتح الباری ص۳۰۸ ج۱۰)

"نعال، جوتی سبتیۃ کے بارے میں تو نے پوچھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ وہ جوتیاں وہی پہنتے تھے جن میں بال نہ ہوتے اور ان ہی میں وضو بھی کرتے۔ لہٰذا میں بھی پسند کرتا ہوں کہ ایسی جوتیاں پہنا کروں"

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کا سنّت کے اتباع میں جو مقام ہے وہ کسی اہلِ علم سے مخفی نہیں۔

اسی طرح امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی صحیح کے کتاب الاطعمۃ میں "باب الدباء" کے تحت حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے یہ حدیث لائے۔

ان رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم اتی مولی لہ خیاطا فاتی بدباء فجعل یاکلہ فلم ازل احبہ منذ رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (فتح الباری ص۵۵۹ ج۹)

"بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان کے ایک غلام جو کپڑا سینے والا تھا، کے پاس آئے پھر وہ آپ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلّم کے لیے کدّو لے آیا۔ پھر آپؐ اس کو کھانے لگے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ جب سے مَیں نے اللہ سبحانہ و تعالٰی کے رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کو کدو کھاتے دیکھا، تب سے مَیں اسے پسند کر رہا ہوں"

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کیا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مرغوب اشیاء کو پسند کرنا باعثِ اجر وثواب نہ تھا؟

اگر تھا تو یہی ندب واستحباب کی علامت ہے اس لیے سر ڈھانپ کر چلتے پھرتے یا نماز وغیرہ پڑھنے کو پسندیدہ قرار نہ دینا صحیح معلوم نہیں ہوتا۔ اسی طرح ہم نے بڑے بڑے علماء وفضلاء کو دیکھا کہ وہ اکثر وبیشتر سر ڈھانپ کر چلتے پھرتے اور نماز پڑھتے۔ یہ آج کل جو نئی نسل خصوصًا اہل حدیث جماعت کے افراد نے یہ معمول بنا رکھا ہے۔ اسے چلتے ہوئے فیشن کا اتباع تو کہا جا سکتا ہے مسنون نہیں۔ یا کسی چیز کے جائز ہونے کا یہ مطلب ہے کہ مندوبات ومستحبات کو بالکل ترک کر دیا جائے؟

جواز کے اظہار کے لیے کبھی کبھی اتفاقًا بھی ننگے سر رہنے پر عمل کیا جا سکتا ہے لیکن آج کل کے معمول سے تو یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ کتبِ احادیث میں جو جو مندوبات و مستحبات، سنن ونوافل کے ابواب موجود ہیں یہ سراسر فضول ہیں اور ہمیں صرف جواز اور رخص پر ہی عمل کرنا ہے یہ کوئی اچھی بات نہیں۔ ہمارے محترم مولانا نعیم الحق نے جو یہ تحریر فرمایا ہے کہ ہمارے بعض پُرجوش اہلِ حدیث کی طرف سے بعض "متشدد" حنفیوں کی باتوں کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھنے کے جواز کا اس طرح جواب دیا جاتا رہا ہے لیکن یہ بات افہام وتفہیم سے ہی ہو سکتی ہے۔ انھیں معقول دلائل پیش کیے جائیں پھر بھی وہ اسی پر جمے رہیں اور حق کی طرف نہیں آتے تو ہمیں کیا ضرورت پڑی ہے کہ ان کے لیے ہم مستحبات کا خاتمہ ہی کر دیں اور ننگے سر نماز پڑھنے کو دائمی معمول بنا لیں۔ پھر اگر یہی مقصود تھا تو گھر سے ہی ننگے سر آتے اور نماز پڑھ لیتے۔ لیکن یہ عجیب طرفہ تماشا ہے کہ گھر سے تو سر پر ٹوپی وغیرہ رکھ کر آتے ہیں لیکن مسجد میں داخل ہو کر سر سے ٹوپی وغیرہ اُتار کر ایک طرف رکھ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

دیتے ہیں اور نماز شروع کر دیتے ہیں۔ اس سے مولانا نعیم الحق کی تحریر کے مطابق ننگے سر نماز پڑھنے کا جواز تو ضرور معلوم ہو جاتا ہے لیکن اس سے جو بڑی غلط فہمی عوام میں پھیل جاتی ہے اور واقعۃً پھیل رہی ہے اس کی جانب بھی توجہ کو مبذول فرمایا جاتا۔ یعنی اب عوام میں یہ غلط فہمی پھیلتی جاتی ہے کہ گھر سے تو ٹوپی وغیرہ سر پر رکھ کر آنا چاہیے لیکن مسجد میں آکر اس کو اتار دینا چاہیے اور ننگے سر ہی نماز پڑھنی چاہیے کیونکہ یہی سنت الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اس لیے کہ اہل حدیث جماعت کے بہت سے افراد کا اس پر عمل ہے۔ اب آپ ہی سوچیں کہ یہ کتنی بڑی غلطی ہے؟ اور یہ محض ہم اہل حدیثوں کے طرزِ عمل سے ہی پیدا ہو رہی ہے حالانکہ صحیح تو کجا مجھے تو ایسی ضعیف حدیث بھی نہیں ملی جس میں یہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم گھر سے تو اس حال میں نکلے کہ سر پر عمامہ وغیرہ تھا لیکن مسجد میں آتے ہی اس کو اُتار لیا اور ننگے سر نماز پڑھی۔ پھر اس طرح اس کو دائمی و مستمر معمولات میں سے بنانے کی وجہ سے لوگوں کو کیا یہ خیال نہ گزرتا ہو گا کہ آنحضرت صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی سنّت ہے تو اس غلط فہمی کے دُور کرنے کے لیے بھی کیا یہ اہم و پسندیدہ بات نہیں کہ اکثر و بیشتر سر کو ڈھانپ دیا جائے خواہ نماز میں خواہ اس سے باہر تاکہ یہ غلطی رفع ہو جائے۔

بعض حضرات اس حدیث سے بھی استدلال کرتے ہیں جس میں یہ وارد ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کپڑے میں نماز پڑھی۔ وراس میں ٹوپی وغیرہ بھی داخل ہے بغیر سر ڈھانپے نماز پڑھی۔

اوّلاً تو یہ اس وقت کی بات ہے جب کپڑوں کی تنگی تھی اور ان کی فراوانی نہ ہوئی تھی جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ایک کپڑے میں نماز پڑھنے پر عتراض کیا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

میں ہم میں سے ہر ایک کے پاس دو تین کپڑے تو نہ تھے۔ اس طرح صحیح حدیث مرفوع میں بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے دریافت کیا تو فرمایا کیا تم میں سے ہر ایک کے پاس دو کپڑے ہیں؟ اس سے جو بات نکھر کر سامنے آجاتی ہے وہ اہلِ علم سے مخفی نہیں۔

ثانیًا: میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے جواز کے ثبوت سے اس کا نزلہ یہ حضرات صرف اس بیچاری ٹوپی وغیرہ پر ہی کیوں گرانے پر مُصر ہیں۔ اگر ننگے سر نماز پڑھنے کے مسنون ہونے کا مدار آپ حضرات ایک کپڑے میں نماز پڑھنے والی حدیث پر ہی رکھتے ہیں تو بسم اللہ آپ گھر سے ہی ایک کپڑے کے سوائے سب کپڑے اُتار کر پھر مسجد میں آیا کریں اور اس طرح نماز بھی پڑھ لیں۔ یہ اچھی ستم ظریفی ہے کہ گھر سے تو قمیص، شلوار، کوٹ وغیرہا پہن کر آتے ہیں اور مسجد میں دخول کے بعد صرف پگڑی یا ٹوپی اُتار کر نماز پڑھنی شروع کر دی۔ یا للعجب۔

کیا آپ حضرات کے نزدیک اس کا معنیٰ ومطلب یہ ہے کہ اور تو سب کپڑے پہنے ہونے چاہئیں۔ صرف ٹوپی وغیرہ کو اتار دیا جائے۔ لیکن یہ مطلب سراسر غلط ہے شاید کچھ لوگ کہنے لگیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا حکم ہے کہ مسجد میں زینت پکڑو۔ یعنی لباس پہنو اور جب آج کپڑوں کی فراوانی ہے تو ہم یہ سارا لباس زیبِ تن کرتے ہیں لیکن ان لوگوں کی خدمت میں باادب عرض ہے کہ اگر دوسرے کپڑے زینت میں داخل ہیں تو ٹوپی وغیرہ کو آپ کس دلیل سے اس زمرہ میں سے نکال باہر کر رہے ہیں۔ اُوپر صفحات میں ہم ثابت کر آئے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اکثر وبیشتر معمول سر کو ڈھانپنا تھا لہٰذا ٹوپی وغیرہ سے سر ڈھانپنے کے زینت ہونے پر اور کیا مضبوط ثبوت پیش

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کرسکتا ہوں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا پسندیدہ معمول اعلیٰ درجہ کی زینت بھی ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں پسندیدہ بھی۔ بہرحال ان وجوہات کی بنا پر مجھے تو سر ڈھانپنا ہر حال میں بہتر واولیٰ اور مستحب ومندوب نظر آتا ہے۔ اگر کسی اہلِ علم نے اس پر تعاقب فرما کر میری اس کاوش کو غیر صحیح ثابت کر دیا اور بات سمجھ میں آگئی تو انشاء اللہ تعالیٰ رجوع بھی کرلوں گا۔

الحق یعلو لا یعلی علیہ واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل فالحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصّٰلحات وصلی اللہ علی سیّدنا محمّد رحمۃ للعالمین ونبی الرحمۃ وعلیٰ اٰلہ واصحابہ وبارک وسلّم تسلیمًا کثیرًا۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

مولانا محمد اسحٰق بھٹی کا خط

اکتوبر ۱۹۹۳ء کے "الرشید" میں آپ نے ہفت روزہ "الاعتصام" کے حوالے سے ممتاز و مشہور اہل حدیث عالم مولانا سید محب اللہ راشدی کا ایک خصوصی مضمون شائع کیا ہے جس کا عنوان ہے "نماز میں سر ڈھانپنے کا مسئلہ" اس میں فاضل مضمون نگار نے "الاعتصام" میں شائع شدہ ایک مضمون پر تعاقب فرمایا ہے۔ سید محب اللہ صاحب نے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ نماز میں سر ڈھانپنا چاہیے کسی حدیث میں اس قسم کے الفاظ نہیں ہیں کہ نماز پڑھنے سے پہلے عمامہ یا ٹوپی سر سے اُتار دو اور سر ننگا کرکے نماز پڑھو... بلاشبہ یہ بہت اچھا مضمون ہے میں نے دو دفعہ پڑھا۔ حالانکہ اس سے قبل "الاعتصام" میں بھی پڑھ چکا تھا۔ اس ضمن میں چند گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ میری گزارشات کا تعلق نفس مسئلے سے نہیں ہے، اس کی وضاحت تو محب اللہ صاحب نے کردی ہے میں صرف یہ عرض کروں گا کہ اس سلسلے میں مشاہیر علمائے اہلِ حدیث کا نقطہ نظر کیا ہے... اگر آپ مناسب سمجھیں تو "الرشید" میں شائع فرمادیں۔

مولانا سید محمد داؤد غزنوی ننگے سر نماز پڑھنے کے سخت مخالف تھے بعض

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

لوگ گرمیوں میں محض بنیان پہن کر نماز پڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔ اس کی بھی وہ شدید مخالفت کرتے تھے۔ عام طور پر اہلِ حدیث حضرات نماز کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دُعا نہیں مانگتے اس سے بھی مولانا اختلاف کرتے تھے وہ ہر نماز کے بعد قبلہ رُخ بیٹھے ہوئے لمبا وظیفہ پڑھتے تھے اور پھر ہاتھ اُٹھا کر خشوع و خضوع سے دُعا مانگتے تھے۔

دارالعلوم تقویۃ الاسلام کے وہ مہتمم تھے اور وہیں باجماعت نماز ادا فرماتے تھے۔ جماعت وہ خود نہیں کراتے تھے، دارالعلوم کے کسی مدرس کو امام مقرر کر لیتے تھے طلباء کو باقاعدہ ہدایت تھی کہ باجماعت نماز پڑھیں، نمازیں سر ننگا نہ رکھیں اور نماز کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگیں۔

ایک دن مولانا نے چینیاں والی مسجد میں عصر کی نماز پڑھی، نماز کے بعد دُعا مانگ کر بیٹھے تھے کہ ان کے ایک عقیدت مند اہلِ حدیث جو اسی محلّے میں رہتے تھے، نماز پڑھنے کے لیے آئے ان کا نام ملک محمد رفیق تھا انھوں نے ننگے سر نماز پڑھی۔ نماز سے فارغ ہوئے تو مولانا نے ان سے فرمایا:

"ملک صاحب! اگر آپ اجازت دیں تو ایک بات عرض کروں۔"

لفظ "عرض" اور "اجازت" سُن کر وہ پریشان ہوئے اور بولے:

"حضرت فرمایئے! کیا ارشاد ہے؟"

فرمایا: "ننگے سر نماز نہ پڑھا کریں۔"

اس سلسلے کا ایک لطیفہ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب (گوجرانوالہ) کا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑے علم و فضل سے نوازا تھا۔ تحریر و تقریر کا انھیں خاص ملکہ حاصل تھا۔ یہ فقیر ۱۹۴۱ء اور ۱۹۴۲ء میں دو سال مولانا ممدوح کے حلقۂ درس میں شامل رہا۔ پھر "الاعتصام" کے اجراء کے بعد فروری ۱۹۵۰ء سے ۱۹۵۲ء

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کے آخر تک ان کی خدمت میں رہنے کا موقع ملا۔ وہ کثیر العلم اور وسیع المطالعہ بزرگ تھے۔ میں انشاء اللہ ان کے متعلق ایک مستقل مضمون لکھوں گا۔ بہت لوگوں کے بارے میں لکھا اور بہت لوگوں کے بارے میں لکھنے کو جی چاہتا ہے استاذِ مکرم مولانا اسماعیل صاحب مرحوم و مغفور بھی اسی فہرست میں شامل ہیں جنکے متعلق اپنے انداز سے کچھ گزارشات پیش کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔

یہاں ننگے سر نماز پڑھنے کے متعلق مولانا ممدوح کا ایک لطیفہ بیان کرنا چاہتا ہوں، جو واقعہ بھی ہے ایک دن ایک اہلِ حدیث مولوی صاحب انکی مسجد میں تشریف لائے جو بڑے جھگڑالو تھے اور بات بات پر بحث و جدل پر اتر آتے تھے انھوں نے کلّے پر پگڑی باندھی ہوئی تھی۔ پگڑی سر سے اتاری اور نماز پڑھنا شروع کر دی وہ نماز پڑھ چکے تو مولانا نے فرمایا: "یہ آپ نے کیا حرکت کی پگڑی اتار کر نماز پڑھنا کہاں کا مسئلہ ہے؟"۔ مولوی صاحب نے جواب دیا "میں نے ٹھیک کیا ہے میرے ساتھ اس مسئلے پر بحث کر لیں۔" مولانا نے فرمایا: "مجھے آپکے ساتھ بحث کی ضرورت نہیں۔ میں نے تو ایک شریفانہ بات کی تھی کہ پگڑی اُتار کر نماز پڑھنا مناسب نہیں۔" (گفتگو پنجابی میں ہو رہی تھی)، اگلی بات جو مولانا اسمٰعیل صاحب نے فرمائی میں وہ پنجابی میں ہی بیان کرنا چاہتا ہوں۔ فرمایا: "ایہ تاں اِک پگ دی گل سی، میرے وَلّوں لک دی وی لاہ لے۔"

مولانا حافظ عنایت اللہ اثری گجراتی معروف اہلِ حدیث عالم تھے عربی اور اردو میں انھوں نے کئی کتابیں تصنیف کیں۔ سیاسی اعتبار سے اکابر علمائے اہلِ حدیث کی طرح نیشنلسٹ تھے اور انگریزی حکومت کے سخت مخالف۔ طویل عرصے تک چمرقند کی جماعت مجاہدین کے مرکز میں

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

رہے اور کئی سال جیلوں میں گزارے۔ انگریزوں نے ان پر اتنی سختی کی تھی کہ ان کے مردانہ اعضا بالکل بےکار کر دیے گئے تھے اور ان کے کوئی اولاد نہ تھی۔ لیکن وہ بڑے خوش مزاج اور نہایت صابر و شاکر تھے مولانا محمد اسمٰعیل مرحوم کے وہ گہرے دوست تھے اور ان کی ملاقات کے لیے اکثر گوجرانوالہ آیا کرتے تھے۔ میں نے ان کو پہلی مرتبہ ۱۹۵۰ء کے آخر میں دیکھا تھا، اور ان کی باتیں سنی تھیں۔

ایک دفعہ وہ گوجرانوالے تشریف لائے مولانا اسمٰعیل صاحب اور مولانا محمد حنیف ندوی صاحب سے "الاعتصام" کے دفتر میں ملے میں بھی حاضر تھا۔ یہ غالباً ۱۹۵۲ء کے جنوری یا فروری کی بات ہے، اس وقت "الاعتصام" گوجرانوالے سے ہی نکلتا تھا لاہور منتقل نہیں ہوا تھا۔ ایک صاحب وہاں آئے جو حافظ عنایت اللہ اثری مرحوم کے جاننے والے تھے انھوں نے حافظ صاحب سے سوال کیا کہ "ننگے سر نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟"

حافظ صاحب نے جواب دیا: "نماز ہو تو جاتی ہے، لیکن اس سے بچنا چاہیے، پگڑی یا ٹوپی پہن کر نماز پڑھنی چاہیے۔"

سائل نے پوچھا: "یہ کہاں لکھا ہے کہ ننگے سر نماز پڑھنے سے بچنا چاہیے؟"

حافظ صاحب نے اس سوال کا نہایت عمدہ جواب دیا، فرمایا جہاں جی چاہے لکھ لو، بات وہی ہے جو میں نے بتا دی۔"

عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اکابر مشاہیر علمائے اہل حدیث ننگے سر نماز پڑھنے کو معیوب قرار دیتے تھے اور نماز کے بعد ہاتھ اُٹھا کر اللہ کے حضور عجز و عاجزی سے دعا مانگا کرتے تھے۔ لیکن نئے دَور کے اہلِ حدیث علماء

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ننگے سر نماز پڑھنے کے حق میں دلائل فراہم کرتے ہیں اور نماز کے بعد ہاتھ اُٹھا کر اللہ سے کچھ مانگنے کو حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف قرار دیتے ہیں۔

اہلِ حدیث حضرات میں ایک عجیب وغریب بات یہ دیکھنے میں آئی ہے کہ نماز شروع کرتے ہی ان کے جسم پر کھجلی ہونے لگتی ہے۔ ادھر نماز کی نیت باندھی اور ادھر کھجلانا شروع کر دیا، کبھی سر میں ہاتھ پھیرا، کبھی داڑھی میں، کبھی بغلوں میں، کبھی کان میں، کبھی ناک میں، کبھی کہیں۔ "یہ کھُرک فی الصّلوٰۃ" کا مسئلہ معلوم نہیں ان کو حدیث کی کس کتاب سے ملا ہے؟

نمازیں جمع کرنے کے بھی اہلِ حدیث حضرات بہت شائق ہیں۔ انکی کسی میٹنگ میں جاکر دیکھیے، ظہر کی نماز پڑھی اور ساتھ ہی عصر لپیٹ دی۔

بہر حال مولانا سیّد محب اللہ شاہ راشدی کو اللہ تعالیٰ خوش رکھے، وہ بہت بڑے عالم ہیں اور ان کے معلومات کا دائرہ بڑا وسیع ہے۔ نماز میں سر ڈھانپنے کے متعلق انھوں نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہ لائق مطالعہ ہے اس پر عمل کرنا چاہیے۔ آپ نے یہ مضمون چھاپ کر اسے زیادہ سے زیادہ لوگوں کے علم میں لانے کی مخلصانہ کوشش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر سے نوازے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

جرابوں پر مسح کرنا

موجودہ دور کے غیر مقلدین کا عمل اور فتویٰ یہ ہے کہ ہر قسم کی جرابوں پر مسح کرنا جائز ہے۔ حالانکہ یہ بات نہ قرآن سے ثابت ہے اور نہ ہی کسی صحیح، صریح، مرفوع حدیث سے۔ بلکہ خود مولانا سید نذیر حسین دہلوی غیر مقلد کا فتویٰ بھی موجودہ غیر مقلدین کے خلاف ہے۔ ہم یہاں پر فتاویٰ نذیریہ سے وہ فتویٰ نقل کرتے ہیں۔ یہ فتویٰ اصل عربی زبان میں ہے اور فتویٰ کے نیچے اس کا اردو ترجمہ بھی کیا ہوا ہے یہاں پر صرف اردو ترجمہ پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ اونی یا سوتی جرابوں پر مسح جائز ہے یا نہیں ؟ یہ تو معلوم ہے کہ جرابوں پر مسح کرنے کی حدیث ضعیف ہے اور امام ترمذی نے جو اس کو صحیح کہا ہے محدثین نے اسے قبول نہیں کیا اور اگر موزوں کے مسح پر اس کو علتِ مشترکہ کی بنا پر قیاس کیا جائے تو اس سے فرض غسل جو قرآن سے ثابت ہے ساقط ہو جائے گا یا نہیں ؟ اور ائمہ نے جو جراب کے لیے موٹا ہونے اور پانی کے نفوذ نہ کرنے کی قید لگائی ہے، تو کیا اس سے زیادہ کسی اور علت کا بھی اضافہ ہو سکتا ہے یا نہیں ؟ پاؤں کا دھونا فرض ہے اور موزے پر مسح رخصت ہے۔ کیا رخصتِ شرعیہ شارع کے بیان پر موقوف ہے یا نہیں ؟ جواب مفصل عنایت فرمائیں۔

الجواب: مذکورہ جرابوں پر مسح جائز نہیں ہے، کیونکہ اس کی کوئی صحیح دلیل نہیں ہے اور مجوزین نے جن چیزوں سے استدلال کیا ہے اس میں خدشات ہیں۔ استدلال تین چیزوں سے کیا گیا ہے۔ حدیث مرفوع، فعلِ صحابہؓ اور قیاس۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

حدیث مرفوع تو وہ ہے جس کو ترمذی نے مغیرہ بن شعبہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور جراب اور جوتے پر مسح کیا۔ ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے۔ اس پر اعتراض یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اس سے استدلال صحیح نہیں ہے۔ عبدالرحمٰن بن مہدی یہ حدیث روایت نہیں کیا کرتے تھے کیونکہ مغیرہ سے مشہور روایت موزے پر مسح کرنے کی ہے۔ ابو موسیٰ اشعریؓ نے بھی جراب پر مسح کرنے کی روایت نقل کی ہے لیکن اس کی سند متصل نہیں۔ امام مسلمؒ نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ مغیرہ بن شعبہ سے جتنے لوگوں نے اس حدیث کو روایت کیا ہے انھوں نے موزے پر مسح بیان کیا ہے۔ صرف قیس اودی اور ہذیل بن شرحبیل نے جراب کا لفظ بیان کیا ہے لیکن یہ دوسرے راویوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ عبدالرحمٰن بن مہدی نے سفیان ثوری سے کہا کہ اگر آپ مجھے ابوقیس عن ہذیل کی حدیث سنائیں تو میں اس کو آپ سے قبول نہیں کروں گا۔ سفیان نے نے کہا وہ حدیث واقعی ضعیف ہے۔ علی بن مدینیؒ نے کہا حضرت مغیرہؓ کی حدیث کو مدینہ، کوفہ اور بصرہ والوں نے روایت کیا ہے، سب موزہ کا ذکر کرتے ہیں صرف ابوقیس جراب کا تذکرہ کرتے ہیں۔ بیہقی نے کہا یہ حدیث منکر ہے اس کو سفیان ثوری اور عبدالرحمٰن بن مہدی، احمد بن حنبل، یحیی بن معین، علی بن مدینی، امام مسلمؒ نے ضعیف کہا ہے۔

اگر یہ سوال کیا جائے کہ ابن دقیق العید نے اس کی تصحیح پر اعتماد کیا ہے اور کہا ہے کہ ابوقیس کی روایت دوسروں کے مخالف نہیں ہے کیونکہ وہ تو ایک امر زائد بیان کر رہے ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اگر اس روایت کے یہ الفاظ ہوتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم موزوں پر اور جرابوں اور جوتی پر مسح کیا تو ایک امر زائد تھا۔ لیکن اس نے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

تو موزے کے بجائے جراب اور جوتی کا ذکر کیا ہے تو یہ امر زائد نہیں ہے بلکہ ثقات کی مخالفت ہے۔ باقی رہا ترمذیؒ کا اس کو حسن صحیح کہنا تو امام نوویؒ نے کہا کہ جن لوگوں نے اس حدیث کی تضعیف کی ہے ان میں سے ہر ایک امام ترمذیؒ سے مقدم ہے اور پھر یہ اصول بھی ہے کہ جرح تعدیل پر مقدم ہوتی ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ لفظ جراب مختلف المفہوم ہے۔ موزے کے اوپر جو لفافہ پہنا جاتا ہے اس کو جرموق کہتے ہیں اور جرموق پر جو پہنا جاتا ہے اس کو جراب کہتے ہیں تو ممکن ہے جراب سے چمڑے کا وہ لفافہ مراد ہو جو جرموق پر پہنا جاتا ہے، تو مَیں کہتا ہوں کہ یہ دلیل تو ہماری ہو گی نہ کہ تمھاری اور پھر یہ بھی خیال کرنا چاہیے کہ جراب پر مسح کرنے والوں کا مقصد تو یہ ہے کہ صرف جراب پر مسح کرنا جائز ہے حالانکہ اس حدیث میں جراب اور جوتی پر مسح کا ذکر ہے یعنی جراب کے اوپر جوتی پہنتے ہوئے آپؐ نے مسح کیا، صرف جراب پر مسح نہیں کیا۔

یہاں ایک اور خدشہ بھی ہے کہ جراب سُوتی بھی ہوتی ہے اور اُونی بھی، موٹی بھی اور باریک بھی اور وہ بھی جس کے نیچے چمڑا لگا ہوتا ہے تو جب تک کسی خاص لفظ سے پتہ نہ چلے کہ وہ جراب جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا وہ چمڑے والی نہ تھی تب تک مقصود مجوزین ثابت نہیں ہو سکتا کیونکہ چمڑے والی جراب تو موزہ ہی کے حکم میں ہے اگر کہا جائے کہ دوسری جراب کا بھی احتمال تو ہے تو مَیں کہتا ہوں کہ اس میں جب صراحت نہیں ہے تو نفس مطمئن نہیں ہو سکتا اور حضورؐ نے فرمایا ہے "شک والی چیز کو ترک کر دو۔"

باقی رہا صحابہ کرامؓ کا عمل تو ان سے مسح جراب ثابت ہے اور تیرہ صحابہ کرامؓ کے نام صراحۃً سے معلوم ہیں کہ وہ جراب پر مسح کیا کرتے تھے یعنی حضرت علیؓ، عمارؓ، ابو مسعود انصاریؓ، انسؓ، ابن عمرؓ، براء بن عازب، حضرت بلالؓ، عبداللہ بن

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ابی اوفیؓ، سہل بن سعدؓ، ابوامامہؓ، عمرو بن حریثؓ، عمرو بن حباسؓ اگر حدیث مرفوع کے بجائے انکے عمل سے استدلال کیا جائے تو یہ اس سے بہتر ہے لیکن ان کے عمل میں ایک اور شبہ پیدا ہوتا ہے وہ یہ کہ یہ فعل ایک ایسا کام ہے جس میں اجتہاد کو دخل ہے اور جس میں اجتہاد کو دخل ہو۔ صحابی کا وہ فعل مرفوع حکمی نہیں کہلا سکتا۔

باقی رہا قیاس کا مسئلہ کہ جب موزہ پر مسح جائز ہے تو قیاساً جراب پر بھی جائز ہونا چاہیے کیونکہ ان دونوں میں کوئی فرق مؤثر نہیں ہے۔ اس پر شبہ یہ ہے کہ اگر مسح موزہ کی کوئی علت منصوص ہوتی۔ تو اس علت کی بنار پر جراب کے مسح کو اس پر قیاس کر لیا جاتا لیکن یہاں کوئی علت منصوص نہیں ہے ممکن ہے ہم کوئی اور علت سمجھیں اور حقیقت میں کوئی اور ہو۔ اگر سوال کیا جائے کہ صحابہؓ کی شان اس سے ارفع واعلیٰ ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کریں تو آخر کسی دلیل کی بنار پر ہی صحابہؓ نے جراب پر مسح کیا ہوگا، اگرچہ وہ ہم کو معلوم نہیں تو ہم بھی اسی وجہ سے مسح کرلیں گے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اگر صحابہؓ سے کوئی نقلی دلیل ہے تو وہ کہاں ہے کیسی ہے؟ جب تک ہمیں یہ معلوم نہ ہو جائے ہم قرآن اور متواتر حدیث کے مضمون کو کیوں چھوڑیں اور اگر صحابہؓ کے فعل سے استدلال کیا جائے تو اس کا جواب پہلے گزر چکا ہے کہ اس میں اجتہاد کو دخل ہے اور پھر یہ بھی تو معلوم نہیں کہ صحابہؓ کون سی جراب پر مسح کیا کرتے تھے؟ جب تک ان تمام باتوں کی وضاحت نہ ہو جائے ہم کتاب اللہ کے مضمون کو کیسے چھوڑ سکتے ہیں؟ واللہ اعلم

سید محمد نذیر حسین

فتاویٰ نذیریہ ص ۳۲۶ تا ص ۳۳۴ ج ۱

مسائلِ اربعہ

فرضوں کے بعد دُعا، جرابوں پر مسح
مرد عورت کی نماز میں فرق، ننگے سر نماز پڑھنا،

غیر مُقلّدین علماء کی نظر میں

حسبِ ارشاد
محدّث اعظم پاکستان حضرۃ مولانا محمد سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم

مرتب
پیر جی سیّد مشتاق علی شاہ

ناشر
مکتبہ فاروقیہ ۸ گوبند گڑھ گوجرانوالہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

مسئلہ ۱ فرض نماز کے بعد دُعا مانگنا

آج کل غیر مقلدین نے یہ مسئلہ شروع کیا ہوا ہے کہ فرض نماز کے بعد دُعا مانگنا ثابت نہیں ہے۔ حالانکہ خود غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل حضرت مولانا سیّد محمد نذیر حسین محدث دہلوی المتوفی ۱۳۲۰ھ بمطابق ۱۹۰۰ء فرضوں کے بعد دُعا مانگنے کے قائل تھے۔ ہم یہاں پر ان کے چار فتوے فتاویٰ نذیریہ میں سے بجنسہٖ نقل کرتے ہیں۔ سیّد محمد نذیر حسین دہلوی کے علاوہ محمد عبد السّلام، محمد ابوالحسن، حفیظ اللہ، سیّد شریف حسین، محمد عبد الرّب، سیّد احمد حسن وغیرہ بھی نذیر حسین کیساتھ ہیں۔

فتویٰ نمبر ۱

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعد فرض نماز کے ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگنا درست ہے یا نہیں؟ بیّنوا توجروا۔

الجواب: ہاتھ اُٹھا کر بعد نماز فرض کے دُعا مانگنا درست ہے، کتاب عمل الیوم واللیلہ لابن السنی میں ہے:

حدثنی احمد بن الحسن حدثنا ابو اسحٰق یعقوب بن خالد بن یزید البالسی حدثنا عبد العزیز بن عبد الرحمٰن القرشی عن خصیف عن[1] انس رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ

---

[1] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو آدمی ہر نماز کے بعد اپنے ہاتھ پھیلائے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

وسلم انہ قال مامن عبد یبسط کفیہ فی دبر کل صلوٰۃ
ثم یقول اللّٰھم الٰھی واٰلہ ابراھیم واسحٰق ویعقوب واٰلہ
جبریل ومیکائیل واسرافیل اسئلک ان تستجیب دعوتی فانی
مضطر وتعصمنی فی دینی فانی مبتلی وتنالنی برحمتک فانی
مذنب وتنفی عنا الفقر فانی متمسکن الا کان حقا علی اللہ
عزّ وجل ان لا یرد یدیہ خائبتین ۔

یعنی: انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بندہ ہر نماز کے بعد اپنے دونوں ہاتھوں کو پھیلائے، پھر کہے اللّٰھم الٰھی واٰلہ ابراہیم... الخ تو اللہ تعالیٰ اسکے دونوں ہاتھوں کو نامراد نہیں پھیرتا ہے۔"

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بعد فرض نماز کے ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگنا درست ہے۔ اس حدیث کے راویوں میں ایک راوی عبد العزیز بن عبد الرحمٰن اگر متکلم فیہ ہے جیسا کہ میزان الاعتدال وغیرہ میں مذکور ہے لیکن اس کا متکلم فیہ ہونا ثبوت جواز واستحباب کے منافی نہیں۔ کیونکہ حدیث ضعیف سے جو موضوع نہ ہو استحباب وجواز ثابت ہوتا ہے۔ قال[له] فی فتح القدیر فی الجنائز والاستحباب یثبت بالضعیف غیر الموضوع ۔ انتھی ۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے: قال ابن ابی حاتم حدثنا ابی، حدثنا ابو معمر المقری

اور کہے، اے میرے خدا اور ابراہیم، اسحٰق، یعقوب کے خدا اور جبریل اور میکائیل اور اسرافیل کے خدا میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، تو میری دُعا کو قبول فرما، میں بے قرار ہوں تو میرے دین کو محفوظ رکھ، میں مبتلا ہوں، مجھے اپنی رحمت میں لے لے میں گنہ کار ہوں ہم سے فکر دور کر دے، میں مسکین ہوں تو اللہ پر حق ہے کہ اسکے ہاتھوں کو خالی نہ لوٹائے۔ [له] ضعیف حدیث سے استحباب ثابت ہو جاتا ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

حدثنی عبدالوارث حدثنا علی بن زید عن سعید بن المسیب عن[1] ابی هریرۃ ان رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم رفع یدہ بعد ما سلم وھو مستقبل القبلۃ فقال اللّٰھم خلص الولید بن الولید وعیاش بن ابی ربیعۃ وسلمۃ بن ھشام وضعفۃ المسلمین الذین لایستطیعون حیلۃ ولا یھتدون سبیلا من ایدی الکفار ذکرہ الحافظ ابن کثیر فی تفسیر ایۃ الا المستضعفین من الرجال والنسآء والولدان لا یستطیعون حیلۃ ولا یھتدون سبیلا ۔ یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد سلام پھیرنے کے اپنے ہاتھوں کو اٹھایا اور آپ قبلہ رو تھے پس کہا اللھم خلص الولید بن الولید ... الخ ۔

اس حدیث کے راویوں میں علی بن زید ہے جس کو حافظ ابن حجر نے تقریب میں ضعیف کہا ہے، لیکن اس کا ضعیف ہونا ثبوت جواز و استحباب کے منافی نہیں ہے۔ کما مرّ۔ مصنف ابنِ ابی شیبہ میں ہے: عن الاسود بن عامر عن ابیہ قال صلیت مع رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم الفجر فلما سلم انحرف ورفع یدیہ ودعا الحدیث ۔ یعنی عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی، پس جب آپ نے سلام پھیرا، تو قبلہ کی طرف سے منحرف ہوئے

---

[1] حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرنے کے بعد قبلہ رخ بیٹھے ہوئے اپنے ہاتھ اٹھائے اور کہا اے اللہ ولید بن ولید اور عیاش بن ربیعہ اور سلمہ بن ہشام اور کمزور مسلمانوں کو نجات دے جو کسی حیلہ کی طاقت نہیں رکھتے اور کفار کے ہاتھ سے نکلنے کی کوئی راہ نہیں پاتے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا اور دعا کی۔

ان احادیث سے بعد نماز فرض کے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا قولاً و فعلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ حررہ العاجز عین الدین عفی عنہ۔

سید محمد نذیر حسین

فتاویٰ نذیریہ ص ۵۶۵ ج ۱

فتویٰ نمبر ۲

سوال: نماز فرض کے بعد دعا کے لیے رفع الیدین ہے یا نہیں؟

بیّنوا توجروا۔

الجواب: رفع الیدین بعد نماز فریضہ بعض[1] احادیث ضعیفہ سے ثابت ہے۔ عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما من عبد بسط کفیہ دبر کل صلوۃ یقول اللھم الھی واله ابراھیم۔ الحدیث رواہ ابن السنی فی کتابہ عمل الیوم واللیلۃ۔

وعن الاسود العامری عن ابیہ قال صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الفجر۔ فلما سلم انصرف ورفع یدیہ ودعا الحدیث۔ رواہ ابو بکر بن ابی شیبۃ فی مصنفہ۔

حررہ عبدالرحیم عفی عنہ۔

سید محمد نذیر حسین

فتاویٰ نذیریہ ص ۵۶۵ ج ۱

فتویٰ نمبر ۳

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

---

[1] قولہ: بعض احادیث ضعیفہ ..... الخ۔ اقول: بعض احادیث صحیح بھی ہیں۔ جن کا ذکر آگے آئے گا۔ ۱۲۔ (ابو سعید محمد شرف الدین۔)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بعد نماز فرائض کے ہاتھ اُٹھا کے دُعا مانگنا درست ہے یا بدعت ؟ زید کہتا ہے کہ بعد نماز فرائض کے ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنا بدعت ہے۔ بینوا توجروا ،

الجواب: صاحب فہم پر مخفی نہ رہے کہ بعد نماز فرائض کے ہاتھ اُٹھا کے دُعا مانگنا جائز و مستحب ہے اور زید مخطی ہے :

عن انس رض عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال ما من عبد یبسط کفیہ فی دبر کل صلوٰۃ ثم یقول اللھم الٰھی والٰہ جبرئیل ومیکائیل واسرافیل اسئلك ان تستجیب دعوتی فانی مضطر و تعصمنی فی دینی فانی مبتلی وتنالنی برحمتك فانی مذنب وتنفی عنی الفقر فانی متمسکن الا کان حقا علی اللہ عز وجل ان لا یرد یدیہ خائبتین۔ رواہ الحافظ ابوبکر بن السنی[1]۔

عن الاسود العامری عن ابیہ[2] قال صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم الفجر فلما سلم انحرف ورفع یدیہ ودعا... الخ۔ رواہ الحافظ ابوبکر بن ابی شیبۃ فی مصنفہ۔ اور حافظ جلال الدین نے اپنی

---

[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو آدمی نماز کے بعد اپنے ہاتھ پھیلا کر کہے اے میرے اور جبرئیل اور میکائیل اور اسرافیل کے خدا میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو میری دُعا کو قبول فرما۔ میں بے قرار ہوں میرے دین کو محفوظ رکھ میں فتنوں میں مبتلا ہوں مجھے اپنی رحمت میں لے لے میں گناہ گار ہوں، میرے فقر کو دُور کر دے، میں مسکین ہوں، تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اس کے ہاتھوں کو ناکام نہ لوٹائے۔ عہ اسکی سند میں عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن قرشی ضعیف ہے۔ ۱۲ (ابوسعید محمد شرف الدین) [2] اسود عامری کے باپ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی۔ جب آپ نے سلام پھیرا، تو رُخ ہماری طرف کیا، اپنے ہاتھ اُٹھائے اور دُعا مانگی۔ ۱۲

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کتاب فضل الدّعاء فی احادیث رفع الیدین فی الدّعاء میں روایت کیا ہے محمد بن یحییٰ اسلمی سے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نہیں اٹھاتے تھے اپنے ہاتھ کو دعا میں مگر جب کہ فارغ ہوتے نماز سے اور کہا ہے اس حدیث کے راوی جتنے ہیں سب ثقہ ہیں : عن[له] محمد بن یحییٰ الاسلمی قال رأیت عبد اللہ بن زبیر ورأی رجلا رافعا یدیہ قبل ان یفرغ من صلوٰتہ فلما فرغ منہا قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یرفع یدیہ حتی یفرغ من صلوٰتہ ورجالہ ثقات ع‍ه اور نیز ابوداؤد میں ہے

له عبد اللہ بن زبیر نے ایک آدمی کو دیکھا اس نے پوری نماز پڑھنے سے پہلے ہی ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا شروع کیا ۔ آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہونے کے بعد ہاتھ اٹھایا کرتے تھے ۔ ع‍ه میں کہتا ہوں کہ اس حدیث کو صاحب مجمع الزوائد نے بھی نقل کیا ہے ۔ حیث قال عن محمد بن ابی یحیی قال رأیت عبد اللہ بن الزبیر ورأی رجلاً رافعا یدیہ یدعو قبل ان یفرغ من صلوتہ فلما فرغ منہا قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یرفع یدیہ حتی یفرغ من صلوٰتہ ۔ رواہ الطبرانی وترجم لہ فقال محمد بن یحیی الاسلمی عن عبد اللہ بن الزبیر ورجالہ ثقات ... انتہٰی ۔ مجمع الزوائد قلمی ص۳۳۶/ج۷ کتاب الادعیۃ باب ماجاء فی الاشارۃ فی الدعاء ورفع الیدین ۔ وعن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلیتم الصبح فافزعوا الی الدعاء وباکروا فی طلب الحوائج اللھم بارک لامتی فی بکورھا ... انتہٰی ۔ اس حدیث کو علی متقی نے کنز العمال ص۱۱۵/ج۱ میں صحیح مسلم، ابوداؤد، نسائی وغیرہ کے حوالے سے ذکر کیا ہے ۔ وعن ابی بکرۃ

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب سوال کرو اللہ تعالیٰ سے تو سوال کرو بطون کف اپنے کے ساتھ، اور نہ سوال کرو اس سے ساتھ ظہور کف اپنے کے: عن مالک بن یسار قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سألتم اللہ فاسئلوہ ببطون اکفکم ولا تسئلوہا بظہورہا وفی روایۃ ابن عباس قال سلوا اللہ ببطون اکفکم ولا تسئلوہ بظہورہا فاذا فرغتم فامسحوا بہا وجوہکم عہ رواہ ابو داؤد۔ اور ترمذی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہاتھ، دعا میں اٹھاتے تو نہیں چھوڑتے تھے یہاں تک کہ مسح کرتے اپنے منہ کو: عن عمر قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رفع یدیہ فی الدعاء لم یحطہما حتی یمسح بہما وجہہ عہ رواہ الترمذی اور نیز مشکوٰۃ کے ص۱۸۷ میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب بندہ ہاتھ اٹھا کے دعا کرتا ہے تو اللہ شرم کرتا ہے کہ اس کے ہاتھ خالی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال سلوا اللہ ببطون اکفکم ولا تسئلوہ بظہورہا۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر ورجالہ رجال الصحیح غیر عمار بن خالد الواسطی وہو ثقۃ مجمع الزوائد ص۱۶۹ ج۱۰، کنز العمال ص۶۵ ج۱، فضل الدعاء ص۵۵ وفی روایۃ ابن عباس رضی اللہ عنہما مرفوعا عند ابن ماجۃ اذا دعوت اللہ فادع ببطن کفیک... الخ۔ حاصل ان حدیثوں کا یہ ہے کہ آپ نے فرمایا، صبح کی نماز کے بعد یعنی فرض نماز کے بعد دعا مانگو اور جب دعا مانگو تو ہاتھ اٹھا کر دعا مانگو۔ نتیجہ یہ ہوا کہ فرضی نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگو۔ وہو المدعی، واللہ اعلم۔ ابو سعید محمد شرف الدین مصحح فتاویٰ ہذا۔

حاشیہ صفحہ ہذا: عہ سندہ ضعیف واخرجہ ایضا الطبرانی فی الکبیر والحاکم فی المستدرک عن ابن عباس مرفوعا کنز العمال۔ (ابو سعید محمد شرف الدین) عہ اخرجہ ایضا الحاکم فی المستدرک وقال الترمذی صحیح غریب ۱۲ کنز العمال۔ (ابو سعید محمد شرف الدین)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

پھیر دے۔ عن سلمان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ربکم حی کریم یستحی عن عبدہ اذا رفع یدیہ ان یردھما صفراً۔ رواہ الترمذی وابوداؤد والبیھقی فی الدعوات الکبیر۔[عہ]

علاوہ اس کے دعا میں ہاتھ اٹھانا شریعت من قبلنا سے بھی ثابت ہے۔ چنانچہ بخاری صفحہ ۴۷۵ میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب حضرت ہاجرہ کو چھوڑ چلے، پھر جب کہ ثنیہ کے پاس پہنچے تو قبلہ کی طرف منہ پھیر کر ہاتھ اٹھا کے دعا کی، امام نووی صاحب عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی کی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:[۱] ھذا حدیث مشتمل علی کثیر من الفوائد ومنھا استحباب رفع الیدین فی الدعاء انتھی۔ اور ادب المفرد کے صفحہ ۸۹ میں ہے:[۲] عن عکرمۃ عن عائشۃ انہ سمعہ منھا انھا رأت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یدعو رافعا یدیہ یقول اللھم انما انا بشر فلا تعاقبنی ایما رجل من المومنین اذیتہ۔ و[۳]عن ابی ھریرۃ قال قدم الطفیل بن عمرو الدوسی علی رسول اللہ

---

۱ یہ حدیث بہت سے فوائد پر مشتمل ہے اس سے دعا میں ہاتھ اٹھانے کا استحباب معلوم ہوتا ہے۔

۲ حضرت عائشہ رضی نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے دیکھا آپ کہہ رہے تھے اے اللہ میں بھی ایک آدمی ہوں اگر میں نے کسی مومن کو کوئی تکلیف دی ہو، یا کوئی سخت کلامی کی ہو تو مجھے معاف کر دینا۔ ۳ طفیل بن عمرو دوسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا اے اللہ کے رسول دوس نے نافرمانی کی اور دین حق کا انکار کیا، آپ ان پر بددعا کریں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے ہاتھ اٹھائے لوگوں نے سمجھا کہ آپ ان پر بددعا کریں گے۔ آپ نے فرمایا اے اللہ دوس کو ہدایت دے اور انکو میرے پاس لا۔ عہ اخرجہ ایضا احمد وابن ماجۃ وابن حبان فی صحیحہ والحاکم وقال صحیح علی شرط الشیخین الترغیب والترھیب وکنز العمال۔ ابو سعید محمد شرف الدین)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

صلّی اللہ علیہ وسلّم فقال یارسول اللہ انّ دوسا عصت وابت فادع اللہ علیہا فاستقبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم القبلۃ ورفع یدیہ فظن الناس انہ یدعو علیھم فقال اللّٰھم اھد دوسا وائت بھم۔ پس ان احادیث سے ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم ہاتھ اُٹھا کے دُعا مانگتے تھے اور دُعا میں ہاتھ اُٹھانا مسنون طریقہ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ محمد عبد الغفور عفی عنہ۔

سید محمد عبد السلام غفرلہ ۱۲۹۹	سید محمد ابوالحسن ۱۳۰۵	سید محمد نذیر حسین ۱۲۸۱

فتاوٰی نذیریہ ص۵۶۹ ج۱

فتوٰی نمبر۴

مسئلہ[۱]: چہ می فرمایند علمائے دین ومفتیان شرع متین اندریں مسئلہ کہ رفع یدین در دعائے کہ بعد ادائے نماز کردہ می شود چنانکہ معمول ائمہ دیار است از احادیث قولیہ یا فعلیہ ثابت است یا نہ ہر چند کہ فقہاء ایں را مستحسن می نویسند واحادیث در مطلق رفع یدین در دعا نیز وارد اند لیکن دریں خصوص ہم حدیثے وارد است یا نہ۔ بینوا توجروا۔

ھوالمصوب[۲]: دریں خصوص نیز حدیثے وارد است چنانچہ حافظ ابوبکر احمد بن اسحٰق بن السنی در کتاب عمل الیوم واللیلۃ می نویسند۔ حدثنی احمد

۱؎ کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ فرض نماز کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگنا جیسا کہ اس علاقہ کے علماء کا دستور ہے کسی حدیث قولی یا فعلی سے ثابت ہے یا نہیں؟ اگرچہ فقہاء اس کو مستحسن کہتے ہیں اور دعا میں ہاتھ اٹھانے کے متعلق بھی احادیث میں آیا ہے لیکن خصوصًا اس دُعا کے متعلق بھی کوئی حدیث ہے یا نہیں؟

۲؎ اس مخصوص دعا کے بارے میں بھی حدیث ہے۔ انس نبی صلّی اللہ علیہ

باقی حاشیہ اگلے صفحے پر

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بن الحسن حدثنا ابو اسحٰق یعقوب بن خالد بن یزید انبالسی حدثنا عبد العزیز بن عبد الرحمٰن للقرشی عن خصیف عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال ما من عبد بسط کفیہ فی دبر کل صلوٰۃ ثم یقول اللّٰھم الٰھی والہ ابراھیم واسحٰق ویعقوب والہ جبرئیل ومیکائیل واسرافیل اسئلك ان تستجیب دعوتی فانی مضطر وتعصمنی فی دینی فانی مبتلی وتنالنی برحمتك فانی مذنب وتنفی عنی الفقر فانی متمسکن الا کان حقا علی اللہ عزّ وجلّ ان لا یرد یدیہ خائبتین ۔ اگر گفتہ شود کہ در سند ایں روایت عبد العزیز بن عبد الرحمٰن است، وآں متکلم فیہ است ۔ چنانچہ در میزان الاعتدال وغیرہ مصرح است گفتہ خواہد شد، کہ حدیث ضعیف برائے اثبات استحباب کافی است، چنانچہ ابن ہمام در فتح القدیر در کتاب الجنائز می نویسد ۔ والاستحباب یثبت

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو آدمی ہر نماز کے بعد اپنے ہاتھ پھیلا کر یہ دعا کرے اے میرے اور ابراہیمؑ و اسحٰقؑ و یعقوبؑ کے خدا، اے جبرئیل میکائیل اسرافیل کے خدا میں اپنی دعا کی قبولیت کا تجھ سے سوال کرتا ہوں، میں بیقرار ہوں، میں مبتلا ہوں، میرے دین کو محفوظ رکھ، میں گناہگار ہوں مجھے اپنی رحمت سے ڈھانپ لے میں مسکین ہوں، میرا فقر دور کر دے تو اللہ پر حق ہے کہ اس کو خالی ہاتھ نہ لوٹائے ۔

اگر اس حدیث پر یہ اعتراض کیا جائے کہ اسکی سند میں عبد العزیز بن عبد الرحمٰن متکلم فیہ ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ استحباب کے ثبوت کے لیے ضعیف حدیث بھی کافی ہے چنانچہ ابن الہمام نے فتح القدیر کتاب الجنائز میں اسکی تصریح کی ہے اسود عامری اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے صبح کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی آپ نے سلام پھیرا اور رُخ ہماری طرف کیا اپنے ہاتھ اُٹھائے اور دُعا مانگی تو معلوم ہوا کہ فرض نماز کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ واللہ اعلم

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بالضعيف غير الموضوع ۔ واللہ اعلم ۔

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ

عن ذنبہ الجلی والخفی ۔

سید محمد نذیر حسین	ابوالحسنات محمد عبدالحی	حسبنا حفیظ اللہ

الجواب صحیح والرای نجیح ۔ ویؤیدہ ماروا ہ ابوبکر بن ابی شیبۃ فی المصنف عن الاسود العامری عن ابیہ قال صلّیت مع رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم الفجر فلما انحرف رفع یدیہ ودعا الحدیث فثبت بعد الصلٰوۃ المفروضہ رفع الیدین فی الدعاء عن سید الانبیاء واسوۃ الاتقیاء صلی اللہ علیہ وسلم کما لا یخفی علی العلماء الاذکیاء۔

حررہ السید شریف حسین عفا اللہ عنہ فی الدارین

سید شریف حسین	سید محمد نذیر حسین	حسبنا حفیظ اللہ
محمد عبدالرب	سید احمد حسن	

فتاوی نذیریہ ص ۵۶۶ ج ۱

مسئلہ نمبر ۲، جرابوں پر مسح کرنا

موجودہ دور کے غیر مقلدین کا عمل اور فتوٰی یہ ہے کہ ہر قسم کی جرابوں پر مسح کرنا جائز ہے ۔ حالانکہ یہ بات نہ قرآن سے ثابت ہے اور نہ ہی کسی صحیح ، صریح مرفوع حدیث سے ۔ بلکہ خود مولانا سید نذیر حسین دہلوی غیر مقلد کا فتوٰی بھی موجودہ غیر مقلدین کے خلاف ہے ۔ ہم یہاں پر فتاوٰی نذیریہ سے وہ فتوٰی نقل کرتے ہیں ۔ یہ فتوٰی اصل عربی زبان میں ہے اور فتوی کے نیچے اس کا اردو ترجمہ بھی کیا ہوا ہے یہاں پر صرف اردو ترجمہ پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے ۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

سوال : کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ اونی یا سوتی جرابوں پر مسح جائز ہے یا نہیں ؟ یہ تو معلوم ہے کہ جرابوں پر مسح کرنے کی حدیث ضعیف ہے اور امام ترمذی نے جو اس کو صحیح کہا ہے محدثین نے اسے قبول نہیں کیا اور اگر موزوں کے مسح پر اس کو علتِ مشترکہ کی بنا پر قیاس کیا جائے تو اس سے فرض غسل جو قرآن سے ثابت ہے ساقط ہو جائے گا یا نہیں ؟ اور ائمہ نے جو جراب کے لیے موٹا ہونے اور پانی کے نفوذ نہ کرنے کی قید لگائی ہے، تو کیا اس سے زیادہ کسی اور علت کا بھی اضافہ ہو سکتا ہے یا نہیں ؟ پاؤں کا دھونا فرض ہے اور موزے پر مسح رخصت ہے۔ کیا رخصتِ شرعیہ شارع کے بیان پر موقوف ہے یا نہیں ؟ جواب مفصل عنایت فرمائیں۔

الجواب : مذکورہ جرابوں پر مسح جائز نہیں ہے، کیونکہ اس کی کوئی صحیح دلیل نہیں ہے اور مجوزین نے جن چیزوں سے استدلال کیا ہے اس میں خدشات ہیں۔ استدلال تین چیزوں سے کیا گیا ہے۔ حدیث مرفوع، فعلِ صحابہ رض اور قیاس۔

حدیث مرفوع تو وہ ہے جس کو ترمذی نے مغیرہ بن شعبہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور جراب اور جوتے پر مسح کیا۔ ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے۔ اس پر اعتراض یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اس سے استدلال صحیح نہیں ہے۔ عبدالرحمٰن بن مہدی یہ حدیث روایت نہیں کیا کرتے تھے کیونکہ مغیرہ سے مشہور روایت موزے پر مسح کرنے کی ہے۔ ابو موسیٰ اشعری رض نے بھی جراب پر مسح کرنے کی روایت نقل کی ہے لیکن اس کی سند متصل نہیں۔ امام مسلمؒ نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ مغیرہ بن شعبہ سے جتنے لوگوں نے اس حدیث کو روایت کیا ہے انھوں نے موزے پر مسح بیان کیا ہے۔ صرف قیس اودی اور ہذیل بن شرحبیل نے جراب کا لفظ بیان کیا ہے لیکن یہ دوسرے راویوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ عبدالرحمٰن بن مہدی نے سفیان ثوری سے کہا کہ اگر آپ مجھے ابو قیس

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

عن ہذیل کی حدیث سنائیں تو میں اس کو آپ سے قبول نہیں کروں گا۔ سفیان نے نے کہا وہ حدیث واقعی ضعیف ہے۔ علی بن مدینی نے کہا حضرت مغیرہؓ کی حدیث کو مدینہ، کوفہ اور بصرہ والوں نے روایت کیا ہے، سب موزہ کا ذکر کرتے ہیں صرف ابو قیس جراب کا تذکرہ کرتے ہیں۔ بیہقی نے کہا یہ حدیث منکر ہے اس کو سفیان ثوری اور عبد الرحمٰن بن مہدی، احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین، علی بن مدینی، امام مسلمؒ نے ضعیف کہا ہے۔

اگر یہ سوال کیا جائے کہ ابن دقیق العید نے اس کی تصحیح پر اعتماد کیا ہے اور کہا ہے کہ ابو قیس کی روایت دوسروں کے مخالف نہیں ہے کیونکہ وہ تو ایک امر زائد بیان کر رہے ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اگر اس روایت کے یہ الفاظ ہوتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم موزوں پر اور جرابوں اور جوتی پر مسح کیا تو ایک امر زائد تھا۔ لیکن اس نے تو موزے کے بجائے جراب اور جوتی کا ذکر کیا ہے تو یہ امر زائد نہیں ہے بلکہ ثقات کی مخالفت ہے۔ باقی رہا ترمذیؒ کا اس کو حسن صحیح کہنا تو امام نوویؒ نے کہا کہ جن لوگوں نے اس حدیث کی تضعیف کی ہے ان میں سے ہر ایک امام ترمذیؒ سے مقدم ہے اور پھر یہ اصول بھی ہے کہ جرح تعدیل پر مقدم ہوتی ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ لفظ جراب مختلف المفہوم ہے۔ موزے کے اوپر جو لفافہ پہنا جاتا ہے اس کو جرموق کہتے ہیں اور جرموق پر جو پہنا جاتا ہے اس کو جراب کہتے ہیں تو ممکن ہے جراب سے چمڑے کا وہ لفافہ مراد ہو جو جرموق پر پہنا جاتا ہے، تو میں کہتا ہوں کہ یہ دلیل تو ہماری ہو گی نہ کہ تمہاری اور پھر یہ بھی خیال کرنا چاہیے کہ جراب پر مسح کرنے والوں کا مقصد تو یہ ہے کہ صرف جراب پر مسح کرنا جائز ہے حالانکہ اس حدیث میں جراب اور جوتی پر مسح کا ذکر ہے یعنی جراب کے اوپر جوتی

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

پہنے ہوئے آپؐ نے مسح کیا، صرف جراب پر مسح نہیں کیا۔

یہاں ایک اور خدشہ بھی ہے کہ جراب سُوتی بھی ہوتی ہے اور اُونی بھی۔ موٹی بھی اور باریک بھی اور وہ بھی جس کے نیچے چمڑا لگا ہوتا ہے تو جب تک کسی خاص لفظ سے پتہ نہ چلے کہ وہ جراب جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا وہ چمڑے والی نہ تھی تب تک مقصود مجوزین ثابت نہیں ہو سکتا کیونکہ چمڑے والی جراب تو موزہ ہی کے حکم میں ہے اگر کہا جائے کہ دوسری جراب کا بھی احتمال تو ہے تو میں کہتا ہوں کہ اس میں جب صراحت نہیں ہے تو نفس مطمئن نہیں ہو سکتا اور حضورؐ نے فرمایا ہے "شک والی چیز کو ترک کردو"

باقی رہا صحابہ کرامؓ کا عمل تو ان سے مسح جراب ثابت ہے اور تیرہ صحابہ کرامؓ کے نام صراحت سے معلوم ہیں کہ وہ جراب پر مسح کیا کرتے تھے یعنی حضرت علیؓ، عمارؓ، ابومسعود انصاریؓ، انسؓ، ابن عمرؓ، براء بن عازب، حضرت بلالؓ، عبداللہ بن ابی اوفیؓ، سہل بن سعدؓ، ابوامامہؓ، عمرو بن حریثؓ، عمرو بن حباسؓ اگر حدیث مرفوع کے بجائے انکے عمل سے استدلال کیا جائے تو یہ اس سے بہتر ہے لیکن ان کے عمل میں ایک اور شبہ پیدا ہوتا ہے وہ یہ کہ یہ فعل ایک ایسا کام ہے جس میں اجتہاد کو دخل ہے اور جس میں اجتہاد کو دخل ہو صحابی کا وہ فعل مرفوع حکمی نہیں کہلا سکتا۔

باقی رہا قیاس کا مسئلہ کہ جب موزہ پر مسح جائز ہے تو قیاساً جراب پر بھی جائز ہونا چاہیے کیونکہ ان دونوں میں کوئی فرق مؤثر نہیں ہے۔ اس پر شبہ یہ ہے کہ اگر مسح موزہ کی کوئی علت منصوص ہوتی۔ تو اس علت کی بنا پر جراب کے مسح کو اس پر قیاس کر لیا جاتا لیکن یہاں کوئی علت منصوص نہیں ہے ممکن ہے ہم کوئی اور علت سمجھیں اور حقیقت میں کوئی اور ہو۔ اگر سوال کیا جائے کہ صحابہؓ کی

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

شان اس سے ارفع واعلیٰ ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کریں تو آخر کسی دلیل کی بناء پر ہی صحابہؓ نے جراب پر مسح کیا ہوگا، اگرچہ وہ ہم کو معلوم نہیں تو ہم بھی اسی وجہ سے مسح کرلیں گے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اگر صحابہؓ سے کوئی نقلی دلیل ہے تو وہ کہاں ہے کیسی ہے؟ جب تک ہمیں یہ معلوم نہ ہو جائے ہم قرآن اور متواتر حدیث کے مضمون کو کیوں چھوڑیں اور اگر صحابہؓ کے فعل سے استدلال کیا جائے تو اس کا جواب پہلے گزر چکا ہے کہ اس میں اجتہاد کو دخل ہے اور پھر یہ بھی تو معلوم نہیں کہ صحابہؓ کون سی جراب پر مسح کیا کرتے تھے؟ جب تک ان تمام باتوں کی وضاحت نہ ہو جائے ہم کتاب اللہ کے مضمون کو کیسے چھوڑ سکتے ہیں؟ واللہ اعلم

سید محمد نذیر حسین	فتاویٰ نذیریہ ص ۳۲۶ تا ص ۳۳۴ ج ۱

مسئلہ نمبر ۳ مرد، عورت کی نماز میں فرق

غیر مقلدین کا کہنا ہے کہ مرد اور عورت کی نماز میں کوئی فرق نہیں ہے۔ وہ یہ بات نہ قرآن سے ثابت کر سکتے ہیں اور نہ کسی صحیح، صریح، مرفوع حدیث سے، صرف دعویٰ ہی دعویٰ ہے۔ ہم اس مسئلہ کی تفصیل مجموعہ رسائل جلد اوّل حضرت مولانا محمد امین اوکاڑوی میں کر دی ہے۔ غیر مقلدین کے مشہور عالم دین حضرت مولانا داؤد غزنویؒ کے والد گرامی حضرت مولانا عبد الجبار غزنویؒ کا ایک فتویٰ فتاویٰ علماء حدیث سے بجنسہٖ نقل کرتے ہیں۔ جس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ بعض مسائل میں مرد اور عورت کی نماز میں فرق ہے۔ اور خود غیر مقلدین بھی اس کو تسلیم کرتے ہیں۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

سوال : عورتوں کو نماز میں انضمام کرنا چاہیے یا نہ ؟ بینوا توجروا ۔

الجواب وھوالموفق للصواب : ابوداؤد اپنے مراسیل میں اور بیہقی سنن کبریٰ میں زید بن ابی حبیب سے مرسلاً روایت کرتے ہیں : ان رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم مرّ علی امرأتین تصلیان فقال اذا سجدتما فضما بعض اللحم الی الارض وان المرأۃ لیست فی ذلک کالرجل واخرج البیھقی مرفوعا اذا سجدت المرأۃ الصقت بطنھا فخذھا کاستر ما یکون لھا[1] اوراسی پر تعامل اہلِ سنّت مذاہب اربعہ وغیرہ سے چلا آیا ہے ۔

حافظ ابن القیمؒ زاد المعاد میں لکھتے ہیں : ولھذا شرع فی حق الاناث من الستر والخفر مالا یشرع مثلہ للذکور فی اللباس وارخاء الذیل شبرا او اکثر وجمع نفسھا فی الرکوع والسجود دون التجافی ۔[2]

شرح وقایہ وہدایہ وغیرہ کتب حنفیہ میں لکھا ہے : والمرأۃ تنخفض فی السجود وتلحق بطنھا بفخذیھا ۔[3] ابن ابی زید مالکیؒ نے اپنے رسالہ میں جو مذہب امام مالکؒ میں متون معتبرہ سے ہے لکھتے ہیں : وھی ای المرأۃ

---

[1] تحقیق رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم عورتوں کے پاس سے گزرے جو نماز پڑھ رہی تھیں تو آپؐ نے فرمایا جب تم سجدہ کرو تو سمٹ کر سجدہ کرو کیونکہ عورت اس فعل میں آدمی کی طرح پر نہیں ہے اور بیہقی نے مرفوعاً بیان کیا ہے کہ جب عورت سجدہ کرے تو اپنے پیٹ کو اپنی رانوں سے ملالے اس میں زیادہ پردہ ہے ۔ ۱۲ (علوی) [2] عورتوں کے لیے (نماز میں) لباس کے ساتھ اور پلو ایک بالشت یا زیادہ چھوڑنے کے ساتھ پردہ کرنا اور اپنے بدن کو رکوع اور سجدہ میں اکٹھا کرنا اور جھکانا اسقدر شروع ہے جو مردوں کیلیے اتنا نہیں ۔۱۲ [3] اور عورت سجدوں میں جھک جائے اور اپنے پیٹ کو رانوں سے ملائے ۔۱۲

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

فی ہیئۃ الصّلوٰۃ مثلہ (ای مثل الرجل) غیر انہا تنضم ولا تفرج فخذیھا ولا عضدیھا وتکون منضمۃ منزویۃ فی جلستھا و سجودھا وامرھا کلہ[1] امام نووی منہاج میں (جو فقہ شافعیہ میں معتبر متن ہے) لکھتے ہیں: وتضم المرأۃ و مخنثی[2] شہاب الدین احمد رملی شافعی نہایۃ المحتاج میں منہاج کی اس عبارت مذکور پر لکھتے ہیں: فیضم کل منھما بعضہ الی بعض ولو فی خلوۃ فیما یظھر لما فی تفریقھما من التشبۃ من الرجال[3] شرح اقناع (جو حنابلہ کی معتمد کتاب ہے) میں لکھتے ہیں: والمرأۃ کالرجل فی ذٰلك لا انہا تجمع نفسھا فی الرکوع و السجود وجمیع احوال الصّلوٰۃ وتجلس متربعۃ اوتسدل رجلیھا عن یمینھا وھو افضل لانہ غالب فعل عائشۃ واشبہ بجلسۃ الرجل انتھی[4] اور دونوں پاؤں کو دائیں طرف نکال کر بیٹھنا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قعدہ اخیرہ میں ثابت ہے۔ جب مردوں کے واسطے اس کی ممانعت

---

[1] اور عورت صورت میں نماز مرد کی طرح ہے صرف اتنا فرق ہے کہ عورت سمٹ کر رہے اور اپنے بازو اور رانوں کو کشادہ نہ کرے بلکہ اپنے سجدے اور بیٹھنے اور نماز کے سب کاموں میں مل کر رہے۔ [2] عورت اور مخنث (نماز میں سمٹ کر رہیں۔ ۱۲ [3] پس ہر ایک عورت اور مخنث (نماز میں اپنے) بعض (جسم) کو بعض سے ملاوے اگرچہ خلوت میں ہو۔ ظاہر یہی ہے اسلیے کہ بعض جسم کو علیحدہ کرنے میں مردوں سے مشابہت ہوتی ہے۔ ۱۲ [4] عورت نماز میں مرد کی طرح ہے مگر عورت اپنے جسم کو رکوع اور سجدوں اور تمام کے احوال میں اکٹھا کرکے رکھے اور (بیٹھنے کے وقت) چوکڑی مار کر بیٹھے یا اپنے دونوں پاؤں کو اپنی داہنی طرف نکال کر بیٹھے اور یہ (پچھلی صورت) بہتر ہے اس لیے کہ مائی عائشہ رضی اللہ عنہا کا اکثر یہی طریقہ تھا اور (یہ صورت) مرد کے بیٹھنے کے ساتھ بھی بہت مشابہ ہے۔ انتھی۔ ۱۲ ۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

نہیں تو عورتوں کے واسطے بسبب تستر کے بالاولی ممانعت نہیں۔ ابوداؤد صفت صلوٰۃ نبویہ میں ابوحُمید سے مروی ہے: فاذا کان فی الرابعۃ افضی بورکہ الیسریٰ الی الارض واخرج من ناحیۃ واحدۃ[1] غرض کہ عورتوں کا انضمام و انخفاض نمازمیں احادیث وتعامل جمہور اہلِ علم از مذاہبِ اربعہ وغیرہم سے ثابت ہے اس کا منکر کتبِ حدیث وتعامل اہلِ علم سے بے خبر ہے۔ واللہ اعلم۔

حررہ عبدالجبار بن عبداللہ الغزنوی عفی اللہ عنہما

فتاویٰ علماء حدیث ص۱۴۸ ج۴، ص۱۴۹ ج۴ (فتاویٰ غزنویہ ص۲۷، ص۲۸)

مسئلہ نمبر۴ : ننگے سر نماز پڑھنا

مولانا محمد اسمٰعیل سلفی غیر مقلد کا فتویٰ

سوال : بدن پر کپڑے ہوتے ہوئے سر پر سے ٹوپی یا پگڑی اُتار کر رکھ دینی اور کوئی عذر بھی نہ ہو اور ہمیشہ اس طرح نماز پڑھنا، اگرچہ فرض نماز باجماعت مسجد میں ہو اس کے لیے شرعاً کیا حکم ہے؟ کیا اس طرح نبی علیہ الصّلوٰۃ والسلام یا صحابہؓ سے ثبوت ملتا ہے؟ اگر ملتا ہے تو عبارت مع صفحہ تحریر فرمادیں۔

۲۔ ننگے سر نماز پڑھنی افضل ہے یا سر ڈھانک کر، اگر سر ڈھانک کر نماز پڑھنی افضل ہے تو اسکی دلیل پیش فرمائیے گا؟

(عبداللہ خطیب جامع مسجد اہلِ حدیث ڈیرہ غازیخاں)

---

[1] جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چوتھی رکعت میں بیٹھتے تو اپنے بائیں طرف مبارک زمین سے لگا دیتے اور دوسری طرف سے اپنے پاؤں مبارک نکال دیتے۔ ۱۲ علوی

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب : وباللہ التوفیق ؛ مذکرہ صدر سوال پر تین وجوہ سے غور کیا جا سکتا ہے۔ ۱ مطلق جواز اور اباحت کے لحاظ سے، ۲ افضلیت یعنی آنحضرتؐ اور صحابہؓ کے عام عمل کے لحاظ سے، ۳ حرمت اور عدم جواز کے لحاظ سے۔

نماز میں ستر مغلظ (شرمگاہ) کا ڈھانپنا بالاتفاق ضروری ہے ان میں سے اگر کوئی حصہ ننگا ہو تو نماز نہیں ہوگی اور ان اعضاء کا ننگا رکھنا شرعاً حرام ہے۔ بہز بن حکیم سے مروی ہے: اِحْفَظْ عَوْرَتَكَ اِلَّا مِنْ زَوْجَتِكَ اَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ (رواہ الخمسۃ الا النسائی) بیوی اور مملوکہ کے سوا اعضاء ستر دیکھنے کا کسی کو موقع نہ دے۔

شوکانی فرماتے ہیں: والحق وجوب ستر العورۃ فی جمیع الاوقات الا وقت قضاء الحاجۃ وافضا الرجل الی اھلہ۔ اھ (نیل الاوطار ص۶۴ ج۲)

حد ستر میں اہلِ علم مختلف ہیں۔ جمہور ناف سے گھٹنے تک ڈھکنا ضروری سمجھتے ہیں بعض صرف ران ڈھانپنا واجب سمجھتے ہیں۔ امام احمد اور امام مالک سے ایک روایت میں آیا ہے: العورۃ القبل والدبر۔ (نیل الاوطار ص۶۴ ج۲) غرض ستر کی جو حد بھی اہلِ علم کے نزدیک ہے اگر اسے ننگا رکھا جائے تو نماز نہیں ہوگی۔ اعضاء ستر کو ویسے بھی ننگا رکھنا درست نہیں۔ نماز میں تو قطعاً حرام اور ناجائز ہوگا۔ سر چونکہ بالاتفاق اعضاء ستر میں نہیں اس لیے اگر کسی وقت ننگے سر نماز پڑھی جائے تو نماز بالاتفاق جائز ہوگی اس کے لیے نہ بحث کی ضرورت ہے نہ احادیث کی ٹٹول کی ضرورت، جس طرح کوئی پنڈلی، پیٹ، پشت وغیرہ اعضاء ننگے ہوں تو نماز جائز ہے سر ننگے بھی درست ہے لیکن اسے عادت نہیں بنانا چاہیے۔

امام اگر نماز کے بعد پاؤں آسمان کی طرف کرے یا مقتدی کوئی ایسی حرکت کریں حدیث میں اس سے رکاوٹ ثابت نہیں ہوگی لیکن عقل مند ایسا کرنے سے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

پرہیز کرے گا۔ ننگے سر کی عادت بھی قریباً اسی نوعیت کی ہے۔ جواز کے باوجود ایسی عادات عقل وفہم کے خلاف ہیں۔ عقلمند اور متدین آدمی کو اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔

آنحضرت، صحابہ کرام اور اہلِ علم کا طریق وہی ہے جو اب تک مساجد میں متوارث اور معمول بہا ہے۔ کوئی مرفوع حدیث صحیح میری نظر سے نہیں گزری جس سے اس عادت کا جواز ثابت ہو خصوصاً باجماعت فرائض میں بلکہ عادت مبارک یہی تھی کہ پورے لباس سے نماز ادا فرماتے تھے۔

امام بخاری فرماتے ہیں: باب وجوب الصلوٰة فی الثیاب وقول اللہ تعالیٰ: خُذُوا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ ومن صلّٰی ملتحفا فی ثوب واحد ويذكر عن سلمة بن الاكوع ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یزرّہ ولو بشوکة. فی اسناده نظر۔ الخ۔ (صحیح بخاری مع فتح مطبوعہ مصر ص۳۱۸ ج۱) امام بخاری کا مطلب یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ زینت کا مطلب یہ سمجھتے ہیں کہ اعضاءِ ستر ڈھانپنے کے علاوہ اچھے کپڑوں میں ادا کی جائے۔ عام ذہن کے لوگوں کو اس قسم کی احادیث سے غلطی لگی ہے کہ ایک کپڑے میں نماز ادا کی جائے تو سر ننگا رہے گا۔ حالانکہ ایک کپڑے کو اگر پوری طرح لپیٹا جائے تو سر ڈھکا جا سکتا ہے۔

اس مضمون کی احادیث اُمِّ ہانی، ابوہریرہ، جابر بن عبداللہ، سلمہ بن الاکوع، عمر بن ابی سلمہ طلق بن علی وغیرہ سے صحیح بخاری، سنن ابی داؤد وغیرہ دواوینِ سنّت میں موجود ہیں لیکن کسی میں سر ننگا رکھنے کا ذکر نہیں خصوصاً جس میں عادت اور کثرتِ عمل ثابت ہو، پھر احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ صورت یا تو صرف اظہارِ جواز کے لیے ہے، یا کپڑوں کی کم یابی کی وجہ سے۔ ان حالات سے جواز یا اباحت تو ثابت ہو سکتی ہے سنّت یا استحباب ظاہر نہیں ہوتا۔ حضرت ابوہریرہؓ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کی روایت میں ہے: اولکلکم ثوبان۔ (ابوداؤد ص۲۱۸) طلق کی روایت میں ہے اوکلکم یجد ثوبین۔ (ابوداؤد مع عون ص۲۴۱) کیا سب کو دو کپڑے میسر آسکتے ہیں؟

حضرت عمرؓ کے اثر میں مزید تفصیل ملتی ہے حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں قام رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسئله عن الصلوٰة فی الثوب الواحد فقال اوکلکم یجد ثوبین۔ ثم سئل رجل عمر فقال اذا وسع اللہ فاوسعوا جمع رجل علیه ثیابه صلّی رجل فی ازارٍ ورداءٍ فی ازارٍ وقمیص فی ازارٍ وقباءٍ فی سراویل ورداءٍ فی سراویل وقمیص فی سراویل وقباء فی تبانٍ وقباءٍ فی تبان و قمیص قال واحسبه فی تبان ورداءٍ۔ (صحیح بخاری ص۶۳) حضرت عمرؓ سے ایک آدمی نے ایک کپڑے میں نماز کے متعلق دریافت کیا حضرت عمرؓ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ وسعت دے تو نماز میں بھی وسعت سے کام لینا چاہیے۔ اسکے بعد حضرت عمرؓ نے حسب استطاعت نماز میں لباس کی مختلف قسموں کا ذکر فرمایا۔ حضرت عمرؓ کا ارشاد حکم ہو یا صرف خبر اس میں کپڑوں کی قلت اور عدم استطاعت صراحۃً سمجھ میں آتی ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اگر پورے کپڑے میسر ہوسکیں اور کوئی مانع نہ ہو تو تکلف سے مسکنت کا اظہار نہیں کرنا چاہیے۔ ابن منیر فرماتے ہیں: الصحیح انه کلام فی معنیٰ الشرط کانه قال ان جمع رجل علیه ثیابه فحسن۔ اھ۔ (فتح ص۳۲۴) اگر ایک سے زائد کپڑے نماز میں استعمال کرے تو بہتر ہے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ وفی هذا الحدیث دلیل علی وجوب الصلوٰة فی الثیاب لما فیه من ان الاقتصار علی الثوب الواحد کان لضیق الحال وفیه ان الصلوٰة فی الثوبین افضل من الثوب الواحد وصرح القاضی عیاض بنفی الخلاف فی ذالك۔ اھ۔ (فتح الباری ص۳۲۴) اس حدیث سے ثابت ہوا ہے کہ (مستطیع کے لیے) زیادہ کپڑوں میں نماز پڑھنا واجب ہے کیونکہ ایک کپڑے کی اجازت صرف ضیق کی وجہ سے تھی اور یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ نماز میں دو کپڑے استعمال کرنا افضل ہے غرض کسی حدیث سے بھی بلا عذر ننگے سر نماز کو عادت اختیار کرنا ثابت نہیں محض بے عملی یا بدعملی یا کسل کی وجہ سے یہ رواج بڑھ رہا ہے بلکہ جہلاء تو اسے سنت سمجھنے لگے ہیں۔ العیاذ باللہ۔

اسکی تائید دوسری حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ ابن عمرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ذکر فرماتے ہیں۔ اذا صلی احدکم فلیاتزر ولیرتد۔ اھ (سنن الکبریٰ ص۲۳۵ ج۲) نافع فرماتے ہیں عبداللہ بن عمرؓ مرفوعاً فرماتے ہیں: اذا صلّی احدکم فلیلبس ثوبیہ فان اللہ عز وجل احق ان یزین لہ ... الخ (سنن الکبریٰ) نافع فرماتے ہیں عبداللہ بن عمرؓ نے مرفوعاً فرمایا نماز دو کپڑوں میں پڑھو۔ اللہ کی بارگاہ میں زینت سے حاضر ہونا زیادہ مناسب ہے۔ نافع فرماتے ہیں میں ایک دن اونٹوں کی گھاس کے سلسلہ میں نماز سے پیچھے رہ گیا، عبداللہ بن عمرؓ آئے تو میں ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھ رہا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کیا تمھارے پاس دو کپڑے نہیں؟ میں نے عرض کیا دو ہی موجود ہیں۔ آپ نے فرمایا: ارءیت لو بعثتک الیٰ بعض اھل المدینۃ اکنت تذھب فی ثوب واحد؟ قلت لا۔ قال واللہ احق ان یتجمل لہ؟ الخ۔ (بیہقی سنن ص۲۳۶ ج۱) اگر میں مدینہ میں کسی کے پاس تمھیں بھیجتا تو تم ایک کپڑے میں جاتے؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا اللہ کی بارگاہ میں زینت سے حاضر ہونا زیادہ مناسب ہے۔ ان احادیث میں سر ڈھانپنے کی صراحت نہیں، لیکن دو کپڑوں سے سر ڈھانپنے کا زیادہ امکان ہو جاتا ہے۔ کپڑا موجود ہو تو سر ننگے نماز ادا کرنا یا ضد سے ہوگا یا قلتِ عقل سے۔ نیز یہ ثابت ہوتا ہے کہ اچھے کپڑوں کے ساتھ تجمل سے نماز پڑھنا مستحب اور مسنون ہے۔ آیت خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ کے مضمون سے بھی اسی سے وضاحت ہو جاتی ہے۔

ابو داؤد میں ایک اثر ہے جس سے شاید کوئی کم سواد آدمی استدلال کرے حدثنا عبد اللہ بن محمد الزھری ثنا سفیان بن عیینۃ قال رأیت شریکاً صلّی بنا فی جنازۃ العصر فوضع قلنسوتہ بین یدیہ یعنی فی فریضۃ۔ (ابو داؤد ص۲۵۹ مع عون) یعنی شریک نے فرضوں کی نماز بوقت عصر ٹوپی اتار کر پڑھی اور ٹوپی اپنے سامنے رکھی۔ اھ۔ اوّل تو یہ نہ مرفوع حدیث ہے نہ کسی صحابی کا اثر۔ دوم معلوم نہیں یہ شریک کون بزرگ ہیں۔ شریک بن عبد اللہ نخعی تبع تابعی ہیں یا شریک بن عبد اللہ بن ابی نمر تابعی۔ ان دونوں میں کم و بیش ضعف ہے لیکن یہ ان کا عمل ہے جو کسی طرح بھی قابلِ حجّت نہیں۔ سوم امام ابو داؤد نے اسے باب الخط اذا لم یجد عصاً میں ذکر فرمایا ہے جس سے ظاہر ہے کہ یہاں ضرورتاً سر ننگا رکھا گیا ہے کیونکہ جب انھیں سترہ کے لیے کوئی چیز

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

نہ ملی تو انھوں نے سُترہ کا کام ٹوپی سے لے لیا۔ ضرورت اور عذر سے سر ننگا رکھا جائے تو اس میں بحث نہیں۔ بحث اس میں ہے کہ فیشن اور عادت کے طور پر نماز میں سر ننگا رکھنا کہاں تک درست ہے؟ حافظ عینی نے شرح بخاری میں مختلف مذاہب کے ذکر میں تفصیل سے کام لیا ہے۔ ان کی بحث کا خلاصہ بھی یہی ہے کہ ایک کپڑے میں درست ہے لیکن جب وسعت ہو کپڑے میسر آسکیں تو پھر ایک پر اقتصار مستحسن نہیں حافظ ابن قدامہ مقدسی فرماتے ہیں: الفصل الثانی فی فضیلۃ وھو ان یصلی فی ثوبین او اکثر فانہ ابلغ فی الستر یروی عن عمرؓ انہٗ قال اذا وسع اللہ فاوسعوا۔ اھ (ص۶۲۱) مغنی ابن قدامہ مع الشرح یعنی فضیلت اس میں ہے کہ دو یا دو سے زیادہ کپڑوں میں نماز ادا کرے کیونکہ اس میں ستر اور پردہ زیادہ ہے۔ حضرت عمرؓ کا ارشاد ہے جب اللہ تعالیٰ مال میں وسعت فرمائیں تو آدمی کو وسعت سے کام لینا چاہیے اس کے بعد تمیمی کا قول ذکر فرمایا ہے۔ الثوب الواحد یجزئ والثوبان احسن والاربع اکمل قمیص و سراویل وعمامۃ وازار۔ اھ (ابن قدامہ ص۶۲۱) ایک کپڑا جواز نماز کے لیے کافی ہے دو کپڑے بہتر ہیں چار ہوں تو نماز اور کامل ہوگی قمیص، پاجامہ، پگڑی اور ازار۔

ان تمام گزارشات سے مقصد یہ ہے کہ سر ننگا رکھنے کی عادت اور بلا وجہ ایسا کرنا اچھا فعل نہیں یہ عمل فیشن کے طور پر روز بروز بڑھ رہا ہے۔ یہ اور بھی نامناسب ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پگڑی کے متعلق تحنیک کا رواج تھا، یعنی پگڑی کا ایک لپیٹ گردن کے نیچے سے باندھتے تھے آج کی عربی پگڑیاں اور ہماری پگڑیاں اس وقت کی پگڑیوں سے وضع میں مختلف ہیں ایسی پگڑی کا اتارنا اور بھی مشکل معلوم ہوتا ہے۔ وللتفصیل وقت اخر۔

ویسے یہ مسئلہ کتابوں سے زیادہ عقل و فراست سے متعلق ہے اگر اس جنس لطیف سے طبیعت محروم نہ ہو تو ننگے سر نماز ویسے ہی مکروہ معلوم ہوتی ہے۔ ضرورت اور اضطرار کا باب اس سے الگ ہے۔ والسلام

(فتاویٰ علماء حدیث ص۲۸۶/۴ تا ص۲۸۹/۴)

تمت بالخیر

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

جرابوں پر مسح

غیر مقلد علماء کی نظر میں

مرتب

پیر جی سید مشتاق علی شاہ

پیر جی کتب خانہ

۸ گوبند گڑھ کالج روڈ گوجرانوالہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابتدائیہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!

غیر مقلدین اور اہل سنت والجماعت کے درمیان جن مسائل میں اختلاف ہے ان میں ایک مسئلہ عام جرابوں پر مسح کرنے کا بھی ہے۔ غیر مقلدین کہتے ہیں کہ ہر قسم کی جرابوں پر مسح کرنا ثابت ہے جب کہ اہل سنت کہتے ہیں کہ عام جرابوں پر مسح کرنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ غیر مقلدین اس مسئلہ میں جتنی بھی روایات پیش کرتے ہیں خود غیر مقلدین کے علماء نے ان تمام روایات کو ضعیف کہا ہے۔ جیسا کہ آگے اصل رسالہ میں آ رہا ہے۔ جب کہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک موزوں پر مسح کرنا صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ اور موزوں پر قیاس کرتے ہوئے ایسی جرابوں پر مسح کرنے کی اجازت دیتے ہیں جو موزوں کے حکم میں کسی طرح آتی ہوں اہل سنت اس مسئلہ میں قرآن مجید کی اس آیت سے استدلال کرتے ہیں۔

یٰـاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَیْدِیَكُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَی الْكَعْبَیْنِ ط (پ: ۶، المائدة: ۶)

اے ایمان والو جب تم ارادہ کرو نماز کا تو دھوؤ اپنے چہروں کو اور ہاتھوں کو کہنیوں تک اور سروں کا مسح کرو اور پاؤں کو ٹخنوں تک دھوو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے وضو کرتے وقت پاؤں دھونے کا حکم دیا ہے اس کے علاوہ حضور اکرم ﷺ نے وضو میں اگر پاؤں خشک رہ جائیں تو وعید سنائی ہے قرآن

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

تیمم کی اس آیت مبارکہ اور وضو کے بارے میں وارد احادیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ جب موزے نہ پہنے ہوئے ہوں تو پاؤں کو دھویا جائے گا لیکن جب موزے پہنے ہوئے ہوں تو احادیث مبارکہ کی روشنی میں موزوں پر مسح جائز ہوگا۔

اس لیے اہل سنت و جماعت کے نزدیک موزوں پر مسح جائز ہے اور ایسی جرابوں پر جن کے دونوں طرف چمڑا چڑھا ہوا ہو جن کو مجلد کہتے ہیں یا صرف نچلے حصہ میں چمڑا لگا ہوا ہو جن کو منعل کہتے ہیں تو موزوں پر قیاس کرتے ہوئے مسح جائز ہے لیکن ایسی جرابیں جو نہ مجلد ہوں اور نہ منعل ہوں ان پر مسح جائز نہیں ہے۔

غیر مقلدین جو ہر قسم کی جرابوں پر مسح کرنے کو جائز سمجھتے ہیں لیکن اس بارے میں ان کے پاس کوئی دلیل نہیں وہ نہ تو کوئی قرآن کی آیت پیش کر سکتے ہیں اور نہ ہی کوئی صحیح حدیث۔ جتنی روایات وہ پیش کرتے ہیں وہ تمام ضعیف ہیں۔ بلکہ خود ان کے علماء نے ان روایات کو ضعیف کہا ہے ہم نے اس رسالہ میں مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی، مولانا عبدالرحمن مبارک پوری، مولانا محمد یونس دہلوی، مولانا شرف الدین دہلوی، مولانا عبدالجبار غزنوی، علامہ وحید الزمان رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ جات پیش کیے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن وسنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔ آمین

والسلام

از مرتب

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ، اما بعد :

محترم قارئین کرام ! ہم یہاں پر غیر مقلدین کے دلائل نقل کر کے ان کے جوابات جو مولانا عبد الرحمان مبارکپوری غیر مقلد نے تحفۃ الاحوذی میں دیئے ہیں ، وہ نقل کرتے ہیں ۔ ہم نے مولانا کی عربی عبارات نقل کر کے اس کا ترجمہ کیا ہے ، اپنی طرف سے کوئی بات ذکر نہیں کی ۔ اب آپ نمبروار جوابات ملاحظہ فرمائیں :

دلیل نمبر ۱

حدثنا عثمان ابن ابی شیبۃ عن وکیع عن سفیان عن ابی قیس الاودی ھو عبد الرحمٰن بن سروان عن ھزیل بن شرحبیل عن المغیرۃ بن شعبۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توضأ ومسح علی الجوربین والنعلین ۔

قال ابو داؤد کان عبد الرحمٰن بن مہدی لا یحدث بھذا الحدیث لان المعروف عن المغیرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مسح علی الخفین وروی ھذا ایضا عن ابی موسی الاشعری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ مسح علی الجوربین ولیس بالمتصل ولا بالقوی ۔ (ابوداؤد ج ۱ ص ۲۴)

ترجمہ : مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور مسح کیا جرابوں اور جوتوں پر ۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کہا ابو داؤد نے عبد الرحمٰن بن مہدی اس حدیث کو بیان نہیں کرتے تھے (اس لیے کہ یہ منکر ہے) مشہور مغیرہ رضی اللہ عنہ سے یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا موزوں پر اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے بھی روایت[1] ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا جرابوں پر مگر اسناد اس کی متصل نہیں ہے نہ قوی ہے۔ (ابو داؤد مترجم ص ۹۳/۱۰۶)

ہم نے حدیث کا ترجمہ علامہ وحید الزمان غیر مقلد کا نقل کیا ہے۔

جواب :

مولانا عبد الرحمٰن مبارک پوری غیر مقلد لکھتے ہیں :۔

اعلم ان الترمذی حسن حدیث الباب وصححہ ولکن کثیرا من ائمۃ الحدیث ضعفوہ قال النسائی فی سننہ الکبری لا نعلم احدا تابع ابا قیس علی ھٰذہ الروایۃ والصحیح عن المغیرہ انہ علیہ السلام مسح علی الخفین۔ وقال ابو داؤد فی سننہ کان عبد الرحمٰن بن مہدی لا یحدث بھٰذا الحدیث۔ انتہیٰ۔ لان المعروف عن المغیرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مسح علی الخفین قال وروی ابو موسیٰ الاشعری ایضا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ مسح علی الجوربین ولیس بالمتصل ولا بالقوی۔ (تحفۃ الاحوذی ص ۱۰۰/۱)

---

[1] دیکھئے دلیل ۲

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ترجمہ : جان لو ! ترمذی نے حدیث اب کو حسن اور صحیح کہا ہے لیکن بہت سارے ائمہ حدیث نے ضعیف کہا ہے ۔ امام نسائی رح نے سنن الکبریٰ میں فرمایا کہ ہم اس روایت پر ابوقیس کا کوئی متابع نہیں جانتے اور صحیح حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں پر مسح کیا ۔ امام داؤد رح نے اپنی سنن میں فرمایا عبدالرحمٰن بن مہدی اس حدیث کو بیان نہیں کرتے تھے کیونکہ مشہور حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں پر مسح کیا اور فرمایا کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بھی حضور سے روایت کرتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جرابوں پر مسح کیا لیکن وہ نہ متصل ہے اور نہ قوی ہے ۔

مولانا مبارک پوری غیر مقلد مزید لکھتے ہیں :۔

وذکر البیہقی حدیث المغیرہ ھذا وقال انہ حدیث منکر ضعفہ سفیان الثوری وعبدالرحمٰن بن مہدی واحمد بن حنبل ویحییٰ بن معین وعلی بن المدینی ومسلم بن الحجاج والمعروف عن المغیرہ حدیث المسح علی الخفین ۔ (تحفۃ الاحوذی ص۱۰۱ ج۱)

ترجمہ : " امام بیہقی رح نے یہ حدیث مغیرہ رض نقل کرکے فرمایا یہ حدیث منکر ہے سفیان ثوری رح ، عبدالرحمٰن رح بن مہدی ، احمد رح بن حنبل ، یحییٰ رح بن معین ، علی بن المدینی اور مسلم بن الحجاج نے اس کو ضعیف کہا ہے اور مشہور حضرت مغیرہ رض سے مروی موزوں پر مسح کی حدیث ہے ۔ "

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری غیر مقلد امام نووی کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

قال النووی کل واحد من ھٰؤلاء لو انفرد قدم علی الترمذی مع ان الجرح مقدم علی التعدیل قال واتفق الحفاظ علی تضعیفہ ولا یقبل قول الترمذی انہ حسن صحیح۔ انتہٰی۔ (تحفۃ الاحوذی ج۱ ص۱۰۱)

ترجمہ: امام نووی نے فرمایا ان میں سے ہر ایک علیحدہ علیحدہ امام ترمذی پر مقدّم ہے باوجود اس کے کہ جرح تعدیل پر مقدم ہوتی ہے۔ فرمایا تمام حفاظ اس حدیث کے ضعیف ہونے پر متفق ہیں اور ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول " یہ حسن اور صحیح ہے" قبول نہیں کیا جائیگا۔ انتہیٰ۔

دلیل نمبر ۲

حدثنا محمد بن یحییٰ ثنا معلے بن منصور وبشر بن آدم قالا ثنا عیسیٰ بن یونس عن عیسیٰ بن سنان عن الضحاک بن عبد الرحمٰن بن عرزب عن ابی موسیٰ الاشعری انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توضأ ومسح علی الجوربین والنعلین۔

(ابن ماجہ ص۴۱)

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ الاشعریؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور مسح کیا جرابوں اور چپلوں پر۔ (ابن ماجہ مترجم ج۱ ص۲۴۹)

ہم نے حدیث کا ترجمہ وحید الزمان غیر مقلد کا درج کیا ہے۔

جواب نمبر۱: علامہ وحید الزمان غیر مقلد لکھتے ہیں:

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

"اور کہا ہے ابوداؤد نے اور مروی ہوئی ہے حدیث جوربین کے مسح کی ابوموسیٰ اشعریؓ سے اور اس کی سند متصل نہیں ہے اور نہ وہ روایت قوی ہے اور ابوداؤد نے کہا جو کہ متصل نہیں ہے اس وجہ سے کہ روایت کی اس کی ضحاک بن عبدالرحمٰن نے ابی موسیٰؓ سے اور بیہقیؒ نے کہا ہے کہ ضحاک کو ابی موسیٰؓ سے سماع نہیں ہے۔ (یعنی بیچ میں سے کوئی راوی چھوٹ گیا ہے) اور ابوداؤد نے جو کہا کہ وہ قوی نہیں اس وجہ سے اس کی سند میں عیسیٰ بن سنان ہے اور وہ ضعیف ہے کہ اس سے دلیل نہیں پکڑی جاتی اور یحییٰ بن معین نے اس کو ضعیف کہا ہے۔" (ابن ماجہ مترجم صفحہ ۲۴۹/۱)

جواب نمبر ۲ : مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری غیر مقلد لکھتے ہیں :

ان ابا داؤد حکم علی ھذا الحدیث بانہ لیس بالمتصل ولا بالقوی وقال البیھقی بعد روایۃ الحدیث لہ علتان احدھما ان الضحاک بن عبدالرحمٰن لم یثبت سماعہ عن ابی موسیٰ والثانیۃ ان عیسیٰ بن سنان ضعیف۔

ترجمہ: "امام ابوداؤدؒ نے اس پر یہ حکم لگایا ہے کہ یہ متصل نہیں ہے اور نہ یہ قوی ہے۔ امام بیہقیؒ نے حدیث روایت کرنے کے بعد فرمایا۔ اس میں دو خرابیاں ہیں ایک یہ کہ ضحاک بن عبدالرحمٰن کا سماع ابوموسیٰؓ سے ثابت نہیں ہے۔ دوسری یہ ہے کہ عیسیٰ بن سنان ضعیف ہے۔"

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

نیز مولانا مبارک پوری غیر مقلد عیسیٰ بن سنان کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

قال الحافظ فی تہذیب التہذیب فی ترجمته، قال الاثرم قلت لابی عبد الله ابوسنان عیسیٰ بن سنان فضعفه۔ قال یعقوب بن شیبه عن ابن معین لین الحدیث وقال جماعۃ عن ابن معین ضعیف الحدیث وقال ابوزرعه مخلط، ضعیف الحدیث وقال ابوحاتم لیس بقوی فی الحدیث وقال العجلی لا باس به۔ وقال النسائی ضعیف۔ وقال ابن خراش صدوق وقال مرۃ فی حدیثه نکرۃ وذکرہ ابن حبان فی الثقات وقال الکنانی عن ابی حازم یکتب حدیثه ولا یحتج به۔

(تحفۃ الاحوذی ص ۱۰۱ ج ۱)

ترجمہ: حافظ نے تہذیب التہذیب میں اس کے ترجمہ میں کہا کہ اثرم نے کہا میں نے ابوعبداللہ سے کہا ابوسنان عیسیٰ بن سنان تو انھوں نے ضعیف کہا۔ یعقوب بن شیبہ نے ابن معین سے روایت کیا کہ لین الحدیث ہے۔ ایک جماعت ابن معین سے نقل کرتی ہے کہ ضعیف الحدیث ہے۔ ابوزرعہ کہتے ہیں مخلط اور ضعیف الحدیث ہے۔ ابوحاتم نے کہا حدیث میں قوی نہیں ہے۔ نسائی نے کہا ضعیف ہے۔ ابن خراش نے کہا صدوق اور کبھی کہتا ہے کہ اس کی حدیث میں نکارت ہے۔ ابن حبان نے اس کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔ کنانی ابی حازم سے نقل کرتے ہیں

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اس کی حدیث لکھی جائے گی لیکن احتجاج نہیں کیا جائے گا۔"

دلیل نمبر ۳

عن کعب بن عجرة عن بلال قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمسح علی الخفین والجوربین۔

(رواہ الطبرانی بحوالہ تحفۃ الاحوزی ص۱۰۱ ج۱)

ترجمہ: حضرت بلال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم موزوں اور جرابوں پر مسح کرتے تھے۔

جواب:

مولانا عبدالرحمن مبارکپوری غیر مقلد اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں:

واما الحدیث بلال فھو ایضا ضعیف۔ (تحفۃ الاحوزی ص۱۰۱ ج۱)

ترجمہ: "الغرض حدیث بلالؓ، پس وہ بھی ضعیف ہے۔"

دلیل نمبر ۴

حدثنا احمد بن محمد بن حنبل قال حدثنا یحیی بن سعید عن ثور عن راشد بن سعد عن ثوبان قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سریة فاصابھم البرد فلما قدموا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرھم ان یمسحوا علی العصائب والتساخین۔ (ابوداؤد ص۲۱)

ترجمہ: ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

نے ایک چھوٹا سا لشکر بھیجا ان کو سردی ہوگئی جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے ان کو حکم کیا مسح کرنے کا عماموں اور موزوں پر۔ (ابوداؤد مترجم ص ۹۸ ج ۱)

نوٹ : حدیث کا ترجمہ علامہ وحید الزمان غیر مقلد کا ہے۔

جواب :

علامہ وحید الزمان نے تساخین کا معنیٰ موزے کرکے یہ ثابت کر دیا ہے کہ حدیث ثوبان کا جرابوں کے مسح سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری غیر مقلد نے اس حدیث کے بارے میں لکھا ہے :

قلت هذا الحديث لا يصلح الاستدلال فانه منقطع فان راشد بن سعد لم يسمع من ثوبان قال الحافظ ابن ابي حاتم في كتاب المراسيل ص۲۲ انبا عبد الله بن احمد بن حنبل فيما كتب الى قال قال احمد يعني ابن حنبل راشد بن سعد لم يسمع من ثوبان . انتهى .

وقال الحافظ ابن حجر في تهذيب التهذيب قال ابوحاتم والحربي لم يسمع من ثوبان .

وقال الخلال عن احمد لا ينبغي ان يكون سمع منه . انتهى

ترجمہ : میں کہتا ہوں یہ روایت استدلال کی صلاحیت نہیں رکھتی

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

یہ منقطع ہے کیونکہ راشد بن سعد نے ثوبان رضؓ سے سماع نہیں کیا۔
حافظ ابن ابی حاتم نے کتاب المراسیل ص۲۲ میں کہا عبداللہ بن
احمد بن حنبل نے خبر دی اس خط میں جو میری طرف لکھا کہ احمد بن
حنبل نے کہا کہ راشد بن سعد نے ثوبان رضؓ سے سماع نہیں کیا۔
حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں فرمایا کہ ابوحاتم اور حربی نے
کہا کہ اس نے ثوبان سے سماع نہیں کیا۔ خلال نے احمد سے
روایت کیا کہ نہیں ہے مناسب کہ اس نے سماع کیا (ثوبان رضؓ سے)۔

ناظرین کرام: یہاں تک ہم نے صرف مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری
غیر مقلد کی تحریرات پیش کی ہیں۔ مولانا کے جوابات سے یہ بات واضح ہوجاتی
ہے کہ جرابوں پر مسح کرنے کی کوئی روایت بھی صحیح نہیں ہے۔

اب ہم غیر مقلدین کے شیخ الحدیث مولانا محمد یونس دہلوی کا حوالہ نقل
کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

"جرابوں پر مسح کرنا درست ہے۔ جب کہ وہ خف بنی ہوئی ہوں
معمولی اور پتلی جرابوں پر مسح کرنا ناجائز ہے۔ مسح جراب کی اکثر
حدیثیں ضعیف ہیں۔ امام ابوداؤد نے اپنی کتاب میں ضعیف
کہا ہے۔"

(دستور المتقی فی احکام النبی ص ۳۵ مطبوعہ اسلامک پبلشنگ ہاؤس لاہور)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

مولانا سید نذیر حسین دہلوی غیر مقلد کا فتویٰ

باب المسح

سوال: ما قولكم دام فضلكم رحمكم الله تعالى في صحة المسح على الجوربين اللذين في الامصار المتوسطة من الغزل او الصوف غير مجلدة ولا منعلة ومعلوم ان الحديث الذي روي في الباب عن النبي صلى الله عليه وسلم وصحته تحسين الترمذي وتصحيحه اياه لم يقبله الحفاظ كما هو معروف في محله واعله ابن المديني وابن مهدي ومسلم وهل يصح القياس عليهما على مسح الخفين لعلة السرد الذي يفهم منه المكتفي موضوعا بنفسه ضاربا لفظ الغسل المدلول بالقرآن المتواتر وهل يراد على العلتين تكون الجوربين وحكم الخفين صفة الثخانة وعدم نفوذ الماء كما قيده ثمه ونحوه ام لا والاصل في باب الرجلين الغسل الثابت بالقرآن والمسح على الخفين رخصة مثل الرخصة التي ثبتت موقوفة على بيان الشارع صلى الله عليه وسلم ام لا ولكن الجواب مفصلا مع دلائله وما عليه فقط

الجواب: المسح على الجوربين المذكورين ليس بجائز لانه لم يقم على جوازه دليل صحيح وكل ما تمسك به المجوزون ففيه خدشة ظاهرة وتمسكهم بحديث الحديث المرفوع وباثر الصحابة رضي الله عنهم والقياس.

اما الحديث المرفوع فهو ما رواه الترمذي وغيره عن المغيرة بن شعبة قال توضأ النبي صلى الله عليه وسلم ومسح على الجوربين والنعلين قال الترمذي هذا حديث حسن صحيح واما الخدشة والاستدلال به فهي ان هذا الحديث ضعيف لا يصح الاستدلال به فان ابا داود بعد روايته كان

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ اونی یا سوتی جرابوں پر مسح جائز ہے یا نہیں؟ یہ تو معلوم ہے کہ جرابوں پر مسح کرنے کی حدیث ضعیف ہے اور امام ترمذی نے جو اس کو صحیح کہا ہے محدثین نے اسے قبول نہیں کیا اور اگر موزوں کے مسح پر اس کو علت مشترکہ کی بنا پر قیاس کیا جائے تو اس سے فرض غسل جو قرآن سے ثابت ہے ساقط ہو جائے گا یا نہیں؟ اور آپ نے جو جراب کے لئے موٹا ہونے اور پانی کے نفوذ نہ کرنے کی قید لگائی ہے تو کیا اس سے زیادہ بھی اور علت کا اخذ ہو سکتا ہے یا نہیں۔ پاؤں کا دھونا فرض ہے اور موزے پر مسح رخصت ہے کیا رخصت شریعہ شارع کے بیان پر موقوف ہے یا نہیں۔ جواب مفصل عنایت فرمائیں۔ **الجواب:** مذکورہ جرابوں پر مسح جائز نہیں ہے کیونکہ اس کی صحیح دلیل نہیں ہے اور مجوزین نے جن چیزوں سے استدلال کیا ہے اس میں خدشات ہیں۔ استدلال تین چیزوں سے کیا گیا ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

عبدالرحمن بن المهدي لا يحدث بهذا الحديث لأن المعروف عن المغيرة أن النبي صلى الله عليه وسلم مسح على
الخفين وروى هذا أيضاً عن أبي موسى الأشعري عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه مسح على الجوربين وليس
بالمتصل ولا بالقوي اهـ وقال البيهقي في سننه أنا أبو محمد يحيى بن منصور قال رأيت مسلم بن الحجاج
ضعف هذا الخبر عن المغيرة [illegible] مسح على الخفين [illegible] يقول [illegible]
هذا الخبر من مسموعاتي [illegible] بن محمد بن عبد الرحمن [illegible] يقول سمعت علي بن محمد بن
[illegible] يقول [illegible] عبد الرحمن بن المهدي [illegible] لسفيان الثوري لو حدثتني بحديث
أبي قيس عن هزيل ما قبلته منك فقال سفيان الخبر ضعيف ثم أسند البيهقي عن أحمد بن حنبل قال
ليس يروى هذا الحديث إلا من رواية أبي قيس الأودي وأبى عبد الرحمن بن مهدي أن يحدث به وقال هو
منكر وأسند البيهقي أيضاً عن علي بن المديني قال حديث المغيرة بن شعبة في المسح رواه عن المغيرة أهل المدينة
وأهل الكوفة وأهل البصرة ورواه هزيل بن شرحبيل عن المغيرة إلا أنه قال ومسح على الجوربين وخالف الناس
وأسند أيضاً عن يحيى بن معين قال الناس كلهم يروونه على الخفين غير أبي قيس قال النووي في
المغيرة [illegible] المسح على الجوربين والنعلين فقد رواه أبو قيس الأودي عن هزيل بن شرحبيل عن المغيرة
بن شعبة أن النبي صلى الله عليه وسلم مسح على جوربيه ونعليه وذلك حديث منكر ضعفه سفيان الثوري
وعبد الرحمن بن مهدي وأحمد بن حنبل ويحيى بن معين وعلي بن المديني ومسلم بن الحجاج والمعروف عن المغيرة
حديث المسح على الخفين وروي عن جماعة من الصحابة أنهم فعلوه اهـ

حدیث مرفوع: فعل صحابہ اور قیاس۔ حدیث مرفوع تو وہ ہے جس کو ترمذی نے مغیرہ بن شعبہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور جراب اور جوتے پر مسح کیا۔ ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے اس پر اعتراض یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اس سے استدلال صحیح نہیں ہے۔ عبدالرحمن یہ حدیث روایت نہیں کیا کرتے تھے کیونکہ مغیرہ سے مشہور روایت موزے پر مسح کرنے کی ہے۔ ابو موسیٰ اشعری نے بھی جراب پر مسح کرنے کی روایت نقل کی ہے لیکن اس کی سند متصل نہیں۔ امام مسلم نے اس کو ضعیف کہا ہے مغیرہ بن شعبہ سے جتنے لوگوں نے اس حدیث کو روایت کیا ہے انہوں نے موزے پر مسح بیان کیا ہے صرف ابو قیس اودی اور ہذیل بن شرحبیل نے جراب کا لفظ بیان کیا ہے لیکن یہ دوسرے راویوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ عبدالرحمن بن مہدی نے سفیان ثوری سے کہا اگر آپ مجھے ابو قیس عن ہذیل کی حدیث سنائیں تو میں اس کو آپ سے قبول نہیں کروں گا۔ سفیان نے کہا وہ حدیث واقعی ضعیف ہے علی بن مدینی نے کہا مغیرہ کی حدیث کو مدینہ، کوفہ اور بصرہ والوں نے روایت کیا ہے سب موزہ کا ذکر کرتے ہیں

• رواه ابو قيس الأودي وهذيل بن شرحبيل لا يحتملان وخصوصاً مع مخالفتهما الأجلة الذين رووا هذا الخبر

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

فإن قلت قد أجاب عن هذه العلة الشيخ الإمام تقي الدين ابن دقيق العيد بقوله ومن يصححه يعتمد بعد تعديل أبي قيس على كونه ليس مخالفا لرواية الجمهور مخالفة معارضة بل هو أمر زائد على ما رووه ولا يعارضه ولا سيما وهو طريق مستقل برواية هزيل عن المغيرة لم يشارك المشهورات في سندها قلت قد ظهر لك مما تقدم أن كل من روى حديث المغيرة بن شعبة من الثقات من أهل المدينة وأهل الكوفة وأهل البصرة رووا بلفظ أنه صلى الله عليه وسلم مسح على الخفين إلا هزيل بن شرحبيل فإنه روى بلفظ أنه صلى الله عليه وسلم مسح على الجوربين والنعلين فلفظ هزيل مخالف للفظ الجمهور ولا شك أن روايته هذه معارضة ومنافية لما رووه لأنه يثبت من هذه الرواية أنه صلى الله عليه وسلم مسح على الجوربين والنعلين دون الخفين ويثبت من روايتهم أنه صلى الله عليه وسلم مسح على الخفين دون الجوربين والنعلين فكيف يصح قول ابن دقيق العيد إن روايته ليست مخالفة لرواية الجمهور مخالفة معارضة وأما قوله بل هو أمر زائد على ما رووه فلا يعارضه ففيه أنه ليس من قبيل الزيادة لأنه لو روى بلفظ أنه صلى الله عليه وسلم مسح على الخفين والجوربين والنعلين لكان لهذا القول وجه ولم يروه هزيل بن شرحبيل هكذا بل روى بلفظ الجوربين والنعلين حتى يقال إنه روى أمرا زائدا على ما رووه بل روى مكان الخفين الجوربين والنعلين فقط على أنه قد اتفق على تضعيف روايته هزيل بن شرحبيل هذه سفيان الثوري وابن مهدي وابن معين وأحمد وابن المديني ومسلم والبيهقي فكيف يعتمد بعد اتفاق هؤلاء الأئمة على تضعيفها على تحسين ابن دقيق العيد وأما تحسين الترمذي وتصحيحه فقال النووي على ما في التلخيص إن كل واحد من هؤلاء الأئمة لو انفرد قدم على الترمذي مع أن الجرح مقدم على التعديل انتهى۔

رہت بوقیس جراب کا تذکرہ کرتے ہیں۔ بیہقی نے کہا یہ حدیث منکر ہے اسے سفیان ثوری اور عبدالرحمٰن بن مہدی، احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین، علی بن مدینی، امام مسلم نے ضعیف کہا ہے۔

اگر یہ سوال کیا جائے کہ ابن دقیق العید نے اس کی تصحیح پر اعتماد کیا ہے اور کہا ہے کہ ابوقیس کی روایت دوسروں سے مخالف نہیں ہے۔ کیوں کہ وہ تو ایک امر زائد بیان کر رہے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اگر اس روایت کے یہ الفاظ ہوتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں پر اور جرابوں پر اور جوتی پر مسح کیا تو ایک امر زائد تھا لیکن اس نے تو موزے کے بجائے جراب اور جوتی کا ذکر کیا ہے تو یہ امر زائد نہیں ہے بلکہ ثقات کی مخالفت ہے، باقی رہا ترمذی کا اس کو حسن صحیح کہنا تو امام نووی نے کہا جن لوگوں نے اس حدیث کی تضعیف کی ہے ان میں سے ہر ایک امام ترمذی سے مقدم ہے اور پھر یہ اصول بھی ہے کہ جرح تعدیل پر مقدم ہوتی ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

فان قلت رواية هذيل ليست بمنافية لروايتهم حتى تترك روايته وترجح روايتهم فان المراد بالجورب في روايته الخف الكبير الذي يكون من الاديم فان لفظ الجورب يطلق على الخف الكبير ايضا كما يدل عليه تفسير العلامة الشوكاني حيث قال في باب المسح على الخفين الخف نعل من ادم يغطي الكعبين والجرموق اكبر منه يلبس فوقه والجورب اكبر من الجرموق ثم قال في باب المسح على الجوربين قد تقدم ان الجورب الخف الكبير انتهى وكذلك فسره محمد بن اسماعيل الامير في سبل السلام وقال العيني الجورب لفافة الجلد وهو خف معروف من نحو الساق فلما جاء اطلاق لفظ الجورب على الخف الكبير ايضا تعين ان يراد هو في روايته وروايتهم. قلت ان كان قولك هذا صحيحا فقولنا لا لك لانه يثبت من هذا انه صلى الله عليه وسلم لم يمسح على الجوربين وهذا هو مقصودنا وان كان قولك هذا غير صحيح فهو غير صحيح. والحاصل ان الحديث المروي في المسح على الجوربين ليس بصحيح فلا يصح احتجاج المجوزين به.

وههنا خدشة اخرى وهي ان مضمون المسند من هذا الحديث انه يجوز الاقتصار على مسح الجوربين فان الحديث انه صلى الله عليه وسلم لم يقتصر عليهما بل ضم اليهما مسح النعلين فان قال معنى قوله والنعلين هو ان يكون قد لبس النعلين فوق الجوربين وقال النافي معنى الحديث ان يكون قد لبس النعلين فوق الجوربين كما قاله الخطابي وقال لم يقتصر على مسحهما بل ضم اليهما مسح النعلين فعلى من يدعي جواز الاقتصار على مسحهما الدليل كذا في هامش الترمذي ولو سلم انه صلى الله عليه وسلم مسح على جوربين منفردين عن النعلين ومسح على النعلين منفردين عن الجوربين فيلزم ان يجوز الاقتصار على مسح النعلين ايضا والقائلون بجواز الاقتصار على مسح الجوربين لا يقولون بجواز الاقتصار على مسح النعلين.

اگر یہ کہا جائے کہ لفظ جراب مختلف المفہوم ہے۔ موزے کے اوپر جو موزہ پہنا جاتا ہے اس کو جرموق کہتے ہیں اور جرموق پر جو پہنا جاتا ہے اس کو جراب کہتے ہیں تو ممکن ہے جراب سے مراد وہ موزہ مراد ہے جو جرموق پر پہنا جاتا ہے تو میں کہتا ہوں کہ یہ دلیل تو ہماری ہوئی نہ کہ تمہاری اور پھر یہ بھی خیال کرنا چاہئے کہ جراب پر مسح کرنے والوں کا مقصد تو یہ ہے کہ صرف جراب پر مسح فرمانا جائز ہے۔ حالانکہ اس حدیث میں جراب اور جوتی پر مسح کا ذکر ہے یعنی جراب کے اوپر جوتی پہنے ہوئے آپ نے مسح کیا نہ صرف جراب پر مسح نہیں کیا۔

یہاں ایک اور بھی خدشہ ہے کہ جراب سوتی بھی ہوتی ہے اور اونی بھی۔ موٹی بھی اور باریک بھی اور وہ بھی جس کے

وههنا فائدة أخرى ذكرها صاحب غاية المقصود وهي أن الجورب يتخذ من الأديم وكذا من الصوف وكذا من القطن ويقال لكل من هذا إنه جورب ومن المعلوم أن هذه الرخصة بهذا العموم التي ذهبت إليها تلك الجماعة لا تثبت إلا بعد أن يثبت أن الجوربين اللذين مسح عليهما النبي صلى الله عليه وسلم كانا من صوف أو قطن سواء كانا منعلين أو ثخينين فقط ولم يثبت هذا قط فمن أين علم جواز المسح على الجوربين غير المجلدين بل يقال إن المسح يتعين على الجوربين المجلدين لا غيرهما لأنهما بمعنى الخف والخف لا يكون إلا من الأديم نعم لو كان الحديث قوليا بأن قال النبي صلى الله عليه وسلم امسحوا على الجوربين لكان يمكن الاستدلال بعمومه على كل أنواع الجورب وإذ ليس فليس. فإن قلت إذا كان الجورب من الصوف أيضا احتمل أن الجوربين اللذين مسح عليهما صلى الله عليه وسلم كانا من صوف أو قطن إذ لم يبين الراوي قلت نعم الاحتمال ولكن ... يحتمل كونهما من صوف وكذا من أديم وكذا من قطن لكن ترجح الجانب الآخر وهو كونهما من أديم لأنه يكون حينئذ في معنى الخف بخلاف ... المسح عليه ... التي لم يقطع المقصود بها ... صلى الله عليه وسلم ... أحمد وغيره.

وأما أفعال الصحابة فأخرج عبد الرزاق في مصنفه أخبرنا الثوري عن منصور عن خالد بن سعد قال كان أبو مسعود الأنصاري يمسح على جوربين له من شعر ونعليه وسنده صحيح وأخرج أيضا عن الثوري عن الزبرقان عن كعب بن عبد الله قال رأيت عليا بال ثم مسح على الجوربين والنعلين ... أن ابن مسعود كان يمسح على خفيه ويمسح على جوربيه وأخرج ابن أبي شيبة لحديث الثوري عن الأعمش عن إسماعيل بن رجاء عن أبيه قال رأيت البراء بن عازب يمسح على جوربيه ونعليه وأخرج ابن أبي شيبة حدثنا معمر ...

نیچے تہ بند لگا ہوا ہے تو جب تک کسی فقیہ ... پتہ نہ چلے کہ وہ جراب جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا وہ چمڑے والی تھی تب تک مقصود مجوزین ثابت نہیں ہو سکتا کیونکہ چمڑے والی جراب تو موزوں کے حکم میں ہے ... جائے کہ وہ اونی جراب تھی تو احتمال ہے تو پھر ... ہوں ... میں جب ... نہیں ہے تو قلب مطمئن نہیں ہو سکتا اور حضور نے فرمایا ہے شک والی چیز کو ترک کر دو

باقی رہا صحابہ کا عمل تو ان سے مسح جراب ثابت ہے اور ... صحابہ کرام ... صراحت معلوم ہیں کہ وہ جراب پر

... مسح على جوربيه ونعليه ... وأخرج ابن أبي شيبة ...

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

قتادہ عن انس بن مالک انہ کان یمسح علی الجوربین وقال ابوداؤد فی سننہ مسح علی الجوربین علی بن ابی طالب و ابن مسعود والبراء بن عازب وانس بن مالک وابو امامۃ وسہل بن سعد وعمرو بن حریث وروی ذلک عن عمر بن الخطاب وابن عباس وقال ابن القیم فی حاشیتہ علی سنن ابی داؤد وقال ابن المنذر یروی المسح علی الجوربین عن تسعۃ من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی وعمار وابی مسعود الانصاری وانس وابن عمر والبراء وبلال وعبد اللہ بن ابی اوفی وسہل بن سعد وزاد ابوداؤد وابو امامۃ وعمرو بن حریث وعمر وابن عباس فہؤلاء ثلاثۃ عشر صحابیا والعمدۃ فی الجواز علی ہؤلاء رضی اللہ عنہم لا علی حدیث ابی قیس انتہی۔

واما الخدشۃ فی الاستدلال بہا فلانہا افعال الصحابۃ رضی اللہ عنہم وللاجتہاد فیہ مسرح فلا تنتہض للاحتجاج بہا وہہنا خدشات اخر نظہر لک مما سیاتی۔

واما القیاس فہو انہ لما جاز المسح علی الخفین جاز علی الجوربین ایضا قیاسا علیہما وانہ لا یظہر بین الجوربین والخفین فرق مؤثر یصح ان یحال الحکم علیہ۔

واما الخدشۃ فی الاستدلال بہ فہی ان العلۃ ہہنا لیست بمنصوصۃ فلا یعلم یقینا ان العلۃ الواقعیۃ فی جواز المسح علی الخفین ماہی والقیاس بالعلۃ الغیر المنصوصۃ لیس الا ظنیا محضا فکیف یترک بمثل ہذا القیاس ما ثبت بالقرآن وما ثبت بالحدیث المتواتر من غسل الرجلین والمسح علی الخفین واما القول بانہ لا یظہر الفرق بین الجوربین والخفین فرق مؤثر فہو ممنوع کما لا یخفی علی المتامل۔

والحاصل انہ لم یقم علی جواز المسح علی الجوربین المسئولۃ عنہا دلیل لا من الکتاب ولا من السنۃ ولا من الاجماع ولا من القیاس الصحیح کما عرفت والثابت من الکتاب غسل الرجلین ورخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المسح علی الخفین ولم یثبت منہ الرخصۃ فی المسح علی الجوربین فکیف یجوز المسح علیہما۔

مسح کیا کرتے تھے یعنی حضرت علیؓ، عمارؓ، ابو مسعود انصاریؓ، انسؓ، ابن عمرؓ، براء بن عازبؓ، حضرت بلالؓ، عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ، سہل بن سعدؓ، ابو امامہؓ، عمرو بن حریث، عمرؓ، ابن عباسؓ اگرچہ حدیث مرفوع کی بجائے ان کے عمل سے استدلال کیا جائے تو یہ اس سے بہتر ہے لیکن ان کے عمل میں ایک اور شبہ پیدا ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ یہ فعل ایک ایسا کام ہے جس میں اجتہاد کو دخل ہے اور جس میں اجتہاد کو دخل ہو صحابی کا وہ فعل مرفوع حکمی نہیں کہلا سکتا، باقی رہا قیاس کا مسئلہ کہ جب موزہ پر مسح جائز ہے تو قیاسا

فإن قال المجوزون لما ثبت أن أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم مسحوا على الجوربين ثبت أن على جواز المسح عليهما دليلا فإن شأن الصحابة رضي الله عنهم أجمعين أعلى من أن يعملوا عملا ليس عليه دليل فبما جوز أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم المسح عليهما جوزنا نحن أيضا وإن لم نعلم أنه ما هو. قلت علام مسحهم لما علمت به الصحابة أو على مجرد أفعالهم فإن كان الأول فما هو فما لم نعلم أنه ما هو كيف هو كيف نترك ما عرفنا من القرآن والأحاديث الصحيحة الثابتة بما لا نعلم وإن كان الثاني فقد علمت ما فيه من الخدشة ثم لا يدرى أن الصحابة على أي نوع من أنواع الجورب مسحوا لأن الرواة إنما حكوا أنهم مسحوا على الجوربين ولم يبين أكثرهم صفة الجوربين الذين مسحوا عليهما ومن المعلوم أن الفعل لا عموم له ولا يدرى أيضا أن الصحابة الماسحين على الجوربين كانوا قائلين بجواز المسح على كل نوع من أنواع الجورب أو على بعض دون بعض ولا يدرى أيضا أنهم كانوا قائلين بجواز المسح على الجوربين مع النعلين أو كانوا قائلين بجوازه بالانفراد على مسح الجوربين والظاهر من فعل أبي مسعود الأنصاري وعلي والبراء بن عازب رضي الله عنهم أنهم كانوا يمسحون على الجوربين مع النعلين فما لم يتحقق هذه الأمور ولم يتبين كيف يصح الاستدلال بأفعالهم رضي الله عنهم على جواز المسح على كل نوع من أنواع الجورب أو على نوع معين منهم. والله تعالى أعلم وعلمه أتم. كتبه عبد الرحمن المباركفوري عفا الله عنه

سید محمد نذیر حسین رحمہ اللہ (فتاویٰ نذیریہ ص ۱۹۳ ج ۱)

جراب پر بھی جائز ہونا چاہیے کیونکہ ان دونوں میں کوئی فرق مؤثر نہیں ہے آپ پر شبہ یہ ہے کہ اگر مسح موزہ کی کوئی علت منصوص ہوتی تو اس علت کی بنا پر جراب کے مسح کو اس پر قیاس کر لیا جاتا۔ لیکن یہاں کوئی علت منصوص نہیں ہے ممکن ہے ہم کوئی اور علت سمجھیں اور حقیقت میں کوئی اور ہو۔ اگر سوال کیا جائے کہ صحابہ کی شان اس سے ارفع و اعلیٰ ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کریں۔ تو آخر کسی دلیل کی بنا پر ہی صحابہ نے جراب پر مسح کیا ہوگا اگرچہ وہ ہم کو معلوم نہیں۔ تو ہم بھی اس وجہ سے مسح کر لیں گے اس کا جواب یہ ہے کہ اگر صحابہ سے کوئی نقلی دلیل ہے تو وہ سامنے کیسی ہے، جب تک ہمیں یہ معلوم نہ ہو جائے ہم قرآن اور متواتر حدیث کے مضمون کو کیسے چھوڑ دیں اور اگر صحابہ کے عمل سے استدلال کیا جائے تو اس کا جواب پہلے گزر چکا ہے کہ اس میں اجتہاد کو دخل ہے اور پھر یہ بھی تو معلوم نہیں کہ صحابہ کونسی جراب پر مسح کیا کرتے تھے جب تک ان تمام باتوں کی وضاحت نہ ہو جائے ہم کتاب اللہ کے مضمون کو کیسے چھوڑ سکتے ہیں۔ واللہ اعلم ۱۲۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

مسئلہ جرابوں پر مسح کرنا حدیث صحیح سے ثابت نہیں اور مغیرہ کی حدیث جو ترمذی میں ہے مسح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الجوربین والنعلین وہ حدیث ضعیف ہے نصب الرایہ میں ہے ذکر البیہقی حدیث المغیرۃ ہذا وقال انه حدیث منکر ضعفه سفیان الثوری وعبدالرحمن بن مهدی واحمد بن حنبل و یحیی بن معین وقال النووی کل واحد من هؤلاء لو انفرد قدم علی الترمذی مع ان الجرح مقدم علی التعدیل قال واتفق الحفاظ علی تضعیفه ولا یقبل قول الترمذی انه حسن صحیح انتهی اور ابوموسیٰ کی حدیث جو ابوداؤد میں ہے ـ توضأ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومسح علی الجوربین والنعلین ابوداؤد آپ اس حدیث میں کہتے ہیں لیس بالمتصل ولا بالقوی بفرض صحت اس حدیث کے یہ جوراب جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا معلوم نہیں کہ چمڑے کی تھیں یا اون کی یا سوت کی کیونکہ لغت میں جورب کا اطلاق جیسا سوتی اونی پر ہوتا ہے اسی طرح چمڑے کے بنے ہوئے پر بھی ہوتا ہے۔ [illegible] الجورب [illegible] وهو خف معروف من نحو الساق وقال الشوکانی فی النیل الخف نعل من ادم یغطی الکعبین والجرموق اکبر منه یلبس فوقه والجورب اکبر من الجرموق۔ اور شیخ عبدالحق دہلوی لمعات میں فرماتے ہیں الجورب خف یلبس علی الخف الی الکعب للبرد ولصیانة الخف الاسفل من الدرن والغسالة۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض صحابہ کے مسح کرنے سے جوربین پر یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ مطلق جوربین پر مسح جائز ہے کیونکہ یہ معلوم نہیں کہ وہ جوراب چمڑے کی تھیں یا اور چیز کی۔ ہاں اگر کوئی قولی حدیث ایسی ہے جس میں حکم ہو کہ امسحوا علی الجوربین پھر تو مطلق جرابوں پر مسح اس سے ثابت ہو جائے گا واذ لیس فلیس۔ ہاں اگر جرابیں اون اور سوت کی ایسی سخت ہوں کہ سختی میں چمڑے کی برابری کریں پس وہ چمڑے کے حکم میں ہیں اور ان پر مسح جائز ہے واللہ اعلم بالصواب۔ حررہ عبدالجبار الغزنوی عفی عنہ

مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالجبار [illegible]

بیہقی نے کہا اس حدیث کو بیان کر کے کہ یہ حدیث منکر ہے سفیان ثوری اور عبدالرحمن بن مہدی اور احمد بن حنبل اور یحیی بن معین نے ضعیف کہا ہے امام نووی نے فرمایا ان میں سے اگر ایک بھی بیان کرے تو بھی ترمذی سے بڑھ کر ہے باوجودیکہ جرح تعدیل پر مقدم ہے۔ اور تمام حفاظ حدیث نے اس حدیث کو ضعیف کہنے پر اتفاق کیا ہے اور امام ترمذی کا قول کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے مقبول نہیں ۱۲ عبدالرؤف

۲ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور جرابوں پر جوتیوں سمیت مسح کیا ۱۲ منہ ۳ یعنی یہ حدیث نہ متصل ہے اور نہ قوی ہے ۱۲ منہ ۴ [illegible] جورب [illegible] کو موزہ کہتے ہیں [illegible]

[illegible] اور جرموق اس سے بڑا ہوتا ہے جو موزہ پر پہنا جاتا ہے اور جورب جرموق سے بھی بڑا ہوتا ہے ۱۲ منہ ۵ جورب [illegible] موزہ کے اوپر [illegible] اور [illegible] کی میل وغیرہ کی حفاظت کے لئے پہنا جاتا ہے۔ ۶ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جرابوں پر جوتیوں سمیت مسح کیا ۱۲ عبدالرؤف

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

مولانا ابوسعید شرف الدین غیر مقلد کا فتویٰ

مولانا ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد سے کسی نے درج ذیل سوال کیا:

سوال: اگر کسی شخص نے پائتابوں کے پہننے کے آگے وضو کر لیا اور بعد وضو پائتابہ پہنا اس کے بعد اس کو پھر وضو کی ضرورت ہو تو کیا پائتابوں پر وضو کر لینا ضروری ہے؟ اگر پائتابوں پر سوراخ ہوں تو ایسے پائتابوں پر مسح کافی ہو گا؟

جواب: پائتابہ (جراب) پر مسح کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔" (ترمذی) شیخ ابن تیمیہؒ نے فتاویٰ میں مفصل لکھا ہے۔ ۲۴ر اکتوبر ۱۹۳۰ء

(مولانا ثناء اللہ امرتسری کے اس فتویٰ پر مولانا ابوسعید شرف الدین دہلوی کا اعتراض۔ اور انھوں نے اسے غلط قرار دیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:)

مولانا ثناء اللہ امرتسری کے فتویٰ پر مولانا ابوسعید شرف الدین کی گرفت

جرابوں پر مسح کرنے کا مسئلہ معرکۃ الآراء ہے۔ مولانا نے جو لکھا ہے یہ بعض ائمہ امام شافعیؒ وغیرہ کا مسلک ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کا بھی یہی مسلک ہے مگر یہ مسلک صحیح نہیں۔ اس لیے کہ دلیل صحیح نہیں ہے۔ استدلال حدیث جامع الترمذی سے کیا جاتا ہے جو یہ ہے:

عن المغیرۃ بن شعبۃ قال توضأ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومسح علی الجوربین والنعلین. قال ابو عیسیٰ ھٰذا حدیث حسن صحیح۔ انتہیٰ۔ واخرجہ ایضاً ابوداؤد

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

وابن ماجة واحمد وغيره وابن حسن وصححه الترمذی لکنہ ضعفہ المحدث الکبیر عبد الرحمٰن بن مھدی وابوداؤد وشیخ البخاری علی بن المدینی وغیرھم۔ وقالوا الروایۃ عن المغیرۃ انہ مسح علی الخفین. لا الجوربین وفی الباب عن ابی موسٰی وغیرہ ولا یثبت شیئ منہا کما فی المطولات۔

ترجمہ: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا اور جرابوں اور جوتوں پر مسح کیا۔ امام ترمذیؒ نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ انتہیٰ۔

یہ حدیث امام ابوداؤدؒ، ابن ماجہؒ اور احمدؒ وغیرہ نے بھی تخریج کی ہے۔ امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو صحیح کہا لیکن محدثِ کبیر عبدالرحمٰن مہدیؒ ابوداؤدؒ امام بخاری کے شیخ امام علی بن المدینی وغیرہ نے ضعیف کہا ہے اور انھوں نے کہا کہ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے موزوں پر مسح کی روایت مروی ہے، نہ کہ جرابوں پر اور اس بات پر حضرت ابوموسیٰ سے بھی روایت ہے اور اس سے کچھ بھی ثابت نہیں ہوتا۔ جیسا کہ مطولات (لمبی کتابوں) میں موجود ہے۔

نوٹ: ناظرین کی سہولت کے لیے ہم نے مولوی شرف الدین صاحب دہلوی غیر مقلد کی عربی عبارت کا ترجمہ بھی کر دیا ہے۔ آگے لکھتے ہیں:

نیز یہ کہ حدیث مذکورہ بلفظ مسح علی الجوربین والنعلین ہے اور واؤ بمعنیٰ مع ہے۔ یعنی جوربین کے ساتھ نعلین پر دونوں پر مسح کیا نہ کہ صرف جوربین پر۔ لہٰذا صرف جوربین پر مسح کا استدلال اس حدیث سے ثابت نہ ہوا اور نہ صرف نعلین پر بھی مسح کرنا لازم ہوگا۔ واللازم باطل

"

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

فالملزوم مثلہ۔ (لازم باطل ہوا تو ملزوم بھی ایسے ہی ہے۔ مرتب)
نیز نیل الاوطار میں بحوالہ قاموس وغیرہ جورب کا معنیٰ خف کبیر لکھا ہے
اور خف چرمی ہوتا ہے۔ اور اگر جورب سوتی، اونی بھی تسلیم کیا جائے کہ ہوتی تھی
یا ہوتی ہے تو پھر اس چیز کا ثبوت ہونا چاہیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
جس جورب پر مسح کیا تھا وہ کس قسم کی تھی؟ ولم یثبت تعیینہ' واذا جاء
الاحتمال بطل الاستدلال۔ (ترجمہ؛ اور اس کی تعیین ثابت نہیں اور جب
احتمال آگیا تو استدلال باطل ہو گیا۔ مرتب) ہاں چند صحابہ رضوان اللہ علیہم سے
مسح علی الجوربین ثابت ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ایسا نہیں کہ اس
میں اجتہاد کو دخل نہ ہوتا۔ گویا حدیث مرفوع ثابت ہو۔ اس میں اجتہاد کو بھی
دخل ہے اور علت منصوصہ نہیں جس سے استدلال صحیح ثابت ہو۔ پھر
صحابہؓ سے علت بھی منقول نہیں کہ کیا ہے؟ نہ ہی روایت صاحب وحی
سے۔ نیز پھر یہ بھی ثابت نہیں کہ صحابہؓ نے صرف جوربین پر مسح کیا یا
مع النعلین پر بلکہ بعض صحابہؓ سے جوربین کے ساتھ ہی نعلین پر ثابت ہے جیسے
حضرت علیؓ اور براء بن عازبؓ اور ابو مسعود انصاریؓ کے جورب کی تعیین بھی ثابت
نہیں کہ کس قسم کی تھیں چرمی یا غیر چرمی۔ پھر یہ مسئلہ نہ قرآن سے ثابت ہوا، نہ
حدیث مرفوع صحیح سے، نہ اجماع نہ قیاس صحیح سے، نہ چند صحابہؓ کے فعل اور
اس کے دلائل سے اور غسل رجلین نص قرآنی سے ثابت ہے۔ لہٰذا خف
چرمی (جس پر مسح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے) کے سوا
جورب پر مسح ثابت نہیں ہوا۔ ہذا واللہ اعلم۔

(ابو سعید شرف الدین دہلوی)

ملاحظہ ہو نیل الاوطار و نصب الرایہ وغیرہ۔ فتاویٰ ثنائیہ صفحہ ۴۴۱-۴۴۲ ج ۱

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بیس رکعات تراویح کا ثبوت

مرتب

پیرجی سید مشتاق علی شاہ

ناشر

پیرجی کتب خانہ ۸ گوبند گڑھ کالج روڈ گوجرانوالہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

حضور ﷺ کا عمل مبارک

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان رسول الله كان يصلي في رمضان عشرين ركعة والوتر. (مصنف ابن ابی شیبة ج۲ ص۳۹۴، مسند عبد بن حمید، معجم بغوی، معجم کبیری، طبرانی بحواله المصابیح از امام جلال الدين سيوطی المتوفی ۹۱۱ھ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ رمضان المبارک میں بیس رکعتیں (تراویح) اور وتر پڑھا کرتے تھے۔

عہدِ صدیقی رضی اللہ عنہ میں نمازِ تراویح

عہدِ صدیقی رضی اللہ عنہ میں لوگ نماز تراویح ضرور پڑھتے تھے، مگر الگ الگ مثلاً چار پانچ آدمی ایک امام کے ساتھ اور چار پانچ دوسرے کے ساتھ اور بعض لوگ انفرادی طور پر اپنی اپنی نماز پڑھتے تھے۔ مستقل طور پر کسی ایک امام کے ساتھ نہیں پڑھتے تھے جیسا کہ آج کل رواج ہے، یہ کہنا کہ عہدِ صدیقی رضی اللہ عنہ میں تراویح سرے سے نہیں پڑھی جاتی تھیں بالکل غلط ہے، جب حضور ﷺ سے پڑھنا ثابت ہے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیسے چھوڑ سکتے تھے۔ اور رسول اکرم ﷺ نے قیام رمضان کو (حدیث سنت لکم قیامه نسائی) سنت فرمایا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سنت کو کیسے ترک کر سکتے تھے، آنحضرت ﷺ نے صرف تین رات پڑھنے کے بعد اس لیے نہیں پڑھائیں تاکہ امت پر فرض نہ ہو جائیں مگر تراویح پڑھنے سے منع نہیں کیا۔

عہدِ فاروقی رضی اللہ عنہ اور عثمانی رضی اللہ عنہ میں نمازِ تراویح

(۱) عن يحيى بن سعيد ان عمر بن الخطاب امر رجلا يصلي بهم عشرين ركعة. (مصنف ابن ابی شیبة ج۲ ص۳۹۳)

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھائے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اس حدیث میں صاف اور واضح طور پر حکم موجود ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو بیس رکعات تراویح پڑھانے کا حکم دیا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ آدمی کون ہے۔ اس سلسلہ میں جب احادیث کی طرف دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کاتب وحی مشہور صحابی تھے۔

(۲)عن عبدالرحمٰن بن عبدالقاری انہ قال خرجت مع عمر بن الخطاب لیلة فی رمضان الی المسجد فاذا الناس اوزاع متفرقون یصلی الرجل لنفسه و یصلی الرجل فیصلی بصلاته الرهط فقال عمر انی اری لو جمعت هؤلاء علی قارئ واحدٍ لکان امثل ثم عزمهم فجمعهم علی ابی بن کعب.

(بخاری ص۱ ص۳۶۹. و مسلم ج۱ ص۲۵۹)

حضرت عبدالرحمٰن بن عبدالقاری سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رمضان شریف کی ایک رات میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف نکلے تو دیکھا کہ لوگ مختلف گروہوں میں بکھرے ہوئے ہیں کوئی اکیلا اپنی نماز پڑھ رہا ہے اور کوئی ایسا تھا کہ ایک گروہ اس کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا خیال ہے، اگر میں ان ایک قاری کے پیچھے اکٹھا کر دوں تو زیادہ بہتر ہوگا، پھر آپ نے ان کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی امامت پر اکٹھا کر دیا۔

(۳)عن الحسن ان عمر بن الخطاب جمع الناس علی ابن کعب فکان یصلی لهم عشرین رکعة. (سنن ابوداؤد ج۱ ص۲۰۲)

حضرت حسن سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ پر جمع کیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعت پڑھائیں۔

(۴)عن ابی بن کعب ان عمر بن الخطاب امره ان یصلی باللیل فی رمضان فصلی بهم عشرین رکعة.

(کنز العمال ج۸ ص۲۶٤ بحواله مسند ابن منیع)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے حکم دیا کہ میں رمضان میں لوگوں کو نماز تراویح بیس رکعت پڑھاؤں۔

(۵)عن حسن عبدالعزیز بن رفیع قال کان ابی بن کعب یصلی بالناس فی رمضان بالمدینة عشرین رکعة ویوتر بثلاث.

(مصنف ابن ابی شیبة ج۲ ص۳۹۳)

حسن بن عبدالعزیز بن رفیع کہتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ میں لوگوں کو رمضان شریف میں بیس رکعات (تراویح) پڑھاتے تھے اور تین وتر بھی۔

(۶) شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں:

فلما جمعهم عمر رضی اللہ عنہ علیٰ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کان یصلی بهم عشرین رکعة. (فتاویٰ ابن تیمیه ج۲۲ ص۲۷۲)

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ پر جمع کیا تو وہ لوگوں کو بیس رکعات (تراویح) پڑھاتے تھے۔

(۷)عن یزید بن خصیفة عن السائب بن یزید قال کانوا یقومون علیٰ عهد عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فی شهر رمضان بعشرین رکعة قال وکانوا یقرؤون باطئین وکانوا یتوکؤن علیٰ عصیهم فی عهد عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ من شدة القیام. (سنن الکبریٰ للبیهقی ج۲ ص۴۹۶)

حضرت یزید بن خصیفہ حضرت سائب بن یزید سے روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں رمضان شریف کے مہینے میں بیس رکعت (تراویح) کے لیے کھڑے ہوتے تھے اور وہ سوسو آیات والی سورتیں پڑھتے تھے اور لاٹھیوں کے سہارا لیتے تھے۔ بہت زیادہ قیام کرنے کی وجہ سے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں۔

(۸)عن یزید بن رومان انه قال کان الناس یقومون فی زمان عمر بن

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

الخطاب رضی اللہ عنہ فی رمضان بثلاث عشرین رکعة.

(سنن الکبریٰ بیهقی ج۲ ص۴۹۶، ومؤطا امام مالك ص۹۸)

یزید بن رومان سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں رمضان شریف میں تیئس رکعات پڑھتے تھے (بیس تراویح اور تین وتر)

(۹) عن محمد بن کعب القرضی کان الناس یصلون فی زمن عمر ابن الخطاب فی رمضان عشرین رکعة ویوترون بثلاث

(قیام اللیل. مروزی ص۹۱)

لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں رمضان المبارک میں بیس رکعت (تراویح) اور تین وتر پڑھتے تھے۔

عہد مرتضوی رضی اللہ عنہ میں

(۱) عن عبد الرحمٰن السلمی رضی اللہ عنہ عن علی رضی اللہ عنہ قال دعا القرّاء فی رمضان فارضهم رجلا یصلی بالناس عشرین رکعة قال وکان علیؓ یوتر بهم. (السنن الکبریٰ للبیهقی ج۲ ص۴۹۶)

عبدالرحمٰن سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رمضان میں قاریوں کو بلایا پھر ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعات (تراویح) پڑھایا کرے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ خود ان کو وتر پڑھاتے تھے۔

(۲) عن ابی الحسناء ان علیًا امر رجلا یصلی بهم فی رمضان عشرین رکعة. (مصنف ابن ابی شیبة ج۲ ص۳۹۳)

ابو الحسناء سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو رمضان شریف میں بیس رکعات (تراویح) پڑھائے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا عمل

مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی بیس رکعت تراویح پڑھاتے تھے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

(۱)عن زید بن وھب قال کان عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ یصلی لنا فی شھر رمضان فینصرف وعلیہ لیلٌ قال الاعمش کان یصلی عشرین رکعة. (قیام اللیل مروزی ص۹۱)

زید بن وہب سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہمیں رمضان شریف میں تراویح پڑھاتے تھے۔امام اعمش فرماتے ہیں کہ بیس رکعتیں پڑھاتے تھے۔

تابعین و تبع تابعین اور دیگر اسلاف کا عمل

(۱)عن شتیر بن شکل وکان من اصحاب علی انه کان یؤمھم فی شھر رمضان بعشرین رکعة ویوتر بثلاث وفی ذٰلك قوة.

(السنن الکبرٰی للبیھقی ج۲ ص۴۹٦، و مصنف ابن ابی شیبة ج۲ ص۳۹۳)

شتیر بن شکل رحمۃ اللہ علیہ تابعی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے تھے۔ وہ لوگوں کو رمضان شریف میں بیس رکعات تراویح پڑھاتے تھے اور تین وتر، امام بیہقی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث قوی ہے۔

(۲) مشہور تابعی حضرت عطاء بن ابی رباح جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے استادِ حدیث تھے اور مکہ مکرمہ میں رہتے تھے۔ وہ بھی بیس رکعت ہی بیان کرتے ہیں۔ حوالہ ملاحظہ کریں:

عن عطاء قال ادرکت الناس وھم یصلون ثلاثة وعشرین رکعة بالوتر. (مصنف ابن ابی شیبة ج۲ ص۳۹۳)

حضرت عطاء فرماتے ہیں کہ میں نے لوگوں (صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ) کو بیس رکعات تراویح اور تین وتر پڑھتے ہی دیکھا ہے۔

(۳)عن نافع بن عمر قال کان ابن ابی ملیکة یصلی بنا فی رمضان عشرین رکعة. (مصنف ابن ابی شیة ج۲ ص۳۹۳)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

حضرت نافع بن عمر (تابعی) سے روایت ہے کہ حضرت ابن ابی ملیکہ ہمیں رمضان میں بیس رکعات (تراویح) پڑھاتے تھے۔

(۴)عن سعید بن عبید ان علی بن ربیعة کان یصلی بهم فی رمضان خمس ترویحات والوتر بثلاث. (مصنف ابن ابی شیبة ج۲ ص۳۹۳)

سعید بن عبید روایت کرتے ہیں کہ علی بن ربیعہ لوگوں کو رمضان شریف میں پانچ ترویحات پڑھاتے تھےاور تین رکعت وتر ادا کرتے تھے۔

(۵)عن ابی الخصیب قال کان یؤمنا سوید بن غفلة فی رمضان فیصلی خمس ترویحات عشرین رکعة.

(السنن الکبریٰ للبیهقی ج۲ ص۴۹۶)

ابوالخصیب کہتے ہیں کہ سوید بن غفلہ ہمیں رمضان شریف میں امامت کرواتے تھے پس وہ پانچ ترویحات پڑھاتے تھے بیس رکعت۔

(۶)امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۲۰۴ھ فرماتے ہیں:

کہ میں نے مکہ میں لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھتے ہوئے پایا۔

(ترمذی مترجم ج۱ص ۳۹۸ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی)

(۷)امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اہل علم کی اکثریت بیس تراویح کے قائل ہے جو حضرت علی، حضرت عمر اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے (یعنی بیس رکعت)

(ترمذی مترجم ج۱ص ۳۹۸ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی)

(۸)امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ شافعی المتوفی ۵۰۵ھ:

اپنی مایہ ناز اور مشہور کتاب احیاء العلوم میں لکھتے ہیں تراویح وہ بیس رکعتیں ہیں ان

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کی کیفیت مشہور ہے اور وہ بھی سنت مؤکدہ میں۔

(احیاء العلوم مترجم ج ۱ص ۳۱۸ ساتویں فصل نماز روزہ کا بیان)

(۹) محبوب سبحانی قطب ربانی، پیران پیر سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ حنبلی المتوفی ۵۶۱ھ غنیۃ الطالبین میں لکھتے ہیں:

کہ تراویح بیس رکعتیں ہیں۔

(غنیۃ الطالبین مترجم ص ۳۰۴، مطبوعہ المکتبۃ الاشرفیہ لاہور)

(۱۰) امام نووی رحمۃ اللہ علیہ شارح مسلم المتوفی ۶۷۶ھ اپنی کتاب الاذکار میں لکھتے ہیں:

اعلم ان الصلوٰة التراويح سنة باتفاق العلماء وهى عشرون ركعة من كل ركعتين. (الاذكار المنتخه من كلام سيد الابرار ص ۱۶۶)

جان لو! بے شک نمازِ تراویح باتفاق علماء سنت ہے اور بیس رکعت ہے دو دو رکعت کے ساتھ۔

(۱۱) شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی المتوفی ۱۱۷۶ھ:

اپنی کتاب حجۃ البالغہ میں لکھتے ہیں کہ ''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیس رکعات تراویح پر اتفاق کیا ہے۔'' (حجۃ البالغہ مترجم ج ۲ص ۱۸)

(۱۲) شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۷۶۸ھ:

اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں کہ ''بیس رکعتوں کا قیام ہی افضل ہے اور یہ وہ عمل ہے جس پر اکثر اہل اسلام عمل پیرا ہیں۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۲۲ص ۲۷۲)

(۱۳) علامہ ابن جوزی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۵۹۷ھ:

اپنی کتاب الوفا فی احوال المصطفیٰ میں لکھتے ہیں '' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک میں بیس رکعت علاوہ وتر کے ادا فرمائیں۔ (الوفا فی احوال المصطفیٰ مترجم باب نماز تراویح کا بیان ص ۸۶)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

(۱۴) شیخ عبدالحق محدث دہلوی المتوفی ۹۹۹ھ:

اپنی کتاب ما ثبت بالسنہ میں لکھتے ہیں کہ ہماری شریعت اسلامیہ میں بیس رکعات تراویح پڑھنا ہی سنت ہے۔ (ما ثبت بالسنہ مترجم ص۲۰۹ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

(۱۵) سلطان الہند شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی:

اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں کہ ”تراویح کی بیس رکعت ہونے پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع ثابت ہے۔“ (فتاویٰ عزیزیہ مترجم ۴۵۲ھ، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

(۱۶) علامہ عبدالرحمٰن الجزیری رحمۃ اللہ علیہ اپنی مایہ ناز کتاب ”کتاب الفقہ علی مذاہب اربعہ“ میں لکھتے ہیں:

”اور اس کی تعداد کا بیس حضرت رکعت عمر رضی اللہ عنہ کے عمل سے واضح ہوتا ہے۔ چنانچہ بالآخر لوگوں کا اجماع اس تعداد پر ہو گیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کی موافقت کی“

نیز لکھتے ہیں: ”اور یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ وتر کے علاوہ تراویح کی بیس رکعتیں ہیں۔

(کتاب الفقہ علی مذاہب اربعہ مترجم ج۱ ص۵۴۲، ۵۴۳ مطبوعہ: محکمہ اوقاف پنجاب، پاکستان)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک سے تقریباً تیرہ صدی تک تمام امت کا عمل بیس رکعت تراویح پر رہا ہے مختصر سا نقشہ پیش خدمت ہے

نام	سن وفات	حوالہ کتب	حوالہ روایت
سوید بن غفلہ شاگرد عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ	۸۰ھ	تقریب ص ۱۰۵	سنن کبریٰ ج ۲ ص ۴۹۶
زید بن وہب رضی اللہ عنہ	۹۶ھ	تقریب ص ۸۶	مختصر قیام اللیل ص ۱۵۷
عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ	۱۰۱ھ	اکمال ص ۲۶	// // //
ابان بن عثمان	۱۰۵ھ	تقریب ص ۱۱۱	// // //
امام التفسیر عطاء بن ابی رباح تلمیذ ابن عباس رضی اللہ عنہما	۱۱۵ھ	اکمال ص ۲۷	// // //
نافع مولیٰ ابن عمر شاگرد ابو رافع، حضرت عائشہ، حضرت ابو ہریرہ	۱۱۷ھ	تقریب	// // // ص ۱۵۸
امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ	۱۵۰ھ	ص ۲۶۰	ترمذی ص ۹۹
امام مالک رحمۃ اللہ علیہ	۱۷۹ھ		ہدایۃ المجتہد ص ۲۱۰
عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ	۱۸۱ھ	اکمال ص ۲۴	ترمذی ص ۹۹
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ	۲۰۴ھ		// // //
امام احمد رحمۃ اللہ علیہ	۲۴۱ھ		ہدایۃ المجتہد ص ۲۱۰
امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ	۴۵۸ھ	سنن الکبریٰ ترجمۃ المؤلف	فتح الملہم ج ۲ ص ۳۲۰
	۴۶۳ھ	ج ۱ ص ۴۶۹	
ابو عمر یوسف بن عبداللہ	۹۵۰ھ		عمدۃ القاری ص ۱۲۷
امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ	۱۰۱۴ھ		کشف الغمہ ج ۱ ص ۱۲۲
ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ			مرقاۃ ج ۳ ص ۱۹۴

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

غیرمقلدین کی سب سے وزنی دلیل اوراس کا جواب

حدثنا محمد بن حمید الرازی ثنا یعقوب بن عبداللہ ثنا عیسیٰ بن جاریة عن جابر رضی اللہ عنہ قال صلی بنا رسول اللہ ﷺ فی شهر رمضان ثمان رکعات والوتر فلما کان من القابلة اجتمعنا فی المسجد ورجونا أن یخرج الینا فلم نزل فیه حتی اصبحنا قال انی کرهت او خشیت ان یکتب علیکم الوتر الخ (قیام اللیل ص ۱۵۵)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے رمضان کی ایک رات میں آٹھ رکعت اور وتر پڑھے۔ پس جب کہ آئندہ رات ہوئی اور ہم جمع ہوئے مسجد میں اور امید کی ہم نے کہ آپ ﷺ ہماری طرف نکلیں گے۔ پس ہم وہیں رہے یہاں تک کہ صبح کی ہم نے۔ فرمایا (رسول اللہ ﷺ نے) کہ میں نے مکروہ سمجھا اور تم پر خوف کیا کہ فرض کیا جائے تم پر وتر۔

جواب:

اس حدیث کی سند میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ تک تین راوی ہیں اور ان تینوں پر محدثین نے جرح کی ہے۔

پہلا راوی محمد بن حمید الرازی ہے۔

اس کے متعلق محدثین کے اقوال ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) یعقوب بن شیبہ نے کہا کہ محمد بن حمید منکر حدیثیں بہت بیان کرنے والا ہے۔

(۲) امام بخاری نے کہا کہ اس کی حدیث میں نظر (اعتراض) ہے۔

(۳) امام نسائی نے کہا کہ یہ ثقہ نہیں۔

(۴) جوزجانی نے کہا کہ مذہب کا گندا ہے اور ثقہ نہیں۔

(۵) صالح بن محمد نے کہا کہ محمد بن حمید سے بڑھ کر کوئی شخص اللہ پر جسارت کرنے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

والا میں نے نہیں دیکھا یہ تو لوگوں کی حدیثیں لے کر انہیں الٹا پلٹا دیتا تھا اور یہ بھی کہا کہ دو شخصوں سے زیادہ کسی اور کو جھوٹ میں حاذق اور ماہر نہیں دیکھا ایک سلیمان شاذ کونی دوسرا محمد بن حمید۔

رے کے مشائخ اور حافظوں میں سے ایک جماعت نے محمد بن حمید کا ذکر چھیڑ دیا تو سب نے اتفاق سے کہا کہ یہ حدیث میں بہت ہی ضعیف ہے اور ایسی بات کہہ جاتا ہے جو سنی تک بھی نہ ہو اور بصرہ و کوفہ والوں کی حدیثیں لے کر باشندگان رے سے بیان کرنے لگتا ہے میں نے ابن خراش کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ہمیں ابن حمید نے حدیث بتائی اور خدا کی قسم وہ جھوٹ بولا کرتا تھا۔

(۶) امام نسائی نے کہا کہ محمد بن حمید کوئی شئی نہیں (تہذیب التہذیب ص ۱۲۷ ج ۹)

(۷) یہی محمد بن حمید وہ راوی ہے جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق معراج روحانی کی موضوع حدیث بیان کرتا ہے۔

اس حدیث کی سند میں دوسرا راوی یعقوب بن عبداللہ قمی ہے۔ جو کہ مشہور شیعہ ہے۔

(۱) امام دارقطنی فرماتے ہیں یعقوب قمی قوی آدمی نہیں۔

(تہذیب التہذیب ص ۳۹۱ ج ۱۱، میزان الاعتدال ص ۳۲۴ ج ۳)

(۲) علامہ ابن کثیر ایک روایت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

وھذا الحدیث منکر جدا وفی اسنادہ ضعیف ویعقوب ھذا ھو القمی وفیه تشیع مثل ھذا لا یقبل تفردہ به

(البدایه والنهایه ص ۳۷۵ ج ۸)

یہ حدیث سخت منکر ہے اس کی سند ضعیف اور یعقوب قمی شیعہ ہے ایسے مسائل میں اس کا تفرد مقبول نہیں۔

اس حدیث کی سند میں تیسرا راوی عیسیٰ بن جاریہ ہے جو اس حدیث کو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے یہ بھی سخت قسم کا ضعیف راوی ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

تہذیب التہذیب ص ۲۰۸ ج ۸، تقریب ص ۲۷۰، میزان الاعتدال ص ۳۱۱ ج ۲ میں اس پر کافی جرحیں موجود ہیں۔ کچھ یہاں پر ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) امام یحییٰ بن معین فرماتے ہیں: اس کے پاس منکر روایات ہوتی تھیں۔

(۲) امام نسائی اس کو منکر الحدیث اور متروک فرماتے ہیں۔

(۳) امام ابوداؤد نے اس کو منکر الحدیث کہا ہے۔

(۴) ابن عدی نے فرمایا کہ اس کی حدیثیں محفوظ نہیں ہے۔

(۵) حافظ ابن حجر عسقلانی نے کہا ہے فیہ لین۔

(۶) ابن معین فرماتے ہیں کہ عیسیٰ بن جاریہ قوی نہیں ہے۔

(۷) ساجی عقیلی نے اس کو ضعفاء میں ذکر کیا ہے۔

یہ چند حضرات ہیں جنہوں نے عیسیٰ بن جاریہ پر جرح کی ہے اور ان کے مقابل صرف ایک ابوزرعہ ہیں۔ جنہوں نے عیسیٰ کو لاباس کہا ہے۔ (اس میں کوئی مضائقہ نہیں) اور دوسرے ابن حبان ہیں جنہوں نے اس کو ثقات میں ذکر کیا ہے اور اصول حدیث کا قاعدہ ہے کہ جرح مفسر تعدیل پر مقدم ہوتی ہے۔ لہٰذا عیسیٰ مجروح قرار پائے گا۔ بالخصوص جب کہ عیسیٰ پر جو جرحیں کی گئی ہیں وہ سخت ہیں۔ چنانچہ امام نسائی و ابوداؤد نے اس کو منکر الحدیث لکھا ہے۔ اور مولانا عبدالرحمٰن صاحب مبارک پوری اہل حدیث نے ''ابکار المنن'' میں سخاوی کے حوالہ سے بغیر ردوکد کے یہ لکھا ہے۔

منکر الحدیث وصف فی الرجل یستحق به الترک لحدیثه.

(ابکار المنن ص ۱۹۱)

یعنی منکر الحدیث ہونا آدمی کا ایسا وصف ہے کہ وہ اس کی وجہ سے اس بات کا مستحق ہو جاتا ہے کہ اس کی حدیث ترک کردی جائے اس سے حجت نہ پکڑی جائے اور قبول نہ کی جائے۔ اس لیے عیسیٰ کی یہ روایت قابل قبول نہیں۔ بالخصوص جب کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کرنے میں عیسیٰ متفرد ہے۔ دوسرا کوئی اس کو مؤید و متابع موجود نہیں ہے۔ اور نہ کسی دوسرے صحابی کی حدیث اس کی شاہد ہے۔ جابر رضی اللہ عنہ سے متفرد ہونے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کی یہ دلیل ہے کہ امام طبرانی نے عیسیٰ کی روایت نقل کرنے کے بعد لکھا ہے

لا یروی عن جابر بن عبداللہ الا بھذا الاسناد

یعنی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بجز اس سند کے کسی دوسری سند سے یہ حدیث مروی نہیں ہے۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ تہجد، تراویح، وتر یہ تینوں نمازیں ایک ہیں صرف نام مختلف ہیں۔ جب کہ اہل سنت والجماعت کہتے ہیں کہ یہ تینوں نمازیں الگ الگ ہیں۔

ہم یہاں پر تہجد اور تراویح کا الگ الگ ہونا ثابت کرتے ہیں

نماز تراویح اور نماز تہجد دو جدا جدا نمازیں ہیں

دلیل نمبرا:

از حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری (غیر مقلد) آپ سے سوال کیا گیا کہ ''نماز تراویح اور تہجد ایک نماز ہے یا علیحدہ علیحدہ؟'' آپ نے جواب میں فرمایا:

الجواب:

''نماز تہجد تو سارے سال میں ہوتی ہے اور تراویح خاص رمضان میں۔''

(فتاوی ثنائیہ ج ۱ ص ۶۵۶)

دلیل نمبر۲:

پھر سوال ہوا کہ ''جو شخص رمضان المبارک میں عشاء کے وقت نماز تراویح پڑھ لے وہ پھر آخر رات میں تہجد پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟''

الجواب:

پڑھ سکتا ہے تہجد کا وقت بھی صبح سے پہلے کا ہے۔ اول شب میں تہجد نہیں ہوتی۔

(فتاوی ثنائیہ ج ۱ ص ۲۸۲)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

دلیل نمبر۳:

پھر سوال ہوا کہ: ''رمضان المبارک میں تراویح اور تہجد دونوں ہیں یا تہجد کے بدل تراویح ہے؟''

الجواب:

''اگر تراویح پہلے وقت میں پڑھے تو صرف تراویح ہے۔ پچھلے پہر تو تہجد کے قائم مقام ہو جاتی ہے۔'' (فتاویٰ ثنائیہ ج ا ص ۶۵۴)

دلیل نمبر۴:

تہجد کی مشروعیت قرآن مجید سے ہے اور تراویح کی حدیث شریف سے۔

دلیل نمبر۵:

تہجد پہلے فرض تھی بعد میں نفل ہوگئی اور تراویح کبھی فرض نہیں ہوئی۔

دلیل نمبر۶:

نماز تراویح کے لیے جماعت سنت ہے اور تہجد کے لیے نہیں۔

دلیل نمبر۷:

تراویح میں ایک دفعہ کلام پاک ختم کرنا سنت صحابہ رضی اللہ عنہم ہے اور تہجد میں قرأت قرآن کی کوئی مقدار متعین نہیں۔

دلیل نمبر۸:

تراویح کے بعد وتر با جماعت پڑھنے امت کا متواتر عمل ہے اور تہجد کے بعد وتر جماعت ادا کرنا معمول و مشروع نہیں۔

دلیل نمبر۹:

تہجد کی نماز کے دوران حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی سو جایا کرتے تھے دوبارہ جاگنے پر بقایا نمازِ تہجد ادا فرماتے تھے اور تراویح کی نماز کے دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سو جانا

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ثابت نہیں۔

دلیل نمبر۱۰:

نماز تہجد سارا سال پڑھی جاتی ہے اور نماز تراویح صرف رمضان المبارک میں۔

فائدہ:

جو لوگ تہجد اور تراویح کو ایک نماز کہتے ہیں وہ درحقیقت نماز تراویح کو نہیں مانتے اور نماز تراویح کے منکر ہیں اگر کسی صاحبِ علم میں جرأت ہے تو حضرت ﷺ کا ایک حکم دکھلائیں کہ جس میں حضرت نے فرمایا ہو کہ تراویح اور تہجد دونوں ایک نماز میں دو الگ نمازیں نہیں۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

فرض نماز

کے بعد دعا کا ثبوت

مرتب

پیر جی سید مشتاق علی شاہ

پیر جی کتب خانہ
محلہ گوبند گڑھ گلی نمبر 8 مکان نمبر C/36 کالج روڈ گوجرانوالہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

جملہ حقوق بحق ناشر و مرتب محفوظ ہیں

نام کتاب ———— فرض نماز کے بعد دعا کا ثبوت

مرتب ———— سید مشتاق علی شاہ

کمپوزنگ و ڈیزائننگ ———— ایمان گرافکس گوجرانوالہ

صفحات ———— 16/-

تعداد ———— 500/-

تاریخ طبع اول ———— مئی 2011ء

قیمت ———— 30/-

ملنے کے پتے

① .... پیر جی کتب خانہ، ۸ گوبند گڑھ گوجرانوالہ

② .... مکتبہ الفرقان، اردو بازار گوجرانوالہ

③ .... والی کتاب گھر، اردو بازار گوجرانوالہ

④ .... مکتبہ قاسمیہ، اردو بازار لاہور

⑤ .... کتب خانہ مجیدیہ، ملتان

⑥ .... مکتبہ رشیدیہ، نزد مقدس مسجد اردو بازار کراچی

⑦ .... کتب خانہ رشیدیہ، راجہ بازار راولپنڈی

⑧ .... مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ کوئٹہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعض لوگ نماز کے بعد دعا مانگنے کا انکار کرتے ہیں جب کہ قرآن وحدیث سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنی چاہیے دلائل ملاحظہ فرمائیں:

نماز کے بعد دعا مانگنے کا قرآن مجید سے حکم

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے

﴿فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ﴾ (پارہ نمبر:۳۰،سورۃ:انشراح،آیت نمبر:۷)

''تو جب تم نماز سے فارغ ہو تو دعا میں محنت کر''

اس آیت کی تفسیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے:

①...... اخرج ابن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابن مردویۃ عن طرق ابن عباس فی قولہ فاذا فرغت فانصب الآیۃ قال اذا فرغت من الصلٰوۃ فانصب فی الدعاء واسال اللہ وارغب الیہ.

(تفسیر درمنثور جلد نمبر ۶ ص ۳۶۵ مطبوعہ بیروت۔ تفسیر سراج المنیر ج ۴ ص ۵۵۶۔ تفسیر ابن عباس ص ۳۹۱)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا جب تم نماز سے فارغ ہو جاؤ تو خشوع وخضوع کے ساتھ دعا مانگو اور اللہ کریم سے سوال کرو اور اس کی طرف راغب ہو جاؤ۔''

②......ویقال اذا فرغت من الصلٰوۃ المکتوبۃ فانصب فی الدعاء.

(تفسیر ابن عباس علی ہامش درمنثور جلد نمبر ۶ ص ۳۲۱)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب تم فرض نماز سے فارغ ہو جاؤ تو دعا مانگنے میں مشقت کرو۔ (یعنی خشوع وخضوع کے ساتھ دعا مانگو)''

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اس آیت کی تفسیر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے:

واخرج ابن ابی الدنیا فی الذکر عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فاذا فرغت من الصلوٰۃ فانصب الی الدعاء والی ربك فارغب فی المسئلة.

(تفسیر درمنثور ج ۶، ص ۳۶۵۔ تفسیر سراج المنیر ج ۴ ص ۵۵۶)

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ جب تم نماز سے فارغ ہو جاؤ تو خشوع وخضوع کے ساتھ دعا مانگو اور اپنے رب کی طرف سوال کرنے کے لیے راغب ہو جاؤ۔"

اس آیت کی تفسیر حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے:

① ...... واخرج عبدالرزاق و عبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر عن قتادة فاذا فرغت فانصب قال اذا فرغت من صلوٰتك فانصب فی الدعاء.

(درمنثور ج ۶ ص ۳۶۵، روح البیان جز ۳۰ ص ۴۶۴، خازن جلد ۴ ص ۲۹۰، تفسیر نسفی ص ۳۹۰، قیام اللیل ص ۳۰ یہ حدیث کی مشہور کتاب ہے)

"حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ جب تم اپنی نماز سے فارغ ہو جاؤ تو خشوع وخضوع کے ساتھ دعا مانگو۔"

② ...... وعن قتادة امرہ اذا فرغ من صلوٰته ان یبالغ فی دعائه.

(قیام اللیل از علامہ محمد بن نصر مروزی ص ۳۰، درمنثور جلد ۶ ص ۳۶۵)

"حضرت قتادہ سے ہی روایت ہے کہ جب تم نماز سے فارغ ہو جاؤ تو بہت زیادہ دعا مانگو"

تفسیر جلالین وتفسیر بیضاوی کا حوالہ:

فاذا فرغت من الصلوٰۃ فانصب. اتعبْ فی الدعاء.

(تفسیر جلالین ص ۵۰۲۔ تفسیر بیضاوی ص ۸۰۳ مطبوعہ بیروت)

"اور جب نماز سے فارغ ہو جاؤ تو دعا مانگنے میں کوشش کرو۔"

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اس آیت کی تفسیر حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے:

واخرج عبد بن حمید و ابن نعر من الضحاك فاذا فرغت قال من الصلٰوة المكتوبة والی ربك فارغب فی المسئلة والدعاء.

(تفسیر درمنثور جلد ۶ ص ۳۶۵، تفسیر روح البیان جز ۳۰ ص ۴۶۴۔ قیام اللیل از علامہ محمد بن نصر المروزی ص ۳۰)

"حضرت ضحاک نے فرمایا کہ جب تم فرض نماز سے فارغ ہو جاؤ تو دعا اور سوال کے لیے اپنے رب کی طرف راغب ہو جاؤ۔"

فرض نماز کے بعد دعا مانگنے کا احادیث سے ثبوت

پہلی حدیث:

عن ابن امامة باهلی رضی الله عنه قال قيل رسول الله صلى الله عليه وسلم ای الدعاء اسمع قال جوف الليل الأخر ودبر الصلوات المكتوبات. (ترمذی ج ۲ ص ۱۸۷۔ کنز العمال فی سنن اقوال وافعال ج ۲ ص ۱۱۴)

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رات کے آخری حصہ میں اور فرض نمازوں کے بعد مانگی ہوئی دعا۔

دوسری حدیث:

عن العرباض (بن ساریه) من صلی فریضة فله دعوة مستجابة ومن ختم القرآن فله دعوة مستجابة. (کنز العمال جلد ۲ ص ۱۰۰)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے فرض نماز پڑھی تو اس کے لیے بعد میں ایک قبول ہونے والی دعا ہے اور جس نے ختم قرآن کیا اس کے لیے بھی ایک دعا مستجاب ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

تیسری حدیث:

اذا فرغ احدکم من صلوته فلیدع.

(کنز العمال جلد۲ص ۱۰۱ بحوالہ بیہقی بروایت حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

تم میں سے جب کوئی نماز سے فارغ ہو تو دعا مانگے۔

چوتھی حدیث:

اذا صلیتم الصبح فافرغوا الی الدعاء. الحدیث ابن عساکر بروایت حضرت علی رضی اللہ عنہ (کنز العمال جلد۲ص ۱۰۰)

جب تم صبح کی نماز پڑھ لو تو دعا مانگنے کی طرف کوشش کرو۔ اور حوائج کی طلب میں صبح صبح لگ جاؤ۔ اے اللہ میری امت کو صبح کے وقت میں برکت عطا فرما۔

پانچویں حدیث:

عن معاذ بن جبل عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا معاذ واللہ انی لاحبك اوصیك یا معاذ لا تدعن فی دبر کل صلوٰۃ ان تقول اللهم اعنی علی ذکرك وشکرك وحسن عباذتك.

(نسائی ج ۱ ص ۱۶۲، کنز العمال جلد۲ص ۱۶۸، ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۱۳۔ مستدرک امام حاکم جلد۲ص ۲۷۳۔ مختصر فتاویٰ ابن تیمیہ ص ۸۷۔ صحیح ابن خزیمہ جلد ۱ ص ۳۶۹۔ الادب المفرد امام بخاری ص ۱۷۸)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے معاذ خدا کی قسم میں تم سے محبت کرتا ہوں اور میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ ہر نماز کے بعد اس دعا کو کبھی نہ چھوڑنا الخ...... الحدیث۔

چھٹی حدیث:

من دعا بھولاء الدعوات فی دبر کل صلوٰۃ مکتوبۃ حلت له شفاعة منی یوم القیامة. (طبرانی کنز العمال جلد دوم ص ۱۳۴)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے ان دعاؤں میں سے کوئی دعا ہر نماز کے بعد مانگی اس کے لیے قیامت کے دن میری شفاعت حلال ہوگئی۔

ساتویں حدیث:

من كانت له الى الله حاجة فليدع بها دبر صلوٰة المفروضة.

(ابن عساکر عن ابی موسیٰ کنز العمال جلد دوم ص ۱۰۹)

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی حاجت ہو تو وہ دعا مانگے فرض نماز کے بعد۔

آٹھویں حدیث:

من توضأ فاحسن الوضوء ثم صلى ركعتين فدعا ربه كانت له دعوة مستجابة معجلة او مؤخرة. (طبرانی۔ ابن النجار۔ کنز العمال جلد دوم ص ۱۰۹)

جس شخص نے اچھے طریقے سے وضو کیا اور بعد میں دو رکعت نماز پڑھی پس اس شخص کے لیے قبولیت والی دعا ہے جلدی قبول ہو یا دیر سے۔

نویں حدیث:

عن مغيرة بن شعبة ان النبى صلى الله عليه وسلم كان يدعوا دبر كل صلوٰة ثلاثًا. (تاریخ الکبیر امام بخاری ج ۳ ص ۸۰)

حضرت مغیرہ بن شعبہ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ ہر نماز کے بعد دعا مانگا کرتے تھے۔

دسویں حدیث:

عن ابن عباس رضى الله عنهما ان النبى صلى الله عليه وسلم الفجر ثم اقبل على قوم فقال اللهم بارك لنا فى مدينتنا و بارك لنا فى مدنا و صاعنا.

(طبرانی کبیر بحوالہ معارف السنن ج ۳ ص ۱۲۳)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز پڑھی۔ پھر قوم کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے اللہ ہمارے شہر میں، ہمارے مد میں، ہمارے صاع

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

میں (مد اور صاع ناپنے اور تولنے کے پیمانے ہیں) برکت فرما۔

دعا میں ہاتھ اٹھانا

پہلی حدیث:

عن السائب بن یزید عن ابیه قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا دعا رفع یدیه. (ابوداؤد ج ا ص ۲۰۹)

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی دعا مانگتے تو ہاتھ اٹھاتے تھے۔

دوسری حدیث:

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا سألتم الله فی سئلوه ببطون اکفکم ولا تسئلوه بظهورها وامسحوا بها وجوهکم.

(ابن ماجہ ص ۲۸۴۔ طبرانی۔ کنز العمال ج ۲ ص ۸۵۔ سنن الکبریٰ ج ۲ ص ۲۱۲۔ ابوداؤد ج ا ص ۲۰۹۔ مستدرک حاکم ج ا ص ۵۳۶)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بھی تم اللہ سے سوال کرو تو ہاتھوں کی ہتھیلیوں سے کرو الٹے ہاتھوں سے نہ کرو اور بعد میں ان کو منہ پر پھیر لو۔

تیسری حدیث:

عن ولید بن عبدالله بن ابی مغیث قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فاسئلوه ببطون اکفکم ثم لا تردوها حتی تمسحوا بها وجوهکم فان الله جاعل فیها برکة. (کنز العمال ج ۲ ص ۸۴)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم اللہ تعالیٰ کے حضور سوال کرو تو ہتھیلیوں کے اندر کی طرف سے کرو اور چہرے پر پھیرنے سے پہلے ان کو نہ ہٹاؤ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں برکت رکھی ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

چوتھی حدیث:

عن سلیمان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما رفع قوم اکفھم الی اللہ تعالٰی یسألونہ شیئًا الا کان حقا علی اللہ ان یضع فی ایدیھم الذی سالوا۔ (طبرانی کنز العمال ج۲ص۶۶۔ مجمع الزوائد ج۱ص۱۶۹)

حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی قوم اللہ تعالٰی سے کسی شے کا سوال کرنے کے لیے ہاتھ اٹھاتی ہے تو اللہ تعالٰی ضرور وہ چیز ان کے ہاتھ میں رکھ دیتا ہے جس کا وہ سوال کرتے ہیں۔

پانچویں حدیث:

عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ربکم رحیم حی کریم یستحیی من عبدہ ان یرفع الیہ یدیہ ثم لا یضع فیھا خیرا۔

(مستدرک حاکم۔ کنز العمال ج۲ص۶۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ رحیم اور حی وکریم ہے وہ حیا کرتا ہے کہ اس کا بندہ اس کے سامنے ہاتھ اٹھائے اور وہ اس کو خیر نہ عطا کرے۔

چھٹی حدیث:

عن سلمان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ حی کریم یستحیی ان یبسط العبد یدیہ الیہ فیردھما صفرا۔

(کنز العمال ج۲ص۶۴۔ ابوداؤد ج۱ص۲۰۹۔ ابن ماجہ ص۲۸۴۔ مسند امام احمد ومستدرک حاکم۔ سنن الکبریٰ ج۲ص۲۱۱۔ مشکوٰۃ ۹۵)

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالٰی حی و کریم ہے حیا فرماتے ہیں اس چیز سے کہ اس کا بندہ اس کی طرف ہاتھ پھیلائے تو وہ اس کو خالی رد کردے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ساتویں حدیث:

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم المسئلة ان ترفع یدیه حذو منکبیه. (کنز العمال ج ۲ ص ۸۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دعا کرنا یہ ہے کہ تو اپنے ہاتھ اٹھائے کندھوں تک۔ (ابوداؤد ج ۱ ص ۲۰۹۔ مشکوٰۃ ص ۱۹۶)

آٹھویں حدیث:

عن عمر قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا دعا رفع یدیه واذا فرغ ردهما علی وجهه. (مستدرک کنز العمال جلد ۲ ص ۶۱۵)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا فرماتے تو ہاتھ اٹھاتے اور جب دعا سے فارغ ہوتے تو اپنے چہرہ اقدس پر پھیرتے۔

(ترمذی ص ۱۷۶ ج ۲۔ مشکوٰۃ ص ۱۹۵)

نویں حدیث:

عن عکرمة قال قال ابن عباس الدعا هکذا ووضع یدیه تحت لحیته

(مصنف عبدالرزاق کنز العمال جلد ۲ ص ۶۲۰)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ دعا اس طرح ہے اور اپنے ہاتھوں کو داڑھی کے نیچے تک اٹھایا۔ (مشکوٰۃ ص ۱۹۶)

دسویں حدیث:

عن الزهری قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یرفع یدیه عند صدوره فی الدعاء ثم یمسح بهما وجهه.

(مصنف عبدالرزاق کنز العمال جلد ۲ ص ۶۲۲)

حضرت امام زہری فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا میں سینہ مبارکہ تک ہاتھ اٹھاتے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

تھے بعد میں چہرے پر پھیرتے تھے۔

نماز کے بعد دعا میں ہاتھ اٹھانا

نماز کے بعد دعا میں ہاتھ اٹھانا اس پر نبی اکرم ﷺ نے خود بھی عمل کیا ہے اور اس کا حکم بھی دیا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔

پہلی حدیث:

قال ابن ابی حاتم حدثنا ابو معمر المقری حدثنا عبدالوارث حدثنا علی بن زید عن سعید بن المسیب عن ابی هریرة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم رفع یدیه بعد ما سلم وهو مستقبل القبلة فقال اللهم خلص الولید بن الولید الخ

(تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۵۴۲ تفسیر سورۃ النساء آیت نمبر ۹۸ تحفۃ الاحوذی شرح جامع ترمذی ج ۱ ص ۲۴۵۔ فتاویٰ نذیریہ ج ص مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی غیر مقلد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے نماز سے سلام پھیرنے کے بعد ہاتھ اٹھائے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے کہا اللہم الخ (آگے پوری دعا مذکور ہے)

دوسری حدیث:

عن محمد بن ابی یحیٰی الاسلمی قال رایت عبدالله بن الزبیر ورای رجلا رافعًا یدیه قبل ان یفرغ من صلوٰته فلما فرغ منها قال ان رسول الله صلی الله علیه وسلم لم یکن یرفع یدیه حتی یفرغ من صلوٰته قال رجاله ثقات قلت وذکره الحافظ الهیثمی فی مجمع الزوائد وقال رواة الطبرانی وترجم له فقال محمد بن یحیی الاسلمی عن عبدالله بن الزبیر ورجاله ثقات انتهٰی

(فیض الدعاء فی احادیث رفع الیدین فی الدعاء بحوالہ تحفۃ الاحوذی ج ۱ ص ۲۴۵ از

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

عبدالرحمٰن مبارک پوری غیر مقلد۔ مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۶۹۔ طبرانی کبیر ج ۱۳، ۱۴، ص ۹۲ حدیث نمبر ۳۲۴۔ جامع المسانید والفتن ج ۲ ص ۵۲۶)

حضرت محمد بن یحییٰ اسلمی سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ انہوں نے ایک آدمی کو دیکھا جو کہ نماز میں فارغ ہونے سے پہلے ہاتھ اٹھا کر دعا کر رہا تھا جب وہ شخص نماز سے فارغ ہوا تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہونے تک ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے (یعنی دعا کے لیے نماز کے بعد ہاتھ اٹھاتے تھے۔)

علامہ سیوطی نے فرمایا کہ اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ میں (مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری) کہتا ہوں کہ اس حدیث کو حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے مجمع الزوائد میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کو روایت کیا طبرانی نے اور کہا کہ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

تیسری حدیث:

عن انس بن مالك رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال ما من عبد بسط كفیه فی دبر كل صلوٰة ثم یقول اللهم الهی واله ابراهیم واسحاق ویعقوب واله جبریل ومیكائیل واسرافیل علیهم السلام اسالك ان تستجیب دعوتی فانی مضطر وطرد تعصمنی فی دینی فانی مبتلی وتنالنی برحمتك فانی مذنبٌ وتنفی عنی الفقر فانی متمسكن الا كان حقا علی الله عز وجل لا یرد یدیه خائبتین.

(عمل الیوم واللیلۃ ص ۴۹، ابو شیخ والدیلمی۔ ابن عساکر وابن نجار کنز العمال ج ۱ ص ۱۳۴)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو کہ ہر نماز کے بعد ہاتھ پھیلا کر یہ دعا مانگے۔ مگر اللہ تعالیٰ اپنے پر لازم کر لیتا ہے کہ اس کے ہاتھوں کو خالی اور محروم واپس نہ لوٹائے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

چوتھی حدیث:

اسود العامری عن ابیه قال صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم الفجر فلما سلم انحرف ورفع یدیه ودعا.

(ابن ابی شیبہ بحوالہ فتاویٰ نذیریہ ج ۱ ص ۵٦٦۔ تحفۃ الاحوذی ج ۱ ص ۲۴٦ از مبارک پوری غیر مقلد)

حضرت اسود عامری اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ فجر کی نماز ادا کی۔ جب نبی اکرم ﷺ نے سلام پھیرا تو آپ پلٹے اور ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔ (البلاغ المبین ص ۲٦۰۔ صلوٰۃ الرسول ص ۲٦۷)

پانچویں حدیث:

عن فضل بن عباس رضی اللہ عنهما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم الصلوٰة مثنیٰ مثنیٰ تشهد فی کل رکعتین و تخشع وتضرع تمسکن ثم تقنع یدیك یقول ترفعهما الی ربك مستبقلا ببطونها وتقول یارب یا رب ومن لم یفعل ذٰلك فهو کذا و کذا وفی روایة فهو خداج .

(سنن الکبریٰ ج ۲ ص ۴۸۷۔ جمع الفوائد ج ۱ ص ۱۲۹۔ ترمذی ج ۱ ص ۸۷۔ مشکوٰۃ ص ۷۷۔ قیام اللیل از مروزی ص ۸۸۔ تحفۃ الاحوذی ج ۱ ص ۲۹۹)

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا نماز دو دو رکعت ہے ہر دو رکعت پر تشہد ہے اور خشوع وخضوع اور عاجزی ہے اور بعد (سلام کے) دونوں ہاتھ اپنے رب کی طرف اٹھا اور ہتھیلیاں چہرے کے برابر رکھ کر عرض کر اے میرے رب جو ایسا نہ کرے تو وہ نماز ایسی ہے۔ اور ایک روایت میں ملتا ہے کہ ناقص ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں۔

ومن لم یفعل ذلك وکسیکه نکند این مذکور رایا دعا را فهو کذا پس نما آں کس چنیں و چنیں است

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ترجمہ: اور جس نے نہ کیا ایسے یعنی یہ جو چیزیں مذکور ہوئیں یا جس نے بعد میں دعا نہ مانگی تو اس کی ایسی ہے یعنی نقصان والی ہے۔

چھٹی حدیث:

عن ابن ابی وداعة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم صلٰوة اللیل مثنی مثنی تشهد فی کل رکعتین تبأس وتمسکن وتقنع وتقول اللهم اغفرلی فمن لم یفعل ذالك فهی خداج. (ابن ماجہ ج ۱ ص ۹۵)

حضرت ابن ابی وداعہ نے فرمایا کہ رات کی نماز دو دو رکعت ہے اور ہر دو رکعت پر التحیات عاجزی اور تذلل ہے اور بعد میں ہاتھ اٹھا کر کہے اے اللہ مجھے بخش دے اگر ایسا نہ کیا تو وہ نماز ناقص ہے۔

ساتویں حدیث:

عن المطلب عن النبی صلی الله علیه وسلم قال الصلٰوة مثنی مثنی ان تشهد فی کل رکعتین ان تباس وتمسکن وتقنع بیدیك وتقول اللهم اللهم فمن یفعل ذالك فهی خداج.

(ابوداؤد شریف ج ۱ ص ۱۸۳۔ قیام اللیل مروزی ص ۸۷۔ جامع صغیر ج ۲ ص ۴۷)

حضرت مطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ نماز دو دو رکعت ہے یہ کہ ہر دو رکعت پر التحیات سے خشوع وخضوع وتذلل وزاری ہے۔ اور یہ کہ تو سلام کے بعد ہاتھ اٹھائے اور کہے اے میرے اللہ اے میرے اللہ پس جس نے ایسا نہ کیا تو وہ نماز ناقص ہے۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ:

واما رفع الیدین فی الدعاء فقد جاء فیه احادیث کثیرة صحیحة.

(مختصر فتاویٰ ابن تیمیہ ص ۸۸)

اور دعا میں ہاتھ اٹھانا اس میں بہت سی صحیح احادیث آئی ہیں۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ:

او منه ماتوا تر معناه کاحادیث رفع الیدین فی الدعاء فقد ورد عنه صلی الله علیه وسلم ومائة حدیث فیه رفع یدیه فی الدعاء. (تدریب الراوی ج۲ص۱۸۰)

اور انہی متواتر احادیث میں سے وہ احادیث ہیں جو تواتر معنوی سے ثابت ہیں جیسے دعا ہاتھ اٹھانے والی احادیث پس تحقیق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سو حدیث وارد ہے جس میں یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا میں ہاتھ اٹھائے۔

اجتماعی دعا مانگنا

اجتماعی طور پر دعا مانگنا اس طرح کہ ایک آدمی دعا مانگے تو دوسرے آدمی آمین کہیں یہ بھی دعا کی قبولیت کے آداب میں سے ہے اس پر قرآن وحدیث کے دلائل

قرآن حکیم میں ہے:

قَدْ أُجِيبَت دَّعْوَتُكُمَا "تم دونوں کی دعا قبول ہوئی" (یونس:۸۹)

اس آیت میں دعا کی نسبت حضرت موسیٰ وحضرت ہارون علیہما السلام کی طرف کی گئی ہے۔ حالانکہ دعا صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مانگی تھی اور حضرت ہارون علیہ السلام نے اس دعا پر آمین کہی تھی تو خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ تم دونوں کی دعا قبول ہوئی۔

(تفسیر در منثور ج۳ص۳۱۴۔ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ج۶ص۵۳۔ تفسیر بیضاوی ص۲۸۶۔ تفسیر خازن ج۶ص۳۶۹۔ تفسیر نسفی ج۶ص۳۲۹۔ تفسیر ابن کثیر ج۱ص۳۲۔ تفسیر روح المعانی ج۶ص۱۷۳)

تو اس آیت سے معلوم ہوا کہ ایک شخص دعا مانگے اور دوسرا آمین کہے۔

احادیث سے ثبوت

پہلی حدیث:

عن حبیب بن سلمة الفهری قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

یجتمع ملا فیدعوا بعضهم ویؤمن بعضهم الا اجابهم الله.

(مستدرک حاکم ج ۳ ص ۳۴۷ حدیث نمبر ۵۴۷۸۔ طبرانی فی الکبیر ج ۴ ص ۲۱، ۲۲۔ بیہقی۔ کنز العمال ج ۲ ص ۱۰۷ تحفۃ الذاکرین ص ۴۹۔ مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۷۰)

حضرت حبیب بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (جو کہ مستجاب الدعوات تھے) کہ آپ نے کہا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی گروہ نہیں جمع ہوتا کہ ان میں سے بعض دعا کریں اور بعض آمین کہیں مگر اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول کرتا ہے۔

دوسری حدیث:

حضرت علاء حضرمی رضی اللہ عنہ نے بحرین میں مرتدین کے خلاف جہاد کیا جب وہاں پہنچے تو صبح کی نماز پڑھی اور دوزانو ہو کر تمام لوگوں نے اجتماعی دعا کی۔ ملاحظہ ہو:

ونودی بصلوٰۃ الصبح حتی طلع الفجر فصلی بالناس فلما قضی الصلوٰۃ جثا علی رکبته وجثا الناس ونصب فی الدعاء و رفع یدیه وفعل الناس مثله حتی طلعت الشمس وجعل الناس ینظرون الی سراب الشمس یلع مرة بعد اخریٰ وهو یجتهد فی الدعاء. (البدایہ والنہایہ ج ۶ ص ۳۳۲)

صبح کی نماز کے لیے اذان دی جب طلوع فجر ہوا۔ پھر لوگوں نے نماز پڑھی جب نماز سے فارغ ہوئے تو گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور دیگر لوگ بھی گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور دعا میں لگے اور ہاتھ اٹھائے اور اسی طرح لوگوں نے بھی (اجتماعی دعا) شروع کی۔ یہاں تک کہ سورج طلوع ہوا اور لوگ سورج کی کرنوں کے چمکنے کا انتظار کرنے لگے۔ یکے بعد دیگرے اور حضرت علاء رضی اللہ عنہ دعا میں لگے رہے۔

اس روایت سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ نماز فجر کے بعد حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت علاء رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر اجتماعی دعا کی ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اس مجموعہ میں مندرجہ ذیل 10 رسائل جمع کیے گئے ہیں

پیرجی کُتب خانہ

محلہ گوبندھ گڑھ گلی نمبر 8 مکان نمبر C/36 کالج روڈ گوجرانوالہ 0333-8182910

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1